المحاسن

مصنفہ مولوی خان بہادر مولانا سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی
بلگرامی رئیس کواتھ ضلع شاہ آباد آرہ





المحاسن

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن و الاضداد للادیب الاریب جاحظ عثمانی

(مطبوعہ مطبع سعادت قریب دیوان محافظت ـ مصر)

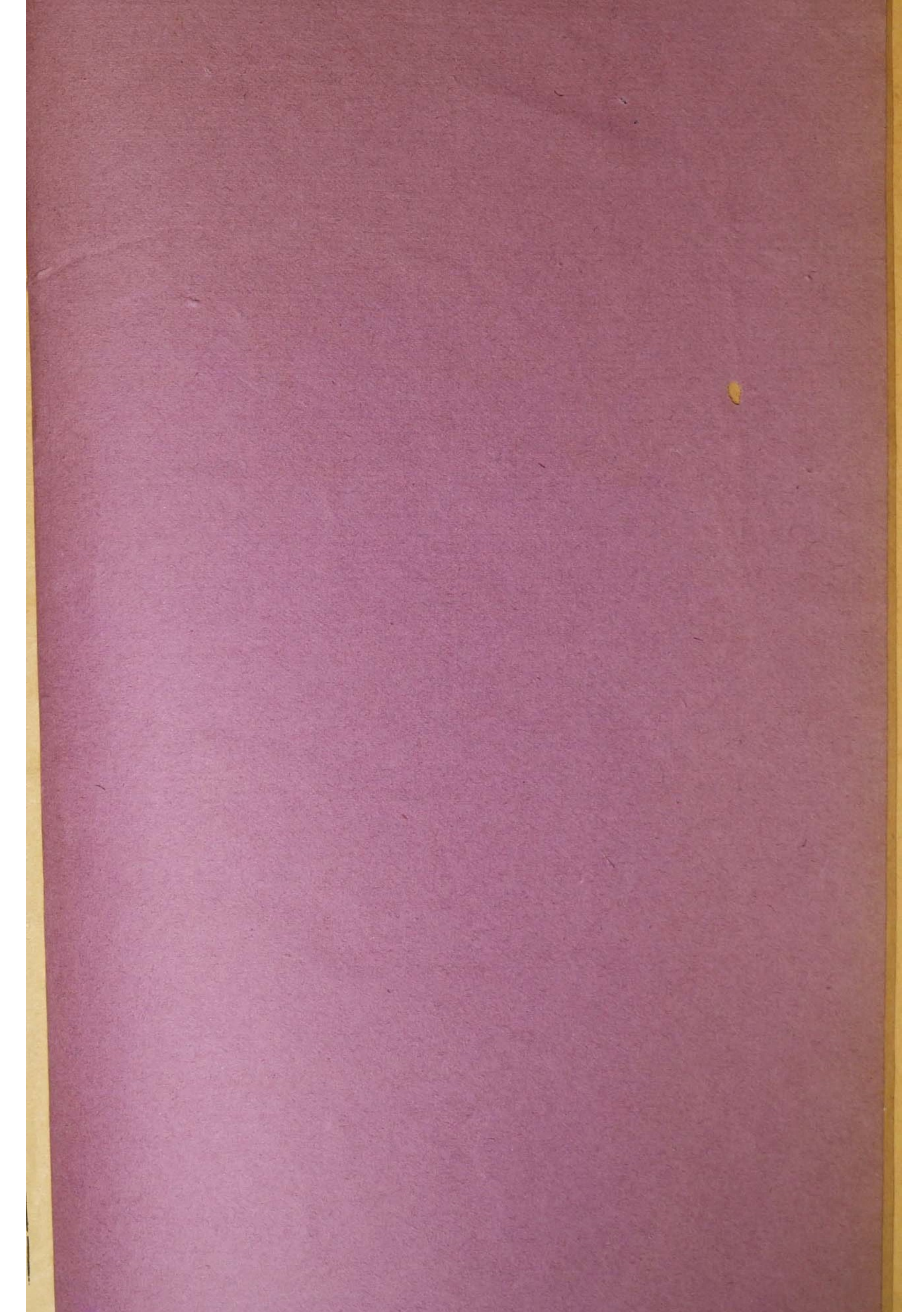
دربیان مکالمت و مفاخرت و ترجیح و تفضیل بنی ہاشم علی بنی امیہ

(مترجمہ و مرتبہ)

خان بہادر سید اولاد حیدر فوق "بلگرامی"

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹیٹ لکھنؤ طبع گردید



فہرست مضامین المحاسن باب المفاخرت

اللہ اکبر

باب المفاخرت

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب المتعال والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ خیر آل

سال گذشتہ فیض آباد کی سالانہ مجالس تبلیغی کی شرکت سے شرف اندوز ہوا۔ قوم و ملت کے مشہور و معروف علمائے دین۔ واعظین اور ذاکرین نزدیک و دور سے تشریف لائے تھے۔ قابلیت۔ جامعیت اور علم و واقفیت کا کامل مجمع تھا۔ مجلسین بھی کامیاب رہین اور سامعین بھی نئے معلومات اور تازہ اطلاعات کا کافی ذخیرہ ساتھ لیکر رخصت ہوئے

مین ان متبرک مجالس سے جو تبرک لیکر گھر لوٹا وہ کتاب المحاسن والاضداد کا باب المفاخرۃ تھا۔ جو مجھکو میرے عنایت فرمائے قدیم۔ محترمی مولانا سید شبیر حسین صاحب۔ مدرس اعلیٰ۔ وثیقہ اسکول فیض آباد نے بغرض مطالعہ عنایت کی تھی۔ کتاب المحاسن والاضداد عرب کے قدیم اور مشہور ادیب۔ جاحظ عثمانی کی تصنیف ہے جو متوکل باللہ خلیفہ عباسی کے لڑکون کا معلم تھا اور مخالفت اہلبیت کی عصبیت مین چور اور ناصبیت مین خاص طور پر مشہور ہے۔

مصنف نے اس کتاب کی تدوین و ترتیب مین اخلاق انسانی کے دونون پہلوؤن کو دکھلایا ہے اور اوصاف انسانی مین جہان تک محاسن پائے جاتے ہین پہلے اونکو تفصیل سے تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسکے بعد اونکے نقائص و ذمائم کو بھی بتلایا ہے

مین نے اپنے ایک ہفتہ کے قیام مین اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھ بھی ڈالا اور پڑھ بھی ڈالا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق اوسکے باب المفاخرت کو نقل بھی کر ڈالا۔ میری کم استعدادی اور محدود عربیت نے جہان تک زبان عربی کے اس اعلیٰ نمونۂ ادبیت کا مطالعہ کیا اور اوسکے مختلف دلائل و مباحث کو پڑھا مجھے یہ کتاب ادبیات و اخلاقیات کا کامل مخزن ہونیکے علاوہ تاریخی معلومات کا کافی ذخیرہ ثابت ہوئی۔ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونہ ہونیکے علاوہ ہر مضمون پر اسکی بحث و تمحیص معقولات استدلالیہ کے جوہرون سے مالامال ہین۔ تمثیلات بھی واقعات و شہادات تاریخی کے جواہر پارے ہین۔ قریباً دو سو صفحون کی کتاب ہے مصر عربی کے مطبع السعادۃ (قریب دیوان محافظت) مین چھپی ہے یو۔ پی۔ گورنمنٹ نے قدردانی کرکے اپنے عربی نصاب تعلیمی مین اسے داخل کر لیا ہے۔ کسی کالج کے کوئی شیعہ متعلم۔ بی۔ اے کلاس۔ مجالس کی شرکت سے آئے تھے اور ہمارے

غایت فرما مولانا کی خدمت مین استفادہ حاصل کرنیکی غرض خاص سے یہہ کتاب بھی ہمراہ لائے تھے - یہہ اونھین کی کتاب تھی جو مولانا ذ مجھے دکھلائی تھی اور مجھے بہت پسند آئی تھی - خصوصًا اسکے باب المفاخرت کے مطالعہ نے تو مجھے دیر تک حیرت مین ڈال رکھا تھا اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جاحظ عثمانی کے ایسے شدید ناصبی نے اپنی کتاب مین المفاخرت کا باب کیون قائم کیا اور پھر باب المفاخرت مین خصوصیت کیساتھ کافی تفصیلات وکامل تمثیلات سے خاندان بنی ہاشم کی تفصیل وترجیح کو قبیلہ بنی امیہ پر جسمین غالبًا وہ بھی داخل تھا شاہدات تاریخی کے اسناد صحیحہ کے مطابق کس دل کس ہاتھ اور کس قلم سے لکھ سکا جب مین اسکا کوئی سبب نہ سمجھ سکا تو بالآخر اسکو مین نے ان واقعات کی حقانیت کا روحانی معجزہ اور ادس جبروت یزدانی کا قوی مظاہرہ یقین کر لیا جس نے جاحظ کا قلم تھا کر مُرگرُاس سے حقیقت کا اقرار کروایا اور مفاخرت بنی ہاشم کے حقیقی واقعات کو اوسکے ہاتھون سے لکھوا چھوڑا اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ وَغَالِبٌ عَلیٰ کُلِّ اَمْرٍ وَّھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تاریخون سے ثابت ہو کہ مفاخرت نسبی کا اظہار اہل عرب کی ثبوت شرافت کا قدیم معیار ہے - کچھ شرافت نسبی پر موقوف نہین - اہل عرب حب وطنی اور محبت قومی کے گہرے جذبات مین اتنے ڈوبے ہوے تھے کہ اپنے ملک و وطن کی تمام چیزون کو دنیا بھر کی چیزون سے بہتر سمجھتے تھے تمام اقطاع عالم مین شرافت ونجابت شجاعت جود وسخاوت تواضع وضیافت - فصاحت وبلاغت کو عدیم المثال اور لاجواب سمجھتے تھے - یہی وجہ تھی کہ اپنے کمال ادب اور فصاحت وبلاغت کے آگے وہ دنیا کی تمام قومون کو عجم (گونگا) کہتے تھے - عرب قدیم کی ادبیات سے قطع نظر کرکے غیر املاک واقوام کے ادبیات بھی انکے دعوون کی صحت و واقعیت کا اقرار کرتے ہین اور بتلاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین - سامی - سبائی اور حمیری اقوام عرب کا تمدن - اونکی تہذیب - تمام دنیا مین لاثانی تھی اور اپنا جواب نہین رکھتی تھی - ان ایام مین عرب ارتقاے انسانی کی انتہا تک پہونچے ہوئے تھے اور دنیا کی تمام اقوام وقبائل انکی عظمت ووقار کے آگے سر تسلیم اقرار خم کیے تھی اور یہی محامد ومحاسن ادبی اونکے ملکی اقتدار اور قومی عزت ووقار کے اصلی معیار بنکر ہمیشہ قائم رہے -

اسلام کے روشن زمانے مین بھی اونکے معیار ادبی اور کمال فصاحت وبلاغت کے اظہار برقرار رکھے گئے اور ان محامد ومحاسن کو اونکی قدیم خصوصیات مین شمار کیا گیا - اتنی ترمیم واصلاح ضرور کردی گئی کہ ان محاسن پر مفاخرت کی افراط وتفریط - انکے بیجا اظہار اور انمین کذب وافترا کے اضافات کو ممنوع کر دیا گیا - مفاخرت کی انھین غیر مناسب طریقہ عمل کو اونکے معائب ومناقص اور ذمائم سے تعبیر کیا گیا ہے - اور جب کسی محامد ومحاسن انسانی کی حقیقت اور اصلیت دریافت کی جاے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ محاسن اصلًا محاسن ہی ہین اور ہمیشہ محاسن ہی ہوکر رہینگے - یہہ عقل کے خلاف ہے کہ محاسن کی ترکیب فطرت مین ابتدا ہی سے ذمائم بھی داخل ہون - نہین - ایسا نہین ہے - بلکہ ترکیب فطرت کے اعتبار سے محاسن محض محاسن ہین - یہہ فقط طرز عمل کی خرابی ہے جو محاسن مین ذمائم پیدا کردیتی ہے اور اونکی یکطرفی ویکسوئی کو ذوجہتی اور دوسوئی کی بدنما صورت مین دکھلاتی ہے اسی وجہ سے انسان کے ہر اخلاقی اوصاف ومحاسن مین دو پہلو نظر آتے ہین - افسوس ہو کہ ادیب عرب جاحظ عثمانی نے

صرف محاسن ومعائب کی تفصیلات وتمثیلات کو بیان کیا ہی اور اسکی حقیقت اصلیت اور ماہیت پر توجہ نہین کی ۔

انسان کے جس وصف پر نظر ڈالی جائے صورت حال یہی معلوم ہوتی ہے۔ "شرافت نسبی پر مفاخرت" چونکہ ہمارے قدیم ادب عرب کا موضوع تالیف ہے اسلئے ہم اور محاسن ومحامد انسانی کی تفصیل وبیان سے قطع نظر کرکے صرف اسی وصف خاص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین ۔

انسان کا یہ وصف ذاتی جسقدر قدیم ہے اوسی قدر اس پر اظہار مفاخرت کا طرز عمل بھی قدیم ہے۔ اسکا آغاز اور اسکی اجراء اوسوقت سے پائی جاتی ہے جسوقت سے دنیا مین **قومیت** کی بنیاد پڑی. علمائے تاریخ کی تحقیق مین قومیت کی بنا **طوفان نوح** کے بعد سے شروع ہوئی ۔ جب سے انکی اولاد اقطاع عالم کے مختلف مقامات مین آباد ہوئی اوسیوقت سے محاسن ومعائب کے ذاتی اور اخلاقی مظاہرے بھی شروع ہو گیے ۔ اسی شرافت نسبی کی بنا پر یا یون کہا جائے کہ اسی کو وسیلہ بنا کر یا اسی کا واسطہ دیکر حضرت نوح کے ایسے مقدس بزرگ اور اولی العزم پیغمبر نے اپنے گنہگار اور ناہموار فرزند کی نجات کے لئے بارگاہ الٰہی مین ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی ۔

إِنَّ ٱبْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ ٱلْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ ٱلْحَاكِمِينَ — پروردگار میرا بیٹا (بھی) میرے اہل وعیال مین داخل ہے اور تو نے جو (میرے اہل وعیال کو نجات دینے کا) وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے۔ اور تو سب حاکمون سے بڑا حاکم ہے۔

اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ حضرت نوح سے بھی پہلے اور انبیا ے سابقین و آخرین کے اونکی اہل وعیال کی نجات ومغفرت کا پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا لیکن باوجود اس وعدہ خداوندی کے جسکی صداقت واہمیت کا حضرت نوح اپنی مناجات مین حوالہ دیتے ہین ۔ تاہم وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین انکی نہین سنتا اور نہین مانتا بلکہ ہدایت وانتباہ کے لہجہ مین انکو جواب دیتا ہی

يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ ٱلْجَاهِلِينَ — اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل مین (اہل وعیال مین داخل) نہین کیونکہ اوسکے عمل اچھے نہین جس چیز کی حقیقت حال تمکو معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ہم تمکو سمجھا دیتے ہین کہ نادانون کے ایسی باتین نکیا کرو

غور کیا جایے تو صاف طور پر یہ الفاظ ہم کو بتلا رہے ہین کہ نوح کے بیٹے کی شرافت نسبی مین اوسکے طرز عمل کی برائیان داخل ہو کر اوسکے اس شرف ذاتی کو بالکل بیکار اور محض بے اثر ثابت کر چکی تھین ۔ اوسکے طرز عمل کی خرابیان کچھ ایسی ہی بڑھی ہوئی تھین کہ اونکے سامنے خدا نے انکی شرافت نسبی اور پیغمبر زادگی کا بھی کچھ لحاظ نفرمایا اور بتلا دیا کہ شریف ترین خاندانون کے نااہل اور ناہموار نسلون کی بدکاریان خدا کی کسی رعایت وعنایت کی مستحق نہین وہ اپنی انھین بدکاریون کی وجہ سے سلسلہ نسبی کے محاسن شرافت سے بھی خارج ہو جاتے ہین جناب نوح نے صرف وعدہ الٰہی کی صداقت پر اعتبار کیا اور اوسکی اجراء وایفا مین مستحق وغیر مستحق کا یا تو اونکو علم نہ تھا یا درد فرزندی

کے جذبات سے ماوس عالم اضطراب کے اثرات سے اسکا خیال نفرما سکے۔ خدائے مجید نے فوراً ٹوک کر تبلادیا کہ جس چیز کی حقیقت تمہین معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو۔ ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ (دانا ہوکر) نادانون کے ایسی باتین نکرو۔" اس لئے کہ غیر مستحق کے ساتھہ رعایت خلاف عدالت ہے اور بدکارون کی نجات و مغفرت مخالف قانون فطرت۔

حضرت نوح کے زمانہ مین تو تنظیم قومیت ابتدائی حالتون مین تھی۔ جناب ابراہیم کے وقت مین تو قومی نظم و تمدن عروج و ارتقا کے وسط الکمال تک پہونچا ہوا تھا۔ کوشی او قبطی قومین اپنی تہذیب و تمدن اور اقتدار و وقار کے لئے تمام عالم مین مشہور و معروف تھین۔ حضرت ابراہیم کو بھی اس زمانہ مین ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اونھون نے بھی اپنی تمام اولاد و اعقاب کے لیئے وقار و اختیار دینی و دنیوی دیئے جانیکے لئے بارگاہ رب العزت مین دعا فرمائی تھی۔ قرآن مجید مین اس واقعہ کی حقیقت ان الفاظ مین بیان فرمائی گئی ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝	جب خدا نے ابراہیم کو چند باتون مین آزمایا اور اونھون نے اونکو پورا کرد کھلایا (تو خدا نے خوشنود ہوکر) فرمایا کہ ہم تکو لوگون کا پیشوا (امام) بنانے والے ہین تو ابراہیم نے کہا اور میری اولاد مین سے؟ (خدا نے) فرمایا (ہان۔ مگر) ہمارے (اس) اقرار مین (تمہاری اولاد کے) وہ (لوگ) داخل نہین جو برسر ناحق ہون گے

اس سے ثابت ہوگیا کہ ذریت ابراہیمی مین بھی وعدۂ خداوندی کی ایفا اونھین لوگون کے ساتھہ مشروط ہے جو اسکے اہل ہین اور مستحق۔ صالحین ہین۔ ظالمین نہین۔ یہان بھی دیکھا جاوے تو وہی شرط موجود ہے۔ شرافت نسبی کے ساتھہ محاسن عملی کی شرط لازمی ہے۔ اگر طرز عمل درست نہین تو ایک نہین ہزار محاسن ہون جسبی ہون یا نسبی۔ ملکی ہون یا قومی۔ علمی ہون یا ادبی سب بیکار ہین سے بندگی باید پیمبر زادگی درکار نیست۔ ایسے ہی موقعون کے لئے کہا گیا ہے۔

امام ہشتم حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک بھائی تھے مختلف البطن۔ اونکا نام تھا زید اور لقب تھا زید النار۔ اسلئے کہ اونھون نے رجعت پسندان کوفہ کا ساتھہ دیا اور ابو السرایا سے شیبانی کیطرف سے عامل حجاز و یمن مقرر ہوکر گاؤن کے گاؤن قصبے کے قصبے جلاڈالے۔ اس بنا پر زید النار کے لقب سے مشہور ہوے۔ آخر کار یہہ گرفتار ہوکر مامون کے سامنے لائے گئے۔ چونکہ یہہ کئی بار مخالفین حکومت کی شرکت کے جرم مین سزائے قید پاچکے تھے اسلئے مامون نے اونکی بار پھر انکو قید کی سزا دینا بیکار سمجھا اور انکو امام رضا علیہ السلام کی خدمت مین اس معروضہ خاص کے ساتھہ بھیجدیا کہ مین انکی باربار کی تنبیہ و تادیب سے عاجز آگیا۔ اب انکو آپ کے پاس بھیجتا ہون۔ آپ جو مناسب سمجھین عمل مین لائین۔

خادم شاہی تو رخصت ہوگئے۔ امام نے بھائی کیطرف سے منہ پھیر لیا۔ اور بالکل سکوت اختیار کیا اسلئے کہ اونکے طرز عمل سے آپ سخت بیزار تھے۔ آخر کار زید نے آپ کو خود متوجہ کرنا چاہا اور عرض کی کہ مین ہون آپ کا بھائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ اخوت وہین تک ہے جبتک خدا کی معصیت اوسمین داخل نہو۔ اے زید۔ تمکو عوام کوفہ کا یہہ کہنا کہ ذریت فاطمہ پر آتش جہنم حرام

آزاد ہین۔ کہین دہوکا نہ دے۔ ذریات سے ہم اولاد صُلبی مراد ہین۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہین اور کوئی دوسرا نہین

آئندہ نسلون مین جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شب و روز

عبادتین کرین اور تم خدا کی معصیت و نافرمانی کیا کرو اور پھر مرنے کے بعد خدائے سبحانہ تعالیٰ دونو کو بہشت برین مین جمع کر دیے اگر

ایسا ہو تو ہم کہینگے کہ تم خدا کے نزدیک اپنے اور ہمارے پدر عالیمقدار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ مکرم ٹھہر گئے تمہارا

یہ خیالِ خام غلط و باطل ہے۔ اے زید۔ یاد کرو قول اپنے اور ہمارے جد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان من العذاب

ہمارے (اہلبیت کے) نیک لوگون کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ہمارے گنہگارون کے لئے اوسیطرح دونا عذاب بھی ہوگا۔

اب تو یقین ہو گیا کہ سلسلہ نبوت سے لیکر خانوادہ امامت تک چونکہ ایک ہی شجرہ طیبہ کی دو شاخین ہین شرافت نسبی کے

ساتھ محاسن عملی کی شرط دونو مین بقدر مشترک واجب العمل ہے۔ ان پاک ہستیون نے ہدایات و ارشاد الٰہی کے موافق اعلےٰ ترین

شرافت نسبی و عظمت خاندانی رکھتے ہوئے بھی اپنے اطوار و کردار اور عمل صالح کو اپنے تمام محاسن و اوصاف خاندانی پر مقدم رکھا ہے۔ اور

اپنے وقار خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل صالح کا اسوۂ حسنہ دنیا اور اہل دنیا کی دیدہ افروزی اور ہدایت و سبق آموزی کے لئے

پیش کر دیا ہے۔

ہم پہلے لکھکر بتلا آئے ہین کہ شرافت نسبی پر افتخار عرب کا قومی شعار تھا۔ ایام جہالت سے لیکر یہ دستور عہد رسالت تک قائم رہا۔

عرب کے بڑے بڑے میلے عکاظ۔ ذوالمجاز وغیرہ مین مشہور و معروف قومی ادیب خطیب اور شعرا اپنے کمال فصاحت و بلاغت کے

مظاہرون مین جو خطبے پڑھتے تھے تقریرین کرتے تھے وہ علے الاکثر اونکی شرافت حسبی و نسبی اور شجاعت و دلیری کے تفصیلی تذکرہ ہوا کرتے تھے

مفاخرت نسبی کے یہ جلسے موسم (ایام حج) یا غیر موسم۔ غرض ہر ایام مین ہوتے تھے۔ انکے لئے خاص اہتمام کئے جاتے تھے۔ طرفین مقابل

کے علاوہ ملک و قوم کے اکابر و عمائد ایک جگہ جمع ہوتے تھے۔ اتفاق رائے سے ایک شخص حکم قرار پاتا تھا جلسہ کے سامنے طرفین اپنی اپنی

شرافت نسبی اور نیک عملی کے واقعات بیان کرتے تھے۔ سارے جلسہ کے لوگ جانبین کی تقریر اور انکے استدلال کی تفصیل کو بڑی

توجہ اور دلچسپی سے سنتے تھے اور طرفین کے بیانات ختم ہونے پر۔ واقعات کی صداقت و صحت کے اعتبار سے۔ جلسہ کا حکم ایک

فریق کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح رکھنے کا حکم سنا دیتا تھا اور اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا تھا۔ ان جلسون کو وہ اپنی اصطلاح

مین محاورہ یا مفاخرہ کہتے تھے

اسلام نے کل مومنون اخوۃ (سب مومن بھائی بھائی ہین) کا پیغام عام دیکر امت اسلام کے تمام طبقات مین مساوات

اور یکجہتی قائم کر دی اور محاورات کے ان روزانہ دنگلون کی کثرت اور گرم بازاری کو روک دیا لیکن ایک معتدل اور مناسب طریقہ

سے اسکا دستور باقی رکھا گیا - بڑے بڑے دنگل - لمبی لمبی تقریرین نو جاتی رہین - ہان اظہار حق اور عام ہدایت و تعلیم کی غرض خاص سے گاہ بیگاہ - ضرورت کیوقت - خوشگوار طریقہ سے اسکے مظاہرے اور مذاکرے ہو جایا کرتے تھے -

زمانہ رسالت کی ابتدائی ایام مین قریش اپنی قدیم عادت جہالت کے موافق آنحضرت صلعم کی توہین - اسلام کی اہانت اور مسلمانون کی ہجوین کہا کرتے تھے - لمبی چوڑی نظمین لکہا کرتے تہے - اونکے یہہ اشعار جب آنحضرت صلعم تک پہونچتے تھے تو حسان ابن ثابت - عثمان ابن مظعون - عبد اللہ ابن رواحہ اور ابی بن کعب وغیرہ انصار و اصحاب رسول صلعم اونکی تردید مین ویسی ہی نظمین مرتب فرماتے تہے - دربار رسالت مین جب تمام عمائد و اکابر جمع ہو جاتے تہے تو طرفین سے نظمین پڑھی جاتی تہین - کبھی آنحضرت بالنفس النفیس خود محاکمہ فرماتے تھے اور کبھی ممتازین صحابہ مین سے کوئی بزرگ محاکمت کے لئے نامزد کیئے جاتے تھے - حسان ابن ثابت کی نظمین سب سے بڑھی چڑھی رہتی تھین - انکی نظمون مین سے اکثر کا محاکمہ خود زبان رسالت سے کیا گیا ہے اور حسان کو کلمات خیر سے یاد فرمایا گیا ہے -

اسلام کے تسلط و اطمینان کے زمانے مین عرب کا ایک قبیلہ اپنے رئیسون کی وفد کے ساتھ اسلام لانیکی غرض سے مدینہ مین آیا - لیکن دربار رسالت مین عرض حقیقت سے پہلے انلوگون نے مجلس محاورت جمادی یا اپنے ہمراہی خطیب کو حکم دیا اوسنے پہلے نثر مین انکے قبیلہ کی خاندانی مدح خوانی شروع کردی جب یہہ چپ ہوے تو اونکے شاعر نے ایک طولانی نظم انکی شرافت نسبی و ذرحسن عملی کے اظہار مین پڑھ ڈالی - جب انکے مظاہرے تمام ہو چکے تو سرور عالم صلعم کے اشارے سے حسان ابن ثابت نے فی البدیہہ خانوادہ رسالت کی مدح و ثنا فرمائی اور اپنی نظم مین تمام اقوام و قبائل عرب پر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی ترجیح و تفضیلت ثابت کردی اور اس خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ کہ رؤسائے قبائل نے خاندان رسالت کی ترجیح و فضیلت کی اعتراف کے ساتھ یہہ بھی اقرار کردیا کہ آپ کا خطیب میرے خطیب سے اور آپکا شاعر میرے شاعر سے بہتر ہے اسوۃ الرسول جلد چہارم بحوالہ سیرۃ النبی جلد دوم

ادیب عرب جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین بنی ہاشم و بنی امیہ کی مفاخرت نسبی کی ترجیح و تفضیل کی تفصیل مین باہمی مکالمت و مقابلت دکھلاکر اپنی حقیقت شناسی صلاحیت دانی اور اپنے انتخاب کے لاجواب ہونیکا پورا ثبوت دیدیا ہے اوسکا مدعا بیان یہہ ہے جیسا کہ اصولاً ہم اوپر بتلا آئے ہین کہ نسبی شرافت پر مفاخرت کرنا اونھین بزرگوارون کے شایان شان ہوتا ہے جو شرافت نسبی کے زیورون کے ساتھ محاسن عملی کے جوہرون کو بھی الامنہ و پیرائے ہوتے ہین - ایسے ہی مایہ افتخار اور انکو کا بزرگوارون کے اظہار مفاخرت عام اجابت و مقبولیت کا اعزاز حاصل کرتے ہین - اونکے ان مظاہرات کو نہ کوئی تعلّی کہتا ہے اور نہ انانیت سے تعبیر کرتا ہے نہ اس پر خود ستائیون کا شبہہ ہو سکتا ہے اور نہ خود نمائیون کا گمان - بلکہ یہہ محض اظہار حق ہوتا ہے جو اوسکے مستحق کیطرف اہل دنیا کی سبق آموزی اور ہدایت اندوزی کے لئے پیش کیا جاتا ہے - انکے برعکس وہ لوگ جو شرافت نسبی پر اگرچہ کم و بیش فائز بھی ہون - مگر محاسن عملی سے بالکل محروم ہوتے ہین اور محامد و مکارم کی جگہہ اونکی طبیعت اونکی عادت اور اونکے اطوار ذمائم عملی اور معائب اخلاقی سے مملو ہوتے ہین - اسلیے اونکی مفاخرت نسبی بالکل بیجا مفاخرت ہوتی ہے - نہ اوسکو کوئی سنتا ہے اور نہ کوئی مانتا ہے بلکہ اونکو خود نما - خود ستا - مغرور اور تعلّی پسند کہتا ہے -

جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین اسی حقیقت کا مظاہرہ کیا ہے اور مشاہدہ کرایا ہے کہ دنیا کی دنیا بنی امیہ کی طرفدار اور او
نکے زیر اختیار ہوچکی تھی۔ ملک و قوم کے ذی اقتدار اور با اختیار طبقات اونکی دولہ ربائی۔ حاشیہ برداری اور نمک خواری کا دم بھرتے
تھے۔ بنی ہاشم کا ممتاز قبیلہ انحطاط پذیر ہوچکا تھا اور انقلاب ان نیرنگیون کو صبر و سکون سے دیکھ رہا تھا لیکن قدیم دستور جہالت کے
موافق جب بنی امیہ کے راس الرئیس معویہؓ نے اپنی ثروت و مکنت کی قوت پر مفاخرت نسبی کے دنگل جمائے اور اونکے حواشی
اور وظیفہ خوار اونکی پیٹھ ٹھونکنے اور ہان مین ہان ملانے آئے تو معویہؓ نے اپنی غرور و نخوت کی دھن مین بنی ہاشم کے مایۂ
افتخار۔ سبط رسول خدا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو ایکبار نہین چھ بار شرافت و نجابت کے مفاخرے اور مظاہرے
کو لیئے بلایا۔ عرب کے دستور قدیم کے مطابق جانبین سے شرافت و نجابت کے دعوے پیش ہوے اور اوسپر استدلال قائم کیئے گئے
جو پوری تفصیل سے اصل کتاب کی عبارت مین مندرج ہین۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر بار اور ہر مرتبہ معویہ کی شکست اونکی ذلت و
رسوائی اور تمام بنی امیہ کی بدکاریون کی جلوہ نمائی ہوگئی۔ کس لیئے؟ اسلیئے کہ بنی ہاشم کے برعکس بنی امیہ مین نہ شرافت نسبی باقی
رہی تھی اور نہ محاسن عملی۔ اس بنا پر بنی ہاشم کے استحقاق شرافت اور محاسن عملی کے مقابلے مین معویہ اور اونکے جانبدارون کی فضول
یاوہ گوئیون کو نہ کسی نے مانا اور نہ کسی نے سنا۔

معویہؓ ایسے نہین تھے کہ خود چوٹ کھا جاتے اور دوسرون تک اسکے اثر نہ پہونچاتے یا آپ تنہا ذلت و رسوائی اوٹھاتے اور دوسرون
کو اپنا شریک حال نہ بناتے۔ دوسرون کو اوبھارنے اور معرکون مین لانے مین یہ بڑے شاق تھے۔ امام حسن علیہ السلام سے مکالمت مین
پوری زک اوٹھاکر انہون نے پہلے مروان پھر عبداللہ ابن زبیر کو اوبھارا اور میدان مقابلت مین لا اتارا۔ ان لوگون نے بھی اوسیطرح موہنہ
کی کھائی اور معرکہ مین پھیچود کھلائی۔ مروان کی یہ جرأت بنی امیہ ہونیکی خصوصیت سے اسقدر تعجب انگیز نہین تھی جتنی عبداللہ ابن زبیر
کی یہ نا عاقلانہ حرکت تعجب خیز تھی۔ کیونکہ باوجود قرابت ابنی ہاشم ہونیکے بھی وہ اپنی ترجیح و فضیلت کو رئیس بنی ہاشم پر ثابت کرنے کیلئے
کیسے تیار ہوسکے۔ اسکی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبداللہ آغاز ہی سے زبیر ابن العوام کی ابنیت اور حضرت عائشہ کی تبنیت
کی مفاخرت اضافی پر اتنا پھولے ہوئے تھے کہ اپنی بساط و مقدار حقیقت کو بھی بھول گئے تھے۔ مخالفت بنی ہاشم مین انکی سرگرمی بنی امیہ
کے جذبات عداوت سے کم نہین تھی بلکہ زاید۔ اسلئے کہ جنگ جمل کے باعث یہی تھے اور جنگ جمل جنگ صفین سے یقیناً پہلے واقع ہوئی
تھی ؎ تمہین انصاف سے کہدو نکالا کس نے شر پہلے۔

شرافت نسبی پر بنی ہاشم کی مفاخرت جبلاتی اور عملی دونون طریقہ سے تمام عرب کا متفقہ مسئلہ تھا۔ محاسن عمل کے اعتبار سے
انکے مقابل مین کوئی قبیلہ انکا ہمسر نہین تھا۔ بنی امیہ کے قبیلہ مین سوائے کثرت مال و دولت کے اور کوئی اخلاقی یا عملی خصوصیت پائی نہین
جاتی تھی اور نہ اونمین رذالت کے سوا شرافت کی بو باقی رہی تھی۔ وہ تنہا اپنی حکومت و دولت کی قوت پر بنی ہاشم سے اظہار مفاخرت

کرتے تھی۔ حالانکہ یہ تدبیر سراپا مہمل تھی اسلئے کہ یہ مسلّم ہے کہ دولت کی افزائش۔ حکومت کی زیب و زیبائش یا جابرانہ تنبیہہ و فہمائش نہ مجہول النسبی کے دھبّون کو چھڑا سکتی ہے اور نہ اخلاقی کمزوریون اور نہ دون طبعی کی عیبون کو مٹا سکتی ہے۔ غانمہ بنت غانم قرشیہ کی تقریر اسکی شاہد کامل ہے۔ باوجودیکہ معاویہ کا تمام ملک و قوم پر پورے طور سے تسلّط ہو چکا تھا اور شام سے لیکر حجاز و یمن تک کیا مصر و ایران تک تمام بلاد اسلام پر انکے اقتدار و اختیار کا سکہ بیٹھ چکا تھا لیکن عالی نسبی حسن اخلاق نیکوکاری اور علم رواداری کے موقع اظہار پر بلا استثنا کسی طبقہ و فرقہ کے تمام عرب کی قوم و قبائل ان محاسن مین برابر بنی ہاشم کو بنی امیہ پر بالاعلان ترجیح دیتے تھے جیسا کہ غانمہ کی تقریر اور اوسکے واقعہ سے بالتفصیل ثابت ہے

معویہ نے اگرچہ اس عالمگیر خیال کو مٹانے کی بڑی بڑی کوششین کی غانمہ کو تنبیہہ و فہمائش کی غرض سے اپنے پاس بلا بھیجا اپنے ولیعہد بہادر یزید علیہ ما علیہ کو اوسکے رسم استقبال کے لئے بھیجا اور مہمانخانہ شاہی کو اوسکے لئے آراستہ کرایا لیکن وہ آزاد خیال اور حق پسند عورت انکی دلجوئی اور چاپلوسی کے فقرون مین نہین آئی اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر اوتر پڑی مجبور ہو کر معویہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ خود انسے ملنے گئے۔ وہ انکی سطوت شاہی سے رتی بھر بھی مرعوب نہوئی بلکہ بڑی دلیری سے بنی ہاشم کے فضائل و محامد اور بنی امیہ کے رذائل و معائب بیان کرتی رہی اور معویہ اور اونکے وزیر باتدبیر عمرو عاص سے سوائے سر تسلیم خم کر لینے اور چپ رہنے کے کچھ نہ بن آئی جیسا کہ غانمہ قرشیہ کے واقعات بتلا رہے ہین

مذکورہ بالا تفصیلات و تمثیلات سے بالمقابلہ و المشاہدہ ثابت ہو گیا کہ بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح و فضیلت ہمیشہ عرب کا مسئلہ متفقہ رہی اور کسی دوست و حالت مین کسیکو بھی اس سے انکار کی جرات نہین ہوئی اقبال و اقتدار کے زمانہ مین بھی بنی امیہ کی متواتر ناکامیاب کوششون اور انکی بار بار شکستون نے بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ دولت و ثروت امارت و حکومت شرافت نسبی اور محاسن علمی نہین پیدا کر سکتی نہ جبر و تشدد شاہی سے ملک و قوم کی رائے اور خیال عام مین ذرہ بھر بھی تغیر ہو سکتا ہے انھین تصریحات سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ شرافت نسبی کی مفاخرت دنیا کا بہت قدیم دستور قومی ہے جیسا کہ اوپر لکھکر بتلا دیا گیا ہے لیکن اسکو صرف جذبہ تخیلات بنا کر رکھنا بیجا ہے اسکے تصورات ماضی اور حال کے ماحول مین اولجھکر رہجانا اور اسپر عمل پیرا نہونا اسکی حقیقت اور اپنی حقیقت دونون کو فنا کر دینا ہے اسکو آئیڈیل (خیالی) سمجھکر نہ بیٹھ رہنا چاہیے بلکہ اسے پریکٹیکل (عملی) بنا کر کے اسکے بہترین نمونے دنیا کے پیش کرنا چاہئے۔ خیال تک نہ محدود رکھنا چاہیے بلکہ مثال بنا کر دکھلانا چاہیے۔ کسی وصف ذاتی یا اضافی پر مفاخرت ہو سب کیساتھ حسن عمل ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ زبانی دعوے اور خالی لفاظی سمجھی جاوے گی

مفاخرت مین نوعیت کا خیال بھی ٹھیک نہین ہے جزو لاینفک ہی یہ تقسیم کے قابل نہین اچھون کے برے اور بُرون کے اچھے برابر دیکھنے مین آتے ہین۔ مداومت کا گمان بھی درست نہین اسلئے کہ نفس انسانی کبھی قابل اعتبار نہین۔ آج ایک آدمی برا کہا جاتا ہے تھوڑے دنون پیچھے وہی شخص نیکوکار کہا جاتا ہو۔ ان وجوہ سے مفاخرت کی کوئی قسم ہو یا صورت۔ تمام قسمون اور پہلوؤن مین آدمی کا طرز عمل [illegible] جزو اعظم ہے۔ اگر اوصاف ذاتی کے ساتھ اعمال حسنہ بھی شامل ہین تو تمام دنیا اوسکے دعاوی مفاخرت کو تسلیم کر لیگی ورنہ خالی لفاظی سمجھکر ٹھکرا دے گی۔ قرآن مجید کی حسب ذیل آیت بھی اسکی طرف اشارہ کرتی ہے

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
آدمیون مین سب سے زیادہ ڈرنیوالا شخص خدا کیآگے مکرم ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ خدا سے وہی شخص زیادہ ڈریگا جو اوسکے بتلائے ہوے طریقے پر عمل کریگا اور چلیگا۔ پھر خداے پاک نے صاف صاف لفظون مین اسی فرمان کا یون تاکید مزید کیساتھ اعلان فرمایا ہے۔

لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (سورہ نسا)

(اے مسلمانو) نجات نہ تمہاری آرزو سے ہے اور نہ اہل کتاب (امم سابقہ) کی آرزو (یقینی) پر (ہم سب مین یہ ہے) جو شخص بُرے کام کریگا (وہ فرد) اوسکی سزا پائیگا۔ اور پھر اوسکے لئے سوا خدا کے کوئی حامی و مددگار نہین ہے۔

اس کتاب کو پڑہکر لوگ کہینگے کہ اصل کتاب سے اسکی شرح بڑہ گئی ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کہاں کسی کتاب پر منحصر نہین جتنی شرحین دیکھی جائینگی سب اپنے اصل سے طولانی پائی جائینگی۔ اسلئے کہ اصل کے ہر اجمال کی تفصیل کرنی ہوتی ہے اور تفصیل موجب تطویل مسلّمہ مشہور ہے۔ اس کتاب مین بہی وہی ضرورتین طوالت کی باعث ہوئین۔ اگر اس کتاب مین اجمال کی تفصیل نہ کیجاتی تو جانبین کے دعوون مین سے کسی جانب کے دعوون کی عملی تمثیلات کا انکشاف ہوتا۔ اور فریقین کے دعوے محض بیان کی صفائی اور خوشنمائی ہوکر رہجاتے اسلئے بنی امیہ و بنی ہاشم دونون فریق کے دعوہاے ترجیح و فضیلت لکھکر۔ جانبین کے طرز عمل اور اونکی تمثیلات تاریخ و سیر کے واقعات و شہادات سے قلمبند کردی گئی ہین جو یہ اور انکے جانبدارون نے اپنی مختلف تقریرون مین جن اوصاف کی بنا پر بنی ہاشم پر ترجیح و فوقیت ثابت کرنی چاہی تہی وہی اوصاف بلکہ اونسے بدرجہا بہتر تمثیلین بنی ہاشم کے طرز عمل سے ثابت کردی گئی ہین اور وہ تمثیلین تاریخ و سیر کے زندہ واقعات ہین۔ حالانکہ جانبداران معویہ اور طرفداران بنی امیہ نے اپنی تقریرون مین سوائے زبانی دعوون کے کبہی اپنی کسی عملی تمثیل کا ذکر نہین کیا۔ اور نہ تاریخ و سیر مین اونکے محاسن اعمال اور مکارم اخلاق خصوصیت کیساتھ نقل کیے گئے ہین۔ اسلئے ہم کو بنی ہاشم کے عملی اور اخلاقی تفصیل و تمثیل کی چندان ضرورت نہین تہی مگر تمثیل کی تفصیل نکیجاتی تو پھر بنی ہاشم کے دعواے مفاخرت بہی بنی امیہ کے دعواے مفاخرت کیطرح زبانی جمع خرچ بنکر رہجاتے۔

قوم بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح کا مسئلہ زمانہ اسلام ہی سے نہین شروع ہوتا ہے بلکہ ہاشم و امیہ کے قدیم زمانہ سے اپنے سردار بنی ہاشم کو اپنے ہمعصر بنی امیہ سے مرجح اور افضل ثابت کیا گیا ہے اس ترتیب و سلسلہ کے موافق انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابوسفیان کے تمام و کمال واقعات قلمبند کیے گیے ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے محاسن اخلاق اور ابوسفیان کے بغض و نفاق پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہہ سلسلہ تفصیل تمثیل حضرت امام حسن علیہ التحیۃ والثنا کے ایام امامت تک پہونچاکر ختم کردیا گیا ہے اسلیے کہ اصل کتاب مین بہی اسی زمانہ تک کے حالات قلمبند ہین معویہ کی پوری سوانح عمری روز پیدائش سے لیکر اونکی موت کے دن تک کامل شرح و بسط سے لکہدی گئی ہے اسلئے کہ انکے لمبے چوڑے دعوون کی تکذیب و تردید مین انکے طرز عمل سے بحث و تفحیص کی سخت ضرورت تہی۔

خاندان بنی امیہ کے حالات بہی بنی امیہ کے وقت سے لیکر معویہ کے زمانہ تک بالتفصیل لکھکر ہم نے معویہ کے اون جانبدارون اور طرفدارون کے حالات اونکے طرز عمل کی تمثیلات بہی کافی تفصیل سے لکہدی ہین۔ جو ان مجاورت کے دنگلون مین اونکی طرف سے تقریر کرنے والے

اور اوسکی ہان مین ہان ملانیوالے تہے۔ انکے حالات کو پڑہکر باسانی سمجھہ لیا جائیگا کہ معاویہ نے بمصداق اَلجِنسُ یَمِیلُ اِلَی الجِنسِ اپنے گرد وپیش کالے۔ بھورے۔ چتکبرے سنگریزے جمع کرکے اپنے دربار شاہی کی کیسی اچھی نورتن طیار کر رکھی تھی۔

یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب مین کوئی نوعیت نہین ہے۔ وہی بنی امیہ و بنی ہاشم کے پرانے جھگڑے سُنے سنائے قصے دہرا دئے ہین۔ جو سیرۃ نبویہ سے تمام اسلامی تاریخ وسیر کی کتابون مین برابر نقل ہوتے چلے آتے ہین۔ اس بنا پر اونکا بار بار نقل و نقل کرنا اور تمام لکھی ہوئی باتونکو لکھنا بیکار کی خود خدمت قلمی اوٹھانا اور ناظرین کو بھی خوامخواہ مطالعہ کتاب کی تکلیف دلانا ہے۔

بظاہر خیال تو درست معلوم ہوتا ہے مگر گذارش یہہ ہے کہ اس کتاب پر منحصر نہین سیرۃ و تاریخ کے موضوع پر زمانہ حاضرہ مین جتنی بھی کتابین لکھی جاتی ہین یا آیندہ لکھی جاینگی وہ سب پرانی لکیرون کا پیٹنا کہلائینگی۔ (اور ان ہذا اساطیر الاولین (یہ تو وہی پرانے ڈھکوسلے ہین) سمجھے جائینگے اور اگر اسی تفہیم پر اعتبار کرلیا جائے تو میرے قیاس مین تمام دنیا مین تاریخ وسیر کے موضوع پر تصنیف و تالیف کا یکقلم کام ہی موقوف ہوجائے اسلیے خیال سے علم سیرت و تاریخ کے واقعات قدیم۔ معلومات جدید کے مخازن عظیم ہین جنکے مطالعہ سے ہزارون مفید باتون کی ناظرین کو سبق آموزی اور عبرت افروزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کی بھی یہی صورت اور ضرورت ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ واقعات مین وہی بنی ہاشم و بنی امیہ کے اور بحث بھی وہی باہمی ترجیح و فضیلت کی جو سیکڑون برس کی لکھی لکھائی اور سُنی سنائی ہین مگر اس سے جو معلومات حاصل ہوتے ہین اور انکشافات ظاہر ہوتے ہین وہی دیکھنے سے پڑھنے اور سمجھنے کی باتین ہین اور اونھین سے مستفید و مستفیض ہونیکی امید کامل ہے الا ماشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

ہم ان باتون کو اصل کتاب مین تفصیل سے دکھا چکے ہین اور مقدمہ کتاب مین بھی اوپر لکھ چکے ہین۔ بار بار کی تکرار فضول ہے خلاصہ یہہ ہے کہ فریق مقابل مین بنی امیہ کے دعوے زبانی تفضیل کے حدود سے آگے نہین بڑھتے۔ اونکی عملی تمثیلات سیر و تاریخ کے شہادات سے ثابت نہین ہوتی ہین انکے برعکس حضرات بنی ہاشم کے دعوے تفضیل و تمثیل دونون طریقون سے تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین محفوظ ہین۔ انکے تمام محاسن۔ حسن تقریر اور حسن تدبیر۔ دونو قسم کے عملی مظاہرات سے ثابت ہین اور یہی اس کتاب کے اصل موضوع کا مقصود ہے۔

کوٹھو۔ ضلع آرہ
شریف العمارت
جمعہ ربیع الثانی ۵۰ھ

المؤلف
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
عفاہ اللہ السامی

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن والاضداد للجاحظ عثمانی مطبوعہ مطبع السعادت۔ مصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید البشر والافخر

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تمام آدمیون کا سردار ہون اور سب سے زیادہ قابل افتخار (فخر کئے جانیکے قابل)

سمع رسول اللہ صلعم رجلا ینشد بیتا من شعرہ

انی امرؤ حمیری حین تنسبنی

لامن ربیعة ابائی و مضر

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مسلم) کو منجملہ اور اشعار کے یہہ بیت پڑہتے ہوے سنا ؎

مین حکم کنندہ (لوگون کا حاکم) ہون۔ اسلئے کہ مین حمیری[1] (ملوک حمیر کے شاہی) نسب (خاندان) سے ہون نہ ربیعہ[2] میرے آباو اجداد مین ہین نہ مضر[3]

فقال لہ ذلک الام لک وابعد عن اللہ ورسولہ وقال بعضهم ؎

تو اوس سے ارشاد ہوا کہ یہہ تیری اصلیت سے قریب ہے مگر خدا اور رسول کی (پسندیدگی سے) بہت دور ہے۔ بعض شعرائے (جواباً) کہا

اذا مضر الحمراء کانت ارومتی

وقام بنصری حازم ابن حازم

عطست بانف شامخ وتناولت

یدای الثریا قاعدا غیر قائمہ

مضر حمرا سے میری بنیاد (اصلیت) ہوتی ہے (تو پہر اگر) میری نصرت (امداد) کے لیے حازم ابن حازم بھی طیار ہو تو مین (اوسکو) اپنی بینی بلند سے چھینک کر (آپ مین کیطرح) اپنے دونو ہاتہون سے زمین پر کھڑے ہوکر بھی ہین بیٹھے بیٹھے (ہی) پھینک دون

---

[1] حمیر۔ عبدالشمس ملقب بسبایے اکبر۔ بانی سلطنت سبا۔ ملقب بہ سبا ہے کہ شہر سبا اور مارب کا بیٹا تھا تو تاریخ ابوالفدا لکھتے ہین۔ وخلف سبا المذکور عدة اولاد منهم حمیر وعمر و کهلان واشعر وغیرهم ولما مات سبا ملک الیمن بعدہ ابنہ حمیر ابن سبا۔ سبا مذکور کی کئی اولادین تہین۔ اون مین حمیر۔ عمر۔ کہلان اور اشعر وغیرہ ہین۔ جب سبا مر گیا تو حمیر ابن سبا اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔ ریوزنڈ فاسٹر صاحب۔ حمیر کا زمانہ ۲۲۰۰ق م قرار دیتے ہین۔ سلسلہ ملوک حمیری عرب کا بہت قدیم اور مشہور شاہی خاندان شمار کیا جاتا ہے۔ علامہ ثعلبی نے اپنی تاریخ ایران مین جس کا نام غرر تاریخ الفرس ہے اور اب یورپ مین چھپ گئی ہے لکھا ہے کہ ایرانی مورخین نے جس بادشاہ کا نام ہاماروان لکھا ہے وہ سلسلہ حمیری کا بادشاہ تہا۔ اور ہاماروان لفظ عربی حمیر کی تصحیف ہے۔ علامہ موصوف یہہ بھی لکھتے ہین کہ سوداپہ جو کیکاوس کی زوجہ تھی اور جو فردوسی کے بیان کے مطابق سیاوش پر عاشق تہی اوسکا اصلی نام سعدی تہا۔ ایرانیون نے اپنے تلفظ مین اوسکو سوداپہ کرلیا۔ [2] ربیعہ نزار کے بیٹے تہے اور مضر کے بہائی۔ ربیعہ شجرہ رسالت مین داخل نہین ہین [3] مضر بن نزار وانما قیل لہ مضر الحمراء ولاخیہ ربیعة الفرس لانہ اعطی فی المیراث الذهب واخوہ الفرس (صراح جوہری) مضر نزار کے بیٹے تہے وہ مضر الحمراء کے لقب سے مشہور تہے اور انکے بہائی ربیعہ الفرس کے خطاب سے یاد کیے جاتے تہے

شعیب بن ابراھیم بن علی بن زید عن عبد اللہ بن حارث عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال ان العباس بن عبد المطلب بنفر من قریش وھم یقولون انما محمد فی اھلہ مثل نخلۃ نبتت فی کناسۃ فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فوجد منہ فخرج حتے قام فیھم خطیبا ثم قال ایھا الناس من انت قالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم ان اللہ عزوجل خلق خلقہ فجعلنی خیر خلقہ ثم جعل الخلق الذی انا منھم فریقین فجعلنی منھم خیر الفریقین من خلقہ ثم جعلنا الخلق الذی انا منھم شعوبا فجعلنی فی خیرھم شعوبا ثم جعلھم بیوتا فجعلنی من خیرھم بیتا وخیرھم والدا وانی صباہ لکم قم یا عباس فقام عن یمینہ ثم قال قم یا سعد فقام عن یسارہ فقال لیقرب امرء منکم عما مثل ھذا وخالا مثل ھذا

شعیب بن ابراہیم بن علی بن زید عبد اللہ سے۔ عبد اللہ حارث سے حارث عبد المطلب بن ربیعہ کی زبانی بیان کرتے ہین کہ ایکبار عباس بن عبد المطلب قریش کی جماعت کے پاس سے ہوکر نکلے وہ لوگ آپس مین کہ رہے تہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اپنے خاندان کے لوگون مین ایسی ہے جیسے زمین افتادہ (گھوریہ) پر درخت شاداب نکلا ہو حضرت عباس نے اسواقعہ کو جناب رسالتماب صلعم کیخدمت مین عرض کردیا یہہ سنکر آپ کو اتنا ملال خاطر ہوا کہ آپ اوس جماعت قریش کے درمیان تشریف لیجاکر خطبہ کہنے کی غرض سے کھڑے ہوگئے اور (ان لوگون کو مخاطب کر کے استفسار) فرمایا۔ اے لوگو (بتاؤ)۔ مین کون ہون؟ سب نے عرض کی آپ رسول اللہ صلعم ہین۔ فرمایا مین ہون محمدؐ۔ خدا کا بندہ۔ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھکو بہترین مخلوق قرار دیا۔ پھر اوس (بہترین) مخلوق کے جسمین ہم ہین۔ دو حصّے کیئے۔ اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا۔ پھر اوس بہترین حصہ مین جسمین ہم شامل ہین۔ قبیلے بنائے اور ہمکو اون تمام قبائل کے بہترین قبیلہ مین قرار دیا اور پھر اون قبائل کے مسکن و موطن (گھر بار) بنائے اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا یعنی تمام گھرون سے بہترین گھر مین رکھا (ان دلائل کے رو سے آگاہ ہو جاؤ کہ) ہم گھر کے اعتبار سے (بھی) تم سے کہین بہتر ہین اور مین تم سب کے لیئے مایۂ فخر ہون۔ پھر فرمایا اے عباسؓ کھڑے ہو جاؤ (یہہ سنکر) وہ آپ کے داہنے کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ اے سعدؓ کھڑے ہو جاؤ وہ آپ کی بائین طرف کھڑے ہو گیے۔ آپ نے لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لوگون مین سے کوئی ایسا شخص لاؤ جو میرے ان چچا کے ایسا ہو اور میرے ان مامون کے ایسا ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس لیکہ (ترکہ کی) میراث مین مضر کو اشرفیان (دینار سرخ) ملے تہے اور اون کے بھائی ربیعہ کو گھوڑے۔ مضر انحضرت صلعم سے اونیسوین[19] پشت اوپر ہین اونکی عظمت و وجاہت پر بنی ہاشم ہمیشہ سے مفاخرت کرتے آئے ہین۔ چنانچہ حضرت ابیطالب نے اپنے اوس خطبہ مین جو انحضرت صلعم کی تقریب نکاح مین پڑہا تھا انکی ابوّیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ عبارت یہہ ہے الحمد للہ الذی جعلنا من ذرّیۃ ابراھیم وزرع اسمعیل وضئضئ معدّ وعنصر مضرؑ تمام تعریف اوس خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہمکو ذریت ابراہیم۔ اولاد اسمعیل۔ نسل معد بن عدنان او صلب مضر سے پیدا کیا۔ زرقانی ص ۲۴۳ ج ۲ مصر

سے حازم بن حازم اصل مین یہہ بشر بن حازم ہے یہہ شخص یمن کے قبیلہ طے کا مورث اور حاتم طائی کے سلسلۂ اجداد مین ہے مراح

سے عباس ابن عبد المطلب۔ آپ سے دنیائے اسلام پوری طور سے واقف ہے تفصیلی معرفت کی ضرورت نہین۔ صرف اتنا لکھکر بتلا دینا کافی ہوگا کہ آپ ابتدا ہی سے مصدق اسلام تہے۔ جنگ بدر مین اقرار ظاہر کا اعلان فرمایا۔ ظہور اسلام سے پہلے بہی منصب سقایہ پر فائز تہے اور اسلام کے زمانہ مین بھی اسی منصب پر ممتاز رہے۔ قرآن مجید مین بھی آپکے اس منصب کی تخصیص موجود ہے۔

سے سعد سے غالبًا سعد بن ابی وقاص مقصود ہین لیکن پہلے یہہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ اظہار مفاخرت سعد کی ذات پر مبنی نہین ہے بلکہ قبیلہ بنی زہرہ کی شرافت کیطرف اشارہ ہے۔ یہہ قبیلہ مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر باہر جاکر آباد ہوا تہا۔ سعد اسی قبیلہ سے منسوب تہے اور جناب آمنہ اسی قبیلہ کی خاتون محترمہ تہین سعد کے باپ ابی وقاص کی چچیری بہن ہوتی تہین۔ اسی رعایت قرابت مادری سے سعد کی بہی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر افسوس سعد اور سعد کے قبیلہ نے انحضرت صلعم کی وفات کے بعد اس خصوصیت قرابت کی کوئی رعایت نہ کی۔ سعد کے بیٹے عمر نے رسولؐ کے بیٹے حسینؑ کو کربلا کے میدان مین بھوکا پیاسا قتل کروا دیا۔ بطلی اغراب شد پئے تعمیر ملک شام یثرب تباہ شد بہ تمنائے ملک رے

المولف عفی عنہ

حدثنا سنان بن الحسن التستری عن اسمٰعیل بن مهران العسکری عن ابان بن عثمان عن عکرمة عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه قال لما امر رسول الله صلعم ان یعرض نفسه علی القبائل خرج وانا معه وابابکر وکان عالما بانساب العرب فرفضنا علی مجلس من مجالس العرب علیهم الوقار والسکینة فتقدم ابوبکر فسلم علیهم فردوا علیهم السلام فقال ابوبکر ممن القوم فقال من ربیعة قال من هامتها ام لهازمها قالوا بل من هامتها العظمی قال وای هامتها قالوا ذهل قال ذهل الاکبر ام ذهل الاصغر قالوا بل الاکبر قال افمنکم عوف الذی کان یقول لا حر بوادی عوف قالوا لا قال افمنکم جساس ابن مرة حامی الذمار ومانع الجار قالوا لا قال افمنکم المزدلف صاحب العمامة قالوا لا قال افانتم اصهار الملوك من اللخم قالوا لا قال افانتم خال الملوك الکندة قالوا لا قال فلستم من ذهل الاکبر اذا انتم من ذهل الاصغر فقام الیه اعرابی غلام حین بقل وجهه فاخذ بزمام ناقته ورسول الله صلعم واقف علی ناقته یسمع مخاطبته فقال ـ لنا علی سائلنا ان نسئله ؛ والعبء لا تعرفه او تحمله ـ یا هذا انك قد سئلتنا ای مسئلة شئت فلم نکتمك شیئا واخبرنا ممن انت فقال ابوبکر من قریش فقال بخ بخ اهل الشرف والریاسة فاخبرنی من ای قریش انت قال من تیم بن مرة قال افمنکم قصی بن کلاب الذی جمع القبائل من فهر فکان یقال له مجمع قال ابوبکر لا قال افمنکم الهاشم الذی یقول فیه الشاعر ـ عمرو الذی هشم الثرید لقومه + ورجال مکة مسنتون عجاف + قال ابوبکر لا قال افمنکم شیبة الحمد الذی کان وجهه یضیئ فی لیلة الداجیة مطعم الطیر قال لا فقال افمن اهل السقایة انت قال لا فقال افمن اهل الحجابة انت

سنان ابن حسن تستری نے اسمعیل ابن مہران عسکری سے اونہون نے ابان بن عثمان سے اونہون نے عکرمہ سے ۔ عکرمہ نے ابن عباس سے ابن عباس نے علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالنفس النفیس تبلیغ دین کی ضرورت سے ایک قدیم قبیلہ عرب مین تشریف لیگئے ۔ مین اور ابوبکر آپ کے ساتھ تھے اور ابوبکر النساب کے بڑے جاننے والے تھے ۔ ہملوگون کا گذر اعراب کی مجالس مین سے ایک ایسی مجلس مین ہوا جسمین عرب کے صاحبان وقار واقتدار جمع تہے ۔ اونکو دیکھکر ابوبکر آگے بڑھے اور اونکو سلام کیا ۔ اونہون نے جواب سلام دیا ۔

ناظرین کی دلچسپی اور سہولیت کے لئے ہم اسواقعہ کو مکالمہ کی صورت مین یہان سے لکھتے ہین ۔

ابوبکر ۔ آپ لوگ کس قوم سے ہین ۔

اعراب ۔ قوم ربیعہ سے

ابوبکر ۔ ربیعہ کی کس شاخ سے ۔ ہامتہ سے یا ذومہ سے

اعراب ۔ ہم شاخ ہامتہ العظمی سے ہین

ابوبکر ۔ ہامتہ العظمی کی کس شاخ سے

اعراب ۔ ذہل سے

ابوبکر ۔ ذہل اکبر سے یا ذہل اصغر سے

اعراب ۔ ذہل اکبر سے

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین ایک شخص عوف نامی تہا جسکی نسبت یہ مثل آجتک مشہور ہے کہ کوئی شخص وادی عوف مین جاکر آزاد نہین رہ سکتا یعنی بغیر اسیر ہوے بچ نہین سکتا ۔

اعراب ۔ نہین

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین بسطام بن قیس نامی ۔ صاحب علم اور زندون کو تمام کردینے والا مشہور تہا

اعراب ۔ نہین

ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین جساس ابن مرہ لڑاکو (لوگون) کا مددگار اور ہمسایون کا ظالم اور دل آزار مشہور تہا ۔

قال لا فقال اما واللہ لو شئت لاخبرتک انک لست من اشراف قریش فاجتذب ابوبکر زمام ناقتہ کھیئۃ المغضب فقال الاعرابی سہ صادف در السیل دُرید فعہ بھضبۃ ترفعہ وتضعہ - فتبسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی کرم اللہ وجہہ فقلت یا ابابکر لقد وقعت من ہذہ الاعرابی علی یا قعۃ قال اجل یا ابالحسن ما من طامۃ الا وفوقہا من طامۃ وان البلاء موکل بالمنطق

اعراب - نہین -

ابو بکر - آپ ہی لوگون مین مزدلف نامی عمامہ والا مشہور تہا

اعراب - نہین -

ابو بکر - آپ ہی لوگ سلاطین کندہ کے (قرابتین) مامون ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابوبکر - آپ ہی لوگ سلاطین لخم کے (قرابتین) داماد ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابو بکر - تب آپ لوگ (ربیعہ کی شاخ) ذہل اکبر سے نہین - بلکہ ذہل اصغر سے ہین

یہ مکالمات سنکر جماعت عرب مین سے ایک جوان سبزہ آغاز حضرت ابو بکر کے مقابل اپنی ناقہ کی مہار تھامکر کھڑا ہوگیا جناب رسولخدا صلعم بہی اپنے ناقہ پر سوار اس مخاطبہ کو سن رہے تہے - اوس جوان سبزہ آغاز نے اپنی مکالمت سے پہلے یہہ شعر پڑہا سہ ہماری طرف سے ہمارے سائل پر فرض ہی کہ جب ہم سوال کرین تو جو عیب اوسمین ہو اوسکا بار اوتار دے (جواب شافی دیدے) یا ہم پر بار کردے - (یعنی جو ہمارے عیب ہون وہ کھولدے) - یہہ شعر پڑہکر وہ حضرت ابوبکر کو ان الفاظ مین مخاطب کرکے کہنے لگا - اے شخص بزرگ حاضر - آپنے تو جتنا آپ کے جی مین آیا ہم سے پوچھ لیا اور ہم نے کچھ نہ چھپایا - سب آپ کو تبلادیا - اب آپ بتلائین

جوان - آپ کس قوم سے ہین -

ابوبکر - قوم قریش سے

جوان - آپ کو مبارک ہو - مبارک کہ آپ صاحبان شرافت وحکومت سے ہین (اچھا یہہ تو تبلادیجئے) قریش کی کس شاخ سے ؟

ابوبکر - تیم ابن مرہ کی شاخ سے

جوان - آپ ہی لوگون مین قصی بن کلاب تہے جنھون نے تمام قبائل بنی فہر کی تنظیم کی اور اسوجہ سے اونکا لقب مجمع (جمع کنندہ) مشہور تھا

ابوبکر - نہین -

جوان - کیا آپ ہی حضرات مین ہاشم تھے - جنکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے سہ عمر (ہاشم کا نام تہا) عالی مرتبہ نے اپنی قوم کو ثرید (شوربہ مین بھیگی ہوئی روٹیون کے ٹکڑے) کھلایا اور (اس ترکیب سے) مکہ کے لاغر لوگون کو موٹا کردیا

ابوبکر - نہین -

جوان - آپ اون لوگون مین سے ہین جنمین شیبۃ الحمد تہے - جنکا چہرہ (روشن) شب تاریک مین چمکتا تہا اور جنکا لقب مطعم الطیر (پرندون کے کھلانیوالے) مشہور تھا

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ ان لوگون مین سے ہین جنکو مفیضین عہ (فیض پہونچانیوالے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہی

عہ مفیضین متولیان خانہ کعبہ کو کہتے ہین اور وہ حضرات بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہین - مولف عفی عنہ

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان رفادہ سے ہین - (رفادہ - حاجیون کو روٹی کھلانیکا منصب - یہ منصب بنی ہاشم کے لئے مخصوص تھا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان سقایہ سے ہین - (سقایہ - حاجیون کو پانی (زمزم) پلانے کا عہدہ - یہ منصب بنی عباس سے متعلق تہا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان حجابہ سے ہین - (حجابہ - خانہ کعبہ کو پوشش پہنانا اور کلید برداری کرنا - یہ منصب ہاشم کے بڑے لڑکے عبدالدار کی اولاد مین محفوظ تھا)

ابوبکر - نہین

جوان - خدا کی قسم - میری نیت آپ کے ملول کرنیکی نہین ہے (لیکن صورت حال اس کہنے پر مجبور کرتی ہو کہ) آپ اشراف قریش سے نہین ہین

یہ سنکر حضرت ابوبکر نے غضبناک ہوکر اپنے ناقہ کی مہار کھینچی اور (وہان سے) لوٹے - انکی یہ حالت دیکھکر اوس (عربی جوان) نے یہ شعر پڑہا سیل (بیان) کی روانی نے سوتی کو کچہ ایسے عالم شکستگی (اضطراب) مین ڈالدیا کہ ابھرا تو توڑ اگیا - بیٹھا تو توڑ اگیا

یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسکرا دیے - حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اس جوان عربی کی وجہ سے تمکو تو سخت مشکل پیش آئی - حضرت ابوبکر نے جوابدیا بلکہ سخت ترین - اے ابوالحسن - یہ تو مصیبت بالاے مصیبت تھی اور تمام مصیبتین (اکثر) زبان ہی کی وجہ سے پیش آیا کرتی ہین

(مفاخرت بین الحسنؑ و المعاویہ)

(حضرت امام حسنؑ اور معویہ کے درمیان مفاخرت)

قال وانی الحسن ابن علیؑ معویۃ بن ابی سفیان وسبقتہ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ قام معویۃ بانزالہ فبینا معویۃ مع عمر ابن العاص ومروان بن الحکم وزیاد المدعی الی ابی سفیان یتجاورون فی قدیمہم وحدیثہم اذ قال معویۃ قد اکثرتم الفخر ولو حضرکم الحسن ابن علیؑ وعبد اللہ بن عباس لقصروا من اعنتکم فقال زیاد وکیف ذالک یا امیر المومنین وما یقومان لمروان بن الحکم فی غرب منطقہ ولا لنا فی بواذخنا فابعث الیہما حتی نسمع کلامہما فقال معویۃ لعمرو وما تقول فی ہذا اللیل فابعث الیہما فی غد فبعث معویۃ بابنہ یزید الیہما فاتیا فدخلا علیہ وبدا معویۃ فقال انی اجلکما وارفع قدرکما من المسامرۃ باللیل و

(ایک مرتبہ کا ذکر ہے) کہ (امام) حسن رضی اللہ عنہ معویہ کے پاس آئے اور اون سے قبل عبداللہ ابن عباس آچکے تہو - راوی کا بیان ہو کہ جب معویہ کو (انلوگون کی آمدکی) خبر ملی تو (اوسنے) انکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا - اوس وقت ہم لوگون مین معویہ کے پاس عمر عاص - مروان بن الحکم اور زیاد (ابن سمیہ) جو ابوسفیان کی فرزندیت کا دعویدار تھا بیٹھے تہو اور (یہی لوگ وہ تہی) جو اوس کی فضیلت وعظمت کے مداح تھے (اس اثنا مین) معویہ نے کہا کہ (مین نے علی الاکثر دیکھا ہے) تملوگ (آپسمین) اکثر (اپنی ذات وصفات پر) مفاخرت کیا کرتے ہو لیکن جب (حضرت امام) حسن ابن علیؑ اور عبداللہ ابن عباس آجاتے ہین تو تمہاری زبانین (انکی) عیب جوئی مین بند ہوجاتی ہین - زیاد بولا اے امیر المومنین یہ کیسے ہو سکتا ہے - ہملوگون مین مروان

لاسيما انت يا ابا محمدؐ فانك يا ابن رسول الله صلعم وسيد
شباب اهل الجنة فشكر له فلما استويا في مجلسهما علم
عمروان الحدة ستقع به فقال والله لابد ان تكلم فان
قهرت فسبيل ذلك وان قهرت اكون قد ابتدأت فقال
يا حسن انا قد تفاوضنا فقلنا ان رجال بني امية اصبر
على اللقاء والمضي في الوغاء واوفى عهدا واكرم خيما وامنع
لما وراء ظهورهم من بني عبد المطلب ثم تكلم مروان الحكم
فقال كيف لايكون ذلك وقد قارعناهم فغلبناهم و
حاربناهم فملكناهم فان شئنا عفونا وان شئنا بطشنا ثم
تكلم زياد وما ينبغي لهم ان ينكروا الفضل لاهله ويجحدوا
الخير في مظانه نحن الحملة في الحروب ولنا الفضل على سائر
الناس قديما وحديثا فتكلم الحسن ابن علي فقال
ان يصمت الرجل عند ايراد الحجة ولكن من الافك ان
ينطق الرجال بالخنا ويصور الكذب في صورة الحق
يا عمر افتخارا بالكذب وجرأة على الافك ما زلت اعرف
مثالبك الخبيثة ابديها مرة بعد مرة اتذكر مصابيح
الدجى واعلام الهدى وفرسان الطراد وحتوف
الاقران وابناء الطعان وربيع الضيفان ومعدن
العلم ومهبط النبوة وزعمتم انكم احمى لما وراء
ظهوركم وقد تبين ذلك يوم بدر حين نكصت
الابطال وتساورت الاقران واقتحمت الليوث
واعتركت المنية وقامت رحاها على قطبها وفرت
عن نابها وطار شرار الحرب فقتلنا رجالكم ومن النبي
صلعم على ذراريكم وكنتم لعمري في هذا اليوم غير مانعين
لما وراء ظهوركم من بني عبد المطلب ثم قال واما انت يا مروان
فما انت والاكثار في قريش وانت ابن ابي طليق و
ابوك طريد تتقلب في خرابه الى سوءة وقد اوتي
بك الى امير المؤمنين يوم الجمل فلما رأيت الضرغام

الحکم کے ایسا غرب اللسان (خوش بیان) موجود ہو اور ہمارا یہ
دعویٰ مغرورانہ نہیں ہے۔ آپ اون دونون (امام حسنؑ اور عبد اللہ
ابن عباس) کو بلا بھیجو اور اونکے ساتھ ہمارے مکالمات سن لیجیے
یہ سنکر معویہ نے عمر عاص کیطرف دیکھا اور پوچھا وہ اسیوقت رات
کو بلوائے جائین یا کل صبح کو۔ پھر اوس نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اون
لوگون کے پاس بھیجا اور بلوایا وہ (حضرات) جب آئے تو معویہ نے
اون ابتدائے کلام کی اور کہا کہ مین آپ حضرات کی جلالت قدر و
منزلت کو اس امر سے کہین زیادہ جانتا ہون کہ آپ کو رات کے وقت
تشریف لانیکی زحمت دون۔ خصوصا۔ اے ابو محمدؑ آپ کو۔ اسلیئے
کہ آپ فرزند رسولؐ اور جوانان بہشت کے سردار ہین۔ یہ کہکر وہ آپ
کی تشریف آوری کا شکریہ بجالایا۔ پھر جب دونون بزرگوار (امام
حسنؑ اور عبد اللہ ابن عباس) اوس مجلس مین اطمینان سے برابر
بیٹھ گیے۔ تو (دل ہی دل مین) عمر عاص نے سمجھ لیا کہ مصیبت آگئی
(اوس نے دل ہی دل مین) کہا خدا کی قسم مجھے بغیر تقریر کیے چارہ
نہین ہے۔ اگرچہ مین (کلام مین) غالب آؤن یا مغلوب ہون۔ کوئی
صورت ہو (تقریر ضرور ہے) پھر اوس نے (عمر عاص) نے کہا اب ہم
مساوات (فیمابین) کا موازنہ کرتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ قوم
بنی امیہ (کا طرز عمل یہ ہے کہ) مقابلہ کیوقت ٹھیرے رہتے ہین اور
جنگ کے وقت آگے بڑہجاتے ہین۔ اپنے وعدون کو پورا کرتے ہین
بڑے مہمان نواز ہین اور جو کچھ اون پر (قوم بنی امیہ) بنی عبد المطلب
کے ہاتھون سے گذر چکا ہے اوس سے درگذر کرنیوالے ہین (اسکے بعد)
مروان الحکم نے کہا کہ وہ (بنی امیہ) ایسے کیونکر نہون کہ ہم نے اون پر
(بنی عبد المطلب پر) حملہ کیا اور ہم اون پر غالب آئے۔ ہم اون سے
لڑے اور ہم (اونپر فتحیاب ہوکر) اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار
ہے چاہے اونہین معاف کردین یا چاہین تو اونپر سختی کرین (اسکے
بعد) زیاد (ابن سمیہ) بولا۔ اور وہ لوگ (بنی عبد المطلب) کسی اہل
فضل کی فضیلت کا انکار کرنے والے نہین ہین اور وہ نیکی کو نیکی کی
جگہہ پہونچانے سے نہین رک سکتے۔ ہم معرکہ آرائیون اور جنگ جوئی ہین

قد دميت براثنه واشتبكت انيابه كنت كما قال الاوّل ؎
بصبيص ثم دمين بالابعار

فلمّا من عليك بالعفو وارخى خناقك بعد ما ضاق عليك و
غصصت بريقك لانقعد منا مقعد اهل الشكر ولكن تساوينا
وتجارينا ونحن بين لا يدركنا عار ولا يلحقنا خزاية ثم التفت الى
زياد وقال ما انت يا زياد وقريش ما اعرف لك فيها اديما
صحيحا ولا فرعا نابتا ولا منبتا كريما كانت امك بغيا تيداولها
رجالات قريش وفجّار العرب ولمّا ولدت لم تعرف لك العرب
والدا فادّعاك هذا يعني معوية فما لك والافتخار
يكفيك السميّة ويكفينا رسول الله صلعم وابي سيد المومنين
الذي لم يرتد على عقبيه وعماي حمزة سيد الشهداء
وجعفر الطيّار في الجنة وانا واخي سيد اشباب اهل الجنّة
ثم التفت الى ابن عباس فقال انما هي بغاث الطير انقض
عليه البازي فاراد ابن عباس ان يتكلّم فاقسم عليه معوية
ان يكف فكف ثم خرجا فقال معويه اجاد عمرو الكلام اولا
لولا ان حجته دحضت وقد تكلّم مروان لولا انه نكص ثم
التفت الى زياد فقال ما دعاك الى محاورته ما كنت الّا
كالحجل في كف العقاب فقال عمرو افلا رميت من ورائنا قال معوية
اذا كنت شريككم في الجهل افاخر رسول الله صلعم جدّه وهو سيد
من مضى ومن بقي وامه فاطمة سيدة نساء العلمين ثم قال لهم
والله لئن سمع اهل الشام ذلك انه للسواءة السوآء فقال
عمرو لقد ابقى عليك ولكن طحن مروان وزيادا طحن الرّحا
بثفالها ووطئهما وطئ البازل القراد بمنسمه فقال زياد
ولكنك يا معوية تريد الاغراء بيننا وبينهم لاجرم والله
لاشهدت مجلسا يكونان فيه الا كنت معهما على من فاخرهما
فخلا ابن عباس بالحسن بن علي رضي الله عنه فقبّل بين
عينيه وقال افديك يا ابن عمي والله ما زال بحرك يزخر
وانت تصول حتى شفيتني من اولاد البغايا

مشہور آفاق ہین اور ہمکو تمام لوگون پر اعتبار قدامت و فضیلت حاصل ہے
اسکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہہ کوئی (اخلاقی)
احتیاط نہین کہی جاسکتی کہ انسان تردید دلائل کے وقت خموش بیٹھا رہجاے اور
خاصکر ایسے وقت مین جب (تفصیل دلائل مین) کذب و افترا سے کام لیا گیا ہو
اور تقریر کنندہ اپنی تقریر مین خیانت کر رہا ہو اور محض جھوٹ کے نقشے مین حق کی
تصویر کھینچتا ہو - اے عمرو عاص - (حقیقت امر تو یہہ ہے کہ (غلط بیانیون
پر تیری مفاخرت اور افترا پردازیون پر تیری جرأت تیری ذات سے اون عیبون
اور خباثتون کو (ذرہ بھر بھی) گھٹا نہین سکتین جو یکے بادیگرے تجھہ مین پیدا
ہوچکی ہین (تیرا یہہ موہنہ ہے کہ) تو ذکر کرے اون لوگون کا جو تاریکی کی شمعین
ہین - ہدایات کے نشان ہین - شہسواران تیز رفتار ہین (اپنے حریف
مقابل کے) ہلاک کنندہ ہین - نیزہ برداران (معرکہ) کے فرزند ہین - مہمانون
کی (دل کی) بہار ہین - علوم کے معدن ہین - وحی کے مقام نزول - اور تم کو جو یہہ
زعم ہے کہ تم پر جو گذر چکا اوسکی وجہ سے تم (امر فضیلت مین) گر انتر ہو گئے
یہہ باتین تو تمام بدر والے دن اوسیوقت ظاہر ہوچکین جسوقت اہل باطل
بھاگ گئے اور مقابل (آپسمین جنگ کے لئے) برابر کھڑے ہوگئے شیران
نبرد گر پڑے - موت نے اونھین گوشمالی دی اور ٹہر گئے موت کی بو سے
اور مسرور ہوے آواز جنگ سے اور لڑائی کے شعلے تمام پھیل گئے - ہم (ایسی
حالت مین) تملوگون سے (دعوے کے ساتھ) کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم پر احسان (خاص) فرمایا اور مجھکو اپنی جان
کی قسم ہے (مین خوب جانتا ہون) کہ آج کے دن تک تم لوگون نے اون
امور کو پس پشت نہین ڈالا ہے (بھلایا نہین ہے) جو بنی عبدالمطلب سے تمکو پیش
آئے پھر (مروان الحکم کو مخاطب کرکے) آپنے فرمایا کہ اے مروان تو نے قریشیون
مین سب سے زیادہ مال جمع کیا ہے - تو ایک آزاد کردہ مجرم کا بیٹا ہے اور تیرا
باپ آزاد کردہ مجرم ہے - تو (فطرتی) شرابیون سے بڑھکر بدکاری کیطرف
پھر گیا ہے اور جنگ جمل کے دن امیر المومنین علیہ السلام تجہپر غالب آئے
اور تو نے جب شیر کو آتے دیکھا تو اپنے دامن کو گرا کر بھاگ گیا اور (بھاگنے مین)
اپنی آواز کو پھاڑ دیا - تیری مثال (بھاگنے مین) ایسی تھی جیسی کہ قدیم
شاعر نے کہا ہے ؎ دُم ہلاتی ہوئیں اور مینگنیاں کرتی ہوئی (ڈہیران) بھاگین

لیکن اس حالت مین بہی امیر المومنین علیہ السلام نے تجھے معاف فرمادیا۔ تجھپر احسان کیا اور تجھکو ان معیبتون سے رہائی دلوادی جسمین تیرا دم خفگی کر رہاتہا اور (تیرے گلے مین) کف گلوگیر ہو رہاتھا۔ بغیر ہملوگون کے جلوس کے صاحبان سکر کی مجلسین نہین منعقد ہوسکتی ہین۔ ہم (ہر حالت مین سب کے ساتھ مساوات اختیار کرتے ہین اور حقوق ہمسائیگی ادا کرتے ہین اور ہم وہ (شرفائے قوم) لوگ ہین جنہون نے (کبھی کسی امر مین) ذلت نہین اوٹہائی اور نہ کسی نے ہم مین کوئی برائی پائی۔ اسکے بعد آپ زیاد کی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا۔ اے زیاد۔ تو تو وہی ہے کہ قریش نے آج تک تیرا (فرش صحیح (بستر تولید) نہ جانا۔ تیری کوئی شاخ (نسب) قائم (رویدہ) نہین ہے۔ تیری کوئی قدامت ثابت نہین اور تیرے (رویدہ کرنے والے) قائم کرنیوالے نیکوکار نہین تھے کیونکہ تیری ماں (سخت) بدکار تھی۔ جسکے ساتھ (ایک ہی بار) اکثر مردان قریش اور بدکاران قریش نے مجامعت کی۔ جب تو پیدا ہوا تو عرب مین کسی نے تجھکو نہین پہچانا کہ تیرا باپ کون ہے یہان تک کہ اس شخص یعنی معویہ نے تجھکو اپنا سگا بھائی بنایا۔ اس سے تیرے لئے تو کوئی مفاخرت نہین ہوسکتی۔ تیرے لئے فخر کرنیکو (تیری ماں) سمیہ کافی ہے اور ہماری مفاخرت کو لئے یہی کافی ہے کہ ہمارے جد بزرگوار) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور ہمارے پدر بزرگوار سردار مومنین ہین۔ جنہون نے اپنی قدم مو کہاے جنگ سے پیچھے نہین ہٹاے اور ہمارے دونون عم عالیمقدار حضرت حمزہ ؓ سردار شہیدان (راہ خدا) اور حضرت جعفر طیار ہین جو بہشت مین پرواز کرتے ہین ۞۔ پھر آپ عبد اللہ بن عباس کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا اپ نے دیکھا۔ مردہ خوار پرند جمع ہو گئے تھے۔ جنکو شہباز نے جھپٹ کر پراگندہ کر دیا۔ یہ سنکر حضرت عبد اللہ ابن عباس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر معویہ نے چپ رہنے کی قسم دیدی اور وہ چپ رہگئے۔ اور اسکے بعد دونون حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) وہان سے تشریف لیگئے۔ تو معویہ نے سب سے پہلے عمر عاص سے اغاز کلام کیا اور کہا کہ کیا (تمہاری) دلیلین لغزش مین نہین آگئین اور پھر مروان سے پوچھا کہ کیا تو (اپنی دلیلون مین) پارہ پارہ نہین ہوگیا۔ پھر زیاد کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آخر تجھکو اون کے ساتھ کس بات پر مفاخرت کا دعوے تھا اور تیری مثال تو اون سے تقریر کرتے وقت ایسی تھی جیسے چڑیا عقاب کے پنجہ مین۔ عمر عاص نے کہا (اے معویہ بتلاؤ) کیا ہملوگ (اپنے دلائل مین) پیٹھ پھیر کر نہ پھرے یعنی نہ بھاگ کھڑے ہوے۔ معویہ بولا کہ اگر تمہاری طرح مین بھی تمہاری جہالت مین شریک ہوتا تو (البتہ) مین اوس شخص سے مفاخرت پیش کرتا جسکا نانا خدا کا رسول ہے اور وہ تمام گذشتہ اور موجودہ قومون کا سردار ہے۔ اونکی مادر گرامی قدر تمام دنیا کی عورتون کی سردار ہین۔ پھر اونلوگون کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم۔ اگر اہل شام ان باتون کو سن لین تو رسوائی پر (کثیر) رسوائیان بڑھ جائین۔ عمر عاص نے کہا تم باقی رہ گئے۔ لیکن (حقیقت تو یہ ہے) مروان اور زیاد (اول سے) آخر تک آٹے کی طرح پیس دیے گئے۔ سوار بلند مرتبہ نے اپنے (گھوڑے کی) سمون سے اون دونون کو روند ڈالا۔ زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اونہون نے ایسا ہی کیا۔ لیکن تم نے اس ترکیب سے ہمارے اور اونکے مابین مفارقت قائم کر دی اوسمین تمہارا قصور نہین۔ مین نے تو (تمہاری) کوئی ایسی صحبت نہین دیکھی جسمین وہ دونون حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) ہون اور تم اونکی مفاخرت مین اونکے ساتھ نہ ہوگئے ہو۔

پھر عبد اللہ ابن عباس نے امام حسن علیہ السلام کی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ مین آپ پر فدا ہون۔ جو کچھ (مواد فاسد) کہ جمع کیا گیا تھا آپ اوسکے ہلا دینے اور فنا کر دینے مین ذرا بھی نہ رکے۔ یہانتک کہ آپنے مجھکو ان بدکارون کی اولاد سے بچالیا۔ اور مطمئن فرمادیا۔

۞ اور ہم اور ہمارے بھائی جوانان بہشت کے سردار ہین

امام حسن علیہ السلام اور عبد اللہ ابن زبیر

ثم ان الحسن رضی اللہ عنہ غاب ایاما ثم رجع حتے (اس مکالمہ مذکورہ کے بعد) امام حسن علیہ السلام کچھ زمانہ تک باہر تشریف

دخل علی معویة وعنده ابن زبیر فقال یا ابامحمد انی اظنک تعبا فات المنزل فارح نفسک فقام الحسن فخرج فقال معویة لعبد الله ابن زبیر لو افتخرت علی الحسن فانت ابن حواری رسول الله صلعم وابن عمتہ ولابیک فی الاسلام نصیبا وافرا فقال ابن الزبیر انا له جعل لیلتہ یطلب الحجج فلما اصبح دخل علی معویة فجاء الحسن علیه السلام فحیاہ وسئله مبیتہ فقال خیر مبیت واکرم مستفاض فلما استوی فی مجلسه قال له ابن الزبیر لولا انک خوار فی الحروب غیر مقدام ما سلمت لمعویة الامر وکنت لا تحتاج الی احتراق السهوب وقطع المراحل والمفاوز معروفة وتقوم ببابه وکنت حریا ان لا تفعل ذلک وانت ابن علی فی باسه ونجدته وما ادری ما الذی حملک علی ذلک اضعف حال ام وهی نحیزة ما اظن لک مخرجا من هذین الحالین اما والله لو استجمع لی ما استجمع لک لعلمت اننی ابن الزبیر وانی لا انکص عن الابطال فکیف لا اکون کذلک وجدتی صفیة بنت عبد المطلب وابی الزبیر حواری رسول الله صلعم فالتفت الحسن علیه السلام الیه وقال اما والله لولا ان بنی امیة تنسبنی الی العجز عن المقال لکففت عنک تهاونا بک ولکن سابین ذلک لتعلم انی لست بالکلیل ایای تغمز وعلی تفتخر ولم تک لجدک فی الجاهلیة مکرمة الا تزوجه عمتی صفیة بنت عبد المطلب فبذخ بها علی جمیع العرب وشرف بمکانها فکیف تفاخر فی القلادة واسطتها وفی الاشرف سادتها نحن اکرم الارض زندا النا الشرف الثاقب والکرم الغالب ثم زعمت انی سلمت الامر لمعویة فکیف یکون ویحک کذلک وانا ابن اشجع العرب ولدتنی فاطمة سیدة نساء العالمین وخیرة الامهات لم افعل ویحک ذلک جبنا ولا فرقا ولکنه بایعنی مثلک وهو یطلب بترة ویداجینی المودة

تشریف فرما ہے - واپس آئے تو معاویہ کے پاس گئے (اتفاق سے) معویہ کے پاس عبد اللہ ابن زبیر بیٹھے تھے۔ معویہ نے آپ سے کہا میں آپ کے چہرہ سے تکلیف سفر محسوس کرتا ہوں - بہتر ہے آپ قیامگاہ کو تشریف لیجائیں اور آرام فرمائیں یہ سنکر آپ اوٹھے اور چلے گئے (آپ کے چلے جانے کے بعد) معویہ نے ابن زبیر سے کہا کہ بہتر ہوتا کہ تم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مفاخرہ کرتے اسلئے کہ تم حواری رسول صلعم کے بیٹے ہو اور تمہارے باپ کو اسلام میں بہرہ اندوزی کثیر حاصل ہے عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اچھا رات کو میں اپنے دلائل سوچ رکھونگا صبح ہوئی تو ابن زبیر معویہ کے پاس آئے۔ اور (انکے بعد) امام حسنؑ بھی تشریف لائے معویہ نے آپکو خیر باد کہی اور آپ سے آپ کی فرودگاہ کے (سامان آسائش وغیرہ) متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد کیا میرے قیام کا مکان بہت اچھا ہے اور اوسمیں مہمانداری کا سامان و انتظام بہترین ہے - جب معویہ کی مجلس طیار ہوگئی تو عبد اللہ ابن زبیر نے امام حسنؑ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ (فطرتاً) معرکہاے جنگ میں عاجز و سست نہوتے اور گریز پائی نہ اختیار کرتے تو آپ نے امر خلافت معویہ کو نہ دیا ہوتا اور پھر آپ کو (اس) بادیہ پیمائی - طی منازل و مسافت - اور امراے ذی اقتدار کے دروازوں پر جانیکی ضرورت نہ ہوتی اور اگر آپ ایسا نہ کیے ہوتے تو آپ اسوقت بالکل آزاد ہوتے - اور آپ تو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں اور اونکی جلالت اور تجارب کے مستحق ہیں - میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا اور یہ تو آپ کی پوری شکست ہے کہ اس سے مجھکو آپ کی نجات کی امید نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر آپ کی طرح مجھ میں یہ اوصاف جمع ہوتے تو میں دنیا کو بتلا دیتا کہ میں ابن زبیر ہوں اور کبھی میں اہل باطل کے مقابلہ سے پیچھے ہٹنے والا بھی نہیں ہوں اور یہ (مجھسے) کیسے ہوسکتا ہے کہ میری دادی صفیہ بنت عبد المطلب اور باپ زبیر ہیں جو حواری رسولؐ کے لقب سے مشہور ہیں یہ سنکر حضرت امام حسنؑ اونکی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا - خدا کی قسم - اگر مجھ یہ خیال نہوتا کہ قوم بنی امیہ کے لوگ مجھے قوت کلام سے عاجز ٹہرائینگے تو میں کبھی تمہاری اہانت کی طرف متوجہ نہوتا لیکن محض اون عیب جوئیوں کی وجہ سے محض اطلاع کے لیے کہتا ہوں تاکہ لوگ جان لیں کہ میں ضعیف الکلام نہیں ہوں - اے ابن زبیر - تم کس بات پر اتراتے ہو اور مجھپہ فخر کرتے ہو - زمانہ جاہلیت میں تمہارے دادا کو کوئی بزرگی حاصل نہیں تھی -

فلم تنصره لانكم بيت غدر واهل احن وترة فكيف
لا تكون كما اقول وقد بايع امير المومنين ابوك ثم
نكث بيعته ونكص على عقبيه فاختدع حشية من حشايا
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
ليضل بها الناس فلما دلف نحو الاعنة ورأى بريق
الاسنة قتل بمضيعة لا ناصر له واتى بك اسيرا
وقد وطئتك الكماة باظلافها والخيل بسنابكها واعتلاك الاشتر
فغصصت بريقك واقعيت على عقبيك كالكلب اذا احتوشته
الليوث فنحن ويحك نور البلاد واملاكها وبنا تفتخر الامة
والينا تلقى مقاليد الارض وانت تختدع النساء ثم تفتخر
على بني الانبياء لم تزل الاقاويل منا مقبولة وعليك وعلى ابيك
مردودة دخل الناس في دين جدي طائعين كارهين ثم بايعوا
امير المومنين صلوات الله عليه فسار الى ابيك وطلحة حين نكثا البيعة
وخدعا عرس رسول الله صلعم فقتلا عند نكثهما بيعته واتي
بك اسيرا تبصبص بذنبك فناشدته الرحم ان لا يقتلك فعفى عنك فانت
عتاقة ابي وانا سيدك وابي سيد ابيك فذق وبال امرك فقال
ابن الزبير اعذرنا يا ابا محمد فانما حملني محاورتك هذا وشحني
الاغراء بيننا فهلا اذ جهلت امسكت عني فانكم اهل بيت
سجيتكم الحلم قال الحسن يا معوية انظر اكف عن محاورة احد
ويحك اندري من اي شجرة انا والى من انتمي انته قبل ان اسمك
بسمة يتحدث بها الركبان في آفاق البلدان قال ابن الزبير
هو لذلك اهل فقال معوية اما انه قد شفا بلابل صدري منك
ورمى مقتلك فبقيت في يده كالحجل في كف البازي يتلاعب بك كيف شاء
فلا اراك تفخر على احد بعد هذا

جب ہماری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اونھیں بیاہی گیئں تب اونکی وجہ سے
تمہارے دادا کو تمام عرب پر شرف حاصل ہوگیا اور اپنے قبیلہ (خاص) مین
فخر و امتیاز۔ پہر تم کیسے اوس شخص پر مفاخرت کر سکتے ہو جسکے سلسلہ سے صفیہ
کو غرور وسط ہی اور نہ خود اپنی شرافتون مین اوسکا (صفیہ) کا مدار ہے
ہمین گو کہ صلیبت کے اعتبار سے تمام لوگون سے بزرگ ترین ہین۔ ہمارے لئے شرف
روشن ہے اور نسب کریم۔ اے ابن زبیر تمکو یہ خیال باطل ہوا ہے کہ مین نے کسی
(ضعف کی) باعث سے خلافت معویہ کو سپرد کردی۔ افسوس ہے تم پر یہ مجہ سے
کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ مین شجاع ترین عرب کا بیٹا ہون۔ اور مین فاطمہ
سیدۃ النساء اور جملہ ماؤن کی مخدومہ کا فرزند ہون۔ افسوس ہے کہ مجہ سے مین نے
یہ فعل اپنی ضعف و عجز سے نہین کیا ہے اور نہ فرقہ بندی اور نہ تفرقہ اندازی کے قصد سے
ولیکن بات یہ ہے کہ تمہارے ہی ایسے لوگون نے مجہ سے بیعت کی تہی جو ابتدا ہی سے
مفارقت کے متلاشی تہے اور قطع محبت چاہتے تہے۔ مین نے اونکی محبت۔ نفرت اور رام پر
اعتبار نہین کیا کیونکہ تم لوگ یا یہ غدر و فساد ہو اور صاحب کینہ و عناد اور یہ مین
کیسے کرتا۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون۔ دیکہو۔ (اے ابن زبیر) تمہارے (یہی)
باپ نے (میرے پدر بزرگوار) امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت بھی کی اور پہر توڑ بھی دی
اور اولٹے پاؤن پہر بھی گئے اور جو اشی رسول صلعم مین سے ایک کے ساتھ مکر و فریب
کیا اسلئے کہ اوسکے ذریعہ سے تمام آدمیون کو گمراہ بناوین پس جب وہ جنگ
کے ساتھ دوری کر ہو الٹی طرح پہر گئے (اس حالت مین کہ اضطراب کی وجہ سے)
اونکے موہنہ مین بدبودار کف بہرا ہوا تہا۔ اور پہر وہ میدان جنگ سے بہاگنے پر بہی
ایسی معصیت گاہ مین قتل کر ڈالے گئے جہان اونکا کوئی مددگار نہین تہا۔ اور اونکے بعد
اے ابن زبیر تم اسیر کئے گئے۔ اسپ کمیت کیطرح باندہ کر لائے گئے گہوڑون
کی طرح تمہاری مشکین کہنچین اور تم اونٹون کی طرح لگام (مہار) چاب رہے
تہے اور کف تمہارے گلوگیر ہو رہا تہا اور تم (رستی تڑا کر) پیچہے بہاگنا چاہتے تہے جسطرح
کتا شیر کو دیکہکر پیچہے بہاگتا ہے۔ اے ابن زبیر۔ افسوس ہے تم پر۔ ہم تمام شہرون
اور ملکون کی روشنی ہین۔ اور ہم پر تمام امت کو ناز ہے اور ہمارے پاس تمام روئے زمین
کی کنجیان ہین۔ اے ابن زبیر تم نے ایک عورت سے مکر کیا۔ اب اولاد انبیا سے مفاخرت کرنے آئے ہو۔ تمہارے اقوال ہمارے آگے مقبول نہین ہو سکتے
(بلکہ وہ تمام تر) تم پر اور تمہارے باپ پر لوٹ جاتے ہین۔ تم نے میرے جد بزرگوار کے دین کو طوعاً و کرہاً اختیار کیا تہا پہر اسکے بعد تملوگون نے امیر المومنین کی بیعت کی پہر تمہارے
باپ اور طلحہ بیعت توڑ کر (مدینہ سے) چلے گئے۔ اور دونون نے مکر و فریب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ فریب کیا اور وہ دونو شکست کھا کر شکستہ بیعت

کی پاداش مین قتل کیئے گئے۔ اور تم اسیر کیے گئے۔ اپنے قصور پر تم دُم ہلاتے ہوئے (ڈرتے ہوئے) آئے۔ اور تم پر قتل کیے جانے کے عوض رحم فرمایا گیا او معافی دیدی گئی۔ (اس بنا پر) تم میرے باپ کے آزاد کردہ ہو (غلام ہو) اور ہم تمہارے سردار ہین اور میرے پدر بزرگوار تمہارے باپ کے سردار ہین۔ اب تم اپنے اعمال کے وبال اوٹھاؤ۔ یہ سنکر عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی اے ابامحمد (علیہ السلام) معاف فرمائیے مجھے آپ کے ساتھ اس مفاخرت کلامیہ کیلئے اس شخص معویہ نے مجبور کیا تھا اور اس سے اسکی غرض ہمارے آپ کے درمیان تفرقہ پیدا کرنی تھی لیکن باوجودیکہ مجھسے جہالت ہوگئی تھی۔ (بہتر تھا) آپ (ہی) خموش رہجاتے۔ اسلئے کہ آپ حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حلم کی تمام تعریف کیجاتی ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ آج سے کسی کے ساتھ مفاخرت یا محادرت کرنیسے باز آؤ۔ افسوس ہے تم پر تم نہین جانتے کہ مین کس شجرہ (طیبہ) مین داخل ہون اور کس پر میرے سلسلہ کی انتہا ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ دنیا مین تمہارا نام رکھا جاتا میرے سید کی، شہرت شجاعان (خاندان) نے تمام دنیا کے شہرون مین پہونچادی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی کہ وہ (معویہ) اسی قابل ہے۔ معویہ بولا (ہان۔ مگر) اس امر نے میرے دل کے زخمون کو اچھا کردیا اور مجھکو تیری قتل گاہ تک پہونچادیا اور تیرا یہ عالم ہوا کہ تو شہباز کے پنجہ مین ایک چڑیے کی شان دکھلائی دیتا تھا اور تیرے ساتھ جیسا وہ چاہتا تھا کھیلتا تھا۔ بس آج سے دیکھ (یاد رکھ لو) کسی سے مفاخرہ یا محاورہ کا قصد (ہرگز) نکرنا

امام حسن علیہ السلام اور معویہ سے دُو دُو باتین

وذكروا ان الحسن ابن علی صلوٰة الله علیهما دخل علی معویة فقال فی کلام جری من معویة فی ذلك ؎

فیم الكلام وقد سبقت مبرزا
سبق الجواد من المدی والمقوس

فقال معویة ایای تعنی والله لاتینك بما یعرفه قلبك و لاینكره جلساءك انا ابن بطحاء مكة انا ابن جوادها جواد واكرمها ابوة وجدود ادوفی بها عهود انا ابن ساد اهل لدنیا بالحسب الثاقب والشرف الفائق والقدیم السابق وابن من ارضاه رضی الرحمن وسخطه سخط الرحمن فهل لك اب كابی او قدیم كقدیمی فان تقل لا تغلب وان تقل نعم كذب فقال اقول لا تصدیقا لقولك فقال الحسن علیه السلام

اَلحَقُّ اَبلَجُ لَایَزِیغُ سَبِیلُهٗ
وَالحَقُّ یَعرِفُونَهٗ ذُوالاَلبَابِ

اکثر لوگون نے بیان کیا ہے کہ (ایکبار) امام حسنؑ نے معویہ کے کلام کے جواب مین ارشاد کیا ؎ اس مین کوئی کلام نہین کہ مین ہمیشہ) اپنے مقابل پر سبقت لیجاتا ہون جسطرح ایک سخی مرد (ہمیشہ) ایک فضول گو اور متوہم شخص سے (مقابلہ مین) بڑھ جاتا ہے خدا کی قسم مین تمکو اسوقت وہ باتین بتلاتا ہون جسکو تمہارا دل تسلیم کرلیگا اور جس سے تمہارے اصحاب بھی انکار نہین کرینگے (وہ یہ ہے) کہ مین شہر بطحا کا فرزند (مکی) ہون مین بخشش و جود کے لحاظ سے سخی ترین مردم کا بیٹا ہون اور باعتبار آباو اجداد کے تمہارے باپ دادا سے بہتر اور بزرگ تر ہون۔ مین اپنے وعدون کا پورا کرنیوالا اور مشہور دہر دنیا سردار دنیا کا فرزند رشید ہون۔ حسب روشن۔ نسب فائق اور قدامت سابق کے اعتبار سے اور اوس شخص کا فرزند ہون جسکی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے اور جسکی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔ پس دکھلاؤ اگر تمہارا باپ میرے باپ کا ایسا اور تمہارا قدیم میرے قدیم کے ایسا۔ اگر تم نے کہا نہین تو تم مغلوب ہوگئے اور اگر تم نے کہا۔ ہان ہے۔ تو محض جھوٹ بولے معویہ بولا ہم تو آپ کے قول کی تصدیق نکرینگے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ؎ حق (اپنے طور سے) روشن ہوگیا۔ اب کوئی اوسکی راہ (روش) سے پھر نہین سکتا حق وہ ہے جس کو تمام صاحبان عقول پہچانتے ہین

فضیلت بنی ہاشم پر مالک ابن عجلان اور عمر عاص کی گفتگو

قال وقال معویۃ ذات یوم وعندہ اشراف الناس من قریش وغیرھم اخبرونی باکرم الناس ابا وعما وخالا وخالۃ وجدا وجدۃ فقام مالک ابن عجلان واومی الی الحسن ابن علی صلوات اللہ علیھما فقال ھوذا ابوہ علی ابن ابی طالب وامہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وعمہ جعفر الطیار وعمتہ ام ھانی بنت ابی طالب وخالہ ابو القاسم ابن رسول اللہ وخالتہ زینب بنت رسول اللہ ص وجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وجدتہ خدیجۃ بنت خویلد فسکت القوم فنھض الحسن فاقبل عمر ابن عاص علی مالک فقال احب بنی ھاشم حملک علی ان تکلمت بالباطل فقال ابن عجلان ما قلت الا حقا وما احد من الناس یطلب مرضاۃ مخلوق بمعصیۃ الخالق الا لم یعط امنیتہ فی دنیاہ وختم لہ بالشقاء فی اخرتہ بنو ھاشم انضرکم عودا واورکم زندا اکذلک ھو یا معویۃ قال اللھم نعم

نقل ہے کہ ایکدن معویہ کے پاس بہت سے اشراف قریش اور دوسرے قوموں کے لوگ بھی کثرت سے جمع تھے (امام حسن علیہ السلام بھی تھے) معویہ نے (سب کو) مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ مجھے ایسے شخص کا نام تبلادین جو باپ۔ چچا۔ پھوپھی۔ خالو۔ خالہ دادا اور دادی کے اعتبار سے تمام لوگون مین بزرگ ترین مردم ہو۔ یہ سنکر مالک ابن عجلان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا یہ وہی بزرگ ہین۔ انکے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب اور مادر فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہین۔ انکے چچا جعفر الطیار ہین اور پھوپھی ام ہانی بنت ابیطالب ہین۔ انکے ماموں ابو القاسم ابن رسول اللہ ص ہین اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلعم۔ انکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہین اور نانی خدیجہ بنت خویلد۔ پس تمام قریش یہ تقریر سنکر خاموش رہگئے اور حضرت امام حسن ع اٹھکر چلے گئے تو عمر عاص نے آگے بڑھکر مالک ابن عجلان سے کہا کیا تجھکو بنی ہاشم کی محبت نے ان اقوال باطل کے کہنے پر آمادہ کیا تھا؟ ابن عجلان نے کہا۔ مین نے تو سوائے کلمہ حق کے اور کچھ نہین کہا اور کسی شخص نے رضائے مخلوق مین معصیت خالق طلب نہین کی (جسکا نتیجہ یہ ہوا) کہ اوسکے مقاصد دنیا مین نہین دئے گئے۔ بلکہ شقاوت و محرومی کے ساتھ اوسکے مطالب آخرت بھی تمام کردیے گئے۔ بنی ہاشم۔ ہملوگون (قریش) مین اصلا خالص ترین مردم ہین اور نسلا دلیر ترین۔ اے معویہ کیا یہ سچ نہین ہے؟ معویہ نے کہا۔ اللہ کی قسم بالکل سچ ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن جعفر اور عمر عاص

قال واستاذن الحسن ابن علی علی معویۃ وعندہ عبد اللہ ابن جعفر وعمر عاص فاذن لہ فلما اقبل قال عمر ابن العاص قد جاءکم الفھۃ العی الذی کان عقلہ بین لحییہ فقال عبد اللہ ابن جعفر لقد رمت صخرا ململمۃ تنحط عند السیول وتقصر دونھا الوعول لا تبلغھا السھام فایاک والحسن ایاک فانک لا تزال راتعا فی لحم رجل من قریش ولقد رمیت فما برح سھمک وقد حت فما

جناب امام حسن علیہ السلام نے ایکبار معویہ سے آنیکی اجازت مانگی اوسوقت اوسکے پاس عبد اللہ ابن جعفر اور عمر ابن عاص بیٹھے تھے۔ اوس نے بلالیا آپ تشریف لائے تو عمر عاص نے کہا کہ آپ لوگون کے پاس ایک کم سخن اور غبی شخص ایسا آتا ہے جسکی عقل اوسکی داڑھی کے درمیان ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن جعفر نے جوابدیا۔ خدا کی قسم جب سیل کی روانی کے ساتھ سنگ بارانی ہوتی ہے تو بکریان بھاگنے سے عاجز رہجاتی ہین اور اپنی منزل تک نہین پہونچتی۔ یہی مثال تیری اور امام حسن علیہ السلام کی ہے

اوری زندک فسمع الکلام فلمّا اخذ مجلسه قال یامعویه لایزال عندک عبد یرتع فی لحوم الناس اما واللّٰه لئن شئت لیکونن بیننا ما نتفاقم فیه الامور وتحرج منه الصّدور ثم انشا یقول ؎

خدا کی قسم قریش مین کوئی تجھسے زیادہ حریص نہین لیکن تو اپنی گریز پائی کی وجہ سے اپنے مقصد تک نہین پہونچ سکتا اور تیری اصلیت مین ہمیشہ ردو قدح ہوا کی ہے امام حسن نے سن لیا۔ جب آپ مجلس مین بیٹھے تو معویہ سے کہا کہ تیری صحبت حریفون مردم سے خالی نہین رہتی۔ خدا کی قسم میری یہ غرض نہین کہ مین تملوگون پر اپنی فوقیت ظاہر کرون اور ایسے لطیفے جو تمہارے دل مین جرح ہو بیان کرون۔ اسکے بعد آپنے یہ شعر پڑہے

اتانا مر یامعاوی عبد سهمی
لشتمی والملاء منا شهود
اذا اخذت مجالسها قریش
فقد علمت قریش ما ترید
انت تظل تشتمنی سفاها
لضغن ما یزول ولا یبید
فهل لک من اب کابی تسامی
به من قد تسامی او تکید
ولا جد کجدی یابن حرب
رسول اللّٰه ان ذکر الجدود
ولا ام کامی من قریش
اذا ما حصّل الحسب التلید
فما مثلی تهکم یابن حرب
ولا مثلی ینهنهها الوعید
فمهلا لا تهج منّا امورا
یشیب لهولها الطفل الولید

کیا تو نے اے معویہ اس غلام سہمی کو میری عیب گوئی
اور سخت کلامی پر معین کیا ہے۔
اور بزرگان قوم اس کے شاہد ہین
اور کیا تو نے یہ مجلس قریش اسلئے جمع کی
ہے کہ اکابر قریش تیرے ارادہ سے واقف ہو جائین
کیا تو نے تحریک کی ہے کہ مجھکو کم عقلی سے لبنت دیجائے
اپنے اوس کینہ و حسد سے جسمین کمی و بیشی نہین ہوتی
کب تیرا باپ میرے باپ کے ایسا عالیمرتبہ ہو سکتا ہی
جسکے نام پر تمام بلند پایہ اور بزرگ اپنے نام رکھتے ہین
میرے دادا کے ایسا تیرا دادا حرب نہین ہے
جو خدا کے رسول تھے اور جنکا ذکر باپ دادا تک باقی رہیگا
اور نہ تیری مان میری مان کی ایسی ہو سکتی ہے
اور نہ قریش مین کوئی مان ایسا شرف تو لید پا سکتی ہے
اے ابن حرب تو مجھ ایسے شخص پر حملہ نہین کر سکتا
اور نہ مجھ ایسے شخص کی تو زبانی توہین کر سکتا ہی
تیرے لئے ہلاکت ہو تو کسی امر مین میری ہجو نہین کر سکتا
اگرچہ اوسکے خوف سے بچے تو بڈھے بھی ہو جائین

امام حسن علیہ السلام کا شہر شام مین خطبہ

وذکروا ان عمر ابن عاص قال لمعویة ابعث الی الحسن ابن علی فامره ان یخطب علی المنبر فلعله یحصر فیکون فی ذلک ما نعیره به فبعث الیه معویه فامره ان یخطب فصعد المنبر وقد اجتمع الناس فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال ایها الناس من عرفنی

منقول ہی کہ عمر عاص نے معویہ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو بلوا کر اون سے مجمع عام مین منبر پر خطبہ پڑہوایا جایے کہ وہ ظاہر کر دین کہ اونھون نے کن وجوہ سے امر خلافت مین تبدیلی کی ہے۔ یہ سنکر معویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خطبہ کہنے کی فرمائش کی۔ یہ سنتے ہی آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب سب لوگ

ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي ابن ابي طالب ابن عم النبي انا ابن البشير النذير والسراج المنير انا ابن من بعثه الله رحمة للعالمين انا ابن اول من ينفض رأسه من التراب انا ابن اول من يقرع الجنة انا ابن من قاتلت معه الملائكة والنصر بالرعب من مسيرة شهر وامعن في هذا الباب ولم يزل حتى اظلمت الارض على معوية فقال يا حسن قد كنت ترجوان تكون خليفة و لست هناك قال الحسن انما الخليفة من سار بسيرة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وعمل بطاعته وليس الخليفة من دان بالجور وعطل السنن واتخذ الدنيا اباً واماً ولكن ذلك ملكاً يمتع به قليلاً ويعذب بعده طويلاً وكان قد انقطع عنه واستعجل لذته وبقيت عليه التبعة فكان كما قال الله تعالى وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ثم انصرف - قال معوية لعمرو ما اردت الا هتكي ما كان اهل الشام يرون احداً مثلي حتى سمعوا من الحسن ابن علي ما سمعوا

ہو گئے تو آپ نے خدای برتر کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پہچان لے کہ مین حضرت علی ابن ابی طالب ابن عم جناب رسول خداؐ کا بیٹا ہون مین اوسکا بیٹا ہون جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور چراغ روشن ہین مین اوس کا فرزند ہون جسکو خدا نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے - مین اوس کا بیٹا ہون جس نے سجدہ معبود مین سب سے پہلے اپنا فرق مبارک رکھا - مین اوسکا بیٹا ہون جس نے سب سے پہلے دروازہ جنت پر دستک دی (یعنی داخل ہوا) مین اوسکا بیٹا ہون جسکے ساتھ ملائکہ نے جنگ مین شرکت کی اور ایک مہینہ تک کی مسافت کے مقامات پر اپنی جلالت کے آثار قائم فرما کر یہان تک اپنی سطوت کو ظاہر کر دیا کہ معویہ کی آنکھون مین دنیا تاریک ہوگئی - حاضرین نے پوچھا کہ کیا آپکو اسکی امید تھی کہ آپ خلیفہ بنا لئے جائینگے - حالانکہ ایسا نہین ہوا - آپنے فرمایا کہ حقیقت مین خلیفہ وہی ہے جو سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور طاعت رسولؐ کے موافق اپنا طرز عمل اختیار کرے - وہ ہرگز خلیفہ نہین ہے جو ظلم وجور کرے اور سنتہاے رسول صلعم کو ترک کرے اور دنیا کو محض مان باپ کا مال سمجھکر اپنا کرلے - ایسے ہی لوگ بادشاہ بنکر ملک لے لیتے ہین - لیکن اوس سے فائدہ تو کم اوٹھاتے ہین مگر اوسکے عذاب طویل مین گرفتار رہتے ہین - وہ ملک ومال تو اون سے جدا ہو جاتا ہے اور اوسکی لذتین بھی جلدی سے چلی جاتی ہین - لیکن بیعت لینے کا عذاب اون پر ہمیشہ کے لئے رہجاتا ہے - خداوند عالم نے اسی کیطرف اشارہ فرمایا ہے - "وہ لوگ دیکھ لیتے ہین کہ یہہ (امر) اونکے لئے فتنہ لایا اور اوس سے اونکو صرف وقتی فائدہ حاصل ہوا" یہہ فرما کر آپ وہان سے تشریف لیگئے - معویہ نے عمر عاص سے کہا اس امر سے تیرا ارادہ بجز میری ہتک کے کچھہ اور نہین تھا اور اہل شام نے آج تک کسی سے ایسی باتین نہین سنی تھین جیسی اونہون نے آج امام حسن علیہ السلام سے میری نسبت سنی ہین -

امام حسنؑ اور معویہ کے دربار عام مین مروان سے کلام

قال وقدم الحسن ابن علي عليه السلام على معوية فلما دخل عليه وجد عنده عمرو ابن عاص ومروان الحكم ومغيرة ابن شعبة وصناديد قومه ووجوه اهل بيته ووجوه اهل اليمن واهل الشام فلما نظر اليه معوية اقعده على سريره وقبل عليه بوجهه يريه السرور بمقدمه فحسد مروان وقد كان معوية قال لهم لا تحاورون هذين الرجلين فقد قلد اكم العار

امام حسن علیہ السلام (ایکبار) معویہ کے پاس آئے اور آپ نے اوسکے پاس عمر عاص - مروان الحکم - مغیرہ ابن شعبہ - عمائد قوم بنی امیہ - عزیزان معاویہ - رئیسان یمن اور بزرگان شام کو دیکھا معویہ نے جب آپ کو آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور آپ کو لاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور آپ کی روے مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا یہہ دیکھکر مروان کو رشک وحسد ہوا حالانکہ معویہ ان لوگون سے کہہ چکا تھا کہ ان حضرات (امام حسن اور عبد اللہ ابن عباس) سے بحث

عنہ اهل الشام یعنی الحسن ابن علی علیهما السلام وعبدالله
ابن عباس فقال مروان یا حسن لولا حلم امیر المومنین و
ما قد بناه له اٰباؤه الکرام من المجد والعلی ما اقعدك
هذا المقعد وتقبلك وانت لهذا مستحق یقودك الجماهیر
الینا فلمّا قادمتنا وعلمت الا طاقة لك بفرسان اهل الشام
وصنادید بنی امیة اذعنت بالطاعة واحتجزت بالبیعة
وتخشّت وتطلب الامان اما والله لولا ذلك لاراق دمك
ولعلمت انا نعطی السیوف حقها عند الوغی فاحمد الله اذ ابتلاك
بمعویة وعفی عنك بحلمه ثم صنع بك ما تری فنظر الیه الحسن
وقال ویلك یا مروان لقد تقلدت مقالیة العار فی الحروب
عند مشاهدها والمخاذلة عند مخالصتها هبلتك امك
لنا الحجج البوالغ ولنا علیکم ان شکرتم النعم السوابغ ندعوکم
الی النجاة وتدعوننا الی النار فشتان ما بین المنزلتین تفتخر
بنی امیة وتزعم انهم صبروا فی الحرب اسد فی اللقاء ثکلتك الثوکل
اولئك البهالیل السادة والحماة الزادة والکرام القادة
بنو عبدالمطلب اما والله لقد رأیتم انت وجمیع من فی
المجلس ما هالتهم الاهوال والاحاد وعن الابطال
کاللیوث الضاریة الباسلة فعندها ولیت هاربا واخذت
اسیرا فقلدت قومك العار لانك فی الحروب خوار الهریق
دمی مهلا اهرقت دم وثب علی عثمان فی الدار خدیجه کما
یذبح الجمل وانت تثغو ثغاء النعجة وتنادی بالویل والثبور
کالمراءة الوکعاء ما دفعت عنه بسهم ولا منعت دونه
الحرب قد ارتعدت فرائصك وغشی بصرك واستغثت کما
یستغیث العبد بربه فانجیتك من القتل ثم جعلت تحث
علی دمی وتحتن علی قتلی ویوارم ذلك معویة معك یذبح کما ذبح
عثمان ابن عفان وانت معه اقصر یدا واضیق باعا واجبن قلبا
من ان تجسّر علی ذلك ثم تزعم انی ابتلیت بحلم معویة
اما والله لهو اعرف بشأنه الشکر لنا اذ ولیناه بهذا الامر

ونکرار نہ کرنا ورنہ یہ لوگ تجھکو اہل شام کے سامنے رسوا کردینگے (مگر باہم) مروان نے تعریضا حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر یہ امیر المومنین (معویہ) کا حلم خلاق پر مبنی ہوتا جبکی استداد ونکے ابائے کرام کی بزرگی اورعالی حوصلگی سے ہوتی ہے۔ تو وہ اس تعظیم واعزاز سے تمہارا استقبال فرماکر اس مقام تک نہ لاتے بلکہ تمکو قتل کرڈالتے اور تم اسکے مستحق بھی تھے۔ تم ایک جماعت کثیر کو لیکر ہم پر چڑھ آئے اور جب تم نے سمجھ لیا کہ تمکو سواران شام اور بنی امیہ سے طاقت مقابلہ نہین رہی تو تم نے اظہار اطاعت کیا اور بیعت کرلئے تیار ہوئے (اور تم نے) طلب امان مین پناہ جان دیکھی۔ خدا کی قسم۔ اگر یہ امور تم سے واقع نہوتے تو ہم نے تمہین قتل کرادیا ہوتا اور ہم دشمن کی گردن زدنی کے مستحق تھے پس خدا کا شکر ادا کرو کہ جب معویہ نے تمہین اسیر کرلیا تو اپنے حلم کے باعث تمہین معاف کردیا اسکے بعد اسوقت جو محاسن سلوک کئے وہ تم نے خود دیکھ لئے۔ یہ سکر امام حسن علیہ السلام نے مروان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے تجھپر۔ اے مروان تو تمام معرکہائے جنگ اور میدانہائے مقابلہ ومقاتلہ مین رسوائیون پر رسوائیان اوٹھا چکا ہے۔ تیری ماں تیرا ولادہ ہوچکے۔ ہملوگون کے پاس حجتہائے بالغہ ہین۔ اور اگر تم ہمارے شکر ادا کرنا چاہو تو تمہارے اوپر ہمارے بڑے بڑے احسانات ہین۔ ہم تملوگون کو برابر نجات کیطرف بلاتے رہے اور تم ہملوگون کو ہمیشہ دوزخ کی راہ دکھلاتے رہے اور تملوگ ان دونو منزلون مین پریشان رہے اور پراگندہ حال بنے رہے۔ بنی امیہ اس پر فخر کرتے ہین اور زعم کرتے ہین کہ وہ معرکہائے جنگ مین شیرون کو مقابلہ مین ثابت قدم رہے۔ تجھپر رونے والیاں روئین۔ وہ (بنی امیہ) تو سب کے سب قابل لعنت ولفرین ہین اور (اصل مین امت کے سردار اور مددگاران با اثر تو بنی عبدالمطلب ہین۔ اے مروان تونے اور ان تمام لوگون نے جو اس مجلس مین جمع ہین دیکھا ہے۔ جن مصائب مین تم گرفتار ہوکر تم ذلیل ہوچکے۔ اور نیز ان لوگون نے مابلل کیساتھ تمہارا اتفاق بھی دیکھا ہے لیکن جب شیران نبرد اور شجاع تمہارے قریب پہونچگیا تو تملوگ اوسکے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ گے۔ اسکے بعد تملوگ اسیر کرلئے گئے اور تمہاری قوم نے وہ رسوائی اختیار کی کہ آج کے دن تک تو معرکہائے جنگ مین ذلیل ترین خیال کیا جاتا ہے تو اور میرا خون کرتا۔ تجھپر نفرین ہو۔ تو نے اونلوگون کا اسوقت خون نہین کیا تھا جب اونھون نے [illegible] خدیجہ کے گھر مین عثمان ابن عفان کو گھسیٹ کر بھیڑے کی طرح ذبح کرڈالا تھا اور تو اونٹنی کیطرح چلا آیا کیا۔ اور ہائے مین مرا اون مرا کہہ کر

فمتی بدالہ فلا یغضین جفنہ علی القذی فواللہ لاغضن اھل الشام بجیش یضیق فضاوہ و یستاصل فرسانہ ثم لاینفعک عند ذلک الروغان والھرب ولا ینفع تردیدک الکلام فنحن لایجھل اباونا الکرام القدماء الاکابر وفروعنا السادۃ الاخیار الافاضل انطق ان کنت صادقا فقال عمر وامیطق بالخناء وتنطق بالصدق ثم انشا یقول

قد یَضْرُطُ العِیْرُ وَالْمِکْوَاۃُ تَاخُذُہٗ
لَایَضْرُطُ العِیْرَ وَالْمِکْوَاۃُ فِی النَّارِ

ذق وبال امرک یامروان - فاقبل علیہ معویہ فقال قد نہیتک عن ھذا الرجل وانت تابی الا انھماکا فیما لا یعنیک اربع علی نفسک فلیس ابوہ کابیک ولا ھو مثلک انت ابن الطرید الشرید وھو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الکریم ولکن رب باحث عن حتفہ بظلفہ فقال مروان ارم دون بیضتک وقم بحجۃ عشیرتک ثم قال لعمرو لقد طعنک ابوہ فوقیت نفسک بخصیتیک ومنھا ثنیت اعنتک وقام مغضبا فقال معویہ لا تجار البحار فتغمرک ولا الجبال فتقہرک واشرح من الاعتذار

تو فریاد کرتا رہا جسطرح مار یا کژدم گزیدہ عورت چلاتی ہو - نہ تو اونکو ایک تیر چلا کر ہٹا سکا اور نہ تو اونسے تولکر روک سکا - اور نہ تو اون سے مقابلہ کرکے اونکو ہٹا سکا تیرا بدن تو خوف سے کانپ رہا تھا اور تیری خوف سے آنکھیں دھنس (چھپ) گئی تھیں اور تو چلا چلاکر ایسا فریاد کر رہا تھا جیسا غلام اپنے آقا سے فریاد کرتا ہے - (پس ایسی حالت میں) ہم نے تجھکو قتل ہونے سے بچالیا اور اب تو اس قابل ہو گیا کہ میرے قتل میں کوشش کرے اور میرے خون کی تمنا کرے اور معویہ بھی تیری طرح قتل عثمان میں شریک (عمل) تھا جیسا تو ویسا ہی وہ - ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا اور اپنی بیعت کو تنگ کیئے رہا اور تم دونوں اپنے قلب کو بزدل اور نرم بنائے بیٹھے رہے اس لئے کہ تم دونو چاہتے تھے کہ وہ (عثمان) کسی طرح ہٹ جائیں - اسکے بعد تمہارے زعم باطل میں ہم معویہ کے حلم کے زیر بار ہیں - خدا کی قسم - وہی (خدا تعالے) اپنی شان کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ہم اوسکے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوس نے ہمکو امر امامت کا متولی قرار دیا - پھر اوسکے تعین میں کیسے تبدیلی ہوسکتی ہے اور اوس امر میں جو اوسکی طرف سے عطا ہوا ہے کون پل مار سکتا ہے - خدا کی قسم - اہل شام نے اوس لشکر کو دیکھ لیا جس نے اون پر میدان جنگ کو تنگ کردیا اور اونکے سواروں کو مٹا ڈالا پس تجھکو

اوسوقت رو باہانہ گریز پائی اور بھاگ جانے سے کیا فائدہ ہوا (اوسی طرح) تجھکو تیرے اس کلام کے ربط سے کوئی منفعت بھی نہیں ہوسکتی - ہم لوگ وہ ہیں - جنکے آباء کرام - اسلاف قدیم اور جنکے اعقاب اخیار اور اخلاف فضیلت شعار کو کوئی فراموش نہیں کرسکتا - اے مروان - اگر تو سچا ہی تو کہہ - کیا یہ سچ نہیں ہے؟ عمر عاص بولا (حقیقتاً) مروان نے جو کچھ کہا وہ خیانت اور خباثت سے کہا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ صداقت سے - یہ کہکر اوس نے یہ شعر پڑھا - جب کوئی اونٹ ضرورت سے زیادہ تیز چلا تو وہ ضرور داغ دیا گیا :: اونٹ کی (بیضرورت) تیزی اوسکے آگ سے داغ دیئے جانیکی علامت ہے - اے مروان - اب اپنے کیئے کی سزا بھگتو - یہ سنکر معاویہ آگے بڑھا اور کہنے لگا اے مروان - میں نے تو تجھکو پہلے ہی منع کردیا تھا کہ ان لوگوں سے نہ اولجھو - لیکن تو اپنی شرارت نفسی کی انہماک کیوجہہ سے نہ مانا - تو نے اپنی تقریر کرتے وقت اپنی ذات میں ان چار امور (مخصوص) کا بھی خیال نہیں کیا کہ اون کے پدر عالیمقدار تیرے باپ کے ایسے نہیں اور نہ وہ بذات خاص تجھ ایسے ہیں - تو تو ایک مردود شریر کا بیٹا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند (رشید) ہیں - لیکن (تو کیا کرے) تیری پرورش ہی ایسی ہوئی ہے کہ تو اپنی خشونت طبعی کی باعث اپنی ہلاکت کا (آپ) باعث ہوتا ہے - مروان بولا - اے معاویہ اپنے ہی دائرے میں رہو اور اپنے ہی قبیلہ کے دلائل پر قائم رہو - یہ کہکر عمر عاص سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جب اونکے پدر عالی مقدار نے تجھے نیزے سے گرایا تو تو نے اپنی شرمگاہ کو دکھلا کر اپنی جان بچائی - یہ کہا اور وہ (مروان) مجلس سے غضبناک ہوکر اوٹھ گیا - معویہ نے کہا سچ تو یوں ہے کہ کوئی دریا ایسا نہیں ہے جس نے تجھکو غرق نہ کرلیا اور کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جس نے تجھپر مصیبت نہ گرائی - ان سب کا تدارک و علاج - (صرف) معذرت و عذر خواہی سے ممکن ہے -

خانہ کعبہ مین امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص سے گفتگو

قال ولقی عمر ابن عاص الحسن ابن علی علیہما السلام فی الطواف فقال یا حسن ازعمت ان الدین لا یقوم الا بک و بابیک فقد رأیت اللہ اقامہ بمعویۃ فجعلہ ثابتا بعد میلہ و بینا بعد خفائہ افیرضی اللہ قتل عثمان ام الحق تدور بالبیت کما یدور الجمل بالطحین علیک ثیاب کفرقی البیض وانت قاتل عثمان واللہ انہ لالم للشعث واسھل تلوعث ان یورد ک معویۃ حیاض ابیک فقال الحسن علیہ السلام ان لاھل النار علامات تعرفون وھی الالحاد فی دین اللہ والموالاۃ لاعداء اللہ والانحراف عن دین اللہ واللہ انک لتعلم ان علیا لم یتریث فی الامر ولم یشک فی اللہ طرفۃ عین وایم اللہ لتنتھین یا ابن العاص او لاقرعن قصتک یعنی جبینہ بقوارع وکلام وایاک والجراءۃ علی فانی من عرفت لست بضعیف المغمز ولا ھش المشاشۃ یعنی العظام ولا بمری الماکلۃ وانی لمن قریش کاوسط القلادۃ معرق حسبی لا ادعی بغیر ابی وقد تحاکمت فیک رجال من قریش فغلب علیک الامھا حسبا واعظمھا لعنۃ فایاک عنی فانت نجس ونحن اھل بیت الطھارۃ اذھب اللہ عنا الرجس وطھرنا تطھیرا

عمر عاص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے ہوے دیکھا اور کہا کہ اے حسن" آپ کو یہ زعم (آپکا یہ دعوی) ہے کہ دین (اسلام) بغیر آپ کے یا آپ کے باپ کے قائم نہین رہسکتا لیکن (بخلاف آپکے عقیدے کے) خدا نے اوسکا (اسلام کا) قیام معویہ کے ساتھ قائم فرمایا ہے اور مخفی رہنے کے بعد اسکو ظاہر کردیا ہے کہ کیا خداوند عالم قتل عثمان سے راضی ہوا ہے؟ کیا جائز طور پر اوسکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا؟ جسطرح اونٹ پانی پینے کی جگہہ کو گھیر لیتے ہین - آپ کا دامن آلودہ ہے اور آپ ہی عثمان کے قاتل ہین اور خدا کی قسم - آدمی جسطرح دلدل یا بڑے ریگستان مین پھنس جاتا ہے اوسی طرح معویہ نے آپ کو آپ کے باپ کے امور (حوضون) مین محصور و مجبور کر رکھا ہے امام حسن علیہ السلام نے اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اہل دوزخ کے لئے چند علامتین خاص طور پر مقرر کی گئی ہین وہ یہ ہین کہ - خدا کے دین مین الحاد کرنا - دشمنان خدا سے موالاۃ کرنا اور دین خدا سے انحراف کرنا - خدا کی قسم - تو اسکو یقین کرلے کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے کسی امر مین تاخیر نہین کی اور ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کی معرفت مین شک نہین کیا - اور خدا کی قسم - اے ابن عاص مین تجھے رسوا کرڈالونگا اور تیرے تمام پوشیدہ واقعات کو اپنے کلام اور بیان سے کھول کر رکھدونگا (یہ تیرا ہونہ ہو اکہ) تو مجھپر جرائت کرے! مین تو تجھکو قدیم ضعیف العمر - چغلخور اور مفلوج الاعضا شخص سمجھتا ہون اور ایسی ناکارہ شے جانتا ہون جو حلق سے اوتاری نہین جاتی - اور مین جانتا ہون کہ تو عرب کے پست ترین سلسلہ نسب مین ہے اور تیری اصلیت غیر شخص کیطرف سے اور تیری اصلیت دریافت کرتے وقت قریش سے ایک آدمی نے محاکمہ کیا اور (اس غلبیر) تیرے حسب خبیث مین خبیث ترین عیوب اور عظیم ترین نفرین داخل ہوگیئن اور (باایہمہ) تو مجھ جیسے پر مقابلہ آتا ہے - اور حقیقت تو یہ ہے کہ تو میرے نزدیک (سراپا) نجس ہے - اور ہم لوگ اہل بیت طہارت ہین جن سے خدائے پاک و منزہ نے تمام آلائشون کو دور فرمادیا ہے اور (ہم لوگون کو) ایسا طاہر فرمادیا ہے جیسا طاہر ہونے کا حق ہے

امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص پھر ایک مجمع مین

قال واجتمع الحسن ابن علی صلوات اللہ علیہما وعمر ابن عاص فقال الحسن ع قد علمت القریش باسرھا انی منھا فی

حضرت امام حسن ابن علی صلوات اللہ علیہما اور عمر عاص (پھر) ایک مجمع مین جمع ہوے امام حسن ع نے ارشاد فرمایا کہ مین قریش کی تمام اسرار کمال حقیقت کو جانتا ہون

عزّاً و منها المراهجيح على ضعف ولم اعكس على خسف اعرف
نسبي ... لا أبي فقال عمرو قد علمت قريش انك من اقلها
عقلا واكثرها جهلا وان فيك خصالا لو لم يكن فيك الا واحدة منها
لشملك خزيها كما شمل البياض الحالك وايم الله لئن تنته عما اراك
تصنع لاكسبن لك صافة كجلد العائط اذا اعتاطت رحمها
فما تحمل ارميك من خللها باحر من وقع الاثافي اعرك منها الاديم
عرك السلعة فانك ظالما وكبت المنجدين ونزلت في اعراض الوعر
التماسا للفرقة وارصادا للاعنة ولن يزيدك الله فيها الا فظاعة
فقال الحسن اما والله لو كنت تسمو بحسبك وتعمل برايك ما
سلكت فج قصد ولا حللت راية مجد اما والله لو اطاعنا معوية
لجعلك بمنزلة العدو والكاشح فانه طال ما تاخر شاؤك
واستشرى داؤك وطمع بك الرجال الى الغاية القصوى التي
لا يورق بها غصنك ولا يخضر منها رعيك اما والله لتوشكن
يابن العاص ان تقع بين لحيي ضرغام ولا ينجيك منه
الروغان اذا التقت حلقتا البطان عہ

رہیں تکو آداب بتلانیوالا ہوں اور میں قریش کے اون لوگوں میں سے ہوں جو کبھی
ضعف و کمزوری کیطرف مائل نہیں ہوتے اور کبھی پستی کیطرف نہیں پھرتے۔ میں اپنے
حسب و نسب کا جاننے والا ہوں اور اپنے باپ کیطرف سے لوگوں کو دعوت دینے والا
یعنی قائم مقام) ہوں۔ عمر عاص نے تعریضاً یوں کلام کرنا شروع کیا اور کہا میں بھی
قریش کو جانتا ہوں۔ آپ قریش میں اونکے بیٹے ہیں جو (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ
کم عقل اور جہالت اختیار کرنیوالا ہے اور آپ لوگوں میں ایسے خصائل ہیں کہ اگر
وہ خصائل زائل بھی ہو جائیں اور ان میں سے صرف ایک ہی رہجاوے۔ تاہم آپ
کی رسوائی مٹنے والی نہیں ہے جیسی تھوڑی سی سفیدی کوے کو کوے کے کہلانے
سے باز نہیں رکھتی اور خدا کی قسم۔ تم چپ ہونے والے نہیں جبتک کہ تمہاری
غلط بیانی کی جلد اوکھاڑ نہ دوں اور تمہارے حسب و نسب کی پوری جامہ دری نکروں
تاکہ بیوقوف آدمی تمہاری بنیاد کی قبولیت کا تحمل نہ کرلے۔ تمہارے (ان واقعات
گذشتہ کو بیان کرکے) جو تم نے اپنی ہتی گاہوں سے سنگینوں کی طرح اپنی فرشہائے
شکستہ پر پیچھے چھوڑ رکھے ہیں اور تم بنا نہ ظالم ہوا اور تمہارا قتل جائز ہے اور تمہارا
مقصد حسد و کینہ ہے اور تمہاری غرض فرقہ بندی ہے اور تمہارا مطمح نظر عیب جوئی ہے
اور ان تمام امور سے خدائے تعالیٰ کا ارادہ تمہاری نسبت سوائے فضیحت و رسوائی کے کچھ اور
نہیں ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا کہ اگر تجھکو لوگ تیرے نام کیساتھ تیرے حسب و نسب کو بھی جان لیں اور تیری راے پر عمل کریں تو تجھہ میں پاکیزگی کی بو بھی نہ پائیں گے
اور عظمت و بزرگی کی کوئی علامت بھی نہ دیکھینگے۔ خدا کی قسم۔ اگر ہم معویہ کی اطاعت بھی کریں (تاہم) تو ہمارا دشمن ہی بنا رہے گا اور تو ہماری عداوت کو بڑہاتا رہے گا اور کبھی
حسب خواہ اپنے مطلب کو نہ پاوے گا۔ یہاں تک کہ تیرا قلب سوراخدار ہو جاوے اور تجھہ پر حرص و طمع جسد اسد رجہ غلبہ پا جاوے کہ تیری شاخ تمنا میں کبھی برگ و بار نہ آوے اور
تیری امیدیں کبھی ہری نہ ہوں اور خدا کی قسم۔ اسمیں کوئی شک نہیں اے عمر عاص۔ بہت جلد ایک شیر شکار افگن تیرے سامنے آئیگا جس سے تجھے بھاگنا پڑیگا اور اوس وقت
تجھکو سخت سے سخت مشکل پڑ جاوے گی اور تیرا دم گھٹنے لگے گا۔

عبداللہ ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں

قال ابن منذر عن ابیه عن الشعبی عن ابن عباس
انه دخل المسجد وقد سار الحسین ابن علی الی العراق
فاذا هو ابن الزبیر فی جماعة قریش قد استعلاهم بالکلام عہ

ابن منذر نے اپنے باپ سے۔ اوس نے شعبی سے اوس نے ابن عباس سے
نقل کی ہے کہ میں (ابن عباس) ایکبار مسجد (کعبہ) میں گیا۔ یہہ وہ
زمانہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف تشریف لیجا چکے تھے

عہ التقت حلقتا البطان۔ عرب کا خاص محاورہ ہے جو سخت مشکل کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ ای اشتد الامر وضاق (صراح)

عہ یہہ واقعہ قبل وقوع جنگ صفین اوسوقت کا ہے جب امام حسن علیہ السلام قبائل بصرہ و کوفہ میں اپنے والد بزرگوار کیطرف سے دعوت دیتے تھے مولف عفی عنہ

فجاء ابن عباس فضرب بيده على عضد ابن الزبير وقال اصبحت والله كما قال الشاعر ؎

يا لك من قنبرة بمعمر ؛
خلا لك الجو فبيضي واصفري
ونقري ما شئت ان تنقري
قد ذهب الصياد عنك فابشري
لابد من اخذك يوما فاصبري

قد خلت الحجاز من الحسين ابن علی واقبلت تهدر في جوانبها فغضب ابن الزبير وقال والله انك لترى انك احق بهذا من غيرك فقال ابن عباس انما يرى ذلك من كان في حال شك وانا من ذلك على يقين قال ابن الزبير وبای شی استحق عندك انك احق بهذا الامر احق منی فقال ابن عباس لانا احق بمن يدل حقه بای شی استحق عندك انك احق بها من سائر العرب الا بنا فقال ابن الزبير استحق عندی انی احق بها منكم لشرفی عليكم قديما وحديثا فقال ام انت اشرف ام من شرفت به فقال ان من شرفت به زادنی شرفا الی شرفی فقال امنی الزيادة ام منك فتبسم ابن عباس فقال ابن الزبير يا ابن عباس دعنی من لسانك هذا الذی تقلبه حيث شئت والله يا بنی هاشم لا تحبوننا ابدا قال ابن عباس صدقت نحن اهل البيت مع الله لا نحب من بغضه الله قال يا ابن عباس اما ينبغی لك ان تصفح عن كلمة واحدة قال انما يصفح عمن اقر واما من هر فلا الفضل لاهل الفضل قال عند اهل البيت لا تصرفه عن اهله فتظلم ولا تضعه فی اهل غيره فتندم قال ابن الزبير افلست منی اهله قال بلى ان نبذت الحسد ولزمت الجدد (وانقضى حديثهما)

میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ جب ابن زبیر ایک جماعت قریش کے آگے اپنی تقریر میں اپنی عالی مرتبتی کا اظہار کر رہا تھا میں نے اوسکا شانہ ہلا کر کہا کہ تمہاری حالت ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

اے چنڈول - خوشا حال تیرا کہ تو اپنے جا ہے آب و دانہ میں ہے
تیرے لئے میدان خالی ہے خوشی سے انڈے دے اور بچے نکال
اور انڈے دینے کی جگہہ کو جتنا چاہے درست اور نرم کر لے
کیونکہ صیاد تو چلا گیا اب تو خوب خوش ہو ؛
تاہم تجھکو ایک ایسے دن کا انتظار کرنا چاہیے جسدن تو پکڑی جائیگی

(یہاں سے ہم جانبین کی گفتگو کو مکالمہ کے طور پر لکھتے ہیں)

ابن عباس - (ابن زبیر سے) ملک حجاز تو امام حسین علیہ السلام سے خالی ہو گیا۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تیرا خون بھی نہ اس اطراف میں جائز کر دیا جاوے

ابن زبیر (غضبناک ہو کر) خدا کی قسم - مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے میری نسبت خیال کیا ہے اوسکے مستحق تم ہی اپنے غیر سے زیادہ ہو

ابن عباس تو نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ صرف شک کی حد تک ہے اور میں نے جو سمجھا ہے وہ یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے

ابن زبیر تم کس شے سے اس امر خلافت میں اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو

ابن عباس - ہم اسکے لئے تم سے زیادہ مستحق ہیں اون دلائل کی رو سے جن سے تمام استحقاق قائم کئے جاتے ہیں - اب تم بتلاؤ تم کس شے سے بمقابلہ تمام عرب کے باستثنا ہمارے اسکے لئے اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہو۔

ابن زبیر - میرے استحقاق میرے پاس ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں قدامت اور دولت دونوں کے اعتبار سے تم پر شرف و فضیلت رکھتا ہوں

ابن عباس - یہ شرف تمہارے ذاتی ہیں یا کسی کے واسطے سے تمہیں حاصل ہوئے ہیں

ابن زبیر - جس نے مجھے یہ شرف دیا ہے اوسنے میری ایک شرف کو دوسرے شرف پر اضافہ کیا ہے

ابن عباس یہ شرافت تمہاری ہماری طرف سے ہے یا خاص تمہاری طرف سے
یہ کہکر ابن عباس مسکراوئے -

ابن زبیر - اے ابن عباس - تم اپنی زبان سے مجھے بچالو - یہ تو وہی ہے کہ جدہر چاہتی ہے اولٹ دیتی ہے - خدا کی قسم - تم بنی ہاشم - کبھی ہمسے محبت رکھنے والے نہیں ہو،

ابن عباس - یہ تم سچ کہتے ہو - ہم اہل بیت خدا کے ساتھ ہیں - اور کبھی اوس شخص سے محبت نہیں رکھتے جو خدا سے عداوت رکھتا ہو

ابن زبیر - کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تم نے (امت کے) ایک امر اتفاق کردہ (اجماع امت) سے انحراف کیا۔

ابن عباس - اچھا جنھون نے انحراف کیا پھر (آج تک) اوھنون نے (اپنے انحراف کا اقرار کیا - یا وہ (اس امر اجماع کو) مکر وہ سمجھکر (آج تک) انکار ہی کر رہے - ولیکن یہ یقین کرلو کہ فضیلت اہل فضیلت ہی کے لئے ہوتی ہے

ابن زبیر (ہم بھی تو سنین) وہ فضیلت کیا ہے؟

ابن عباس - ہم اہل بیت کے نزدیک جو اس (الخلافت) کو اوسکے مستحق جانرسے نکال لیگا وہ ظلم کرنیوالا ہوگا اور جو اس امر کو اوسکے غیر مستحق کے حوالے کریگا وہ ندامت اوٹھانیوالا ہوگا

ابن زبیر - تو کیا تم (حقیقتاً) مجھسے زیادہ اس امر کے مستحق ہو

ابن عباس - (ہان - ضرور) اگر حسد چھوڑ دیا جاوے اور کوشش (تحقیق) اختیار کیجاے

(ابن زبیر اور ابن عباس کی تقریر ختم ہوگئی)

عبداللہ ابن عباس معویہ کے دربار مین

روی ابن عباس انه قال قدمت علی معوية وقد قعد علی سريره وجمع بنی امية ووفود العرب عنده فدخلت فسلمت وقعدت فقال معوية يابن عباس من الناس فقلت نحن قال فاذا غبتم قلت فلا احد قال فانك ترى انی قعدت هذا المقعد بكم قلت نعم فبمن قعدت قال بمن كان مثل حرب بن امية قلت من كفا عليه اناءه واجاره بردائه قال فغضب وقال يا رحنی بن شخصك شهرا فقد امرت لك بصلتك واضعفتها لك فلما خرج ابن عباس قال لخاصته الا يسألونی ما الذی اغضب معوية قالوا بلى فقل بفضلك قال ان اباه حربا لم يلق احدا من رؤساء قريش فی عقبة ولا مضيق الا تقدمه حتى يجوزه فلقيه يوما رجل من تميم فی عقبة فتقدمه التميمی ثم اراد دخول مكة فقال من يجيرنی من حرب بنی امية فقيل له عبد المطلب فقال له عبد المطلب اجل قدرا من ان يجير على حرب فاتى ليلا الى دار الزبير بن عبد المطلب فدق بابه فقال الزبير لعبده قد جاءنا رجل اما طالب قرى واما مستجير او قد اجبناه الى ما يريد ثم خرج الزبير اليه فقال التميمی

لاقيت حربا فی الثنية مقبلا
والصبح ابلج ضوؤه للسارى

ابن عباس سے منقول ہے کہ مین ایکبار معویہ کے پاس گیا وہ اپنی تخت پر بیٹھا تھا اور تمام بنی امیہ اور عرب کے مرسلہ وفود اوسکے پاس موجود تھے - ہم گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے - معویہ نے پوچھا (بہترین) انسان کون (لوگ) ہین - مین نے کہا ہم لوگ ۔ معویہ نے کہا تم جانتے ہو کہ فی الحال اس مقام پر ہم تمہاری ہیبت کرنے والے ہین یعنی ہم حاکم وقت ہین اور تم محکوم - مین نے کہا - ہان - تم کس امر مین میری رہنمائی کرتے ہو معویہ بولا اسکی مثال مین تو حرب ابن امیہ کی امارت وقیادت موجود ہے - مین نے کہا ہان (لیکن وہی نہ حرب) کون ایسا شخص تہا جو اوسکے غزوہ واعانت مین اوسکی مدد کرتا دی (حرب نہ) جو اپنی ردا کو اجارے مین دیا کرتا تھا - ابن عباس بیان کرتے ہین کہ یہ سنکر معویہ بہت غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے ابن عباس - اب اپنی حاضری سے ایک مہینہ تک مجھ آرام لینے دو - یعنی ایک مہینہ تک میرے پاس نہ آنا مین تمہارے وظیفہ مقررہ کے دیے جانیکے بلکہ اس سے بھی المضاعف عطا کئے جانیکا حکم دے دیتا ہون - جب ابن عباس معویہ کے مجلس سے اوٹھکر اپنے خلص لوگون مین چلے آئے تو کہا کیا تملوگ ہم سے پوچھنا چاہتے ہو کہ (میرے سلسلہ بیان مین تھا) کس چیز نے معویہ کو اتنا غضہ دلایا - سب نے کہا جی ہان - مہربانی فرماکر بیان کیجیے - ابن عباس نے کہا کہ اسکے باپ حرب کا یہ دستور تھا کہ وہ رؤساء قریش مین کو اپنے سے آگے کسی بے چلنے کا روادار نہوتا تھا - بلکہ اگر کوئی اوس سے آگے چلتا تھا تو اوسکو اتنا پریشان کرتا تھا کہ لوگ آخر اوسکو ضمانت پر چھوڑ دیا کرتے تھے - ایکبار بنی تمیم کے ایک شخص

نے اوسے (حرب کو) اپنے پیچھے دیکھا اور وہ چلنے مین ان سے آگے بڑھگیا - آخر اوس (حرب) نے اوسکو (مرد تمیمی کو) آگاہ کر دینے کے لیے کہا کہ مین حرب بن امیہ ہون - اوس مرد تمیمی نے انکے کہنے پر کوئی توجہ نہین کی اور راہ کے آگے آگے چلا گیا - حرب نے کہا کہ کیا تم مکہ جاتے ہو - اوسکے سوال سے مرد تمیمی کو خوف ہوا جب مکہ مین داخل ہونے لگا تو اوس نے دریافت کیا کہ کون شخص اوسکو حرب بن امیہ سے بچا سکتا ہے لوگون نے کہا عبد المطلب اور وہی ایسے جلیل القدر بزرگ ہین جو تمکو حرب ابن امیہ سے پناہ دے سکتے ہین - وہ مرد تمیمی رات کے وقت زبیر ابن عبد المطلب کو دروازے پر پہونچا اور دق الباب کیا اور (آواز سنکر) زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ (دیکھو) کوئی (شخص) ہمارے گھر قیام کرنا چاہتا ہے یا (ہمارے گھر) پناہ لینا چاہتا ہے (بہر حال) اوسکا جو ارادہ ہو وہ مجھے قبول ہے - کواڑ ہے کھلے - زبیر (مہمان کے خیر مقدم کو) باہر نکل آئے - مرد تمیمی (جو انکی گفتگو سن چکا تھا) انکو دیکھ کر کہنے لگا -

فد عا بصوت واکتنی لیروعنی
فترکته کالکلب ینبح ظلہ
واتیت قوم معالم وفخار
لیثا هزبرا السجار بعزة
دخت المباة مکرم للتجار
ولقد خلقت بمکة وبزمزم
والبیت ذی الحجار والاستار
ان الزبیر لمانعی من خوفه
ما کبر الحجاج فی الامصار

مین نے حرب کو اوسکی بڑی شان کے ساتھ اپنے آگے جاتے دیکھا - اوسوقت صبح کی روشنی چلنے والون کو راہ دکھلاتی تھی (یعنی اچھی طرح دن نکل آیا تھا) مجھ وہ ایک مہیب آواز سے خوف دلانے کو لے حمد کرتا ہے - مین نے اوسکو کتے کی طرح زور سے بھونکتا ہوا پیچھے چھوڑا اور (مین) اونلوگون سے آملا جو مرکز علم وافتخار ہین - ہمسایون کو آرام دینے والے اور تکریم کرنے والے ہین - اونکی اصلیت - مکہ - زمزم اور اوس خانہ (خدا) سے ہے جو پتھر کا بنا ہے اور جس پر پوش پڑا ہے - اور ان لوگون مین زبیر ایسے شخص ہین جنکی تکبیرون کی آوازون کے خوف سے حاجی لوگ تکبیر نہین کہہ سکتے (مونہہ سے آواز نہین نکال سکتے)

فقدمه الزبیر واجاره ودخل به المسجد فرآه حرب فلطمه فحمل الزبیر بالسیف فولی هاربا یعدو احتی دار عبد المطلب فقال اجرنی من الزبیر فاکفا علیه جفنه کان هاشم فی الناس فبقی تحتها ساعة ثم قال له اخرج قال وکیف اخرج وعلی الباب تسعة من بنیك قد احتبوا بسیوفهم فالقی علیه رداء کان کساء اتاه سیف بن ذی یزن له طرتان خضر وان فخرج علیهم فعلموا انه قد اجاره عبد المطلب فتفرقوا عنه

بس زبیر اوسکو گھر لائے اور اوسکی جان کے ضامن ہوئے - پھر اوسکو لیکر بیت الله مین لائے - حرب بن امیہ نے اوس مرد تمیمی کو دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو طمانچہ مارا - یہ دیکھکر زبیر نے اوسپر تلوار سے حملہ کیا - حرب خوف سے بے تحاشا بھاگا اور عبد المطلب کے گھر مین داخل ہوا اور چلا چلا کر کہنے لگا - مجھکو زبیر سے بچاؤ - اوسکو ہاشم کی ڈھال کے نیچے چھپا دیا گیا پھر اوس سے کہا گیا کہ باہر آؤ - حرب بولا - واہ - کیسے باہر آؤن - ابھی تو دروازے پر تمہارے نو لڑکے کھڑے ہین - وہ مجھو اپنی تلوارون سے گرا دینگے - اوسوقت حرب ایک چادر اوڑھے تھا اور وہ خلعت دار کملی تھی جو سیف بن ذی یزن (بادشاہ یمن) نے اوسکو دی تھی - اور اوسمین سبز رنگ کے دو پھندنے لگے تھے - حرب نے وہ چادر لوگون کی طرف پھینک دی اور چلا گیا لوگون نے سمجھ لیا کہ عبد المطلب کا یہ حق اجارہ ہے - لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے -

عبد اللہ ابن جعفر عبد اللہ ابن عباس اور عمر عاص کی تعریف کا جواب

قال وحضر مجلس معوية عبد الله ابن جعفر فقال عمر بن العاص
قد جاءكم رجل كثير الخلوات بالتمني والطربات بالتغني محب
القيان كثير مزاحه شديد طماحه صدود عن السنان
ظاهر الطيش رخي العيش اخاذ بالسلف منفاق بالسرف
قال ابن عباس كذبت والله انت وليس كما ذكرت ولكنه
الله ذكور ولنعمائه شكور وعن ذخور جواد كريم سيد
حليم اذا رمى اصاب واذا سئل اجاب غير حصر ولا هياب
ولا عيابه مغتاب حل من قريش في كريم النصاب كالهزبر
الضرغام الجري المقدام في الحسب القمقام ليس بدعي و
لا دني لا كمن اختصم فيه من قريش شرارها فغلب عليها
جزارها فاصبح الامها حسبا وادناها منصبا ينوء منها
بالذليل ويأوي منها الى القليل مذبذب بين الحيين
كالساقط بين المهدين لا المضطر فيهم عرفوه ولا الظاعن عنهم
فقدوه فليت شعري باي قدر تتعرض بالرجال وباي حسب
تتد به عند النضال ابنفسك وانت الوغد اللئيم و
النكد الذميم والوضيع الزنيم ام بمن تنتمي اليهم وهم اهل
السفه والطيش والدناءة في القريش لا بشرف في الجاهلية
شهروا ولا بقديم في الاسلام ذكروا جعلت تتكلم بغير لسانك
وتنطق بالزور في غير اقرانك والله لكان ابين للفضل وابعد
للعدوان ان ينزلك معوية منزلة البعيد السحيق فانه طالما
سلس داءك وطمح بك رجاءك الى الغاية القصوى التي
لم يخضر فيها عشبك ولم يورق فيها غصنك فقال عبد الله بن
جعفر اقسمت عليك لما امسكت فانك عني ناضلت ولي فاوضت
فقال ابن عباس دعني والعبد فانه قد يهدر خاليا ولا يجد
ملاحيا وقد اتيح له ضيغم شرس للاقران مفترس وللارواح

ایک بار معویہ کے دربار مین عبد اللہ ابن جعفر تشریف لایے۔ عمر عاص نے حاضرین کو مخاطب
کرکے کہا کہ ہملوگون مین وہ شخص آیا ہی جو زیادہ تر خلوت مین رہنی کا خواہشمند ہی۔
گانے بجانے کا شائق ہے اور گانے والی عورتون کا عاشق۔ کثرت سی مزاح کرنے والا
متلون الطبع مغلوب الغیظ۔ عیش پسند۔ اسلاف پر غرور کرنے والا۔ فضول خرچی
کا نام بخشش رکھنے والا۔ ابن عباس (جو اوسوقت مجلس مین بیٹھے تھے)
کہنے لگے۔ عمر عاص۔ تو جھوٹ بکتا ہے۔ تو خود ایسا ہے۔ اور جسکو تو بتلاتا ہی
وہ ایسا نہین ہے۔ وہ ایسے ہین جنھین خدا نے قابل الذکر قرار دیا ہی اور وہ
اسکی نعمتون پر شکر کرنیوالے ہین وہ خیانت سی نفور ہین۔ صاحب جود و کرم ہین۔ سید و بار
ہین۔ اہل مصیبت کی مصیبت سکر ملول ہوتے ہین اور جب اون سی سوال ہوتا ہے
تو بلا دریافت انتہا و مقدار قبول کرلیتے ہین۔ اونکی عیب جوئی ہذیان ہے۔ وہ
قوم قریش کے مرد آزاد اور نیکو کار ہین۔ شیر میدان ہین مبخارع سبقت کنندہ
ہین۔ صاحب نسب روشن ہین (خدا نخواستہ) اونکا نسب ایسا پست و
ذلیل نہین ہے جیسا کہ اوس شخص کا جسکی نسبت بدکاران قریش نے جھگڑا
کیا۔ اور (بالآخر) اون پر ایک اونٹ ذبح کرنے والا (قصاب) غالب آگیا
پھر اوسکی اصلیت حسب کو اوسکی مان نے ظاہر کیا جس سی اوسکی ذلت معلوم ہوئی
جسکی بست نسبی کی بنا ذلت اور رذالت پر قائم ہوئی اور جسکی اصلیت پہچاننے
والے بہت کم نکلے۔ غرضکہ اوسکی حقیقت مشکوک و مذبذب ہی جیسی گہوارے
کی دونو طرف والی لکڑیان۔ جو شخص اسکی اصلیت کو جانتا ہی وہ کبھی مضطر اور غیر
مطمئن نہین رہتا اور جس نے اوس سی مونہ پھیر لیا وہ بھی الٹے ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہا (باوجود
ان سب کے) میری سمجھ مین نہین آتا کہ پھر تو کس منہ سے صاحبان حسب و نسب پر
اعتراض کرتا ہے اور (اپنی) کس حسب کے اعتبار سے دوسرون پر تیر افگنی (طعن)
کرتا ہے۔ اگر تو اپنی رذالت کے سبب سے ایسا کرتا ہے تو (یقین کرلے) کہ تو نا اہل
او کمینہ شخص ہے سرکش اور بدخو ہے۔ (خواہ مخواہ) اوس نسب مین ملا ہوا ہے
جسمین تو ہرگز نہین ہے۔ باوجود اسکے کہ جنلوگون کی طرف تو نے اپنے باپ کو
منسوب کیا ہے۔ وہ خود (عرب مین) بیوقوف اور بدعقل شمار ہوتے تھے

مخلس فقال عمرو ابن العاص دعنی یا امیر المومنین
انتصف منه فوالله ماترك شیئا قال ابن عباس دعه
فلا یبقی المبقی الا علی نفسه فوالله ان قلبی لشدید و
ان جوابی لعتید وانی لکما قال نابغه بنی ذبیان

اور قبائل قریش مین لپست ترین (مردم) ٹہرائے جاتے ہتے۔ نہ ایام جہالت مین وہ مشہور ہوے اور نہ زمانہ اسلام مین اونکی سابقت مذکور ہوئی۔ تو بھی اس قابل ہوا کہ باوجود خود مقدوح ہونیکے دوسرون پر زبان طعن لعن کھولے اور اپنے بڑون کے حق مین کمرفوری کے کلام کرے حالانکہ خدا کی قسم وہ باعتبار بزرگی کے روشن ترین اور بلحاظ دشمنی وخصومت دور ترین۔ اگر معویہ تجہی رتبہ بلند ورفیع پر بھی پہونچادے (تاہم) تو ظالم (ہی) کہا جائے گا۔ اسلیئے کہ اوس نے تیری خواہشون کو اسان کردیا اور اسوجہ سے تیری حریص الطبیعی اسدرجہ سرکش اور ناقابل برداشت ہوگئی ہو کہ تیری مرادؔ (خود) پوری نہو سکی اور تیری شاخ تمنا بارور نہوسکیگی۔ اتنا سنکر حضرت عبد اللہ ابن جعفر نے (غایت اخلاق سے) فرمایا۔ اے ابن عباس مین آپکو قسم دیتا ہون کہ آپ خموش ہوجائیں۔ یقیناً آپ نے میرےطرف سے خوب (معترض پر) تیر افگنی فرمائی اور کامل طور سے میرے قائم مقامی کے حقوق ادا فرمائے۔ عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ مجھے اور اس غلام (زادے) کو چھوڑ دین۔ کیونکہ وہ قابل سزا ہے اور کوئی اسکی پشت پناہی نہین کرسکتا پس اوسپر وہ شیر غضبناک حملہ آور ہوا جو دلیرون کا معین ومددگار ہے اور (دشمنون کی) ارواح کا نکال لیجانے والا ہے۔ یہہ سنکر عمر عاص نے معویہ کو مخاطب کرکے کہا اے امیر المومنین۔ میری دادرسی کیجیئے۔ خدا کی قسم۔ اب تو کوئی بات اوٹھا نرہی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے کہا ہم نے اوسے چھوڑ دیا اور اب باقی رکھنے والے (نےسوائے اوسکی ذات کے کچھ باقی نہین چھوڑا۔ قسم بخدا میرا قلب ہموار ہے اور تم دونو کے لئے میرا جواب (ہمیشہ) طیار ہے۔

غانمہ بنت غانم کی اہل مکہ سے تقریر دربار معاویہ مین اوسکی طلبی اور دلیرانہ تقریر

قال وبلغ غانمة بنت غانم ثلب معوية وعمرو ابن العاص لبنی هاشم
فقالت لاهل مكة ایها الناس ان بنی هاشم سادت فجادت
وملكت وفضلت وفضّلت واصطفت واصطفيت ليس
فيها كدر فلا افك ودیب ولا خسیء طاغين ولا خادين
ولا نادمين ولاهم من المغضوب عليهم ولا الضالين
ان بنی هاشم اطول الناس باعا وامجد الناس اصلا و
اعظم الناس حاما واكثر الناس علما وعطاء ومنا عبد مناف
المؤثر وفيه يقول الشاعر

كانت قريش بيضة فتفلقت
فالمح خالصها لعبد مناف

وولده هاشم الذی هشم الثريد لقومه وفيه يقول الشاعر
عمرو العلى هشم الثريد لقومه

معویہ کو خبر ملی کہ غانمہ بنت غانم بنی ہاشم کی طرف سے معویہ اور عمر عاص کے عیوب بیان کرتی ہے اور اس ذیل مین اوسنے اہل مکہ سے کہا ہے کہ بنی ہاشم وہ بزرگوار اور صاحبان وقار ہین جو ہمیشہ سرداری اور رہبری کرتے آئے ہین۔ بادشاہ (حاکم) ہین اور بادشاہ بنائے گئے۔ صاحبان فضیلت ہین اور صاحبان فضیلت بنائے گئے ہین۔ منتخب ہین اور منتخب کیے گئے ہین۔ اونمین کسی قسم کی کدورت نہین۔ اونکے نفوس مین جہوٹ اور شک داخل نہین اور نکی شان اعزاز کو گمراہان زمانہ۔ الداہان دنیا اور امراء وسلاطین گھٹا نہین سکتے اور نہ وہ تقص گروہ مغضوب علیہم ولا الضالین مین سے ہین۔ یقیناً بنی ہاشم سب کےلئے فراخ ترین اور بلند ترین مردم مین نسلاً شریف ترین۔ استماعاً عظیم ترین۔ علم وعطا کے اعتبار سے کثیر الاوصاف ہین انہین لوگونمین عبد مناف صاحب ایثار تھے جنکی شان مین شاعر کہ گیا ہے؎ قوم قریش ایک بیضہ (تخم مرغ) کی مثال ہے جب وہ شگافتہ ہوا تو اوسکے زردہ خالص عبد مناف ہین
انکے صاحبزادے ہاشم ہین۔ یہ وہ بزرگوار ہین جنہون نے روٹیان توڑکر قوم کو کھلائین
اور تمام مکہ کے لوگون کو لاغری سے موٹا کردیا اور ہمین لوگون مین

ورجال مكة ستون عجاف ومنا عبد المطلب الذى سقينا به الغيث وفيه يقول ابى طالب ؎ ونحن سنى المحل قام شفيعنا بمكة يدعوا والمياه تغور ؛ وابنه ابى طالب عظيم قريش وفيه يقول الشاعر ؎ اتيته ملكًا فقام لحاجتى ؛ وترى العليج خائبًا مذموما ومنا العباس بن عبد المطلب اردفه رسول الله صلعم واعطاه ماله وفيه يقول الشاعر ؎ رديف رسول الله لم ترى مثله ؛ ولا مثله حتى القيامة يولد ومنا حمزة سيد الشهداء وفيه يقول الشاعر ؎ ابا يعلى بك الاركان هدت وانت الماجد البر الوصول ومنا جعفر ذو الجناحين احسن الناس حالا واكملهم كمالا ليس بغدار ولا جبان ابدله الله بكلتى يديه جناحين يطير بهما فى الجنة وفيه يقول الشاعر ؎ هاتوا كجعفرنا ومثل علينا ؛ كانا اعز الناس عند الخالق ومنا ابو الحسن على ابن ابى طالب صلوات الله عليهما افرس بنى هاشم واكرم من احتبى وانتعل فيه يقول الشاعر ؎ على الف القرآن صحفا ؛ ووالى المصطفى طفلا صبيا ومنا الحسين بن على عليهما السلام سبط رسول الله صلعم وسيد شباب اهل الجنة وفيه يقول الشاعر ؎ حب الحسين ذخيرة المحبة ؛ يا رب فاحشرنى فى حزبه - يا معشر القريش والله ما معوية كامير المومنين على ولا هو كما يزعم هو والله شانى و رسول الله وانى اتيت معوية وقائلة له ما يعرق عنه جبينه ويكثر منه عويله وانينه فكتب عامل معوية اليه بذلك فلما بلغه انها قربت منه بدار ضيافة فنظفت والقى فيها فرش فلما قربت من المدينة استقبلها يزيد فى حشمه ومماليكه فلما دخلت المدينة اتت دار اخيها عمرو ابن غانم فقال لها يزيد ابن معوية ان ابا عبد الرحمان يامرك ان تنتقلى الى دار الضيافة وكانت لا تعرفه فقالت من انت كلاك الله فقال انا يزيد ابن معوية قالت فلا رعاك الله تعالى يا ناقص لست بزايد فتغير لون يزيد

عبد المطلب ہین - جنکے وسیلے سو ابر ہملوگون پر پانی برستا ہے - جنکی شان مین ابی طالب نے کہا ہے ؎ ہملوگ وہ عالی مقام ہین کہ جب شفاعت کے لئے کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین دعا مانگنے لگتے ہین تو چشمہاے آب جوش مارنے لگتے ہین آونکے فرزند ارجمند ابیطالب ہین جو قریش کے سردار ہین - جنکی شان مین شاعر قریش کہا کہھی ؎ خدا نے اونھین حکومت و ملکداری دی ہے اور وہ سب کی حمایت و حاجت برآری کیا کرتے ہین اور کافر بدین یہہ دیکھکر ذلیل و پشیمان ہوا کرتا ہے - ہمین لوگون مین عباس ابن عبد المطلب بھی ہین جو سواری پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر مین ردیف ہوا کرتے تھے اور جنھون نے اپنا مال آنحضرت صلعم کو نذر کردیا تہا اونکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے ؎ رسول اللہ صلعم کے ردیف تھے - اونکی مثال آج تک نہین دیکھی گئی اور نہ مثال اونکی قیامت تک پیدا ہوسکے گی - ہمین لوگون مین حمزہ سید الشہداء تھے اونکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ اے ابو یعلی جس شخص نے آپکو رنج پہنچایا اوس نے آپکو ذاتکیف پہنچایا آپکی بزرگی ایسی ہے جسکو کوئی نہ پا سکا اور جسکے ہمسر نہ ہوا - ذاتکیف نہین ہدیہ پیش کیا ؛ آپ ایسے عالی حوصلہ ہین کہ آپنے اوسکے صلہ مین اوسے آزادی کامل عطا فرمائی - ہمین لوگون مین جعفر ذو الجناحین ہین دو شہپر والے جنکے ذریعہ سے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین اونھین کی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ تم بھی لاؤ کوئی ہمارے جعفر اور ہمارے علیؑ کے ایسا یہہ دونون بزرگوار خالق روزگار کے آگے عزیز ترین مردم ہین - ہمین لوگون مین ابو الحسن علے ابن ابی طالب علیہ السلام ہین جو شجاع ترین بنی ہاشم ہین اور ہمارے محبوب ترین روزگار شاعر نے انکی تعریف مین کہا ہے ؎ علی وہ بزرگ ہین جنھون نے قرآن مجید کو کتاب کی صورت مین جمع کیا ؛ اور بچپن ہی کے عالم مین جناب رسولخدا نے اونکی پرورش فرمائی - ہمین لوگون مین جناب امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام بھی ہین - جو جوانان بہشت کے سردار ہین اور سبط رسول مختار - جنکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ حسینؑ کی محبت سرمایہ (آخرت) ہے ؛ اے پروردگار - کل (روز قیامت) تو مجھکو اونکے گروہ مین محشور فرما - اے معشر قریش - خدا کی قسم - کبھی معاویہ علیؑ کے برابر نہین اور نہ کبھی وہ ایسا ہے جیسا مشہور کیا جاتا ہے خدا ہمارا کفیل حال ہے اور نبی ہماری جاے پناہ ہے - اور اوس (معویہ) سے یہہ سب کہدونگی (کہ ان دلائل کو سنکر) کہ اوسکی پیشانی پر پسینہ آجائے

٭ جو اپنے حالات کے اعتبار سے نیکوترین مردم ہیں اور بلحاظ کمال ذاتی اکمل ترین عالم وہ نہ عہد شکن ہین اور نہ بزدل خدا نے اُن کو دونون شانون مین شہپر نکال اُن کی مدد فرمائی

ذاتی ابا ہ فاخبرہ فقال ھے اسن قریش واعظمھم حلما
قال یزید کم تعدّ لھا قال کانت تعدّ علی عہد رسول الله ؐ
اربعمایۃ عام وھی من بقیّۃ الکرام فلمّا کان من الغد اتیھا
معویہ فسلّم علیھا فقالت علی المومنین السّلام وعلی الکافرین
الھوان والملام ثمّ قالت افیکم عمر عاص قال عمرو ھا انا ذا
قالت انت تسب قریشا وبنی ھاشم وانت اھل السّب و
الیک یعود السّب یا عمرو الله انی عارفۃ بک وبعیوبک وعیوب
امّک وانی اذکر لک ولدت من امۃ سوداء مجنونۃ حمقاء
تبول من قیامھا وتعلوھا اللئام واذا لامسھا الفحل فکان نطفتھا
انفذ من نطفۃ رکبھا فی یوم واحد اربعون رجل واما انت
فقد رائیتک غاویا غیر مرشد ومفسدا غیر مصلح والله لقد
رائیت فحل زوجتک علی فراشک فما اغرت ولا انکرت واما
انت یا معویۃ فما کنت فی خیر ولا ربیت فی نعمۃ فمالک
ولبنی ھاشم انساؤک کنسائھم ام اعطی امیۃ فی الجاھلیۃ
والاسلام ما اعطی ھاشم وکفی فخرا برسول الله صلی الله علیہ
والہ وسلم فقال معویۃ انا کاف عن بنی ھاشم قالت فانی کتبت
علیک کتابا فقد کان رسول الله صلعم دعا ربّہ ان یستجیب
لی خمس دعوات فجعل تلک الدّعوات کلھا فیک فخاف معویۃ
فحلف ان لا یسب بنی ھاشم ابدا - فھذا ما کان بین
معویۃ وبنی ھاشم من المفاخرۃ

اور اوسکا غم والم بڑھ جائے - حاکم مدینہ نے یہ ساری روئداد معویہ کو لکھ بھیجی
معویہ نے غانمہ کو بلا بھیجا - جب معویہ کو خبر ہوئی کہ غانمہ ابکے پاس جاتی ہے
تو معویہ نے دار الضیافت (شاہی مہمانخانہ) مین اوسکے ٹہرائے جانیکا حکم
دیا اور اوسمین فرش کیا گیا جب غانمہ مدینہ کے قریب پہونچی تو (باپ کی طرف سے)
یزید نے تمام حشم وخدم کے ساتھ اوسکا استقبال کیا جب شہر مین وہ داخل
ہوئی تو سر راہ رست اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر مین چلی اوتری - یزید نے اوس سے
کہا کہ ابو عبد الرحمن نے (معویہ کی کنیت ہی) حکم دیا ہے کہ مین تمکو یہان سے لیجاکر
مہمان خانہ شاہی مین ٹہراؤن - غانمہ یزید کو نہین پہچانتی تھی - کہنے لگی - ارے
تو کون ہے؟ خدا تجھے رسوا کرے - یزید نے جواب دیا - مین ہون یزید معویہ کا بیٹا
اوس نے کہا - خدا تیری رعایت نکرے - ارے تو تو ناقص ہے - ذلیل کہان سے ہوگا
یہ سنکر یزید کا رنگ اوڑ گیا - وہان سے لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور تمام
واقعہ سے اوسکو اطلاع دی - معویہ بولا وہ عورت تمام قریش مین سب سے زیادہ عمر والی
ہے اور اونمین سب سے زیادہ قدر والی - یزید نے پوچھا اوس کا کیا سن ہوگا معویہ نے
کہا وہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانے مین چار سو برس کی ہو چکی تھی - اور فی الحال
وہی باقیماندگان بزرگان سلف مین شمار ہوتی تھی - دوسرے دن معویہ خود اوسکے
پاس آیا اور اوسے سلام کیا اور اوس نے کہا کہ مومنین پر میرا سلام پہونچے اور کافرین
پر میری اہانت وملامت - پہر اوس نے پوچھا کیا تملوگون کے ساتھ عمر بن عاص بھی
ہے - عمر عاص بولا - ہان مین تو یہین ہون - اوس نے پوچھا - ارے تو ہی قریشیون
اور بنی ہاشمیون کو برا کہتا ہے - ارے تو ہی تو برا ہے اور تیری خلقت برائی سے
بھری ہے اور تیرا برائی کرنا یا گالی دینا تجہی پر لوٹ کر پڑتا ہے - اے عمر عاص - تو یقین
کر لے کہ مین تیری حقیقت اور اصلیت کو خوب جانتی ہون - اور تیرے اور تیرے ماں باپ کے عیوب کو خوب پہچانتی ہون اور مین اونکو اسوقت تجھسے بالتفصیل
بیان کئے دیتی ہون (اور وہ یہ ہے) کہ تجھکو ایک زن حبشیہ نے پیدا کیا جو مجنون تھی اور بے وقوف وبے عقل - کھڑے کھڑے پیشاب کرتی تھی - اوس پر بدمعاش اور
اوباش سواری کیا کرتے تھے - اونھین بدکارون مین سے کسی نے مقاربت کی اور تو اوسکے نطفہ سے خارج ہوا - ایکبار چالیس مرد اوس پر چڑھے اور تیرے اور اب اونھین
ماہو سے تو اپنی غوایت طبعی کو سمجھ لے - تو راہ دکھلانیوالا نہین ہے بلکہ گمراہ کرنے والا - تو اصلاح کرنے والا نہین ہے بلکہ فساد پھیلانے والا - خدا کی قسم - مین نے
تیری ماں کے فرش پر ایک جوان کو خود دیکھا ہے - لیکن نہ کبھی تجھکو اسکی غیرت آئی اور نہ کبھی تو نے اوس سے منع کیا - اور تو اے معویہ - تجہ مین کبھی نیکی نہ سمائی اور
نہ کبھی تو نے نعمات الٰہی مین پرورش پائی - ارے تجھے - بنی ہاشم کے ساتھ کیا پڑ گئی ہے - ارے - تیری عورتین کیا اونکی عورتون کی ایسی ہو سکتی ہین؟ اور کیا بنی امیہ نے جہالت و اسلام
دونون زمانون مین ایسا ایثار وکرم کیا ہے جیسا بنی ہاشم نے کر دکھلایا ہے - اور اون کی مفاخرت کے لئے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کافی ہے -
معویہ نے جواب دیا - اے سن رسیدہ عورت - میرے لئے بنی ہاشم کافی ہے - اوس نے کہا اگر حقیقتا ایسا ہی ہے تو اسے لکھ لے کہ مین نے ایکبار آنحضرت صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوے سنا ہے
کہ پروردگار تو میری ان پانچ دعاؤن کو قبول فرمالے اور مجھے خوب یاد ہے) کہ وہ پانچون دعائین تیرے خلاف تھین یہ سنکر معویہ ڈر گیا اور اوس نے حلفا قسم کھائی کہ وہ بنی ہاشم کو آج سے برا نہ کہیگا

(اس مقام پر) بنی ہاشم اور بنی امیہ کی باہمی مفاخرت کا باب ختم ہو گیا)

انکشاف حقیقت

(مقدمہ)

مفاخرت بنی ہاشم پر تاریخ کی تصدیقی شہادت

مفاخرت کے مذکورہ بالا مکالمات پر۔ عقاید کی یقینیات کو ہٹا کر۔ اگر محض تاریخی تصدیقات کے اعتبار سے دیکھا جاے تو معلوم ہو جاے گا کہ مروان۔ عمر عاص۔ زیاد ابن سمیہ اور خود معویہ کی زبانی محاسن۔ بنی امیہ کا کلام اخلاق کی تلمیحات واشارات۔ صریح زبردستی اور حکومت پرستی ہے۔ جسکو نہ واقعیت سے علاقہ ہے اور نہ اصلیت سے سروکار۔ عنوان واقعہ ہی مین معویہ نے پہلی حضرات بنی ہاشم کے مقابلہ مین اپنی کمزوری او رباہمی مکالمہ کی مجبوری کا اعتراف کر کے اپنی اور اونکی (تمام بنی امیہ کی) طرف سے انکشاف حقیقت کر دیا ہے۔ اس بنا پر معویہ اور بنی امیہ کے ضعف استدلال کی حقیقت تو یہین سے معلوم ہو گئی لیکن اونکے حواشی کی غلط مدح سرائی اور حوصلہ افزائی نے ان مجالس مفاخرت کی بنیاد ڈالی اور نتیجہ مین ذلت ورسوائی اور ندامت وپشیمانی اوٹھائی۔

استحقاق مفاخرت

معویہ۔ مروان۔ عمر عاص اور زیاد بن سمیہ وغیرہم نے اپنی مختلف تقریرون مین اپنی طرف سے جو اسباب واستحقاق مفاخرت پیش کیے وہ مجموعاً حسب ذیل پاے جاتے ہین۔

(۱) بنی امیہ کا معرکہ جنگ مین عدیم المثال استقلال

(۲) معرکہاے جنگ مین بنی امیہ کے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرے

(۳) فتوحات کے بعد مفتوحین کے ساتھ بنی امیہ کی خاص مراعات ورعایات

(۴) بنی ہاشم وبنی عبد المطلب کے حملات پر بنی امیہ کی فروگذاشت

(۵) بنی امیہ کی مہمان نوازی اور عام فیاضی

پہلی دلیل استحقاق ۔ پہلی دلیل بنی امیہ کی معرکہاے جنگ مین استقامت واستقلال ہے۔ اسکے اجمالی جواب مین۔ بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کے جنگی کارنامے شہادت تاریخی کیلئے کافی ہین۔

دوسری دلیل استحقاق ۔ دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرات بھی بنی امیہ کے فتح مکہ کے دن ثابت ہو گئے۔

تیسری دلیل استحقاق ۔ اپنی قدیم شرافت پیش کر کے بنی امیہ کے موجودہ معارف کا یون اظہار کیا جاتا ہے کہ زمانہ رسالت مین بنی ہاشم وبنی عبد المطلب (آنحضرت صلعم) کے ہاتھون سے۔ بدر۔ احد۔ خندق اور فتح مکہ من متواتر شکستین کھا کر بنی امیہ نے جو نقصانات اوٹھاے انکو دوران حکومت مین اونکا کوئی خیال نہین کیا۔ بلکہ بخلاف اسکے عبد المطلب کو گویا معاف کر دیا۔ اسکے اجمالی جواب مین تو حضرت علی ؑ کو ساتھ معویہ اور تمام بنی امیہ کی معارکہاے صفین مین سترلڑائیان۔ مالک ابن اشتر کی زہر خورانی۔ محمد ابن ابی بکر کا قتل۔ پسران حضرت عبد اللہ ابن عباس کا مکہ مین ظالمانہ قتل۔ اسکے بعد خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا تاریخی شاہدات موجود ہین

چوتھی اور پانچوین دلیل استحقاق ۔ بنی امیہ کی رعایات ومراعات۔ اونکی مہمان نوازی اور عام فیاضی کی نسبت امیہ اور ہاشم۔ حرب اور عبد المطلب کے واقعات عرب کی تمام تاریخون مین محفوظ ہین۔ وہی باہمی ترجیح وتفضیل کے فیصلہ کن ثابت ہون گے۔

حقیقت کا تفصیلی انکشاف

حقیقت بین نگاہون مین یہ تمام فردبیان سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت حال معاملہ کو برعکس

تبلاتی ہے - قبل و بعد اسلام معرکہاے جنگ مین ہمیشہ بنی ہاشم ہی کا استقلال تاریخون سے ثابت ہے نہ بنی اُمیہ کا - ایام جہالت مگر قریب الاسلام زمانہ کا آخری قومی معرکہ - حلف الفضول ہے - ظالمان قوم کے ساتھ بنی امیہ تھے - بنی ہاشم نہین - بالآخر میدان جنگ بنی ہاشم ہی کے ہاتھ رہا ابن ہشام ابن اثیر - طبری - اسلامی معارک مین فتح بدر سے لیکر فتح مکہ تک - ہر موقع اور ہر مقام پر بنی ہاشم ہی کا استقلال ثابت ہوتا ہے - اور بنی اُمیہ کا ہمیشہ فرار اسی سے انکے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرون کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا ہے

اب رہا بنی امیہ کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی جگہہ انکی بدعہدی - کج خلقی - مظالم - بخالت اور سخت سود خواری کے واقعات عرب کی سیر و تاریخ مین بھرے پڑے ہین - انکے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے محاسن اخلاق - استغنا - ایثار و احسان - اعانت مظلومین اور ضیافت و اکرام غربا و مساکین کی تفصیل مین دفتر کے دفتر طیار ہین - پھر ان مشاہدات تاریخی کے مقابلہ مین محاسن بنی امیہ کی بکواس سُنے گا جسکو اصلیت و واقعیت سے کوئی لگاو نہین -

بنی امیہ کے ہاتھ سے بنی ہاشم کے عظیم نقصانات

جنگ بدر مین - شیبہ - ربیعہ - ولید اور حنظلہ ابن ابی سفیان کے قتل سے جسقدر بنی امیہ کو نقصان اوٹھانے ہوے تھے اوتنے ہی آنحضرت صلعم کو بھی - ابو عبیدہ ابن حارث ابن عبد المطلب - حارثہ ابن سراقہ - عمر ابن الحمام - عوف ابن حارث انصاری اور سعد بن خیثمہ کے پے در پے شہادت پانے اور ہمیشہ کے لیے چھوٹ جانے کی وجہہ سے صدمہ عظیم ہونچا تھا

ابو عبیدہ کی شہادت کی تفصیلی حالات

اب ان شہداے بدر کی شہادت کے تفصیلی حالات یہ ہین -

جنگ بدر کے موقع پر - کفار قریش سے حسب ذیل بنی ہاشم مقابل ہوے - حضرت حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا - ابو عبیدہ نے شیبہ سے اور حضرت علیؑ نے ولید سے - عتبہ کو حضرت حمزہ نے مار گرایا - ولید کو حضرت علیؑ کی تیغ آبدار نے بسمل کر دیا - مگر شیبہ کی تیز دستی ابو عبیدہ کی ران پر زخم کاری لگا گئی - اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے - انکے گرتے ہی حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ نے موقع پر پہونچکر شیبہ کا کام تمام کر دیا اور مجروح ابو عبیدہ کو اپنے کاندھون پر اوٹھا کر خدمت رسول مین اوٹھا لاے - ابو عبیدہ کا زخم کاری تھا - اور کثرت سے خون جاری ابو عبیدہ نے حاضر خدمت ہوکر نہ زخم کی تکلیف بیان کی اور نہ درد و تکلیف کی شکایت - جمال مبارک پر نظر کرتے ہی پوچھا تو یہ - یا رسول اللہ کیا مین درجہ شہادت پر فائز نہین ہوا آپ ذات خالق جان نثار رسالت اور طلبگار شہادت کے جواب مین ارشاد فرمایا - تم ضرور فائز بشہادت ہوے - زبان رسالت سے یہ بشارت سنتے ہی ابو عبیدہ کے چہرہ افسردہ اور روے پژمردہ پر اصلی فرحت اور ابدی اطمینان و راحت کے آثار نمایان ہوگئے اور اوس کامل الایمان نے بطور یادداشت عرض کی - یا رسول اللہ - ہمارے اور آپ کے چچا ابو طالب افسوس ہے کہ اسوقت زندہ نہین - اگر وہ موجود ہوتے تو اس موقع پر وہ معترفانہ طور پر اقرار کرتے کہ اونکے اس شعر کا - جو حضور ہی کی مدح مین نظم کیا گیا تھا اصل مستحق مین ہون وہ شعر یہ ہے -

ونسلمہ حتی نصرع حولہ — ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ہم اوسوقت تک محمدؐ کو دشمنون کے حوالہ نہ کرینگے جبتک کہ اونکے گرد لڑکر نہ مرجائینگے — ہم محمدؐ کے لیے اپنے بیٹون اور اپنی بیبیون کو بھول جائینگے

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ انکا زخم کاری تھا - جنگ بدر سے واپسی مین منزل روحا پر پہونچکر یہ مجاہد جان نثار انتقال کر گیا اور بہ شہید راہ خدا وہین مدفون کر دیا گیا - صحیح بخاری باب التفسیر مین ہے

عن قیس بن عبادۃ قال قال علیؑ انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ قال قیس وفیھم نزلت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم الخ قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر حمزۃ وعلی وعبیدۃ

قیس ابن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین قیامت کے دن سب سے پہلے اپنا جھگڑا پیش کرونگا - قیس کہتے ہین کہ یہ آیت - دو مدعی اپنے رب کے واسطے الخ - اون لوگون کے واسطے نازل ہوئی ہے جو جنگ بدر مین لڑے اور

من المؤمنین وعتبۃ وشیبۃ وولید بن عتبۃ من الکافرین
وہ حمزہ، علی اور ابو عبیدہ مومنین سے تھے اور عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کافرین سے تھے

حارثہ بن سراقہ کی شہادت

علامہ زرقانی انکی شہادت کی یون تفصیل کرتے ہین۔

حارثہ بن سراقہ یا خراشہ لشکر اسلام کی صفون مین گھوم گھوم کر دیکھتے تہے کہ کون شخص مقابلہ کیلئے نہین نکلتا ہے۔ اس اثنا مین ایک تیر اوڑتا ہوا آیا انکے وسط حلق پر بیٹھا اور یہ جان بحق تسلیم ہوگیے۔ انکی غریب مان ام ربیع یہ حال دیکھکر آنحضرت صلعم کیخدمت مین دوڑی آئین اور عرض کرنے لگین۔ آپ ارشاد فرمایئن۔ اگر حارثہ بہشت مین داخل ہوگیا ہے تو پھر مین صبر کرکے خوش ہجاؤن۔ ورنہ آپ دیکھ لینگے مین دشمنون کے ساتھ کیا کرون گی۔ آپ نے فرمایا بہشت ایک نہین ہے بلکہ اوسکے متعدد درجے ہین اور حارثہ اوس درجہ بہشت مین ہے جسکو جنت الفردوس کہتے ہین۔ یہ روایت صحاح کی ہے

عمر ابن الحمام کی شہادت

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۸ طبری ۱۳۲۴ زرقانی ص ۳۶ مین انکے حالات شہادت یون لکھتے ہین۔

جب آنحضرت صلعم نے ان الفاظ مین لشکر اسلام کو قتال کفار پر تاکید فرمائی کہ مجھے اوس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جو شخص صبر و تحمل سے اور ضبط و خاموشی سے قدم آگے بڑہاتا ہو۔ بھاگنے کیلئے پیچھے نہ ہٹتا ہو۔ قتل کیا جایے گا تو وہ یقینی بہشت مین داخل ہوگا۔ عمر ابن الحمام اوسوقت اپنے دامن مین کھجورین لئے کھا رہے تہے۔ کہنے لگے واہ واہ آپ تو میرے داخلہ جنت مین کوئی شئے حائل نہین ہوسکتی۔ مین تو خوش ہون۔ یہ قوم مجھے مار ڈالے۔ یہ کہکر کھجورین پھینکدین اور تلوار لیکر لشکر کفار مین جا پڑے اور یہ رجز پڑہنے لگے۔ مین تو اپنے خدا کے پاس بغیر کسی توشہ کے جاتا ہون اور میرے پاس کوئی توشہ سوا ہے تقویٰ۔ عمل آخرت۔ جہاد فی سبیل اللہ اور مصائب پر صبر کے کچھ اور نہین ہے یہ کہکر غنیم سے مقابل ہوے اور شہید ہوگئے۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

عوف ابن حارث کی شہادت

طبری نے انکی تفصیلی روئداد شہادت یون لکھی ہے۔

جنگ کی عین گرم بازاری مین جب طرفین سے شدید حملے ہو رہے تھے عوف ابن حارث آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھے ایکبار جوش شجاعت اور وفور خلوص و عقیدت سے سرشار ہوکر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلعم۔ بندہ کی کون سی ادا پروردگار کو خوش کرتی ہے ارشاد ہوا کہ بغیر سلاح جنگ کے دشمنان خدا سے برہنہ ہوکر لڑنا۔ یہ سنکر عوف نے سلاح جنگ جو پہنے ہوے تھے اوتار کر پارہ پارہ کرڈالے۔ برہنہ جسم ہوکر تلوار لی اور کفار سے لڑنے لگے۔ یہان تک کہ فائز بشہادت ہوے۔ طبری ۱۳۲۲ جز ن

سعد بن خزیمہ کی شہادت

سعد بن خزیمہ طبقہ نقبا مین داخل تہے۔ عقبہ اولی مین مشرف باسلام ہوے تہے۔ خود صحابی تہے۔ صحابی کے بیٹے تھے۔ خود شہید تہے۔ اور شہید کے بیٹے تھے۔ انکو عمر ابن عبدود نے شہید کیا زرقانی مطبوعہ مصر ص ۵۳۵

ان واقعات تاریخی سے استقلال۔ دلیرانہ مظاہرات اور کریمانہ تحمل و رضا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کا ثابت ہے نہ بنی امیہ کا

غزوۂ کدر مین بنی امیہ کے قزاقانہ حملے

جنگ بدر کے بعد ابو سفیان رئیس بنی امیہ کا ایک قزاقانہ حملہ غزوہ کدر یا غزوۃ السویق کی صورت مین واقع ہوا۔ جسکے تفصیلی حالات حسب ذیل ہین۔

ابو سفیان قصاص بدر کیلیے بیچین ہو رہا تھا۔ اوس نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک اہل اسلام سے کشتگان بدر کا انتقام نہ لیگا

نہ غسل جنابت کریے گا۔ نہ کپڑے بدلے گا اور نہ سر مین تیل ڈالے گا۔ اوسکا اضطراب قصاص اوسکو ایسا ہی بیتاب بنا رہے تھا کہ شکست بدر کے بعد ہی دو سو سوارون کے ساتھ مدینہ تک چڑھ آیا۔ لیکن اب اسلام کے مونہہ پر چڑھ آنا آسان نہین تھا۔ بلکہ اب اوسکے سامنے آنے مین پھونک پھونک کر قدم رکہنے کی ضرورت ہتی۔ اسوجہ سے ابوسفیان مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر چاہ کدر (قرقرۃ الکدر) پر اوتر پڑا۔ اسلام کی طرف سے یہود کی بیدلی اور بدعہدی کی خبر اوسے مل چکی ہتی اسلئے اوسنے یہودیون سے پہلے استفسار حالات اور نیز اونکو اپنا ہمخیال وہم آہنگ بنا لینے کی تدبیر سوچی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی مین چھپکر مدینہ پہونچا۔ سب سے پہلے حی ابن اخطب کے گھر آیا۔ رات زیادہ گئی ہتی۔ اوسکے گھر کے کواڑ بند ہوچکے ہتے کھل نہ سکے۔ مجبور ہوکر سلام بن مشکم کے گھر گیا جو یہودان بنی نضیر کا سردار اور تمام یہودیون کے خزانون کا امانتدار تھا۔ دروازے پر دستک دی کواڑ کھلے۔ سلام نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بڑے اکرام واحترام سے مہمانی کی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوایے۔ کھانیکے بعد رات بھر بادہ نوشی کی صحبت جمی رہی اور اسی صحبت مین اصل مدعا پر بھی گفتگو ہوتی رہی سلام بن مشکم نے ابوسفیان کے تمام مفسرات کا جواب دیا اور اسلام کو متعلق بہر خبر نہایت کی اطلاع دی۔ لیکن آخر مین یہ بھی کہدیا کہ ابھی مقابلہ ومقاتلہ کا وقت نہین ہے۔ تھوڑا اور توقف کرنا چاہیئے۔

ابوسفیان علی الصباح مدینہ سے چلکر اپنی فرودگاہ۔ چاہ کدر پر پہونچگیا۔ عرب مین اپنی عہد کا پورا کرنا ایسا فرض تہا کہ کسی وقت وحالت مین وہ چھوڑا نہین جاسکتا تھا۔ ابوسفیان چونکہ قصاص بدر کا عہد کرکے آیا تہا اوسکو جزوی یا کلی طور پر ادا کردینا واجب تہا اسلیئے اوس نے کدر سے ملی ہوئی مسلمانون کی بستی عریض پر حملہ کردیا۔ عریض مین انصار کے چند قبائل آباد ہتے۔ ایک مرد انصاری سعد ابن عمر کو جان سے مار ڈالا اور انصار کے چند مکانات جلا کر خاک سیاہ کرڈالے۔ مویشیون کے چارے کے انبار مین بھی آگ لگادی اور اونکو بھی بیکار وضائع کردیا اور اس طریقہ سے اوس نے گویا جزوی طور پر اپنی قسم کو پورا کردیا

سیرۃ النبی مین شبلی صاحب نے صرف سعد ابن عمر کا قتل لکہا ہے۔ لیکن ابن ہشام اپنی سیرت مین اوسکے حلیف کا قتل کیا جانا بھی لکہتے ہین۔ اس بنا پر ابوسفیان نے بلا سبب انصار کے دو آدمیون کا خون ناحق کرڈالا ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹ مصر

قرقرۃ الکدر کا واقعہ تو ابوسفیان اور بنی امیہ کی کھلی قزاقی ہتی۔ جسکو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہمیشہ روکتے اور منع کرتے رہے اور اسوقت بھی اونکے مایۂ افتخار۔ رسول ہاشمیؐ۔ نبی مطلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین مظالم ومفاسد کے امتناعی احکام کی منجانب اللہ تبلیغ وتعلیم فرما رہے ہتے بدر کیطرح اس واقعہ مین بھی جو کچھہ نقصان جان ومال ہوا وہ بنی ہاشمیون کا یا اونکے آدمیون کا۔ بنی امیہ کی درگذر کردینے والی صفت خاص کا تو اسی واقعہ سے پورا مظاہرہ ہورہا ہے کہ جنگ بدر کے جذبات قصاص اور جوش انتقام مین ابوسفیان دیوانہ بنے ہوئے تھے اپنی زندگی کے تمام کامون کو ترک کیے بیٹھے تھے۔ جیساکہ آغاز واقعہ مین تفصیل سے قلمبند ہوچکا ہے۔ کیاکوئی عقل رکھکر کہہ سکتا ہے کہ درگذر کرنے والے کی یہی صورت ہوتی ہے۔

جنگ احد

جنگ احد مین تو خوش قسمتی سے کسی بنی امیہ کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ شامت اعمالی اور شوم بختی سے جو گت بننے والی تھی وہ اکیلے بنی عبدالدار کے علمدارون پر گذر گئی۔ حضرت علیؑ کی ذوالفقار نے مردون سے لیکر اونکی عورتون تک کا ایسا صفایا کردیا کہ میدان جنگ مین اس شجرہ خاردار کا ایک تنکا تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات کے اعتبار سے جنگ احد مین تو بنی امیہ کو بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب کے مقابلہ

مین کوئی نقصان ہی اوٹھانا نہین ہوا - اسلیئے جنگ اُحد کے متعلق اونکو کسی نقصان یاد رگذر کرنیکا کوئی حق ہی نہین ہے - لیکن بخلاف انکے بنی مطلب کو بنی اُمیہ کے افسر خاندان - اور بقول شبلی صاحب کے - قریش کے سپہہ سالار اعظم - ابوسفیان کی حسن تدبیر اور اونکی اہلیہ (ہندہ) ہندہ کے کرشمہ تزویر سے جو ناممکن الوصول نقصان پہونچا - وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی افسوسناک شہادت ہی - انکے بعد مصعب ابن عمیر ہاشمی کا قتل - حنظلہ ابن الربیع - عمارہ ابن زیاد اور نفر ابن مالک کی خون ناحق مین - تاریخ کی اس فہرست مصدقہ کو دیکھکر تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ ابوسفیان اور بنی امیہ کے نقصانات سی تو بنی عبد المطلب اور آنحضرت صلعم کے نقصانات وصدمات کا پلہ کہین بھاری ہے -

حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت

حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا تھے - سن مین تقریباً آنحضرت صلعم کے برابر اور رضاعی بھائی تھے - دونو صاحبون نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودہ پیا تھا - حضرت حمزہ کچھہ دنون تک کتمان ایمان فرماتے تھے - آخر کار ایکدن خانہ کعبہ مین بر سر عام اپنے اسلام کا اعلان فرمایا - واقعہ یون ہوا کہ حضرت حمزہ کا مذاق خاص سپہ گری اور شکار افگنی تہا - تمام تمام دن شکار کھیلتے تھے - شام کو گھر واپس آتے تھے - پہلے حرم مین جاتے تھے - طواف بجالاتے تھے - روٴسائے قریش حرم مین الگ الگ ونگل جمائے بیٹھتے تھے - حضرت حمزہ سب سے صاحب سلامت کیا کرتے تھے - کبھی کسی کے پاس بیٹھ بھی جاتے تھے - اسطریقہ سے سب سے یارانہ تھا اور سب لوگ انکی قدر ومنزلت کرتے تھے - آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین جس بیرحمی سے پیش آتے تھے وہ انکی نگاہون سے دیکھا نہین جاتا تھا - ایکدن ابوجہل نے روبرو آنحضرت صلعم کے ساتھ گستاخی کی (طمانچہ مارا) - ایک کنیز دیکھہ رہی تھی - حضرت حمزہ آئے تو اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا - حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہوگئے - تیر و کمان لئے حرم مین چلے آئے اور ابوجہل سے فرمایا - مین مسلمان ہوگیا ہون - یہ کہتے ہوئے اوسکے سر کے قریب آگئے اور اپنی کمان سے اوسکے سر پر ایسی ضرب شدید لگائی کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پھر تاکید کے لحاظ سے فرمایا کہ دیکھ - تو نے جسکو آج مارا ہی مین آج سے اوسکے دین مین داخل ہوگیا -

حضرت حمزہ کی تفصیلات شہادت - بنی امیہ کے اون غلط دعوی کی پوری تردید کرتی ہین جسمین اونھون نے لغویانہ اور مغویانہ طور پر بنو عبد المطلب کے ہاتھون سے بنو امیہ کا مصائب اوٹھانا بیان کیا ہے - جیسا کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تفصیلی حالات سی حسب ذیل ثابت ہوتا ہے -

وحشی حضرت حمزہؓ کے قاتل کا خود بیان ہے کہ علاوہ اسکے کہ مکہ مین ہندہ اور میرے درمیان قتل حمزہؓ کے متعلق وعدہ وعید ہو چکے تھے تاہم مکہ سے احد مین آتے وقت رستہ بھر مین جہان جہان مجھے ہندہ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ مجھکو برابر اس امر خاص کا خیال دلاتی جاتی تھی اور تاکید شدید کرتی جاتی تھی - یہان تک کہ روز احد جب سباع غبشانی کو قتل کرکے حضرت حمزہ آگے کی صفون مین بڑھے تو مین آپ کی تاک مین لگا ہوا تھا - اپنا چھوٹا سا نیزہ جسے زبان حبش مین حربہ کہتے ہین پھینک کر مارا وہ آپ کے وسط ناف مین لگا اور پار ہوگیا - حضرت حمزہؓ نے مجھپر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا - لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کرگئی

لاش حمزہؓ پر مظالم

وحشی اسکے آگے بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کا کام تمام ہوگیا - تو مین اونکی لاش سے کچھہ دور ہٹ کر کھڑا ہوگیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب آپ بالکل ٹھنڈے ہوجائین تو نیزہ نکال لیے اوٹھون - اتنے مین کچھہ مسلمان انکی لاش کے پاس آگئے اور اونھون نے اونکی کنیت سے ابو عمارہ کہکر پکارا - لیکن وہ بالکل ختم ہو چکے تھے کچھہ نہ بولے - مین دور سے کھڑا دیکھہ رہا تھا

پکارنے پر بھی انکے نہ بولنے سے مین سمجھ گیا کہ اب یہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے اس اثنا مین لوگ انکی لاش کے پاس سے چلے گئے - تو مین پھر پہونچا اور مین نے ناف چیر کر اپنا حربہ نکال لیا اور پھر اوس سے انکے سینہ کو چاک کیا - اونکے جگر کو نکالا اور وہ جگر خون آلود لئے ہوے سیدھا ہند کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا - لے - یہ تیرے باپ کے قاتل کا خون جگر آلود ہے - ہندہ کی خوشیون کی حد نہ تھی -

حضرت حمزہ کی لاش پر ہندہ کے خاص مظالم

ہندہ نے بڑے شوق سے اوس جگر خونچکان کے ہدیہ کو وحشی کے ہاتھون سے لے لیا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گئی - مگر بنی اُمیہ کی اس کالی مائی سے عبدالمطلب کے لخت جگر کا خون ناحق ہضم نہو سکا - فوراً استفراغ ہو گیا اور وہ جگر کے ٹکڑے مونہہ سے باہر نکل آیے - اس شریر النفس نے پھر اونکو اوٹھا کر دھویا اور ہار بنا کر گلے مین پہن لیا -

لاش کے ساتھ خاص مظالم

وحشی کا بیان ہے کہ ان وحشیانہ حرکتون کے بعد ہندہ نے بڑی کشادہ دلی سے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے مین ایک جوڑا کپڑا اور اپنے زیور مجھے دیدیے اور مزید وعدہ یہ کیا کہ مکہ پہونچکر دس ہزار دینار سرخ تجھے اور انعام مین دونگی - لیکن اب میری آخری تمنا یہ ہے کہ تو مجھے حمزہ کی لاش پر لے چل تو جو کچھ آرزو دلمین باقی رہگئی ہے وہ بھی نکال لون الغرض مین اوسکو حمزہ کی لاش پر لے آیا اوس بیرحم نے آپ کے مردہ کی ناک کاٹی - پھر دونو کان کاٹے اور نہایت احتیاط سے اونکو اپنے ہمراہ مکہ لیتی گئی - روضۃ الاحباب ص ۲۰۰

حضرت حمزہ کی شہادت پر آنحضرت صلعم کا حزن وملال

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ کی شہادت سے کتنا نقصان عظیم اور انکی مفارقت سے کیسا صدمہ شدید پہونچا ہوگا جو خاصکر ام بنی امیہ ہندہ کی خاص کرتوت ثابت ہوتی ہے - اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

خاتمہ جنگ پر شہداے احد کی تلاش ہوئی - سب سے پہلے حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھی گئی - ایک انصاری صحابی تجسس مین بھیجا گیا - جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو تلاش کے لئے بھیجا جب یہ لاش پر پہونچے تو دیکھا وہ عقیدتمند مرد انصاری اوس جسم صد پارہ اور جگر شگافتہ پر کھڑا رو رہا ہے - اپنے عم محترم کی لاش کی یہ بیحرمتی دیکھکر حضرت علی مرتضیٰ بھی دیر تک اشکبار رہے - پھر جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر روداد عرض کی - آپ کے بھی حزن وملال کی کوئی انتہا نہین تھی - فوراً اوٹھے اور حضرت حمزہ کی لاش پر تشریف لاے اور دیر تک اشکبار رہے حضرت حمزہ سے آپ کو کمال انس تھا - لاش کی بیحرمتی دیکھکر آپنے ارشاد فرمایا - مجھے آجتک کسی مقام کے مشاہدے نے ایسا خشم آلود نہین کیا ہے جیسا اس مقام کے منظر نے - مصلح قدرت نے فوراً پیام تسکین بھیجا -

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اگر تم ایسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی (تو برابر کی ہو جاے گی) - لیکن صبر کرلو - صبر کر لینا صبر کرنے والون کے لئے بہر حال بہتر ہے - صبر کرلو - اور تمہارا صبر تو خدا کے لئے ہے - اور (ان مصیبتون) ملول نہو اور (ناروا) غم والم مین آلودہ نرہو -

آپ نے یہ حکم الہی سنکر فوراً صبر فرما لیا اور ستر بار اپنے عم مرحوم کے لئے دعاے مغفرت فرمائی

بہن بھائی کی لاش پر

حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر مل چکی تھی - بھائی کے درد سے بیچین ہوکر دوڑی چلی آتی تھین - زبیر اونکے لڑکے پاس کھڑے تھے - حکم دیا کہ ماں کو جاکر راہ مین روک لو - بھائی کی لاش کو اس حالت خراب سے دیکھنے کی تاب نلائین گی زبیر ابن العوام دوڑے - ماں کو روکنا چاہا - لیکن وہ نہ رکین - بیٹے سے اتنا کہا کہ مین کچھ بھی نکرون گی - صرف بھائی کے آخری دیدار کو دیکھکر چلی آؤنگی - چنانچہ یہ معظمہ بھائی کی لاش پر آئین - اور جو کہا تھا وہی کیا - بھائی کی لاش صد چاک کو دیکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر ہٹ آئین - ہٹنا تھا کہ غم والم اور صدمہ وملال کا آسمان ٹوٹ پڑا - دھاڑین مار مار کر رونے لگین اور اونکے ساتھ احباب سیدہ اور دیگر خواتین ہاشمیہ ملکر فریاد وزاری کرنے لگین - جناب رسولخدا صلعم سے بھی ضبط نہوسکا - اوس نوحہ خوان گروہ نسوان کی طرف مخاطب ہوے اور حضرت

صفیہ سے خطاب کرکے صدائے غم آلود کے ساتھ ارشاد فرمایا

یا عمتی لن اصابک بمثلک ھذا — اے عمہ آپ سے بڑھکر کوئی دوسرا مصیبت زدہ نہوگا

افسوس ہے مسلمان ساٹھ ہی برس مین رسول اللہ صلعم کے اس تبلائے ہوے آداب تعزیت اور مقتضیات اخلاق و ہمدردی کو بھول گیے — میدان کربلا مین فوج قریش سے کہین زیادہ مسلمانون کی جمعیت موجود تھی مگر اتنی کثیر تعداد مین کسی فرد واحد کو اتنی توفیق نہوئی کہ نور دیدہ مصطفیٰ جگر گوشہ فاطمہ زہرا۔ حضرت زینب کو اپنے مجروح و مقتول بھائی کی لاش صد پارہ پر آنے سے روک لیتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اسکے بعد جناب رسول خدا صلعم نے ان مخدرات عُلیا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے صفیہؓ۔ اے فاطمہؑ۔ بشارت ہو کہ جبرئیل نے آکر مجھے یہ مژدہ سنایا ہے کہ ملائکہ اعلےٰ نے حمزہؓ کو۔ اسد اللہ و اسد رسولہ کے لقب خاص سے مشہور و مرقوم کیا ہے

مصعب ابن عمیر ہاشمی کی شہادت

مصعب ابن عمیر ابن عبد مناف ابن ہاشم ابتدا مین نہایت خوشحال و مالدار تھے اور نہایت عیش و آرام سے مکہ مین انکی سواری جلوس کے ساتھ نکلا کرتی تھی۔ جسم پر ہمیشہ قیمتی لباس ہوا کرتا تھا۔ کبھی کسی نے انھین معمولی لباس مین نہین دیکھا۔ لیکن جب اسلام سے مشرف ہوے تو ان تمام ظاہری اور فانی نمائشات کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ پھر تو انکی یہ حالت ہوگئی کہ جب مدینہ مین خدمت تبلیغ پر مامور ہوکر آئے تو تمام گلیون اور کوچون مین صرف کمل کا ایک ٹکڑا کمر سے لپیٹے اور دوسرا کاندھے پر ڈالے دین خدا کی منادی کیا کرتے تھے۔ اسلام مین زاہد اصلی اور مجاہد حقیقی کی یہی شان ہے۔ عقبہ ثانیہ مین انصار مدینہ کی درخواست پر کہ انکو ایک معلم اسلام کی سخت ضرورت ہے مصعب ابن عمیر کو مقرر فرماکر آنحضرت صلعم نے انکے ہمراہ کردیا۔ انکی خدمات کی تفصیل ہم اسوۃ الرسولؐ جلد دوم ص ۲۸۷ مین لکھ چکے ہین۔ انکو اعادہ کی ضرورت نہین۔ اتنا مختصراً لکھدینا کافی ہوگا کہ یہ مصعب ابن عمیر ہی کی حسن تدبیر تھی کہ مدینہ کے تمام بڑے بڑے انصار کے قبیلے مثل۔ بنی ظفر اور بنی عبد الاشہل وغیرہم کے نہایت آسانی سے دائرہ اسلام مین داخل ہوگیے۔

اکثر مورخین و محدثین کے قول کے مطابق جنگ احد مین علمدار تھے۔ آغاز سے خاتمہ جنگ تک یہ غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ مین اپنی شجاعت و دلیری اور ہمت و جرات کی لاجواب مثالین قائم کر رہے تھے۔ کفار کی صفون کو درہم و برہم کرکے قلب لشکر مین دور تک بڑھ گیے تھے۔ وقت برابر ہوچکا تھا۔ ابن قمیئہ کی زد پر آگیے۔ زخم کھائے اور شرف شہادت پاگئے۔ آنحضرت صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ ابن قمیئہ نے مصعب کو رسول اللہ سمجھکر شہادت رسولؐ کی غلط افواہ مشہور کردی۔ جناب رسول خدا صلعم انکی خبر شہادت سنکر سخت محزون و ملول ہوے اور آدمی کو بھیجکر حضرت علی مرتضیٰؑ سے کہلا بھیجا کہ لشکر کا علم لیکر آگے بڑھین۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۱

حضرت حمزہؓ کے دفن سے فراغت پاکر آنحضرت صلعم انکی تکفین و تدفین مین معروف ہوے۔ مصعب ابن عمیر مرحوم طویل القامت تھے اتفاق سے کفن کی چادر چھوٹی تھی۔ سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤن کھلے رہتے تھے اور پاؤن چھپائے جاتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا۔ بالآخر سر سے چادر ڈالدی گئی۔ پاؤن کھلے رہگیے۔ انکو گھاس سے پوشیدہ کردیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

حنظلہ بن سعد الربیع کی شہادت

سعد ابن الربیع جوانان انصار مین تھے۔ اسلام کے جان نثار۔ کامل تھے اور وفادار خالص۔ جنگ احد مین آغاز سے لیکر انجام تک شرط وفاداری اور فرض جان نثاری پر قائم رہکر فائز بشہادت ہوے اور اس قیامت خیز ہنگامہ مین کسی کو بھی نہ انکی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ انکا قاتل کون تھا۔ میدان جنگ سے دشمنون کے چلے جانیکے بعد جب شہدائے احد کی تلاش ہوئی تو یہ بھی ڈھونڈھے گیے۔ تو ایک مرد انصار کو یہ جانباز اسلام دم توڑتا ہوا ملا طبری اور ابن ہشام اس عقیدتمند اور خالص وفادار کی آخری تقریر ان الفاظ مین تحریر کرتے ہین۔

وہ بزرگ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے انھیں کشتوں میں پڑا ہوا پایا۔ اوسوقت تک انمیں رمقی جان باقی تھی میں نے پکار کر کہا کہ اے سعد۔ مجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسلئے بھیجا ہے کہ تمہیں تلاش کروں کہ تم زندوں میں یا مردوں میں۔ سعد بولے میں تو مردوں میں ہوں لیکن مہربانی فرماکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ خدا تعالے آپ کو جزائے خیر دے۔ جو کسی نبی کو اوسکی امت کیطرف سے ندی گئی ہو اور قوم کے لوگوں کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور کہدینا کہ سعد کہہ گیا ہے کہ جبتک تملوگوں میں ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہے اسوقت تک اگر دشمن نبی صلعم کے قریب پہونچگیا تو خدا کے حضور میں کیا عذر پیش کروگے۔

عمارۃ ابن زیاد کی شہادت

یہ وفادار انصار آغاز جنگ سے خاتمہ تک قائم فی الجہاد رہا۔ اور آخر کار فائز شہادت ہوا اسکی شہادت کی خبر پہونچی تو جناب رسولخدا صلعم نے شفقت خاص سے اسکی لاش حضور میں اوٹھوا منگائی۔ جب لوگ انکی لاش اوٹھالائے تو فرمایا قریب لاؤ جب قریب لائے تو ارشاد ہوا اور قریب لاؤ یہانتک کہ انکی لاش آپ کے قدموں سے بالکل مل گئی اور وہ اپنے رخسار قدم رسول صلعم پر رکھکر جان بحق تسلیم ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ طبری ۳۰۳

انس بن نضر کی شہادت

انس ابن مالک خادم رسول اللہ صلعم کے چچا انس بن نضر تھے گروہ منہزمین اسلام کو جنگ کفار پر غیرت دلاکر۔ فوج کفار کی گھنی صفوں میں شیرانہ شوکت و شان سے کود پڑے اور لڑتے لڑتے فائز بشہادت ہوئے۔ کفار نے انکو تلواروں سے اتنا چور کردیا تھا کہ لاشوں کے جائزے کے وقت انکی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا۔ بالآخر انکی مصیبت نصیب بہن نے ہاتھ کی انگوٹھی سے پہچانا۔

جنگ خندق یا احزاب

جنگ احد کے بعد ہی اگرچہ کفار قریش کے میر سامان ابوسفیان کے ارادے پست اور ہمت سست ہوچکی تھی اسلام یا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی تنہا کی ابدار سے تاب مقاومت باقی نہیں تھی۔ لیکن اس غیرتمدار سپہ سالار لشکر کفار نے۔ مرتا کیا نکرتا۔ کے قول کے مطابق ایک حرکت مذبوحی دکھلاکر اپنی آخری قسمت آزمائی کرنی بدر و احد کے گذشتہ معرکوں کے بعد۔ جنگ خندق یا جنگ احزاب بنی امیہ یا قریش مکہ کی آخری جنگ تھی اسی جنگ میں ابوسفیان۔ عمر عبدود سے پہلوان۔ عرب کو رستم دستان کو چڑھا لائے تھے مگر نتیجہ میں سوائے محرومی و ناکامی کے کچھ نصیب نہوا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کی ذوالفقار نے ابوسفیان کے رستم دستان کو میدان قتال میں ہر زال کیطرح پامال کردیا تفصیل جنگ منظور نہیں۔ موضوع بحث سے مقصود ہے۔ اس جنگ میں بھی ابوسفیان کا خس بھر بھی نقصان نہیں ہوا بنی امیہ کے کسی فرد واحد کے خراش بھی نہیں آئی جسکے لئے یہ اپنے مقابل بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو درگذر کرتے سوائے آپ کے مفسدانہ اور مخالفانہ بندوبست اور انقطاع رسد رسانی کے انتظام سے کامل مہینہ بھر تک مدینہ اور مدینہ والوں پر عموماً اور جناب رسولخدا صلعم پر خصوصاً بھوک پیاس۔ لشکر کی فاقہ کشی اور عالمگیر قحط سے جو مصیبتیں اور دشواریاں اسلام کے معاملات میں واقع ہوئیں وہ آنحضرت صلعم کے نقصانات کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں اور پھر انھیں مصائب کے ساتھ سعد ابن معاذ کے ایسے جان نثار اور وفادار کی شہادت و مفارقت آپ کے قلبی صدمات کے ثبوت میں موجود ہے۔ جب اس جنگ میں بنی امیہ کا کوئی نقصان جانی و مالی بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے ہاتھ سے ثابت نہیں تو درگذر اور عفو و احسان کا اظہار محض لغو اور بیکار ہے

سعد ابن معاذ کی شہادت

سعد ابن معاذ رئیس انصار اور اسلام کے جان نثار تھے۔ انکی شہادت کی تفصیلی کیفیت یہ ہے۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ خندق کے روز جس قلعہ میں ہم پناہ گزین تھے اوس میں سعد بن معاذ کی ماں بھی تھیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں قلعہ کے باہر نکل کر پھر رہی تھی۔ عقب سے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی مڑ کر دیکھا کہ سعد ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی سے بڑھے جاتے ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ذرا ٹھہر جا لڑائی میں ایک اور شخص پہونچ جائے وقت جب آگیا تو موت سے ڈر کیا ہے۔ سعد کی ماں نے سنا تو کہا بیٹا۔ دوڑ کے جا۔ تو نے دیر لگادی سعد کی زرہ اتنی چھوٹی تھی کہ انکے دونو ہاتھ باہر تھے حضرت عائشہ نے سعد کی ماں سے کہا کاش سعد کی زرہ ذرا اور لمبی ہوتی اتفاق کہ ابن العرقہ نے تاک کر کھلے ہاتھ پر تیر مارا کہ اکحل کی رگ کھل گئی رفیدہ ایک خاتون تھیں جو اپنے پاس دوا بھی رکھتی تھیں اور زخم مرہم پٹی بھی کرتی تھیں انکا خیمہ مسجد رسول میں خندق کے غزوہ کے بعد کھڑا کر دیا گیا تھا اور یہ سعد کا علاج کرنے لگیں آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے مشقص لیکر داغا پھر ورم آگیا۔ دوبارہ پھر داغا فائدہ یہ ہوا بنی قریظہ کے بعد یہ زخم کھل گیا اور انھوں نے وفات پائی۔ سیرۃ النبی جلد اول ۴۱۱

ہم نے پوری تفصیل سے اون تمام معارکہائے جنگ کے تفصیلی حالات لکھدئے جو بنی امیہ کیطرف سے بالکل جارحانہ اور مخالفانہ طور پر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر کئے گئے تھے۔ لیکن انمیں سے کسی ایک جنگ میں بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ بنی امیہ کو بنی عبد المطلب کے مقابلہ میں سخت سے سخت نقصانات اٹھانے ہوے۔ بلکہ اسکے خلاف بنی عبد المطلب ہی کو بنی امیہ کے ہاتھوں ہر معرکہ میں ناقابل تلافی مصائب اٹھانے پڑے۔ اسکے علاوہ تمام تاریخ و سیر کی اسلامی کتابیں کیا بلکہ مخالفین اسلام کی تالیفات تک اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ بنی امیہ کی تمام لڑائیاں جارحانہ تھیں۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے تمام جہاد مدافعانہ تھے اور خاص الخاص اصول حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھے اس بنا پر جب بنی ہاشم کیطرف سے کسی جنگ میں نہ سبقت ثابت ہوتی ہے اور نہ شدت تو پھر درگذر کس زیادتی سے کی گئی اور معافی کس جرم کی دی گئی ہم عنوان بحث میں لکھ چکے ہیں کہ مروان کی یہ منطق معکوس سی معلوم ہوتی ہے حقیقت حال اسکے خلاف ہے۔ مروان اور جملہ بنی امیہ کے دعووں کے خلاف بنی ہاشموں کی درگذر۔ عفو جرائم رعایت و اشفاق خاص جو حاکم بنی امیہ کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ثابت ہوتے ہیں جنکو ہم انشاء اللہ آخر بحث میں پوری تفصیل سے قلمبند کرینگے۔ اسلئے کہ ہم کو اپنے موجودہ سلسلہ کلام میں کوئی بے ترتیبی پیدا کرنا پسند نہیں مروان یا بنی امیہ کا یہ دعوے کہ ہم نے اون پر یعنی بنی ہاشم پر حملہ کیا ہم اون پر غالب رہے ہم اونسے لڑے اور اونپر فتح پاکر اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار ہے چاہیں اونکو معاف کردیں چاہے اونپر سختی کریں اونکی نخوت و انانیت کے مظاہرات میں اور واقعات کے اعتبار سے یہ بھی خالی لفاظیاں ہیں اور حقیقت حال انکے خلاف ہے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے مایہ ناز حضرت حمزہ پر قابو پاکر جو جاہلانہ اور وحشیانہ سلوک اونکے مردے کے ساتھ عمل میں لائے گئے اور جس حیوانانہ اور خونخوارانہ طریقہ سے اونکی لاش کی بیحرمتی کی گئی وہ ابھی ابھی تفصیل سے قلمبند ہوچکی ہے صرف ایک یہی واقعہ دعوی مروان کی تکذیب و تردید کیلئے کافی ہے۔ واقعات تو یہ بتلاتے ہیں کہ بنی ہاشم اور اونکے متعلقین قابو پاکر کبھی درگذر نہیں کیگئے بلکہ سخت سے سخت آزار پہونچائے گئے اور شدید سے شدید تکلیف و اذیت پہونچائی گئی ہم اسکے ثبوت میں مشاہدات تاریخی عنقریب پیش کرینگے۔

جملہ معارکہائے جنگ میں محاسن بنی ہاشم اور مظالم بنی امیہ کا فیصلہ

پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ قریش کے تمام مظالم مرکز بنی امیہ تھا اسلئے

بنی ہاشمیون کے ساتھ قریش کو کوئی خاندانی منافرت اور مخالفت نہین تھی اور نہ عرب کی کسی تاریخ قدیم سے اسکا پتا ملتا ہے - مخالفت و منافرت کی ابتدا امیہ اور ہاشم کے زمانہ سے شروع ہوئی اور پھر اوسوقت سے لیکر دو صدی ہجری کے خاتمہ تک قائم رہی -

ظہور اسلام کے وقت حسب قرارداد مولوی شبلی صاحب تمام قریش کی کمان بنی امیہ کے زیر کمان تھی اور حرب ابن امیہ اور اونکے بعد اونکے بیٹے ابوسفیان ابن حرب قریش کے امیر - سردار اور سپہ سالار اعظم تھے - اس بناپر قریش کے مظالم بنی امیہ کے مظالم تھے اور بنی امیہ کے مظالم قریش کے مظالم ہم اپنے اس بیان کے ثبوت مین اسلامی مہاجرین کے چند مصائب لکھتے ہین اور بنی ہاشم اور اونکے متعلقین و معتقدین پر بنی امیہ اور قریشیون کا قابو پاجانیکے بعد درگذر کی حقیقت دکھلاتے ہین -

حضرت ام سلمہ کے مصائب

حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے شوہر ابو سلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا - مجھے اونٹ پر بٹھایا - میری گود مین میرا بچہ سلمہ تھا جب ہم چلے تو بنی مغیرہ نے آکر ابو سلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جاسکتا ہے - مگر ہماری لڑکی کو نہین لیجاسکتا - اب بنو اسد بھی آگئے - اونھون نے کہا ابو سلمہ - تو جاسکتا ہے - مگر ہمارے لڑکے کو نہین لیجاسکتا - غرض اونھون نے ابو سلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ کو بٹھلادیا - بنو اسد تو بچہ کو مان کی گود سے چھین کر لیگئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آے - ابو سلمہ جو ہجرت کو دین کے لئے فرض سمجھتے تھے عورت اور بچہ کو چھوڑکر مدینہ چلے گئے - ام سلمہ روز شام کو اوس جگہہ پہونچ جاتین جہان وہ بچہ اور شوہر سے الگ کی گئی تھین گھنٹون رو دھوکر واپس آتین ایک سال تک اسی طرح روتے دھوتے سر پیٹتے چلاتے گذر گیا - حضرت ام سلمہ کے چچازاد بھائی کو اسکی خبر لگی - وہ آے اور دونو قبائل کو سمجھا بجھاکر حضرت ام سلمہ کو بچہ کے ساتھ شوہر کے پاس بھیجدیا -

حضرت زینب بنت رسول صلعم

جنگ بدر کے بعد جب ابوالعاص دیت فدیہ دیکر رہا ہوے تو مکہ آے اور اپنی بی بی (حضرت زینب) کو جناب رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیجدیا - قریش کو اسکی خبر لگی - زینب کی سواری روکدی - زینب حمل سے تھین - ہبار ابن الاسود نے جو متعلقین بنی امیہ مین سے تہا - انکی سواری پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اوسکی تکان کے صدمے سے زینب کا حمل ساقط ہوگیا - لیکن یہہ غریب اوسی حالت مصیبت مین ظالمین قریش و بنی امیہ سے بچکر کسیطرح مدینہ پہونچگئین - جناب رسول خدا صلعم نے ہبار کا خون ہدر فرمادیا تھا یعنی حلال کردیا تہا - جسکو ملے وہ اوسے مار ڈالے

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ آنحضرت صلعم کے دو مبلغین کو قریش کے دو مہمان کش میزبان گرفتار کرکے مکہ لے آئے - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسوۃ الرسول جلد دوم ص ۵۰۵ - خبیب کو حارث ابن عامر کے بیٹون نے خرید لیا اس لئے کہ خبیب نے جنگ احد مین اونکے باپ حارث ابن عامر کو قتل کیا تہا - زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کی نیت سے خرید لیا - پہلے ہم خبیب کی مصیبتناک سرگذشت لکھتے ہین -

حارث ابن عامر کے بیٹون نے خبیب کے قتل کیے جانیکے بڑے انتظام کیے اسی لیے فراہمی سامان اور درستی انتظام تک اونکو اپنے گھر ہی مین قید رکھا - انکو قیدخانہ مین چند روز گذرے تھے کہ ایکدن یہہ عامر کی نواسی کو گود مین لئے ہوئے گھر آنکلی - انکی گود مین لڑکی - ہاتھ مین چھری دیکھکر خوف و اضطراب کے عالم مین زرد ہوگئی - خبیب اوسکے چہرے سے اوسکے محسوسات قلبی کو پہچان گئے - فوراً کہنے لگے - تم خاطر جمع رکھو مسلمان ایسے بیدرد نہین ہین کہ معصوم کو بیگناہ قتل کرڈالین - یہہ دینداران اسلام کا کام نہین ہے بلکہ خونخواران عالم کا - لڑکی کی مان کو قدرے اطمینان ہوا تو اوس نے لڑکی کو فوراً انکی گود سے اٹھالیا

پھر انکی باتون کو حیلۃ الوقتی پر محمول سمجھکر اپنے بھائیون سے سارا واقعہ بیان کردیا - وہ بھی باپ کے قاتل ہونیکی وجہہ سے ڈر گیے -

خبیب کا ہولناک قتل

خبیب کو کچھہ چھری سے نہین بلکہ حدود مکہ سے باہر لیجاکر مقام تنعیم مین قید کردیا - دو چار روز کے بعد تمام عمایداور اکابر قریش کو اور نیز دیگر قبائل اور ممتاز لوگون کو دعوت دی گئی اور قتل خبیب کی نوید تقریب بھیجی گئی - بڑی مسرت سے سب موقع پر حاضر ہوے - جنمین قریش کے میر سامان ابوسفیان اور اونکے فرزند بلند نشان معویہ صاحب بھی خصوصیت کے ساتھہ حاضر تھے - یہہ سب کے سب خبیب غریب کی زیر صلیب تماشہ دیکھنے کے لئے اکھٹا تھے - صفیر مرحوم سے

تیغ وہ کھینچے ہوے ہین اپنے بیگانے مین جمع
معرکہ مین آج میرا امتحان ہونیکو ہے

خبیب کے لئے پہلے ہی سے سولی تیار ہوچکی تھی - جب یہہ سولی کے پاس لاے گئے تو خبیب نے بڑے استقلال و پاداری سے کہا کہ ہمین صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو - اجازت ملی - انھون نماز پڑھ لی - نماز پڑھ چکے تو کہا جی تو چاہتا تھا کہ نماز آخر بجمیع خاطر کے ساتھ بڑی دیر تک پڑھی جائے - لیکن ہمین صرف یہہ خیال آیا کہ تملوگ سمجھو گے کہ موت کے خوف سے ڈرتا ہے - اسلئے نماز مین دیر کرتا ہے - یہہ کہکر بکمال استقلال سولی پر چڑھ گیے اور یہہ اشعار پڑھنے لگے

١ - لقد جمع الاحزاب والبوآء
انبوہ در انبوہ لوگ میرے گرداگرد جمع ہو گیے ہین
قبائلھم واستجمعوا کل مجمع
اور اونھون نے بڑی بڑی جماعتون کو بلالیا ہے

٢ - وکلھم مبدی العداوۃ جاھدا
سب کے سب میرے دشمن اور عداوت کا اظہار کرنیوالے ہین
علی لانی فی وثاق بمضیع
اور مین اس (دار) ہلاکت مین بندھا ہوا ہون

٣ - وقد جمعوا ابناءھم ونساءھم
قبیلون نے اپنی بچون اور عورتون کو بھی بلالیا ہے
وقربت من جذع طویل ممنع
اور مجھے ایک طویل اور مضبوط لکڑی مین باندھ رکھا ہے

٤ - وقد خیروا فی الکفر والموت
اونھون نے کہدیا ہے کہ کفر اختیار کرنیسے آزادی ملسکتی ہے
وقد ھملت عینائی من غیر مجزع
اس سے تو موت آسان تر ہے اسلئیے میری آنکھین پرنم نہین

٥ - فلست بمبد للعدو تخشعا
مین دشمن سے عاجزی نکرون گا اور نہ چلاون گا
ولا جزعا انی الی اللہ مرجعی
اس لیئے کہ مین جانتا ہون کہ مین خدا کیطرف جاتا ہون

٦ - ومالی حذر الموت انی لمیت
موت سے مجھے ڈر نہین ہے اسلیئے کہ مین تو مر جاون گا
ولکن حذاری جحم نار ملفع
لیکن مین لپٹ والی آگ سے ڈرتا ہون

٧ - العرش صبرنی علی ما یرادنی
اس عرش کے مالک نے مجھسے کچھ خدمت لینی چاہی ہے
فقد نصیغون لحمی وقد باس مطمعی
صبر کرنیکو کہا ہے - اب انھون نے زدوکوب سے میرا گوشت کو ڈالا ہے اور میری

٨ - الی اللہ اشکو غربتی و کربتی
مین اپنی بیکسی او بیوطنی کی فریاد اور دشمنون کی او
وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
آرزون کے مالہ و فریاد جو میری جان لینے کے بعد پیش کی گئین خدا کے پاس کو جو

٩ - فواللہ ما ارجو اذا مت مسلما
بخدا جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون
علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی
تو مجھے پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دیتا ہون

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشاء خدا کی ذات سے امید لگی ہے اگر وہ چاہے	یبارک علی اوصال شلو ممزع تو میرے پارہائے گوشت کو برکت عطا فرما

خبیب مرحوم کے ان درد بھرے اشعار مین چند شعر تشریح طلب مین - اسلیئے ناظرین کی واقفیت کے لیئے اونکی شرح کر دینا مفید ہوگا -

ساتوین شعر مین اس مرنے والے مبلغ اسلامی نے کفار قریش کے مظالم کی تشریح کرتے ہوئے یہ تبلایا ہے کہ انہون نے زدوکوب کر کے میرا تمام گوشت کوٹ ڈالا ہے - واقعہ یہ ہے کہ سولی دینے سے پہلے کفار قریش نے انکو ڈنڈون اور کوڑون سے خوب مارا تھا - یہ اسی کیطرف اشارہ ہے

پہر نوین شعر مین جو یہ فرمایا ہے کہ جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون تو مین یہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دون گا حقیقت یہ ہے کہ انکے واقعات شہادت مین جیسا کہ تاریخ و سیر کی کتابین ثابت کر رہی ہین کہ خبیب سولی پر چڑہا کر فوراً قتل نہین کر دئے گئے - بلکہ تختہ پر انکو بٹھلا کر ہر شخص نے اپنا نیزہ اوٹھالیا - اور اونکی خونین نوکین چارون طرف سے انکے جسم مین اسطرح چبھونے لگے کہ یہ جدہر پہرتے تہے اوسیطرف نیزون کی نوکین انکے بدن مین چبھو دی جاتی تہین - جیسا کہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا -

بہرحال ان اشعار کو پڑہکر اس اہل وفا اور کامل الولا نے بارگاہ خدا مین ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی -

اللھم بلغنا رسالۃ رسولک فبلغہ ما تصنع بنا — پروردگار ہم نے تیرے رسول کی رسالت ادا کر دی تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ کر دے

دعا کے بعد یہ فدائی اسلام سولی پر کھڑا رہا - چالیس جوان نیزہ دار نیزہ کی نوکون سے انکے بدن کو کونچنے لگے اونکی ہر ضرب پر اونکا جسم اوہر سے اوہر ہوجاتا تہا - لیکن یہ کامل الایمان ہر بار اپنا مونہہ کعبہ کی طرف پہیر کر فرماتا تھا -

الحمد للّٰہ الذی جعل وجھی نحو القبلۃ التی رضی لنفسہ ولنبیہ وللمومنین — اوس خدا کا شکر ہے جس نے میرے مونہہ کو قبلہ کیطرف پہیر دیا اور مین اپنی ذات سے اپنے نبی سے اور مومنین سے راضی جاتا ہون

اس اثنا مین ایک بیدردی نے ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار ہوگیا اور مظلوم خبیب اقرار توحید و رسالت کرتے ہوئے شہید ہوگئے رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ

ابوسفیان اور معویہ تماشائیون میں تھے

قرین غالب ہے کہ بنی امیہ کے طلیق اللسان اسپیکر مروان الحکم خود بھی اس خونین منظر مین شریک ہونگے اور اگر اپنی بد قسمتی سے وہ اس خون ناحق کے موقعہ پر ظالمون کو علو ظلم دینے کے لیئے موجود نہ تہے تو اونکے دیگر گرانمایہ بزرگ بنی امیہ ابوسفیان اور معویہ - خود آمد اند و صاحبزادگان را ہم آوردہ اند - کی پوری مثال بنکر موقعہ پر ضرور حاضر تھے - مگر نہ معلوم کہ اوسوقت درگذر کرنیوالی فطرت اور جرم و خطا کی بہولجانیوالی آپ کی عادت کہان چلی گئی تھی کہ یہ دونو باپ بیٹے ان خونخوارانہ مظالم کو اپنی دونو آنکھون سے دیکھتے رہے اور ہون سے چون نکر سکے -

محدثین کا اتفاق ہے کہ اوسیوقت سے یہ دستور ہوگیا کہ قاتل سے مقتول دو رکعت نماز کی اجازت لیکر نماز پڑھ لیتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے

خبیب کے خون ناحق سے عام خوف

اس امر پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ خبیب ابن عدی کے مرقومہ بالا اشعار و دعا نے حاضرین مقتل کے قلوب پر ایسا پر ہیبت اثر پہونچایا تھا کہ وہ سب کے سب حواس باختہ ہوگئے تھے - چنانچہ ہم ان چند تماشائیون کے خوف و دہشت اور اثرات و جذبات ذیل مین تاریخ روضۃ الاحباب کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

معویہ ابن ابوسفیان کا بیان ہے کہ مین اس واقعہ مین موجود تہا اور ابوسفیان نے مجھے خبیب کی دعا کی ہیبت و خوف سے اوندہا زمین پر لٹا دیا تھا - کیونکہ عرب مین یہ دستور قائم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق مین دعائے بد کرے تو جس پر دعائے بد کیجائے

اور وہ شخص اوندھا زمین پر لیٹ جاتا تو دعا کا اثر جاتا رہتا ہے - دیکھئے بزرگان بنی امیہ کس مزے سے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور درگذر کیسی مسانی سے خاتمہ کر دیئے جانیکا بھی حکم نہیں دیتے - حقیقتاً اسلام کشی میں انلوگون کو مزہ آتا تھا -

خویطب بن عبد العزیٰ کہتے ہیں کہ خبیب کی ہیبت دعا سے میں نے اپنے کانون میں انگلیان دے رکھی تھیں - وہان سے مارے خوف کے بھاگ آیا تھا -

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں اونکی دعا کی ہیبت سے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا -

حضرت عمر کے زمانہ میں سعید ابن عامر (قاتل خبیب) امیر حمص تھے - اونکو کبھی کبھی بیہوشی بھی ہوجایا کرتی تھی - ایکبار حضرت عمر نے ان سے پوچھا کیا تمہیں جنون و بیہوشی کی بیماری ہے - اونھون نے کہا نہ مجھے جنون ہے اور نہ بیہوشی کا مرض ہے - بات یہ ہے کہ میں قتل خبیب کے موقع پر حاضر تھا - جب میں اوس خوفناک منظر کو یاد کرتا ہون تو بیخود ہوجایا کرتا ہون روضۃ الاحباب و رحمۃ للعالمین ص ۱۱۳

زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب کے بعد اب زید بن الدثنہ کی آخری سرگذشت بھی ملاحظہ ہو

زید بن الدثنہ کا قتل بھی تماشہ کی غرض سے منظر عام میں بڑی طیاریون کے ساتھ عمل میں لایا گیا - حاضرین میں ابو سفیان بھی تھے - جب یہ اجل نصیب تلوار کے نیچے بیٹھ چکا تو ابو سفیان نے تعریضاً زید سے پوچھنے لگے - کہو زید - اگر اسوقت تمہاری جگہہ محمد (صلعم) ہوتے تو کیا تم اسکو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی نہیں سمجھتے - یہ کامل الایمان بول اوٹھا - برب کعبہ میں تو اپنی جان کو اسکے برابر بھی عزیز نہیں رکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤن میں کانٹا بھی چبھ جایے -

ان غریب کے قتل میں بھی ذلت کا ایک خاص شعبہ لگا دیا گیا وہ یہ کہ کسی قریش نے انکی گردن نہیں ماری - بلکہ صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا اور اوس بدید نے انکا سر قلم کر دیا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

بنی امیہ کے مظالم

ہم نے ضرورت سے زاید ایسے واقعات لکھکر پیش کر دیئے ہیں جن سے کامل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی امیہ اور اونکے زیر فرمان کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور اونکے متبعین و معتقدین پر قابو پاکر کبھی کوئی درگذر نہیں کی - اونکے ساتھ انصاف و ہمدردی کے کوئی سلوک قائم نہیں رکھے - بلکہ بخلاف اسکے اونکو سخت سے سخت ایذائیں پہونچائیں - اون پر شدید سے شدید مظالم کیے - اونکو وحشیانہ طور پر قتل کیا - پانی کیطرح اونکے خون بہایے - قزاقانہ طور سے دن دہاڑے اونکے مال و جائداد کو لوٹ کر خاک سیاہ کر ڈالا -

بنی ہاشم کے احسان

بنی امیہ اور ابو سفیان کے ان مظالم و مفاسد کے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے راس الرئیس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - جنکے یہ ہمیشہ درپے آزار - دشمن جان اور خون کے پیاسے رہے - ان پر کافی قابو - کامل فتح اور پورا اختیار پاکر انکے ساتھ کیسے مراعات اور احسانات قائم رکھے اور کس مہربانی اور کشادہ پیشانی سے اون تمام ناقابل معافی جرائم کو ایک ایک کر کے معاف کر دیا جو اون سے اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام کی عداوت میں پیش آئے تھے اگرچہ ظہور اسلام سے پہلے - بنی ہاشم و بنی امیہ کے زمانے میں بھی - جانبین کی اس سعادت و شقاوت - اس ستمگاری و رواداری کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں اور ہم اونکو اسی وقت اور اسی موقع پر لکھ بھی دیتے - لیکن زاید از ضرورت اور باعث طوالت سمجھکر نہیں لکھتے - لیکن تاہم عنوان بحث کی تمہید اور سلسلہ کلام کی ترتیب کو مد نظر رکھکر صرف دو مثالیں ذیل میں لکھے دیتے ہیں

بنی ہاشم کے قدیم محاسن اطوار اور بنی امیہ کے مظالم وآزار

امام المورخین طبری ہاشم اور امیہ کی تفصیل مخالفت مین لکھتے ہین - اگرچہ امیہ کو ہاشم کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ تھا مگر وہ کبھی (اپنی اخلاقی کمزوریون کی وجہ سے) اسکو پورا نکرسکا - ایک دفعہ امیہ نے ہاشم سے خدمت رفادہ کے دیدینے کے لئے بہت اصرار کیا اور تکرار کی نوبت پہونچائی - ہاشم نے حالت کی نزاکت کا خیال کرکے رفادہ کی خدمت امیہ کو سپرد کردی اور کہدیا کہ کوئی ایسی بدعنوانی نہو کہ خاندانی بدنامی حاصل ہو - امیہ نے بھائی سے اجازت پاکر اپنی طرف سے حجاج کی ضیافت کا بڑا سامان کیا اور اپنا تمام سرمایہ حاجیون کی دعوت مین اوٹھا ڈالا - مگر تاہم حجاج کو پیٹ بھر کھانا نہین ملا - بہت سے حاجی بھوکے رہگئے - امیہ کو تو کوئی جانتا بھی نہ تہا - ہاشم کی شکایت ہوگئی - ہاشم کی غیرت جوش مین آئی - اپنی بدنامی کو وہ ایک ساعت کے لئے بھی برداشت نکرسکے - فوراً اپنے پاس سے پچاس اونٹ ذبح کئے اور حجاج کی پوری ضیافت کرکے تمام شکایتون کو اونکے دلون سے دھودیا - اسکے بعد ہاشم نے امیہ کو اس حرکت پر بہت ڈانٹا اور وہ پشیمان ہوکر مکہ سے شام کو چلا گیا پھر سال بھر تک مکہ مین مونہہ ندکھایا - طبری جلد ۴ ص ۳۷۲

طبقات ابن سعد مین ہے -

فحسده (ای هاشم) امیه بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی وکان ذا مال فتکلف ان یضیع هاشم فعجز عنه فشمت به الناس من قریش فغضب ونال من هاشم ودعاه الی المنافره فکره هاشم ذلک لسنه وقدره فلم تدعه قریش واحفظوه قال فانی انافرک علی خمسین ناقة سود الحدق ننحرها بمکة والجلاء عن مکة عشر سنین فرضی بنی امیه بذلک وجعل بینهما الکاهن الخزاعی فنفر هاشما علیه فاخذ هاشم الابل فنحرها واطعمها من حضره وخرج امیه الی الشام فاقام بها عشر سنین فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم وامیه

امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی کو ہاشم کے ساتھ بوجہہ امارت وحکومت رشک وحسد پیدا ہوا اور امیہ صاحب مال ودولت تھا اور اپنی مالی قوت کے اعتبار سے اوس نے ہاشم کے ساتھ عظمت ووجاہت مین بھی مساوی اور مقابل ہوجانیکے خیال سے وہی امور بجالانیکی کوشش کی جو ہاشم کیا کرتے تھے - لیکن حقیقتاً امیہ نکرسکا اور عاجز رہا - تمام لوگون نے اوسکی اس خفیف الحرکاتی پر سخت طعن وتشنیع کی امیہ کو غصہ آگیا اور اوںھون نے ہاشم سے اسکی شکایت کی اور اسکے ساتھ ہاشم کو منافرت کی دعوت دی ہاشم نے منافرہ کے انعقاد کو اپنی شان ومراتب کے خلاف سمجھکر انکار کردیا - لیکن قوم وقبیلہ کے لوگون نے اسکے استرضا پر مجبور کردیا - بالآخر ہاشم نے امیہ کے ساتھ منافرہ کی یہہ شرطین پیش کین کہ جانبین سے جو مغلوب ہوجاے وہ پچاس سیاہ آنکھ والے اونٹ نحر کرے گا اور دس برس تک مکہ کی سکونت ترک کردے گا - امیہ اس پر راضی ہوگیا - قبیلہ خزاعی کا مرد کاہن حکم قرار پایا منافرہ مین ہاشم غالب آے اور شرط منافرہ کے مطابق ہاشم نے وہ اونٹ امیہ سے لیکر ذبح کئے اور اوسیوقت اونکا گوشت پکاکر تمام حاضرین کو کھلوادیا اور امیہ نے اوسی وقت سے سکونت مکہ چھوڑدی اور دس برس تک شام مین جاکر مقیم رہا اور یہہ پہلی عداوت تھی جو سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ بنی امیہ کے فیما بین واقع ہوئی -

ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین -

دولی هاشم بعد ابیه عبد مناف ما کان الیه　　جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد اونکی ریاست سقایہ

من السقایه والرفادة فحسده امیة بن عبد الشمس علی ریاسته فکانت اوّل عداوة وقعت بین هاشم و اُمیه

اور رفادہ کی رئیس اور دلی ہوی تو امیہ بن عبد الشمس کے دلمین ہاشم کی طرف سے رشک وحسد پیدا ہوا اور یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ مین واقع ہوئی۔

ان دونو واقعات سے ہاشم اور امیہ کی مخالف طبایع اور طرز عمل کا پورا ثبوت ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہی کہ ابتدا ہی سے امیہ کی طبیعت مین خفیف الحرکاتی اور رشک وحسد کا خزانہ بھرا تھا اور ہاشم کے فطرت صالحہ مین رواداری اور صبر وتحمل کے جوہر ودیعت ہوئے تھی پہلے واقعہ مین ہاشم نے امیہ کو موقع بھی دیا لیکن نتیجہ مین سوائے بدنامی اور توہین خاندانی کے کچھ اور حاصل نہوا آخرکار ہاشم کو اپنے صرف خاص سے اس بدنامی کو رفع کرنا ہوا۔

امیہ کے دل پر فطرت کی کجی اور عقل کی کمی کی وجہ سے اولٹا اثر پڑا اور نوبت منافرہ کی آئی۔ ہاشم نے خلاف شان ہونیکی وجہ سے اوسکو بہت ٹالا۔ لیکن موتی دین امیہ نے نہ مانا۔ بالآخر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ غرضکہ ان واقعات مین بھی سبقت مخالفانہ امیہ ہی کی طرف سے ثابت ہوتی ہے اور رواداری۔ عفو اور درگذر ہاشم کی طرف سے۔

اب امیہ اور ہاشم کے بعد حرب ابن امیہ اور عبد المطلب کے واقعات بھی ذیل مین ملاحظہ ہون۔ پہلے یہ مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہئیے۔ ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین۔

اوصی هاشم ابن عبد مناف الی اخیه مطلب ابن عبد مناف فبنو هاشم وبنو مطلب اید واحدة الی الیوم وبنو نوفل وبنو عبد الشمس اید واحدا الی الیوم ص ۶۴

ہاشم نے اپنے بعد اپنے بھائی مطلب کو اپنا وصی قرار دیا اور اوسوقت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہو گئے۔ اور آجتک ایک ہی کہے جاتے ہین اسیطرح بنو نوفل اور بنو عبد الشمس (بنی امیہ) ایک ہوئیے اور آجتک ایک ہین۔ ص ۶۴

اوپر بیان ہو چکا ہی کہ امیہ مالدار شخص تہا اور طبیعت کا تنگ۔ ہاشم معتدل سرمایہ کے بزرگ تھے اور کشادہ دل۔ قریش کے ساتھ ہاشم کی مسالک ہمدانی اصلاح و رفاہ ملکی و قومی تک محدود تھی۔ قریش کے لین دین۔ کاروبار اور سود بٹہ کا بیوپار اور اوسکی ضرورتین امیہ سے وابستہ تھین اس بنا پر قریش کے کثیر التعداد قبیلے بہت جلد بنی امیہ کے ہمراز وہم آواز ہو جاتے تھے۔

قریش اور عبد المطلب کی مخالفت

چنانچہ حضرت عبد المطلب جب اپنے والد بزرگوار۔ فیاض عرب۔ حضرت مطلب ابن ہاشم کے بعد مکہ مین سریر آرائے حکومت ہوی اور رویائے صادقہ کے ذریعہ سے گمشدہ چاہ زمزم کے پھر کھودنے پر طیار ہوئے تو آپ کو اس خواب کو سنکر حرب ابن امیہ اور اوسکے ساتھ تمام قریش نے مضحکہ اوڑایا اور کوئی فرد واحد اس امر عظیم اور کار خیر مین اونکا معاون نہوا یہان تک کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ نے تن تنہا اپنے ایک صاحبزادے حرث کے ہمراہ اس کار خیر کو آغاز کر دیا۔ اوسوقت تک آپ کے یہی ایک صاحبزادے۔ حرث کام کرنیکے قابل ہوئے تھے۔ اور کوئی صاحبزادے اوسوقت تک عالم وجود مین نہین آئے تھے۔ دیکھئیے ابن ہشام کیا لکھتے ہین۔

فغدا عبد المطلب ومعه ابنه الحرث ولیس له یومئذ ولد غیره فوجد قریة النمل ووجد الغراب ینقر عندها بین الوثنین اساف ونائلة الذین کانت قریش تنحر

صبح سویرے عبد المطلب اپنے بیٹے حرث کو (اوسوقت تک اونکے یہی ایک بیٹے تھے) ساتھ لیکر (چاہ زمزم) کنوان کھودنے لگے اور قریۂ النمل وغراب کی علامات و بینات قدرت کے مطابق جو عالم رویا مین خدا کی

عندھما ذ بالمحاجاء بالمعول وقام لیحفر حیث امر فقامت الیه قریش حین اٰ اجدہ فقالوا واللہ لا نترک یحفر بین وثنینا ھذین الذین نحو عندھما فقال عبد المطلب لابنه الحرث دعنی حتی احفر واللہ لامضین لما امرت به فلما عرفوا انه غیر نازع خلوا بینه وبین حفرہ۔

طرف سر تلاے گر پڑتے اور جہاں پر وہ بتوں اساف ونائلہ کے واقع تھا اور جسکو آگے قریش اپنی جانورون کو ذبح کیا کرتے تھے۔ جب عبد المطلب بیان کردہ وغیرہ لیکر کنواں کھودنے کو لئے آئے تو ایکبارگی تمام قریش جنمین بنو نوفل اور بنو امیہ بھی شامل تھے اونکی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور کہا ہم تمکو ان دو نو بتون کے درمیان کنوان نہین کھودنے دینگے عبد المطلب نے اپنے بیٹے سے کہا ان لوگون کو ہمارے پاس سے ہٹادے کہ ہم بغیر کنوان کھودے نہین رہینگے اور کبھی اوس کام کو نہ چھوڑین گے جسکے انجام کرنیکا حکم ہمکو مل چکا ہے۔

انکی یہ تقریر سنکر قریش کو یقین ہو گیا کہ یہ اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آئینگے اس لئے تمام لوگ اونکے اور اونکے کرُہا کر نیکے مقام کو۔ چھوڑ کر ہٹ آئے۔

اسکے آگے ابن ہشام لکھتے ہین۔

فلم یحفر (عبد المطلب) الا یسیرا حتی بدا له الطی فکبر وعرف انه قد صدق فلا تمادی به الحفر وجد فیها غزالان للذان دفنت جرھم فیها حین خرجت من مکة ووجد فیها اسیاف قلعیة وادراعا فقالت له قریش یا عبد المطلب لنا معک فی ھذا شرک وحق قال لا ولکن ھلم الی امر نصف بینی وبینکم

عبد المطلب نے تھوڑا کنوان کھودا تھا کہ چاہ قدیم کے آثار نکل آئے عبد المطلب نے خوشی مین تکبیر کہی اور یقین ہو گیا کہ خواب مین جو کچھ اونھین دکھلایا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ جب کچھ اور کھودا تو دو سونے کے ہرن۔ جنکو جرہم نے مکہ سے جاتے وقت چاہ زمزم مین ڈال دیا تھا نکلے۔ پھر اوسمین قلعی کی ہوئی تلوارین اور زرہین بھی عبد المطلب کو دستیاب ہوئین۔ تب تو قریش پھر چلے آئے اور عبد المطلب سے کہنے لگے کہ ان اشیاء برآمد شدہ مین ہمارا بھی حق وحصہ ہے۔ عبد المطلب نے کہا نہین۔ مگر ہان اگر تم باخود ہا تصفیہ کرنا چاہو تو ہم نصفا نصف کر دینگے قریش اور بنی امیہ باخود ہا تصفیہ پر راضی نہوے اور عبد المطلب نے بھی اونکو اون چیزون مین کوئی حصہ ندیا۔ قریش وغیرہ نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ایک کاہنہ کو فیصلہ کن حکم قرار دیا۔ اور جانبین اس قرارداد پر راضی ہو کر مکہ سے چلے۔

ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین

قریش و بنی امیہ کی شقاوت و بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی سخاوت

خرج مع عبد المطلب عشرون رجلا من بنی ھاشم وعبد مناف وخرجت قریش بعشرین رجلا من قبائلھا فلما کانوا بالفقیر من طریق الشام او حذوہ فنی ماء القوم جمیعا فعطشوا فقالوا لعبد المطلب ما تری فقال ھو الموت فلیحفر کل رجل منکم حفرة لنفسه وکلما مات رجل دفنه اصحابه حتی یکون آخرھم رجلا واحدا فیموتون ضیعة السیر

عبد المطلب کے ساتھ بیس آدمی بنی ہاشم و بنی عبد مناف کی اولاد مین سے اور قریش کے ساتھ تمام قبائل کے ایک ایک آدمی مکہ سے چلے جب علاقہ شام کے مقام فقیر یا حذوہ مین پہنچے تو تمام لوگون کا پانی چک گیا اور سب پیاسے رہگئے تو سب نے عبد المطلب سے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عبد المطلب نے کہا کہ موت۔ تم مین سے ہر آدمی اپنی لئے ایک گڑھا (قبر) کھودلے۔ جو آدمی مرجاے اوسکا ہمراہی اوسکو دفن کر دے یہان تک کہ تم مین ایک آدمی تنہا باقی رہجائے گا اور وہ البتہ بلا تیمار داری اور نہایت بیکسی و بے یاری کی موت مرے گا مگر اس

من ان تموتوا جمیعا فحفروا ثم قعدوا ینتظرون الموت
فقال عبد المطّلب واللہ ان القائنا بایدینا ھکذا العجز
لانضرب فی الارض فعسی اللہ ان یرزقنا ماء ببعض
ھذا البلاد فارتحلوا وقام عبد المطّلب الی راحلته ۔
فرکبھا فلمّا انبعثت به انفجر تحت خفھا عین ماء عذب
فکبّر عبد المطّلب وکبّر اصحابه وشربوا جمیعا ثم
دعا القبائل من قریش فقالوا ھلم الماء الروآء
سقانا اللہ فشربوا واستقوا وقالوا قد قضی اللہ لنا علینا
الذی سقاك ھذا الماء ھذه الفلاة ھو الذی
سقاك الزمزم فواللہ لا نخاصمك فیھا ابدا فرجع ۔
فرجوا معه ولم یصلوا الی الکاھنه وخلوا بینه و
بین زمزم

مجھ کو ساتھ ایک آدمی کا مرجانا اتنے آدمیون کی سختی سے مرجانیسے بہتر ہوگا ان
لوگون نے گڑھے کھودے اور اپنی اپنی موت کو پورے منتظر ہوکر بیٹھ رہے ۔
جب عبد المطلب نے اونکی یہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہ ہماری ہاتھون کی بلائی
ہوئی مصیبت کہی جایے گی اور یہ ہمارے ضعف و کمزوری کا نتیجہ کہا
جایے گا ۔ (یعنی گھر مین باخود بابیٹھکر تصفیہ کرلیا ہوتا جیسا کہ ہم نے کہا تھا
تو آج یہ آفت کیون نصیب ہوتی ۔ اور اسطریقے سے ہماری جہالت اور
ذلت کی مثال دنیا مین قائم ہوجایے گی اگر خدا کو منظور ہے تو اس مقام سے کسی
دوسرے مقام پر ہمکو پانی عنایت فرمایے گا ۔ یہان سے لوگ چلنے پر طیار
ہوگئے اور حضرت عبد المطلب بھی سوار ہونے کے لئے اپنی سواری کے قریب
آکھڑے ہوئے اور وہان سے چلنے ہی کو تھے کہ آپ کے پاؤن کے نیچے آب شیرین کا
ایک چشمہ ریگ مین نظر آیا ۔ اسکے دیکھتے ہی حضرت عبد المطلب اور اونکی
ہمراہیون نے تکبیرین کہیں اور سب نے سیر ہوکر اوس پانی کو پیا ۔ پھر اون
مخالف قبائل کو بھی آواز دی اور کہا کہ اس آب رواں کیطرف آؤ جو خداوند عالم نے ہمکو عنایت فرمایا ہے ۔ یہ سنکر وہ تمام لوگ بھی آیے ۔ اوس پانی کو پیا
اور پلایا اور کہنے لگے کہ اب ہماری موجودہ نزاع کا فیصلہ ہوگیا جس شخص نے ہمکو اس چشمہ زمین سے پانی پلایا ہے ۔ بیشک وہی ہمکو چاہ زمزم کا بھی پانی پلائے گا
خدا کی قسم اب اس امر مین ہم اوسکی مخاصمت نکرینگے پس وہ لوگ حضرت عبد المطلب کے ساتھ اوسیوقت لوٹ آیے اور اوس کاہنہ شامیہ کے پاس
نہ گئے اور پھر زمزم سے حضرت عبد المطلب سے دست بردار ہوگئے ۔

سیرت ابن ہشام مین بھی قریب قریب یہی الفاظ ہین مگر اوسمین جو امر خاص قابل ذکر ہے وہ قریش اور بنی ہاشم کے اخلاقی اوصاف کے
اختلاف ہین ۔ ذیل کی عبارت سے اوسکا پورا انکشاف ہوتا ہے

فخرجوا حتی اذا کانوا ببعض تلك المفازۃ بین الشام
والحجاز فنی ماء عبد المطلب واصحابه فظمئوا حتی
تیقنوا بالھلکة واستسقوا من معھم من قبائل قریش
فابوا علیھم فقالوا انا بمفازۃ ولحن نخشی علی انفسنا مثل
ما اصابکم فلما رای عبد المطلب ما صنع القوم وما یتخوف
علی نفسه واصحابه قال ماذا ترون قالوا ما رایتنا الا تبع
رایك فامر ما شئت صفحہ ۶۹

فریقین نکلے اور جب شام و حجاز کے درمیان پہونچے تو حضرت عبد المطلب
کے ہمراہیون کا پانی ختم ہوگیا ۔ اور وہ پیاسے رہگئے اور جب پیاس سے
ہلاکت کے قریب پہونچگئے تو اونھون نے قبائل قریش سے پانی مانگا اونلوگون
نے قطعی انکار کردیا اور کہا کہ ہم اپنی جانون کے لئے اوسی مصیبت کا خوف و
اندیشہ کرتے ہین جو تمہاری جانون پر آبنی ہے اور جسکو ہم خود اپنی آنکھون سے
دیکھ رہے ہین ۔ یہ جواب سنکر حضرت عبد المطلب نے کہا دیکھتے ہو
جو تمہاری قوم تمہارے ساتھ کر رہی ہے اور اوسکو ہمارے اصحاب اور
ہماری جان کا کوئی درد اور خوف و لحاظ نہین ہے ۔ اب تمہاری کیا رایے ہے اصحاب عبد المطلب نے جواب دیا ہماری کوئی رایے سوایے اسکے
نہین ہے کہ ہم آپ کی رایے کی متابعت کرین ۔ جو آپ تجویز کرین وہ ہمکو حکم دین ۔

بنی امیۃ کی بیدردی

ابن ہشام کی تحقیق مین پہلے قریش کا انکار درج ہوچکا ہے تب اسکے بعد چشمہ کے برآمد ہونیکا شاہدہ واقع ہوا ہے

اس واقعہ سے پہلے جس چیز کا انکشاف ہوتا ہے وہ تعمیم و تخصیص کا مسئلہ ہے اور معمول کے ظاہری اصول پر ہر شخص تخصیص کو اکثر حسن ارادت کا نتیجہ اور خلوص عقیدت کا مقتضی سمجھتا ہے اسی بنا پر اکثر لوگ بنی ہاشم کی بنی امیہ پر ترجیح و تفضیل کے مسئلہ کو قابل نہین سمجھتے بلکہ اسکو مولفین کی خوش عقیدگی سمجھکر قلم انداز کردیتے ہین شبلی صاحب بھی اسی مسلک کے بزرگ تھے۔ لیکن اس غلط اصول تعمیم کے خلاف یہی دو واقعات کامل طور سے ثابت کرتے ہین کہ بنی امیہ اور تمام قریش کو باوجود ہم اصلی اور ہم بطنی کے بنی ہاشم کے ساتھ اخلاقی۔ تہذیب۔ عام ہمدردی۔ فیاضی اور اشفاق کے تمام محاسن و اوصاف مین کوئی مشابہت اور مماثلت نہین ہے اور انھین واقعات سے آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ ان اوصاف و محامد کے لیے ہمقومی۔ ہم بطنی اور ہموطنی کی ضرورت نہین۔ انکی تفویض قدرت کی تدبیر اور مشیت کی تجویز پر مبنی ہوتی ہے۔ ورنہ عالم انسانی مین ممکن نہین ہے کہ ایک قوم ایک ملک اور ایک شہر کے لوگ اپنی جمعیت مین اپنے لوگون کو۔ گو وہ اوسوقت اونکی مخالف خیال ہی کیون ہون پیاس سے مرتا ہوا آنکھون سے دیکھین اور اپنے پاس کافی مقدار مین پانی رکھکر اون پیاس سے مرتے ہوے انسانون کو پانی دینے سے صاف انکار کردین اور پانی کی ایک بوند نہ دین۔ جیسا کہ ابن ہشام کی مرقومہ بالا عبارت سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب اور اونکے ہمراہیون نے پیاس سے پھڑک کر اور موت کے قریب پہونچکر اپنے ہمقوم اور ہموطن قریشی بھائیون سے پانی مانگا اور اون لوگون نے نہ دیا۔ پر نہ دیا۔

بنی ہاشم کی ہمدردی

اس واقعہ کا دوسرا رخ بدلا جاتا ہے تو طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونو کی متفقہ عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے جب لب تشنگان عبدالمطلب کو آب شیرین کا چشمہ مل گیا تو ان سیر چشمون نے اپنا تنہا پینا اور اس زلال رحمت سے خود ہی سیراب ہونا اپنی فطرتی اخلاق کے خلاف سمجھا۔ دردمندان قوم نے سنگین اور خشمگین جماعت قریش کو بلایا اور اس چشمہ رحمت کا پانی سب کو پلایا۔ یہی دونو واقعات جانبین کی فطرت اور مقتضائے طبیعت کو بخوبی بتلاتے ہین۔ دونو ہم اصل بھی ہین اور ہم بطن بھی۔ مگر ایک کی طبیعت مین عداوت و قساوت کے اتنے اجزا و عناصر بھرے پڑے ہین کہ اونکی ظاہری تصویر انسانی بالکل ترکیب حیوانی معلوم ہوتی ہے۔ بخلاف اسکے دوسرے فریق کے مزاج و فطرت مین ہمدردی۔ رحم۔ مروت اور محاسن اخلاق کے اتنے بیش بہا اور لاانتہا جوہر بھرے پڑے ہین کہ باوجود ایسی شدید مخالفت و مخاصمت کے بھی وہ اپنے ایسے مخالف اور دشمن کو بھی اپنی اوس نعمت خاص مین شریک کرنے اور حصہ دینے مین ذرا بھی تامل نہین کرتے جو خداے سبحانہ تعالی کیطرف سے اونکو خاص طور پر عنایت فرمائی گئی ہے۔ یہی دو واقعات بنی امیہ اور تمام قریش کے طبایع حیوانی اور بنی ہاشم کے محاسن اخلاق اور تہذیب انسانی کو صاف بتلاتے ہین اور تعمیم و تخصیص کے امتیاز خاص کا انکشاف حقیقت کرتے ہین۔

ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان واقعات سے پورے طور سے ثابت ہوگیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ قریش ہون یا بنی امیہ کسی فریق نے قابو پاکر درگذر نہین کی اور باوجود اسکے کہ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب ہر واقعات و معاملات مین اونکے ساتھ مراعات و مسادات کرتے رہے لیکن اونھون نے اپنے اختیار و اقتدار کے وقت اونکے تمام احسانات کو نسیاً منسیا کردیا

چونکہ خلقی اور فطرتی مآثر تھے اسلیے نسلاً بعد نسل بطنًا بعد بطن فریقین کی طبیعتون مین قائم رہے۔ فطرت مین تغیر و تبدل ناممکن ہے۔ اسی بنا پر قریش و بنی امیہ کی بدنفسی اور کج فطرتی جیسی زمانہ جہالت مین تھی ویسی ہی دورہ اسلام مین بھی قائم رہی۔ اسیطرح بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کی فطرت صالحہ اور اخلاق حسنہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی اب بھی تھے اسی لیے۔ امیہ

حرب بن امیہ - ابوسفیان بن حرب - معویہ بن ابوسفیان اور یزید ابن معویہ کی شرارت طبعی اور بدکاری کی نسبت جہالت کا عذر نامعقول پیش کرنا - عذر بدتر از گناہ کے حکم مین داخل ہے

فتح مکہ کے دن تمام قریش کے مظالم کو لاتثریب علیکم الیوم (آجکے دن تم پر کوئی گناہ نہین) لبہائے رسالت سے نکلکر یہ رحیمانہ الفاظ عفو کر گیئے - پھر معارک صفین مین - ابتدائے جنگ کے موقع پر - نہر فرات پر قبضہ پاکر زبان امامت سے واﷲ لاافعل کمافعل اتباعہ وظلمہ (قسم بخدا - مین تو وہ ہرگز نکرونگا جو اوسکے اصحاب اور ظالمین کر چکے ہین) اور پھر بار دیگر وفات سے کچھ قبل اپنے قاتل کو شربت پلانیکے قع پر اشربہ قبل ان یشرب منی (مجھسے پہلے اسکو شربت پلاؤ) کی تقریر کریمانہ مین جلوہ پذیر ہوا - پھر یہی خصایص طبیعت اور امتیاز فطرت واقعہ صفین سے اکیس (۲۱) برس بعد کربلا کے قیامتناک مقتل مین یون ظاہر ہوا کہ انمین سے ایک فریق قاتل کی صورت اپنے دوسرے فریق مقتول و مظلوم کے سینہ پر سوار ہے - فریق مقتول جانور ذبیحہ کی مثال قاتل کے زیر زانو دبا ہوا ہے - پیاس سے دم توڑنا چاہتا ہے ایک قطرہ آب کا قاتل سے سوال کرتا ہے اور وہ بیدرد باوجودیکہ ایک جام یا ایک کوزہ آب پر کیا پورے دریائے فرات پر قابض ہے مگر اوسکو (مقتول کو) ایک قطرہ آب نہین دیتا ہے اور جلد از جلد ذبح کر رہا ہے - مقتول مایوس ہوکر قاتل کی اس بیدردی کے جواب مین اپنے قاتل کو دعائین دیتا ہے اور دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے اور سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادۂ مطلبیہ کی پاک سیرت اور نیک اخلاق کی سچی مثال ابدالآباد تک دنیا مین قائم کر جاتا ہے ۔

ابھی ابھی تفصیل سے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ابوسفیان ابن حرب - راس الرئیس بنی امیہ نے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معاصر بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے سید و سردار کے ساتھ عداوت - مخاصمت اور قتل و غارت کا کوئی قرینہ - وسیلہ اور حیلہ اوٹھا نہین رکھا جنگ بدر - احد اور خندق کے واقعات اور اونکے مظالم و مفاسد اور نیز دوسرے مصائب و شدائد کے تمام و کمال حالات فتح مکہ تک بیان ہو چکے ہین - جنکے ایک ایک واقعہ سے بنی امیہ اور اونکے متبعین قبائل قریش کے مظالم کا پورا ثبوت ملتا ہے

اب اونکے مزجمہ بالا افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے خلاف ذیل مین راس الرئیس بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب حضرت رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات و تفضلات بالتفصیل بیان کیے جاتے ہین

بنی امیہ کے ساتھ آنحضرتؐ کے احسانات

فتح مکہ کے وقت بنی امیہ اور قریش کی خموش مخاصمت اور چھپی ہوئی عداوت معرکہ حنین مین ظاہر ہوئی جو فتح مکہ کے دوچار روز بعد ہی واقع ہوا - یہی ابوسفیان - رئیس قریش و بنی امیہ ہین جو فتح مکہ کے بعد سے بظاہر مسلمان بھی ہین اور اہل ایمان بھی مگر جنگ حنین مین ذرا سے وقتی انقلاب کے ہوجاتے ہی رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتے ہین مسلمانون کو گریزان دیکھکر خوب خوش ہوتے ہین اور بغلین بجالا کر فرماتے ہین کہ ہوازن کے لوگ اب مسلمانون کو سمندر کے کنارے تک پہونچائے بغیر نہین رکتے - خوش ہو کر لوگون کو فتح کی مبارکباد دیتے ہین اور لوگون سے ہزیمت اسلام کی مبارکباد لیتے ہین - خود بھی کہتے ہین اور دوسرون سے بھی کہلاتے ہین کہ (نعوذ باللہ) آج محمد (صلعم) کا سحر باطل ہو گیا - جیسا کہ بہت جلد انکے رسوخ ایمان کی تفصیل بیان مین معلوم ہوگا - مگر یہ سب قدرت کا دم بھر کا تماشہ تھا اور چشم زدن کا معاملہ تھا پل مارنے کی ہوا جو دیر ہو - سبحان اللہ شان تیری - کفار کا نصیب اولٹتا ہے اور مسلمانون کا اقبال پلٹتا ہے - تنہا علی مرتضیٰ ہاشمی و مطلبی کی ذوالفقار آبدار قوم ہوازن و ثقیف کا میدان جنگ مین صفحہ الٹ کر دیتی ہے - انکے دیکھا دیکھی بھاگے ہوئے مسلمانون کو غیرت آتی ہے - سو سو کی ٹکڑی بنکر جمع ہو جاتے ہین اور حنین کا وسیع میدان دم کے دم مین کفار کے وجود سے بالکل خالی ہو جاتا ہے رسول اللہ صلعم کے پاس پھر حنین کا مال غنیمت جمع ہو کر انبار ہو جاتا ہے - پھر طائف سے ثقیف کا مال فراوان آتا ہے - حکم رسول صلعم سے

دونو مقامون کے اموال کثیر مقام جعرانہ میں جمع ہوتے ہین ـ جب آنحضرت صلعم کو انتظام ملکی و فوجی سے پوری فراغت اور کامل فرصت ہوجاتی ہے تو تقسیم اموال کا کام شروع فرمالیتے ہین ـ اب اسوقت بنی امیہ کے رئیس خاندان ابوسفیان اور اونکی تمام اعزہ و اعوان کی غیر متمنانہ شان ایک طرف ـ اور ہاشم و عبدالمطلب کے فخر خاندان اور مایۂ ناز دودمان جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایثار و احسان کے فیاضانہ مناظر دوسری طرف برأی العین ملاحظہ و مشاہدہ فرمایے جائین ـ معارج النبوة رکن چہارم مین مرقوم ہے

ابوسفیان بن حرب کہ بامساک شہرتے داشت فرصتے غنیمت سمردہ بمجلس ہمایون حاضر گشتہ گفت یارسول اللہ ع امروز تو متمول قریشی آنحضرت صلعم تبسم فرمود ابوسفیان تحریک سلسلہ طمع نمودہ گفت ازاین اموال چیزے بمن بدہ ـ چہل اوقیہ عہ نقرہ وصد شتر بوے انعام نمودہ ابوسفیان گفت پسرم یزید را نیز سرفراز گردان ـ حضرت اشارت فرمود تاموازی انعام الیشان بوے دادند ـ ہنوز قوت طامعہ اش آرام نگرفت و گفت نصیب پسر دیگرم معویہ راہم کرم فرما ـ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معویہ را نیز چہل اوقیہ نقرہ وصد شتر دیگر بداد ـ مطبوعہ نولکشور لکھنو ص ۲۶۰ ترجمہ ابن خلدون ـ آلہ اباد ـ قرة العیون ـ اگرہ و روضة الصفا ج ۲ ص ۱۸۴

ابوسفیان جو بخالت مین مشہور تھے فرصت غنیمت پاکر دربار رسالت مین حاضر ہوے اور کہنے لگے یارسول اللہ صلعم آج آپ کا شمار بھی تو قریشیون مین ہے ـ یہہ سنکر آنحضرت متبسم ہوے اور ابوسفیان نے اپنی طمع کے سلسلہ مین کہا کہ ان اموال غنیمت سے کچھہ مجھکو بھی ملے ـ آپ کے حکم سے (اوسیوقت) انکو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انعام مین دیے گئے ـ ابوسفیان نے عرض کی میرے بیٹے یزید کو بھی سرفراز فرمایا جاوے ـ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا اتنا ہی اونکو بھی دیا گیا (اتنے ملنے پر بھی) ابوسفیان کی حرص مال کم نہوئی کہنے لگے میرے دوسرے بیٹے معویہ پر بھی کرم فرمایا جاوے ـ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوادیے

غرضکہ مجموعًا ابوسفیان کو اپنا اور دونو بیٹون کے حصے ملاکر ـ تین سو اونٹ ـ ایکسو بیس اوقیہ چاندی ملی تقسیم حنین مین جتنی رقم ابوسفیان کو حصہ مین آئی اوتنی کسی کے حصہ مین بھی نہ آئی ـ کیا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے ساتھ اوسکے عشر عشیر احسانات و مراعات کی کوئی مثال بنی امیہ یا اونکے موئیدین کیطرف سے پیش کی جاسکتی ہے ـ کیا رسول اللہ صلعم کے ان محاسن اخلاق ایثار و احسان سے کہین ضمنًا و اشارتًا اسکا نشان پایا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے کبھی آپ کی مخالفت کی تھی ـ یا آپ کو کوئی آزار پہونچایا تھا ـ یا آپ کے خاطر آئینہ مآثر مین کبھی اونکی کافر کرداریون کا خیال بھی تھا

تقسیم حنین کے تفحص حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے ساتھ آپکی یہہ فیاضانہ داد و دہش عام شکایت کا باعث ہوگئی خصوصًا انصار کے چند جوان مزاجون نے اسکی بنسبت اشعار بھی نظم کر ڈالے ـ عباس ابن مرداس اسلمی نے کھلے کھلے الفاظ مین تعریض بھی کی جو تمام تاریخ و سیر کی کتابون مین مرقوم ہے ـ یہہ سب کچھہ ہوا ـ لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حکم پر مستقل رہے آپ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ بنی امیہ کو تالیف قلوب کی غرض خاص سے غنیمت مین زیادہ حصہ دیا جاوے گا ـ لیکن افسوس ہے کہ اصول فطرت کے خلاف ہونیکی وجہہ سے بنی امیہ پر اس ایثار رسالت کا کوئی اچھا اثر نہین پڑا بلکہ برعکس اسکے وہ آپ کے ساتھہ اور آپ کی اولاد و اقارب کے ساتھہ مظالم و شدائد مین اور تیز ہوگئے ؎ باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ؛ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

لیکن حقیقت یہہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ و آلہ التحیة والثنا بھی تو کسی طرح اپنی فطرت صالحہ کے مخالف و منافی عمل پیرا

عہ ا اوقیہ سونہ سے مونہ ملی ہوے جو کا ایک اوقیہ ہوتا ہے ـ مولف عفی عنہ

ہنین ہوسکتے تھے اور جبتک یہہ متضاد مخالف واقعات ظہور پذیر نہوتے ۔ جانبین کے مظالم و محاسن کے امتیازات ... نہوتے ۔ ممکن ہے کہ ان امور کی پردہ پوشی کے لئے موئدین کی طرف سے بنی امیہ اور قریش کے اوسوقت تک اسلام نہ لانیکا عذر پیش کیا جاوے تو اس عذر سے پہلے عذر کرنیوالون کو خدائے سبحانہ تعالیٰ کے تبلائے ہوئے اصول لا فطرۃ اللہ تبدیلا کو پہلے ذہن نشین کر لینا چاہئیے ۔ اب خلاق عالم کے بتلائے ہوئے اوسی اصول محکم کے مطابق ابوسفیان اور بنی امیہ کی اسلام لانیکے حالات بھی ملاحظہ کرلئے جائین ۔

ابوسفیان کی حقیقت ایمان

ابوسفیان فتح مکہ کے وقت ۸ھ ہجری مین ۔ بعد از ہزار خرابی بصرہ ۔ اسلام بھی لائے تو اس حالت کذائی مین جیسا کہ تاریخ ابن ہشام کی اس ترجمہ عبارت سے ظاہر ہے ۔

قریش نے لشکر اسلام کی خبر پاکر ۔ بدیل ابن ورقاء ۔ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہو تو معاہدہ حدیبیہ کے پھر شرائط منظور کرا کے آپ کو راستہ ہی سے واپس کردینا چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے مکہ مین آتے ہین ۔ اسلئے تینون مین سے ایک ایک نے ... بدیل اور حکیم تو دوسرے رستون سے گھوم کر پیچھے آئے لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچگیا ۔ خلاف معمول چارونطرف میدان مین آگ جلتی دیکھکر اوسکے حواس باختہ ہوگئے ۔ وہ اسی حیرت مین تھا کہ اتفاقاً حضرت عباس اوسطرف سے گذران خچر پر نکلے ۔ باہمی گفتگو ذیل کے مکالمہ مین ملاحظہ ہو

عباس (ابوسفیان کی آواز پہچان کر) ابوسفیان ! ابوسفیان !

ابوسفیان (آواز دیکر) ۔ ہان ۔ اے ابا الفضل ۔ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ یہہ کیا ہے ؟

عباس ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا لشکر ہے اور اب قریش کے لئے صبح ہی صبح ہے ۔ اور بس

ابوسفیان (گڑگڑا کر) میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ۔ میرے بچنے کا کوئی قرینہ ہے

عباس ۔ یہہ سمجھ رکھو کہ فتح (مکہ) ہوتے ہی تمہاری گردن ماریجایگی (تمہارے حق مین یہی بہتر ہے) میری خچر کے پیچھے سوار ہو لو مین تمہین انحضرت صلعم کی خدمت مین لیجا کر امان دلوا دون ۔

ناظرین کتاب یہین سے بنی امیہ کی قابو پرستی اور ابن الوقتی ۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی عفو و درگذر ۔ مروت و رواداری کو چشم عبرت سے دیکھ لین ۔ بہرحال ۔ اب آگے اور بڑہئیے اور اوسی تاریخ ابن ہشام کی آئندہ عبارت پڑھئے

ابوسفیان مرتا کیا نکرتا ۔ حضرت عباس کے گدھے کے پیچھے (دم کے پاس) سوار ہوجاتے ہین او حضرت عباس اوکو رسول اللہ صلعم کیخدمت مین لے آتے ہین اور عرض کرتے ہین ۔ ابوسفیان حاضر ہے ۔ آپ نظر مبارک اوٹھا کر اوسکی طرف دیکھتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

رسول اللہ صلعم ۔ کیون ابوسفیان ۔ کیا اب بھی تمکو یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے

ابوسفیان ۔ کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا

رسول اللہ صلعم کیا اسمین کچھ شک ہے کہ مین خدا کا رسول ہون

ابوسفیان ۔ اسمین تو ابھی ذرا شبہہ ہے

عباس (ابوسفیان کو ڈانٹ کر) وائے ہو تجہپر۔ جلدی سے حق کا کلمہ پڑھ دے۔ نہین تو۔ خدا کی قسم۔ ابھی تیری گردن ماریجاتی ہے

ابوسفیان (ٹھنکا بنیا سودا کرے) لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

ابوسفیان مسلمان بھی ہوے تو کیسے مسلمان ہوے

خیر۔ جیون تیون کر کے ابوسفیان مسلمان تو ہوگئے مگر کیسے مسلمان ہوے۔ خود آنحضرت صلعم کی زبان صداقت سے سن لیجئے۔ ابن ہشام لکھتے ہین کہ مسلمان ہونیکے بعد ہی ابوسفیان اور حکیم ابن حزام نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ایسے اوباش لوگون (انصار مدینہ) کی جماعت لیکر آئے ہین جو آپ کی قبیلے اور عشیرے والون کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے آپنے ارشاد فرمایا تم تو خود ظالم ترین و فاجر ترین قوم قرار پائے ہو

ابوسفیان بنے ہوے مسلمان تھے

آگے چلئے۔ محدث دہلوی۔ مدارج النبوۃ مین آنحضرت صلعم کی زبانی ابوسفیان کی نسبت لکھتے ہین **انہ رجل مستسلم ولا مسلم** (یہ شخص بناہوا مسلمان ہے مسلمان نہین ہے۔ یعنی اس نے اسلام کو بہ تکلف اختیار کیا ہے۔ رغبت اور طیب خاطر سے نہین۔ اس سے بڑھ کر ملاحظہ ہو۔

بنی امیہ کے اجمالی فضائل

ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیہ ویل لبنی امیۃ۔ لکل شئی آفۃ وآفۃ ھذا الدین بنی امیۃ۔ سیکون فی امتی زنادقۃ وشر قبائل العرب بنو امیہ وکان ابغض الاحیاء او الناس الی الناس والی رسول اللہ بنی امیۃ

ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہین میری امت کے زندیق اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہین سب سے زیادہ زندہ لوگون مین رسول اللہ صلعم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ ہین تاریخ معاویہ مطبوعہ جون پور ص ۳۹۸

مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے ملقب

ابوسفیان اور انکا پورا خاندان اسلام مین مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے مشہور رہے۔ دربار رسالت سے یہ خطاب انکو اور انکے تمام قبیلے کیلئے خاص طور پر مخصوص کردیا گیا تھا۔ قرآن مجید کے سورہ توبہ (عذاب) مین بھی یہ لوگ اسی خطاب سے مخاطب فرمائے گئے ہین۔

ابوسفیان کی معیار و مقدار ایمان؟؟

کہان تک لکھا جائے سہ ہمہ ورق کہ سیہ گشت و مدعا اینجاست۔ اسلام لانیکے بعد انکی مقدار اسلام تو معلوم ہوگئی اب معیار اسلام بھی ملاحظہ ہو۔ طبری اور ابن ہشام دونو کا ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے شبلی صاحب انہی دونون کی اسناد سے لکھتے ہین۔

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھون سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد دریائے اسلام مین تلاطم ہوا۔ قبائل عرب کی موجین جوش مارتی ہوئی بڑھتین سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر جہینہ۔ ہذیل۔ ہذیم اور سلیم ہتیارون مین ڈوبے ہوے تکبیر کے نعرے مارتے ہوے نکل گیے۔ ابوسفیان ہربار مرعوب ہوجاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس شرف وشان سے آیا کہ ابوسفیان کی آنکھین خیرہ ہوگئین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تدبیر سے ابوسفیان نے کیا نتیجہ نکالا۔ یہ ترکیب رسالت کہان تک اس مبتدی اسلام کی سبق آموزی مین کامیاب ہوئی۔ حضرت عباس اور ابوسفیان کی حسب ذیل مکالمت تبلارہی ہے

ارشاد رسالت کے مطابق حضرت عباس انکو شوکت اسلامی کی جلالت و سطوت دکھلانیکی غرض سے پہاڑ کی چوٹی پر لیگئے

اور اونھون نے مرقومہ بالا لشکر اسلامی کی جلالت و عظمت دیکھکر حضرت عباس سے پوچھا

ابوسفیان عباس - یہ کون لوگ ہین ؟

عباس - یہ مہاجر و انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جان نثار ہین

ابوسفیان (سخت حیران و متعجب ہوکر) ایسی تو پہلے (عرب مین) کسی کی شان و قوت نہین تھی ۔ اے ابا الفضل خدا کی قسم - اب تو تمہارے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوگئی ۔

عباس - وائے ہو تجہپر - یہ سلطنت نہین ہے اقتدار رسالت ہے ۔

انا اللہ و انا الیہ راجعون - تعلیم رسول صلعم سے کیا اچھی تعلیم و تادیب حاصل کی گئی ہے - سلطنت و نبوت حکومت و رسالت کے فرق ما بہ الامتیاز کو ما شاء اللہ کس خوبی سے سمجھا گیا ہے ۔ قدر ہر کس بقدر ہمت اوست

ابوسفیان کے ساتھ حضرت عباس کے خاص اشفاق

بہر حال پھر وہی عبد المطلب کے فرزند رشید کام آتے ہین اور سیدھا راستہ بتلاتے ہین طبری - ہشام اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین سلسلہ مکالمت یون تمام ہوتا ہے ۔

ابوسفیان آپ جو کچھہ کہتے ہین - صحیح ہے - اچھا - مین اب کیا کرون - یہ تو بتلائیے ۔

عباس اب تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اب تم شہر مین سیدھے چلے جاؤ اور قریش کو سمجھاؤ کہ فساد کا قصد نکرین اب کچھہ شدنی نہین ہے ۔

اتنا بتلا کر عبد المطلب کے اوسی خلف صالح (حضرت عباس رض) کو بنی امیہ کے اس بزرگ کے ساتھ امتیازی ہمدردی کا خیال آیا اور خیال کے ساتھ اوسکے عملی صورت مین ظاہر کر دینے کا قصد فرمایا - ابوسفیان کا ہاتھ تھامے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت مین لے آئے اور عرض کی - تاریخ طبری کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو ۔

ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے - اسکے لئے کوئی امتیاز خاص عنایت ہو - جو اسکی قوم مین اسکے امتیاز کا باعث ہو - ارشاد ہوا - اچھا - پھر یون اعلان فرمان ہوا - کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آیے گا امان پایے گا - اور جو مسجد الحرام مین چلا جایے گا - وہ بھی امان پایے گا - اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہیے گا وہ بھی امان پایے گا - طبری ص ۱۶۳۳

مکہ مین ابوسفیان کا قومی اور خانگی استقبال

بنی مطلب و ہاشمی کے دربار رسالت اور پایگاہ نبوت سے رئیس خاندان بنی امیہ یہ تمغہ امتیازی لیکر شہر مین داخل ہوے تو انکی قوم - انکے اعزہ و احباب نے عموماً اور انکی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عتبہ نے خصوصاً انکی کیا گت بنائی - محدث شیرازی کی تاریخ روضۃ الاحباب کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ جلد مکے چلے جاؤ اور لوگون کو تہدید کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور جلد مسلمان ہوجائین کہ اونکی نجات ہوجایے ورنہ سب ہلاک ہوجائینگے - ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی (مکہ سے ملا ہوا مقام ہے) مین پہونچکر ٹھہر گیا - اسلیئے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر مل جائین - اوسدن بہت گرد و غبار تھا - تمام پہاڑ کی چوٹیان گرد سے بھری تھین اور اوسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کوئی خبر نہین تھی - جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پوچھا تمہارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا ہے ابوسفیان

دیکھا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو تعداد مین کثیر ہے اور بالکل غرق آہن و فولاد ہے اوسمین ایسے دلاوران جنگ ہین جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہین ہے۔ محمد صلعم نے مجھہ سے کہدیا ہی کہ جو شخص میرے مکان مین آجایے گا وہ امان مین رہیگا اور جو ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام مین جایے گا وہ بھی امان پایے گا۔

یہ سنکر سب نے کہا خدا انکو ذلیل کرے۔ یہ تو کیسی خبر لایا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ شوہر کی خیر آمدید کو قوم کے ساتھ آئی ہتین۔ شوہر کے ان ناشنوا کلمات کو سنکر بیتاب ہو گئین۔ شوہر کی داڑھی پکڑلی اور مجمع عام ہین اوسکی بڑی ذلت کی اور پھر چلاکر (تمام قریش سے) کہنے لگین کہ اس بوڑھے احمق کو مارڈالو کہ پھر (تم لوگون سے) ایسے احمقانہ کلام نکرے ابوسفیان نے جوابدیا جو میری ذلت چاہو کرو مگر مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو جایے گی تو تیری گردن ماری جایے گی۔ جا اور اپنے گھر کو دروازے بند کرکے بیٹھ رہ

روضۃ الاحباب لکھنو ص ۷، ۴۲

جنگ حنین مین ؛ ابوسفیان کی ابن الوقتی

جنگ حنین مین جو باعتبار قربت کے گویا فتح مکہ کی صبح ہتی۔ دنیا کی قابو پرست اور ابن الوقت لوگون نے راہ گریز اختیار کی۔ انمین سب سے پہلی خلفاے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ کفار قریش کے سپہ سالار۔ ابوسفیان ابن حرب بھاگ نکلے۔ انکی نسبت مورخ ابوالفدا لکہتے ہین۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلو نمین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ (مسلمان) جبتک کہ سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے۔ دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۹۲

ابھی صبح سے شام نہین ہوئی تھی کہ انھین ابوسفیان کے ایسے دشمن جان و ایمان کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے کیسے کیسے احسانات کئے تھے۔ کیا کیا تفضلات و الطاف دکھلائے تھے۔ جان بخشی فرمائی۔ تمام جرائم معاف کر دیے۔ ذاتی اعزاز و امتیاز عنایت کیا۔ یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا دامن بنادیا۔ ان تمام احسانات و رعایات کے جواب مین ایک ذرا سے انقلاب کو سوتے تہی۔ انکی فطرت نے فوراً کروٹ بدلی۔ پھر نہ خدا تھا نہ رسول۔ نہ اسلام تہا نہ ایمان ابھی ابھی جس مذہب کو قبول کیا تہا اور جس بانی مذہب کے دست مبارک پر بیعت کی تہی اوسی کی کھلی کھلی مخالفت اور معارضت کرنے لگے۔ ابن ہشام انکی ان معارضانہ اور محاربانہ طرز عمل پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہین۔

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت باقی تہی مسلمانون کے عالم ہزیمت و فرار کو دیکھہ لیا تو اپسمین اسکا ذکر کرنے لگے۔ ابوسفیان بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے نہین رکینگے۔ ابوسفیان کے پاس کمان بھی تھی اور کمان مین تیر بھی تھے۔ جبلہ بن حنبل نے اور بقول ابن ہشام کلدہ ابن حنبل نے اپنے بھائی صفوان ابن امیہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا کہا کہ آج کے دن (العیاذ باللہ) محمدؐ کا سحر باطل ہو گیا۔ صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ۔ چپ رہ۔ خدا تیرے مونہ کو توڑے۔ میرے نزدیک اگر کوئی قریش کی ستائش و طرفداری کرتا تو بہتر ہوتا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے ج ۲ ص ۱۸۱ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلۂ ذیل عبارت مین لکہتے ہین

کفار قریش مین وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تہے اور ابھی تک اونکے سینے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوئے تہے مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر برے کلمات کہنے لگے۔ ایک نے کہا کہ محمد صلعم کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر تک پہونچے نہ ٹہرینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا علاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونیکا دن ہے اور دوسرا صفوان کو

مخاطب کرکے کہنے لگا کہ تمہین مبارک ہو دیکھو محمدؐ اور اونکے اصحاب بھاگ گیے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً مسلمانوں کی جماعت کیطرف منسوب کیاہی۔ لیکن ابن ہشام اور طبری اور ابوالفدا نے پہلی کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اونکا نام مع ابنیت کے لکھکر بتلایاہے اور تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے ظاہر ہوتاہے کہ اور کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان تھے اور مبارکباد کی خوشخبری بھی پانے والے بھی یہی تھے۔ چنانچہ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا جلد دوم کی عبارتون کی تفصیل مع ترجمہ یہہ ہے۔

فوج اسلام مین ابوسفیان بھی تھے۔ اول تو جیسے یہہ مسلمان ہوے تھے ظاہر ہے۔ فوج اسلامی کی حالت (فرار) دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے فوج اسلامی کا انتشار اور علی العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھکر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا یوا موقع پاکر مسلمانون سے بدلہ چکانے کے لیئے تیر و کمان بھی لیس کر رکھی۔ تیر بھی کون۔ وہی ازلام۔ جہالت کے زمانہ مین جس سے جوا کھیلاجاتاتھا اور فال لیجاتی تھی۔ جسکی حرمت قران مجید کی ایت ان الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان۔ شراب۔ جوا اور (جوئیے اور فال کے) تیر شیطان کے عمل سے بھی بدترین۔ مین نص صریح ہے اور کہنے لگے مجھے امید ہی کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بغیر سمندر کے کنارے پہونچائے نہین رکیے گی۔ انکے ہمخیال بھی انکے ہمراہ تھے سب کے سب انکے ہمراہ تھے اور سیر کر رہے تھے کسی کو مسلمان ہوے ایک ہفتہ ہوا تھا۔ کسیکو دو کسیکو تین ہفتے۔ پھر اونکی انکھون مین اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے۔ وہ تو صرف غنیمت کے لئے اسلام کے پیچھے پڑے تھے وہ سب ملکر اسلام کی ہزیمت سے بہت مسرور ہوے۔ ابوسفیان کو جو سابق مین اونکا سردار تھا۔ ملکر مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے ای ابوسفیان اج محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے صحاب کا سحر باطل ہوگیا۔ اونکے اصحاب نے جنگ مین ہزیمت پائی تجھکو مبارک ہو۔ ملاذ ابن حیل نے کہا اج محمدؐ کا سحر باطل ہوگیا جو سالہا سال سے اہل عرب کے دلون پر کارگر ہورہاتھا۔ ابوالفدا ص ۳۹۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۶۔ تاریخ الانبیا ج ۲ ص ۳۸۹

امام طبری اور ابوسفیان کی حقیقت — انھین امور کو پیش نظر رکھکر امام المورخین طبری نے مخالفت رسول صلعم مین جس شرارت و عصبیت کے ساتھ انکی خصوصیت بتلائی ہے وہ ذیل مین اونکے ترجمہ الفاظ سے ظاہر ہین۔

انحضرت صلعم کی قوم کے کثیر التعداد اشخاص نے اور بڑے بڑے گروہ نے انحضرت صلعم سے عناد کیا اور قطع تعلق کیا اور اونکی تکذیب کی اور اون سے لڑے بھی اور وہ لوگ اونکی تکذیب و ملامت کے ساتھ پیش آتے تھے اور اونکی تکذیب۔ اذیت اور دہی کا قصد کرتے تھے اور کھلی کھلی دشمنی کرتے تھے اور اونکے لئے لڑائی ٹھہراکرتے تھے اور اونکیطرف جانیوالون کو روکتے تھے اور جو اونکا پیرو ہوتا تھا اوسکو (طرح طرح کے) عذاب مین مبتلا کرتے تھے اور خصوصاً ابوسفیان ابن حرب اس بارے مین سب سے زیادہ شدید العداوۃ (سخت دشمن تھا اور بڑا زبردست مخالف تہا اور ہر لڑائی مین مقدمہ کیش ہوا کرتا تھا۔ جو جھنڈا اسلام کے خلاف اوٹھتا اوس کا اوٹھانیوالا اوہی اوس گروہ کا رئیس و سرگروہ وہی ہوا کرتا تھا یہی حالت ابوسفیان کی جنگ بدر و احد و خندق تمام لڑائیون مین رہی اور اوسکے ساتھ اوسکا گروہ بنی امیہ بھی رہتا تھا الملعونین فی کتاب اللہ ثم ملعونین علی لسان رسول اللہ ؐ فی عدۃ مواطن و عدۃ مواضع) جو بنی امیہ ازروئے کتاب خدا بھی ملعون ہین اور پھر اکثر مقامات پر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے بھی اون

سب کے حق مین لعنت جاری ہوئی ہے - اسلیئے کہ ان سبھون کا نفاق وکفر خدا کے علم مین گذر چکا تھا - ابوسفیان برابر آنحضرت صلعم کو آزار پہونچاتا رہا اور آپ سے لڑتا رہا اور قطع تعلق کرتا رہا حتی قهر السیف وعلی امر اللہ - یہان تک کہ تلوار نے اوسکو زیر کیا اور خدا کا حکم غالب آیا - حالانکہ وہ سب کے سب (ابوسفیان وغیرہ) کراہیت کرتے ہر (اسلام سے) فتقول بالاسلام غیر منطوی علیہ واسر الکفر غیر مقلع منہ - پھر زبانی اسلام بھی لایے تو اوپر کے دل سے اور باطن مین کفر چھپائے رہے - اس (حالت نفاق) سے باز نہ آے - اوسکو (ابوسفیان کو) اسی نفاق کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب مسلمانون نے پہچانا تو امتیاز کے لئے (رسول خدا صلعم کے مطابق) ان سبھون کو مولفۃ القلوب کے لقب سے نامزد کیا - اس لقب کو ابوسفیان اور اوسکے قبیلہ نے بطیب خاطر قبول کیا - اس لقب کو مدنظر رکھکر جن مقامات پر خدائے سبحانہ تعالےٰ نے ان سبھون پر اپنے نبیؐ کی زبانی لعنت نازل کی - وہ ایت یہ ہے -

والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن نخوفهم فما یزیدهم الا طغیانا کبیرا

قران مین یہ وہ شجرہ ملعونہ ہے جسکے لئے ہمیشہ خوف وعذاب ہے اور جسکے لئے سوائے گمراہی کے اور کوئی ترقی نہین ہے

ولاخلاف بین احد انہ اراد بها بنی امیہ اور اسمین کسیکو بھی اختلاف نہین ہر کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہین

تاریخ طبری حصہ سوم از صفحہ ۲۱۶۹ تا صفحہ ۲۱۷۰

ابوسفیان تمام عمر اسلام سے کورے رہے

اب رہا یہ شبہہ کہ شاید ابوسفیان اگر اسوقت نہین تو اینده چلکر کسیوقت رسوخیت فی الاسلام کے شرف سے فائز ہوے ہون گے - لیکن حقیقت اور واقعیت یہ تبلاتی ہے کہ بیان تو ابتدا سے لیکر انتہا انکا ایک ہی رنگ قائم رہا - ابوسفیان کے گویا مرتے دم تک کے حالات رسوخیت اسلام وایمان امام عبد البر مکی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ فرمائی جایے

وروی عن ابو الحسن ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرها کالکرۃ واجعل اوتادها بنی امیہ فانما هو الملك ولا ادری ما جنۃ ولا نار وله اخبار من نحو هذا ردیه ذکرها اهل الاخبار ام ذکرها وجهالات فی بعضها ما یدل علی ان اسلامه لم یکن سالما

جب حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے تو ابوسفیان نے آکر کہا کہ اب تو تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے ہاتھ آئی ہے اسکو گیند کیطرح اوچھالو اور اوسکی میخین بنی امیہ کو بناو (یعنی اس خلافت مین سوائے بنی امیہ کے کسی غیر کا رتی بھر دخل نہو) کیونکہ حقیقت مین (خلافت اسلامی) بادشاہی ہے اور ہم نہین جانتے کہ بہشت کیا چیز ہے اور دوزخ کیا ہے - امام عبد البر لکھتے ہین کہ اسی طرح اور بہت سی ایسی باتین اہل اخبار نے لکھی ہین مگر ہم ایسی ردی باتون کے لکھنے کی کوئی وجہ نہین دیکھتے اسلئے کہ بعض باتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اوسکا (ابوسفیان کا) اسلام ہی درست نہین تھا استیعاب حاشیہ اصابہ جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۸۷ واستیعاب قلمی ورق ۸۳

علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس مین اسی روایت کو تھوڑا اضافہ کے ساتھ اس عبارت مین لکھتے ہین -

اباسفیان یا بنی امیہ تلقفوها تلقف الکرۃ فوالذی یحلف به ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ

ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی امیہ اس خلافت کو اپس مین گیند کیطرح اوچھال اوچھال کر یعنی تقسیم کرو - ابوسفیان قسم کھا کر کہتا ہے اوسکی جسکی وہ قسم کھاتا ہے (یعنی خدا کی) نہ ... خدا کا نام بھی لینا نہین چاہتے) کہ نہ

عذاب ہی۔ نہ حساب ہی۔ نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی۔ نہ بعثت ہی نہ قیامت ہی۔ جلد دوم مطبوعہ مصر

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جب تمام اصول اسلام ہی سے انکار ہے تو پھر وہی کفر کا اقرار ہے اور اوسی پر دار و مدار

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اسواقعہ کو ان الفاظ مین لکھتے ہین۔

در استیعاب می گوید کہ طائفہ روایت میکنند کہ وی (ابوسفیان) پشت و پناہ منافقان (کہف المنافقین) بود از ان کہ اسلام آوردہ بود و در جاہلیت منسوب بزندقہ بود روایت کردہ شدہ است از حسن کہ ابوسفیان درآمد بامیر المومنین عثمان بسوئے او وقتیکہ رسید بروے واو اعمی شدہ بود ابوسفیان گفت گردیدہ است خلافت بسوئے تو بعد از تیم و عدی پس بگردان تا وان بنی امیہ را و نیست آن مگر ملک و من نمی یابم جنت را و نار را۔ جلد دوم مطبوعہ ناصری ص ۶۲۶

استیعاب مین منقول ہی کہ راویون کا ایک گروہ نے ابوسفیان کو۔ اسلام لانیکے بعد بھی منافقین کا پشت و پناہ لکھکر بتلایا گیا ہی اور جہالت مین اونکو زندیق ٹھہرایا گیا ہے اور حسن سے روایت ہی کہ ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اوسوقت اے جب اسکو خلافت مل چکی۔ ابوسفیان اندھے ہو چکے تھے۔ کہنے لگے کہ اب تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے پاس ائی ہے پس تم بنی امیہ کے سب نقصانات پورے کردو۔ یہ (خلافت) ایک شاہی ہے (اور بس) اور نہ مین (کہین) جنت کو پاتا ہون اور نہ (کہین) دوزخ کو۔

علامہ مسعودی مروج الذہب مین انکے رسوخ فی الدین کی ایک مضحکہ خیز نقل فرماتے ہین۔ وہ یہ ہے

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان وقد کف بصرہ وفینا علیؑ فاذن المؤذن فلما قال اشہد ان محمدا رسول اللہؐ قال ابوسفیان ہہنا یحتشم قال واحد من القوم قالوا لا فقال للہ در اخی بنی ہاشم انظروا این وضع اسمہ فقال علی اسخن اللہ عینیک یا اباسفیان فقال اباسفیان اسخن اللہ عین من قال لیس من یحتشم۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک صحبت مین ہم بھی تھے اور ابوسفیان بھی اور اونکی انکھین بھی جا چکی تھین (اسی جلسہ مین حضرت علیؑ بھی تھے) اس اثنا مین موذن نے اذان کہی جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا۔ یہان کوئی غیر تو نہین ہے۔ کسی نے کہدیا۔ نہین کوئی نہین ہے۔ ابوسفیان نے کہا خدا بھلا کرے برادر بنی ہاشم کا (انحضرتؐ کیطرف اشارہ ہے) دیکھو۔ اپنا نام کہان رکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا خدا تیری انکھون کو گرم کرے (خود خدا نے اونکو یہ عزت دی ہے کہ فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک) ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی انکھون کو گرم کرے جس نے بیان کیا یہان ایسا کوئی نہین ہے جس سے خوف کیا جاوے

سب سے اخر مین ہم جاحظ عثمانی (مصنف کتاب المفاخرت۔ عرب کے بہت بڑے ادیب اور متوکل کے ایسے ناصبی خلیفہ کے لڑکون کا معلم) کی وہ فیصلہ کن رائے نقل کرکے ابوسفیان کی داستان کو ختم کرتے ہین جو اونھون نے اسکے (ابوسفیان کے) اسلام و ایمان کی پوری تصویر کھینچکر قائم کی ہے۔

قد عرفنا کیف اباسفیان فی عداوۃ النبی صلعم۔ وفی محاربتہ وجد الہ علیہ وغزوہ ایاہ و

ہمکو خوب معلوم ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ صلعم کا جیسا دشمن تھا اور اپ سے کسطرح لڑائیان لڑا اور کوششین کین اور کسطرح

لوگون کو اپ کی دشمنی پر امادہ کیا اور اسی طرح حضرت علی سے بھی کس کس طرح اس نے جہاد کیا۔ ہمکو اسکا اسلام بھی خوب معلوم ہے جیسا اوسکا خلوص تہا (حضرت عباس سے جو کچھ لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکر کہا تھا کہ تمہارا برادرزادہ اب تو بڑا بادشاہ ہوگیا) وہ بھی معلوم ہے۔ جو کلمہ اوس نے بروز فتح حنین کہا تھا (الا ان بطل سحر محمد صلعم اسوقت کہ العوذ باللہ سحر محمد باطل ہوگیا) اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اوسوقت کہا تھا کہ حضرت بلال نے خانہ کعبہ پر چڑھ کر بالاخانہ پر اذان کہی تھی) - ماخوذ از رسالہ اصلاح بابت ماہ فروری سنہ ۱۹ع

معویہ ابن ابوسفیان

الولد سر لابیہ

بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے

ابوسفیان کی داستان کو پوری تفصیل سے بیان کرکے۔ اوکے دہبانی بیٹے معویہ کے حالات حسب ذیل پیش کئے جاتے ہین۔

نام اور کنیت انکا نام معویہ ہے۔ معویہ کے معنی۔ وہ کتیا جو عوعو کرکے کتون کو بلاتی ہے۔ انکے معتقدین انکی کنیت ابوعبد الرحمن بتلاتے ہین۔ اسکی تحقیق دشوار ہے کہ یہ کنیت انھون نے اپنی حصول امارت کے بعد اپنے لئے تجویز کی تہی یا آپ کے والد بزرگوار کہف النفاق۔ ابوسفیان صاحب نے اپنی پسند سے رکھی تھی۔ انکے والد ماجد ابوسفیان بن حرب تھے۔

لقب انکے اور انکے باپ کے القاب قریب قریب ایک تھے۔ لیکن تاہم کثرت القاب مین باپ کا نمبر بیٹے سے بڑھا رہا مولفۃ القلوب انکا بھی لقب بھی تھا اور انکے باپ کا بھی۔ معویہ و ابوہ من مولفۃ القلوب۔ معویہ اور انکے باپ مولفۃ القلوب مین تھے۔ بلحاظ ازاد کردہ رسول صلعم روز فتح مکہ ہونے کے انکو طلیق ابن طلیق بھی کہتے ہین۔ اسلئے انکا بھی لقب طلیق تھا اور انکے باپ کا بھی۔ وھو من الطلقاء الذین لا یجوز لھم الخلافۃ۔ معویہ طلیق ہین اور طلیق کے لئے امر خلافت جائز نہین (ازالۃ الخفاء ج ا مطبوعہ دہلی بحوالہ استیعاب۔ انکے باپ کہف النفاق کے لقب خاص سے مشہور تھے اور انکا یہ لقب ایسا خصوصی تھا جو کہ شام مین انکے صاحبزادے کے القاب سے زیادہ تھا۔ استیعاب مین امام عبدالبر لکھتے ہین و کان کہف المنافقین منذ اسلم و کان فی الجاھلیۃ ینسب الی زنادقہ۔ ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ منافقین کی پشت و پناہ تھے جبوقت سے اسلام لائے۔ اور ایام جہالت مین زندقہ کے ساتھ منسوب تھے۔ لیجیے یکی لشد و شد۔ انکا ایک لقب صاحبزادے سے بھی بڑھگیا۔ استیعاب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جہالت مین انکا لقب زندیق بھی تھا۔ حسد تازہ بتازہ نو بنو۔

والدہ ماجدہ معویہ کی مادر مہربان۔ ہندہ بنت عتبہ تھین۔ جنکا لقب اکلۃ الاکباد (کلیجون کی چبا جانیوالی) تھا۔ یہ خطاب انکو بروز احد دربار رسالت سے ملا تھا جب انھون نے عم رسول مقبول جناب سید الشہدا حضرت حمزہ کا کلیجہ دانتون سے چبایا تہا۔ جب انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا مگر استفراغ ہوگیا تو آپ نے فرمایا خدا نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے کہ حمزہ کی گوشت کا مزہ چکھ سکے (ابوالفدا و فصل کافیہ مطبوعہ بمبئی) اسی سے ہندہ جگرخوارہ کا جہنمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

ہندہ جگرخوارہ کی ثنا خوانی حسان ابن ثابت کی زبانی حسان ابن ثابت دربار رسالت کی ملک الشعراء تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

کی ہجو و توہین مین۔ بنی امیہ وغیرہ بڑے بڑے قصیدے۔ طول و طویل نظمین لکھا کرتے تھے۔ آپ کیطرف سے حسان ابن ثابت اوسکے دندان شکن جواب اشعار مین دیا کرتے تھے اسی لئے انحضرت صلعم نے انکو بشارت دی تھی کہ جبتک تم ہماری مدح اور ہمارے دشمنون کی رد و قدح کرتے رہو گے اوسوقت تک روح القدس تمہاری تائید کرتا رہے گا۔

ایکبار بنی امیہ نے انحضرت صلعم کی توہین مین ایک سخت توہین انگیز اور طویل نظم لکھی اور اوسمین اپنی شرافت حسبی و نسبی پر بہت کچھہ فخر و ناز کیا۔ حسان ابن ثابت نے اوسکے جواب مین جو نظم طیار کی اوسمین۔ بی ہندہ۔ معاویہ کی مادر مہربان کے بہت سے راز سربستہ کھولدئے۔ اوسمین سے چند اشعار ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ذیل مین لکھے جاتے ہین

اشرت بکاع وکان عادتھا
تو شہوت پرست اپنے نفس (امارہ) کی لونڈی تھی

لوما اذا کان اشرت مع الکفر
تیری عادت قابل ملامت تھی جسکو تو نے کفر کے ساتھ مول لیا تھا

لعن الالہ و زوجھا معھا
خدائے تعالے کی لعنت تجھپر ہو اور تیرے شوہر پر

ھند الھنود طویل البظر
اے ہندوؤن کی ہند۔ دراز شرمگاہ والی

اخرجت مرقصۃ الی احد
بروز احد تو ناچتی ہوئی نکلی اور اوس قوم کے سامنے

فی القوم مقتبۃ علی بکر
گئی جو تیری جوانی پر شدید الشوق ہو رہے تھے

بکر ثقال لاحراک بہ
تیرے لئے تیری جوانی بار (وبال) جان ہوگئی

لاعن معاتبۃ ولا زجر
جسکی وجہہ سے تو خطاب و عتاب اور لعن طعن سے آزاد نہین ہوسکتی

وعصالۃ استلت تتیقن بھا
تیری بدکاریان ایسی مستقل ہین کہ ہر شخص کو اوسکا یقین ہو جاتا ہے

دق العجابۃ عاری الفھر
اور تونے (شرم کی گرد تک بھی) اپنی پیدا کردی ہو اور فرش کے لئے باعث عار ہے

قرحت عجیزتھا ومسرحھا
تیرے چوتڑ۔ تیری چراگاہ (شرمگاہ) اور تیرا فرش سب شگفتہ اور

من نقرھا فضا علی القھر
پارہ پارہ ہین اور یہ سب تیری بدکاریون کی نشانیان ہین

زعم الولائد انھا ولدت
ابنائے زمانہ دعوے سے کہتے ہین کہ تو نے جو چھوٹا بچہ جنا ہے

ولدا صغیرا کان من عھر
وہ حقیقتاً زنا سے ہے۔ یعنی زنازادہ ہے

(دیوان حسان ابن ثابت انصاری مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱)

اس اخر شعر کی تصدیق خود معویہ کی زبانی بہت جلد سلسلہ بیان مین اتی ہے۔

حسب و نسب معویہ ابن ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف۔ اس اعتبار و شمار سے یہ سلسلہ بظاہر عبدمناف پر پہونچکر خانوادۂ ہاشمی سے ملجاتا ہے لیکن ع حقیقت تیری اے ننگ عرب کچھہ اور کہتی ہے فاضل معاصر۔ صاحب تاریخ معاویہ اسکی تفصیل مین تحریر فرماتے ہین۔

اور اگر علامہ سبط ابن جوزی کی تحریر پر بنا کی جاوے تو پھر یہ ایک ہی پشت اگے عبدالمطلب سے مل جاتے ہین اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ یزید نے بزمانہ ولیعہدی امیر معویہ کے سامنے اسحق ابن طلحہ سے مذاق کیا کہ

تمہارے لئے تمام بنی حرب کا جنتی ہونا بہتر ہے (اسلیئے کہ اسکے مادری خاندان کی کوئی عورت بعض بنی حرب کی ستہم تھی)
اسحق نے بھی ترکی بترکی جوابدیا کہ تمہارے واسطے یہی بہتر ہوگا کہ جب کل بنی عباس جنت مین داخل ہو جائین ولیعہد صاحب
ایک الھڑ مزاج کے شہزادے تہے۔ اوسوقت تک (قتل کربلا کے جواز کا فتوے دیگر) مجتہد بھی نہین ہوئے تھے۔ اسحاق کی تعریض
کو نہین سمجھے۔ مگر معویہ صاحب گرم و سرد زمانہ چشیدہ۔ جنگ احزاب دیدہ۔ سمجھکر خاموش ہو رہے۔ جب اسحاق اوٹھ کر
چلے گئے تو یزید کو ڈانٹا۔ باپ بیٹے کی گفتگو بطور مکالمہ حسب ذیل ہے۔

معویہ - بے سمجھے بوجھے کسی سے گالی گلوج کیوں کرکے موںھ کی کھاتے ہو

یزید - مین نے تو اسحاق پر طعن کی تھی۔

معویہ - اوس نے بھی اوسیطرح دندان شکن چوٹ کی

یزید - یہ بھلا کیونکر

معویہ - اما علمت ان بعض قریش فی الجاھلیۃ یزعمون انی للعباس - کیا تو نہین جانتا کہ بعض
قریش جاہلیت مین گمان کرتے تھے کہ مین عباس کے نطفہ سے ہون۔ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۵۰

کسی کو زعم ہے مسکن کا یا وطن پہ دعوے ہین خدا رکھے انھین اپنے حرامی پن پہ دعوے ہیں

اور آگے چلیئے۔ فاضل معاصر لکھتے ہین۔

قدیم سلسلہ کے مطابق ابولہب (ابن عبد المطلب) معاویہ کا پھوپھا تھا۔ ایکروز عقیل ابن ابیطالب معویہ کے دربار مین گئے۔ معویہ نے ارکین خلافت سے خطاب کرکے انھین سنا کر کہا کہ آپ ہی کا نام عقیل ہے۔ آپ ہی کے چچا ابولہب تھے۔ عقیل (کب چپ رہنے والے تھے) کہنے لگے۔ حاضرین! آپ ہی کا نام معویہ ہے آپ ہی کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھین۔ پھر معویہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب دوزخ مین جانا تو ذرا بائین طرف دیکھ لینا۔ ہمارے چچا تمہاری پھوپھی کو فرش بنائے ہون گے اور یہ بھی غور کرلینا کہ فاعل بہتر ہے یا مفعول۔
ثمرۃ الاوراق

بنی ہاشم سے بڑا ناز
ہمنسبی پر بیجا ناز

بڑا ناز بنی ہاشم سے الحاق و اتصال پر ہے۔ مروان یا بنی امیہ کا زعم تقابلہ و مفاخرہ یہین تک ہو پہنچکر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقابلت او رمفاخرت اپنے سے بہتر کے اتحاد و اتصال پر کیجاتی ہے یہ امر تمام دنیا کے تمام تمدن اور معاشرت کا مسلمہ ہے۔ اس بنا پر جبتک بنی ہاشم کی ترجیح بالمرجح بنی امیہ اور مروان کی انکھو نمین قائم ہے اوسوقت تک ادنکے توصل و توسل پر مفاخرت کے دعوے کیسے صحیح ہو سکتے ہیں۔ بہر حال۔ اگر بفرض محال۔ تھوڑی دیر تک یہ توسل و توصل مان بھی لیا جاوے۔ تاہم فیمابین کفر و نفاق کی وہ ناقابل عبور خلیج حائل ہے کہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ فریقین مل کر مساوات و ہمسری پر جمع ہو نہین سکتا۔

خداے سبحانہ تعالی نے خود بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ سے ملقب کرکے اور بنی ہاشم کو شجرہ طیبہ کے خطاب مشرف فرما کے جانبین کی فرق مابہ الامتیاز کو صاف صاف بتلا دیا ہے۔ ایسی نص صریح کے بعد پھر قدیم توسل کا دفتر پارینہ کا پیش کرنا سعی بیکار ہے مروان پر موقوف نہین معاویہ صاحب نے خود بھی اس زعم باطل کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو

کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا۔ اونکر اس خط کا جو جواب دار الامارۃ کوفہ سے لکھا گیا تھا اوسکی عبارت کا ترجمہ یہہ ہے۔

اے معویہ۔ تو جو کہتا ہی کہ ہم تم بنی عبد مناف ہین۔ اسلئے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین۔ ایسا نہین ہی (یعنی تو جھوٹ نہین کہتا ہی) حقیقت مین نہ امیہ ہاشم کے برابر تھا نہ عبد المطلب کے برابر حرب تھا۔ نہ ابوطالب کے برابر ابوسفیان تھا (نہ ہمارے برابر تو ہے) نہ طلیق اور مہاجر برابر ہو سکتے ہین۔ ہمارے ہاتھ مین نبوت کا فضل و شرف ہی جسکی وجہہ سے ہم نے تیرے بڑے بڑے معزز لوگون کو قتل کیا ہی۔ جس سے تیرے چھوٹون کا سر نیچا ہو گیا ہی۔ اخبار الطوال مطبوعہ مطبع سعادت مصر ص ۱۹۰

معویہ کی ولدیت انساب عرب کی کتابون مین مشکوک ہی

علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین

کان ابو سفیان ذمیما قصیرا وکان الصبّاح عسیفا لابی سفیان شابا وسیما فدعته ہند الی نفسہا

ابوسفیان سوکھے پاکھے پست قد آدمی تھے اور صباح ابوسفیان کا مزدور موٹا تازہ جوان خوشرو تھا۔ اس وجہ سے ہند کی طبیعت اوس پر مائل تھی

علامہ سبط ابن جوزی ایک دوسری فہرست دیتے ہین۔

وکان عمّارۃ ومسافر وعباس من احباب ابو سفیان متہم بالہند فامّا عمارہ بن الولید فکان من اجمل رجالات قریش

عمارہ۔ مسافر اور عباس۔ ابوسفیان کے احباب ہند کے ساتھ متہم تھے اور انمین عمارہ ابن الولید تمام قریشیون مین سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ تذکرہ

پھر علامہ موصوف اسی کے متعلق ایک اور ضمیمہ کا اضافہ فرماتے ہین۔

وکانت ہند من المغتلمات وکانت تمیل الی السّودان من الرّجال فکانت اذا ولدت ولدا اسود اقتلتہ.

ہند مغتلمہ (لونڈے باز) تھین اور اگرچہ کالے مردون (سنولیا) کی طرف انکا میلان طبع تھا۔ لیکن انکے پیٹ سے اگر کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ گلا گھونٹ کر اوسکو مار ڈالتی تھین۔

چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی اسکی حقیقت اور شہرت کے ثبوت مین لکھتے ہین

قال الشعبی قد اشار رسول اللہ صلعم الی ہند یوم فتح مکہ لیشی من ہذا فانہا جاءت تبایعہ و کان قد اہدر دمہا فقالت علی ما ابایعک فقال علی ان لا یزنین فقالت ہل تزنی الحرۃ فعرفہا رسول اللہ صلعم فنظر الی عمر تبسمہ۔

شعبی نے کہا ہی کہ بروز فتح مکہ جب ہند بیعت کے لئے آئی تو رسولخدا صلعم نے (ا) ہمر کیطرف اشارہ کیا اور (پہلے) اوسکا خون مباح کر چکے تھے (کہ جو شخص ہندہ کو جسجگہہ پاوے قتل کر ڈالے) پس ہند نے کہا کہ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کرین۔ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اب نہ زنا کرنا۔ ہند نے کہا کہین آزاد عورتین بھی زنا کرتی ہین۔ رسولخدا صلعم نے ہند کو پہچان کر حضرت عمر کیطرف دیکھا (کہ اسکی دیدہ دلیری پر نظر کرو) وہ ہنسنے لگے۔

امام فخر الدین رازی کی تحقیق ہے

فضحک عمر رضی اللہ عنہ حتی استلقی

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے

تفسیر کبیر جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۹۳

الغرض۔ حضرت سلامت (امیر معویہ صاحب) ان صُورِ مختلفہ کی ترکیب مجموعی تھے اور اسی وجہ سے آپ کو خیریت سے اپنی خوبصورتی کا بھی دعوےٰ تھا۔

معویہ اور شریک اعور رئیس بصرہ

ایک دن شریک اعور رئیس بصرہ سے اپنی خوشجمالی کا اظہار کرتے ہوے کہنے لگے کہ تو بدصورت ہے اور مین خوبصورت ہون۔ خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے۔ تیرا نام شریک ہے۔ اور خدا کا کوئی شریک نہین۔ تیرے باپ کا نام اعور ہے اور اعور کانے کو کہتے ہین اور کانے سے دونو انکھون والا بہتر ہے۔ تو پھر تو کیونکر اپنی قوم کا سردار ہوگیا۔

شریک چپ رہجانیوالا آدمی نہین تھا۔ بولا جی ہان۔ اپ کا نام معویہ ہے اور معویہ اوس کُتّیے کو کہتے ہین جو عوعو کر کے کتون کو اپنے پاس بلاتی ہے۔ تیرے باپ کا نام صخر ہے۔ صخر کہتے ہین پتھریلی زمین کو اور سہل یعنی نرم زمین بہتر ہے پتھریلی زمین سے۔ تیرے دادا کا نام حرب ہے۔ حرب کہتے ہین لڑائی کو۔ اور سلم یعنی صلح بہتر ہے لڑائی سے۔ اور تو امیّہ کے خاندان سے ہے اور امیّہ (امۃ کم کنیز کی تصغیر ہے۔ پھر تو کیونکر ہم سب کا سردار ہوگیا۔ مستطرف مطبوعہ مصر ص۲۔

بچپن

معویہ کے بچپن کے حالات پر بالکل پردہ ہے۔ قرینۂ غالب یہ بتلاتا ہے کہ اصلیت وہی بنی امیہ۔ فطرت وہی بنی امیہ۔ طبیعت وہی بنی امیہ اور صحبت و تربیت وہی بنی امیہ۔ تو پھر اس فضا مین تعلیم و تربیت بھی وہی ثابت ہوتی ہے جو علی العموم بنی امیہ کی ہوا کرتی ہے۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

دنیاے اسلام نے ایکبار بچپن مین انکی صورت دیکھی تھی۔ وہ غریب خبیب کے صلیب دئے جانیکا موقع تھا۔ انکو بھی انکے باپ تماشہ دکھانے لاے تھے اور دعاے خبیب کے خوف سے انکے باپ نے رسم جہالت کے مطابق انکو زمین پر اوندھا لٹا رکھا تھا اسلیئے کہ ان پر دعا کا اثر نہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے بار غزوہ خندق مین باپ کے ساتھ ذرا سا دکھلائی دیتے تھے۔ پھر غائب۔

اسلام کیساتھ ابتدا ہی سے متنفر تھا

اسلام سے آپ بھی ویسے ہی متنفر تھے جیسے اپکے باپ۔ اور کیونکر نہوتے۔ فطرت وہی۔ طبیعت وہی صحبت وہی اور تربیت وہی۔ بلکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ سے انکی نفرت اسلام کہین زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ ظہور اسلام کے بعد انکے باپ نے نفرت و کراہت اسلام کی وجہہ سے سکونت مکہ کو ترک نہین کیا۔ لیکن صاحبزادے (معویہ) اپنی غایت نفرت کے سبب سے اسلام کا ذکر تک سننا نہین چاہتے تھے بلکہ اکثر کفار مکہ۔ مثلاً کعب بن زہیر۔ وحشی۔ عکرمہ بن ابوجہل وغیرہم کیطرح بیرونی علاقجات اور دور دراز مقامات مین چلے گئے تھے۔ علامہ سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق معویہ یمن مین چلے گئے تھے۔ اور فتح مکہ کے زمانہ تک وہان گوشہ گیر رہے

باپ کو مسلمان ہونے پر ڈانٹنا

معویہ نے یمن ہی مین باپ کے مسلمان ہونیکا حال سُنا تو باپ کو دور سے ڈانٹ بتلائی کہ اسلام لاکر اپنے آپ کو فضیحت نکرو اور یہ شعر اپنے خط مین اپنے باپ کو لکھ بھیجا

یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا	بعد الذین ببدر اصبحوا
اے صخر (ابوسفیان) تم بخوشی اسلام لاکر ہمکو رسوا نکرو	بعد اونکے جو بدر کی لڑائیمین مسلمانونکے ہاتھون سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گئے
مزقا لا ترکنن الی امر تقلدنا	والراقصات بنعمان به الخرقا
تم ہرگز ایسی بات کیطرف توجہ نکرو جس سے ہم تو تمہی گلے پڑے	قسم ہے ہمکو اون ناقون کی جو وادی النعمان مین ناچتے اور پھرتے ہین

مگر مکہ فتح ہو ہی چکا تھا۔ باپ مسلمان ہو ہی چکے تھے۔ ماں بھی اسلام کی گرفت میں آ ہی چکی تھین۔ اب یہ جاتے تو کہاں گھر والون سے علیحدہ ہوتے ہین تو نہ گھر کے رہتے ہین ہین نہ گھاٹ کے بالآخر انکا بنیا سود اکرے۔ یہ بھی باپ کے ساتھ مجبوری اور محض خوف جان سے مسلمان ہوئے تھے اور مولفۃ القلوب مین داخل انکے اسلام کا آخر مین یہ معیار طیار ہوا۔

روی عن الشافعی انہ اسرالی الربیع انہ — امام شافعی نے اپنے شاگرد سے بطور وصیت کہا

لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ وھم معویۃ — کہ صحابہ میں سے چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں۔ معاویہ۔

وعمر ابن العاص والمغیرہ وزیاد۔ — عمر عاص۔ مغیرہ اور زیاد (ابو الفدا)

ان کا خاتمہ اسلام امام طبری کے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

فقال النبی صلعم ان معویۃ فی تابوت نار — فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ معاویہ ایک آگ کے

فی نار منہا ینادی یاحنان ویامنان فیقال لہ — صندوق میں پست ترین طبقۂ جہنم میں ہے جہاں وہ

الان وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین — یاحنان یا منان چلایا کرے گا اُسے ندا دیجائیگی کہ یہ

سب تیرے اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہے جبکہ تو فساد پھیلانے والوں میں تھا۔

ہم نے اجمالاً معاویہ کے اسلام کی اجمالی داغ بیل دکھلادی ہے۔ تفصیل ہمارے انید سلسلہ بیان سے اپنے اپنے مقام ہوگی معاویہ جنگ خندق یا احزاب مین باپ کے ساتھ تھے اور مفرورین مین داخل۔ جنگ حنین مین گویا باپ ہی کے ایسے مسلمان تھے۔ لیکن تاہم باپ کے ردیف و ہمرکاب لشکر اسلام کے ساتھ تھے لیکن معرکہ جنگ کی ہوا بدلتے ہی یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ہوا ہوگئے اسوقت کے اوڑے اوڑے معرکہ طائف کو تصفیہ سے پندرہ دن بعد مقام جعرانہ مین غنیمت حنین کا حصہ لینے کو آدھمکے۔

سنہ ۹ ہجری سے مدینہ مین معویہ کیا تمام بنی اُمیہ کی آمد رفت شروع ہوئی باوجود اسکے کہ یہ لوگ اسلام ظاہری لائے تھے مگر سب کے دلون مین ابتک کفر و نفاق چھپا ہوا تھا طبری نے صاف نفظون مین لکھکر تبلادیا ہے۔

فتقول بالاسلام غیر منطوق علیہ — پھر بنی امیہ اور ابوسفیان وغیرہ اسلام لائے تو

واسرالکفر غیر مقلع منہ۔ — اوپر دل سے اور باطل مین کفر چھپائے رہے اس سے باز نہ رہے۔

اسی وجہہ سے مسلمان ہونے پر بھی۔ ابوسفیان۔ معویہ اور تمام بنی امیہ کو کسی اہل اسلام نے کبھی عزت ووقعت کی نگاہ سے نہین دیکھا۔ معاویہ کی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ مدینہ ہی مین موجود لیکن خدمت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین مدت تک رہ کر وہ اداب شناس رسالت اور معرف مراتب نبوت ہو چکی تھین۔ فتح مکہ سے چند روز پیشتر ابوسفیان عہد نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ مین آئے ہوئے تھے۔ بیٹی (ام حبیبہ) کے یہان مہمان ہونا چاہتے تھے مگر بیٹی نے یہ کہکر باپ کو اپنے فرش پر بھی بیٹھنے نہ دیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے اور تم نجس العین کافر ہو یہ بھی اکڑ مین یہ کہتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ بٹکی۔ یہان اکر تیرے مزاج مین شر آگیا ہے۔ ابوسفیان کی اُدلٹی سمجھہ تھی۔ شر کسیا۔ یہان آکر وہ توسراپا خیر ہوگئین ہین۔ جب باپ کی بیٹی نے —

کوئی قدر نہین کی تو بہن بھائی کو کیا چیز سمجھتی - اس بنا پر قیام مدینہ کی مدت مین بھی ہمکو کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا - جس سے بھائی بہن مین کوئی رسم دراہ یا اتحاد پایا جاتا ہو

خدمت رسول مین معویہ کی ذاتی وقعت

خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین جو کچھہ رسوخ انکو حاصل تھا یا شہنشاہ رسالت کی نگاہون مین جو انکی ذاتی وقعت تھی اور مقدار و حیثیت - وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے -

وائل ابن حجر - قبائل یمن کے مشہور سردار انحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوئے - آپ نے اونکا بڑا اکرام کیا - جب اونکو رخصت فرمانے لگے تو غایت اخلاق و مہمان نوازی سے معویہ کو ہمراہ کر دیا کہ اونکو حد حرخیص تک پہونچا دیے - چنانچہ یہہ پیدل چلے اور وائل اپنے اونٹ پر سوار - انکو وائل کی رکاب مین پیدل ہو نلیسے - ادمی کیجگہہ اونٹ کی چال چلنا ہوا نتیجہ یہہ ہوا کہ دوڑتے دوڑتے پاون تھک گئے - تلوؤن مین چھالے پڑ گئے - اخرکار عاجز اگر وائل سے کہنے لگے کہ مجھے بھی اپنے اونٹ پر بٹھا لیجئے - وائل نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا -"

امش فی ظل ناقتی کفاک بہ شرف | میری ناقہ کی دُم کے پیچھے چلا آ - تیرے لیئے یہی شرافت کافی ہے - ترجمہ ابن خلدون الہ آباد ص ۳۵

معویہ اور خدمات رسول صلعم

دو برس کی برائے نام اور ظاہری حاضری مین انکی کوئی خدمت قابل ذکر نہین ہے - ایک "کتابت" کی خدمت بڑی نقاشی اور قلمکاری کے بعد بتلائی جاتی ہے - جسکی حقیقت بہت جلد معلوم ہوتی ہے - لیکن ان تفاصیل سے پہلے خدمت او متابعت رسول مین انکی خوش عقیدگی او خلوص کی اجمالی کیفیت اس واقعہ سے پہلے ذہن نشین کر لیجائے

رسول صلعم کی دعائے خیر

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی ضرورت سے انحضرت صلعم نے معویہ کو طلب کرنا چاہا - مین سامنے حاضر تھا - مجھی کو بلا لانیکا حکم دیا - مین فوراً انکے پاس گیا - انھون نے کہا جا کر کہدو کھانا کھاتے ہین - ابن عباس نے اکر بجنسہ وہی الفاظ خدمت رسالت مین عرض کر دئے - انحضرت صلعم نے نہایت عتاب آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ - خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے

کتابت کی حقیقت

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث معویہ کے متعلق صحیح نہین ہے حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھدیا ہے کہ رسولخدا صلعم کے کاتبو نمین معاویہ بہت خوشخط تھا - لیکن مدائنی کی تحقیق مین زید بن ثابت کاتب وحی تھے - نقل حدیث مین حافظ ابو نعیم سے مدائنی کا پلہ بھاری ہے - لیکن - تاہم دونون کو مسامحہ ہوا ہے - معویہ اور زید مین سے کوئی بھی کاتب وحی نہین تھا - وحی کو لکھنے والے اور بزرگوار تھے -

اگر بفرض محال کتابت وحی ثابت بھی ہوتی - تاہم معویہ کو اس سے کوئی فضیلت خاص حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ ان سے قبل عبداللہ بن ابی سرح سا کافر و منافق بھی - جسکا خون بروز فتح ہدر فرمایا گیا تھا - کاتب وحی رہچکا ہے - اور مروان سا طلیق و طرید رسول صلعم بھی یہہ خدمت کر چکا ہے - معویہ کی کتابت محض دھوکا ہے - زید کی کتابت کی حقیقت یہہ ہے -

زید کی کتابت کی حقیقت

زید بن ثابت کی کتابت وحی بھی غلط فہمی ہے - اسلئے کہ نزول رسالت کے وقت مدینہ مین یہہ بالکل بچہ تھے - یہودی جو خیبر سے قید ہو کر آئے تھے وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اونکی دیت یہ قرار دی گئی کہ وہ مہاجر و انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا سکھلا دین - انھین تعلیم پانے والے بچون مین زید بھی تھے - نزول مدینہ کے وقت سے

لیکر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک انکا سن بمشکل دس بارہ برس کا ہوگا - اس عمر مین کتابت وحی کی ذمہ داری کیسی انکے سپرد کیجا سکتی تھی - انکی کتابت وحی کی نسبت جو غلط فہمی واقع ہوئی ہی وہ خلافت اوّل کے زمانہ مین جمع قران کی ضرورت سے انکی نقل قران کی خدمت ہی - جیساکہ کنز العمّال کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے -

جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قران مجید بموافق تنزیل کی جمع کر کے لے آیے کہ اسکو بلاد اسلامیہ مین شایع کردو تو حضرت ابوبکر وعمر نے فرمایا کہ لیجاو ہمکو اسکی ضرورت نہین ہی کیونکہ قران سب کو یاد ہے - مگر یمامہ کی لڑائی مین جب بہت سے حافظ قران مارے گئے تو لوگون نے کہاکہ قران جمع کر کے لکھوالو نہین تو ضایع ہو جاے گا - تب حضرت ابوبکر وعمر نے زید بن ثابت سے کہاکہ قران جمع کرو - اوسوقت بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے نہین کہاکہ جو قران تم جمع کر کے لائے تھے - دیدو - اب اوسکی ضرورت ہی - زید کو خود پورا قران یاد نہین تھا - لوگون سے پونچھ پونچھ کے لکھ لیتے تھے یا لکھوالیتے تھے - حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود سا مشہور حافظ قران صحابی زندہ موجود تھا جسنے خود رسول صلعم سے سنکر اور سنا سنا کر قران جمع کیا تھا اور جمع کرنیکے بعد بھی پڑھکر اپ کو سنا دیا تھا یہانتک کہ آخر آیت آپ کو پڑھکر سنادی تھی - لیکن باوجود اتنے اعتماد واستناد کے بھی قران کی تجمیع وتدوین مین انسے کوئی مدد نہین لیگئی خسرو رموز مملکت خویش خسروان دانند - لیکن علم القران کے ماہرین کو خلافت کی اس فروگذاشت پر ہمیشہ افسوس رہا کیا - چنانچہ علامہ ابن سیرین کا یہہ قول آجتک زبانون پر مشہور ہے اور کتابون مین لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اگر جمع کیا ہوا قران اسوقت موجود ہوتا تو اوس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے

بہرحال کتابت وحی بھی ثابت نہین - اگر ہو بھی تو بقول حکیم سنائی غزنوی ؎

ور نوشت او خطے ز بہر رسولؐ

از خط وخال اعتبارے نیست

عہد رسالت مین معویہ کو کوئی عہدہ نہین ملا

عہد رسالت مین یہی ایک خدمت معویہ کے متعلق تبلائی جاتی ہی - وہ بھی ثابت نہین ہوتی اسکے علاوہ انکے متعلق کسی غزوہ یا سریہ کے فوجی خدمات معلوم ہوتے ہین اور نہ ملکی انتظامات تعلیم وتبلیغ دین کی خدمتون کے لئے تو معویہ سرے سے نا قابل تھے - اسلیئے کہ مولفۃ القلوب مین داخل اور مذبذبین بین ذالک مین شامل ہونیکی وجہہ سے ان مناصب تعلیمی پر انکا تعین تو ؎ او خویشتن گم است کرا رہبری کند - کا ہم مطلب ہوتا ہان تالیف قلوب کی غرض خاص سے انکے باپ ابوسفیان کو دربار رسالت سے زکواۃ وصدقات کی وصولی کی خدمت ملی تھی

کسی غزوہ مین یہہ شریک نہین تھے

فتح مکہ کے بعد تین غزوات - حنین - طائف اور تبوک - انکے اسلام ظاہری اور خاص موجودگی مین واقع ہوے - مگر کسی مین بھی انکی شرکت ثابت نہین ہوتی - انحضرت صلعم کا آخری سفر حجۃ الوداع تھا - اوسکی فہرست رفقا مین بھی انکا نام پایا نہین جاتا - یہہ واقعات پورے طور سے متبلا رہے ہین کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ وآلہ السلام کی نگاہ مین یہہ کسی خدمت ومنصب کے لائق نہین تھے - ان پر موقوف نہین ہم تو تمام بنی امیہ مین کسی شخص کی نسبت بھی کسی خدمت ومنصب کا تعلق نہین پاتے - ایام رسالت کے ڈہائی برس انکو اسی عالم کس مپرسی مین گذر گیے -

نظام خلافت — جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وفات کے بعد خلافت بنی امیہ کی تنظیم بالاجماع کا انتظام ہوا اور اسی انتظام سے بنی امیہ کے قوم کی تنظیم ہوگئی - اور حقیقتاً بدیہیٔ خلافت سے عمداً اور حضرت عمر کے ایسے پولیٹیکل دماغ رکھنے والے آدمی سے خصوصاً ایسی ناقابل اصلاح سیاسی غلطی عمل مین آئی جس نے اسلامی اتحاد کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب سے حضرت عمر کی فطرتی مخالفت اور خلقی - نفرت اس کا باعث ہوئی علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید کے ترجمۂ عبارت سے ہماری اس بیان پر حقیقت کی پوری روشنی پڑتی ہے :-

واپس ہونے لگے تو راستہ مین کسی سے رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کی خبر لی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ابوبکر خلیفہ ہوے - کہا کہ علی و عباس کیا کرتے ہین اس نے کہا کہ بیٹھے ہین - ابوسفیان نے کہا کہ اگر خدا کی قسم مین اونکی مدد کے لئے زندہ رہا تو انکی پشت و پناہی ضرور کرونگا - پھر کہا کہ مین (اپنے دل مین) ایک غبار (یا غیرت) رکھتا ہون جسے بجز خون کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا - اور جب مدینہ مین پہونچے تو تمام گلی کوچون مین گشت لگاتے ہوے یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے -

بنی هاشم لا تطمع الناس فيكم — ولا سيّما تيم بن مرة او عدی

اے بنی ہاشم تمہاری موجودگی مین کسیکو (امر خلافت کا) لالچ نہونا چاہیے — خصوصاً بنی تیم بن مرّہ (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کو

فلا الامر الا فيكم و اليكم — وليس لها الا ابو الحسن

خلافت تمہارے لیے ہے اور تم خلافت کے لیے — اور اسکے لیے کوئی زیبا نہین ہے مگر ابوالحسن (علی)

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ابوسفیان آگیا - یہ بڑا فسادی اور شریر آدمی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بھی اسکی تالیف فرمایا کرتے تھے - اسکے پاس جو کچھ صدقہ کا مال ہے (اگرچہ سب مسلمانون کا مال ہے) اسکے واسطے چھوڑ دو - ابوبکر نے ایسا ہی کیا بس (پھر کیا تھا) ابوسفیان صاحب راضی ہوگئے اور بیعت کرلی -

پھر اسی کتاب عقد الفرید مین آگے چلکر لکھا ہے -

یہی مضمون امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ معویہ کو لکھا تہا کہ جب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے وفات پائی تو تیرا باپ میرے پاس آیا اور کہا کہ ہاتھ بڑھاو ہم بیعت کرین کیونکہ تم سب سے بڑھ کر اس امر (خلافت) کے حقدار ہو - فكنت انا الذى ابيت عليه مگر ہمین ایسے تھے کہ ہم نے اُس کے مونہہ پر انکار کر دیا - فخافة الفرقة بين المسلمين لقرب عهد الناس بالكفر اس خوف سے کہ مسلمانون مین تفرقہ پڑ جائے گا اور یہ خوف اسلئے تہا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہین عقد الفرید جلد دوم ص ۲۸۰ مصر - اسی مضمون کو مگر مختصر الفاظ مین صاحب روضۃ الصفا نے یون لکہا ہے -

صدیق و فاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان مخالفت دارد — جب ابوبکر و عمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت پر طیار ہے

پسر او یزید را بامارت شام نزید دادند ابوسفیان کہ — تو اوسکے بیٹے یزید کو ملک شام کی امارت دیدی اور ابوسفیان نے کہ یہ معلوم

این معلوم کرد ترک منازعت۔ و مخالفت نمودہ مطیع و منقاد گشت — اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم کر کے مخالفت ترک کر دی اور اونکا محکوم و تابع ہو گیا (روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۲۲ لکھنؤ)

یزید کی تعین پر صحابہ کا اعتراض

عجیب اتفاق ہے۔ دو برسوں کے بعد ہی ادہر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی ادہر یزید ابن ابوسفیان بھی شام میں دنیا سے چل بسے اور لطف تو یہ ہے کہ بغیر استرضا تمام مزاج خلیفہ وقت معویہ ابن ابوسفیان اپنی بھائی کو اپنا وصی کر گئے۔

اسیطرح حضرت ابوبکر بھی بغیر اجماع و شوریٰ اصحابہ حضرت عمر کو سند خلافت دیکر راہی عدم ہوئے گئے حضرت عمر نے حالات کی مساوات اور بنی ہاشم کی تضعیف قوت والی اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یزید کے معاملہ وصیت اور معویہ مسلہ امارت شام میں کچھ عذر نہیں کیا اور معویہ کو یزید کی جگہ پر اپنی سند جدید دیکر بحال کر دیا۔

یزید ہی کے تعین کے وقت صحابہ نے فاضل و مفضول کا اعتراض کر دیا تھا اور بتلا دیا تہا کہ یزید ابن ابوسفیان کے مقرر کرنے سے صحابہ سابقین کی جو تمام اوصاف میں اوس سے زیادہ موصوف ہیں پوری حق تلفی ہوئی۔ اور یزید کو انہیں بلا سبب ترجیح بالمرجح حاصل ہو گئی۔ پھر معویہ کی بحالی کے موقع پر بہی سوال اوٹھا۔ لیکن حضرت عمر نے اپنے سیاسی اجتہاد کی پوری قوت سے کام لیا اور کسی کی کچھ نہ سنی حضرت عمر اپنی ایسی کر گئے ارخباب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث صحیح کتب صحیح میں لکھی ہی رہ گئی۔

ومن استعمل عاملا من المسلمین	اور اگر کوئی خلیفہ کسی ایسے عامل کو مقرر کرے اور اوسکو
وھو یعلم ان فیھم اولی بذلك منہ واعلم	یہ علم ہو کہ اس شخص مقرر کردہ سے بہتر اور لوگ بھی موجود ہیں
بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ فقد خان	جو اوس سے کتاب خدا و سنت (حدیث) رسول کے بہتر
اللہ ورسولہ وجمیع المومنین۔	جاننے والے ہیں تو اوس نے (ایسے شخص کی تقرری میں)
	خدا و رسول اور جملہ مومنین کی خیانت کی۔

حضرت عمر اور معویہ چاہے کتنی ہی احسان کئے جاویں۔ کیسے بڑے ایثار عمل لائے جائیں اکین حن کج فطرتوں کے ساتھ یہ محاسن سلوک روا رکھے گئے لیکن اونکی نگاہوں میں سب خاک ہیں اونکی خود غرضی کے آگے نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نکوئی عزت و وقعت اونکی ابن الوقتی اونکی قابو پرستی اوسیوقت تک مجبور ہے جب تک کہ اونکا کام نہیں نکلتا۔ مطلب نکلجانیکے بعد اور کام چل جانے پر کسی کا احسان و ایثار اونکی حافظہ کی کمزوری یاد نہیں رکھتی۔ اور نہ وہ اسکے یاد رکھنے کو اپنا اخلاقی قرض سمجھتے ہیں۔ ماموریت کے بعد یہی کیفیت حضرت عمر اور معاویہ کی ہوئی ولایت شام کا خود مختارانہ چارج ملجانے کے بعد وہ با خوف خلیفہ و خلافت محض آزادانہ طور پر ملک و رعایا کا انتظام کرنے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کا محض آزادانہ اور خود مختارانہ نظم اور قواعد کے حدود میں نہیں اسکتا۔ حضرت عمر کو انکی یہ مطلق العنانی بری معلوم ہوئی اور انھوں نے چند بار اونکو اونکی زیادتیوں کو لئے سرزنش بھی کی اور چشم نمائی بھی فرمائی۔ مگر یہ کب سننے والے تھے مطلق العنانی کی شان میں اپنے دلی نعمت ہی سے بگڑ بیٹھنے لگے اخر بار بار شقہ خلافت کے جواب میں لکھ بھیجا یا عمر واللہ قد بلغنی اذاك ھھنا و بالشام (اصابہ ابن حجر) (ترجمہ) اے عمر ہم شام میں بھی سنتے تھے اور یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ تم ہمکو تکلیف پر تکلیف دیتے ہو" (اصابہ ابن حجر ص ۴۳۳ مصر)

حضرت عمر بھی اپنے نام کے تھے اور بڑی گہری پالیسی کے بزرگ - الکایہ گستاخانہ اور بےادبانہ جواب پڑھکر او سوقت تو خموش ہوگئے - لیکن ایک دوسرے موقع پر جب یہہ دربار خلافت مین حاضر ہوے تو عبا ہے ریشمی پہنے کے خفیف جرم مین انکو بھرے دربار کے سامنے اتنے کوڑے لگوائے کہ دوائی دیتے دیتے اور معافی مانگتے مانگتے انکی زبان مین کانٹے پڑ گئے ابن حجر کے ایسے موید معویہ سے بھی انکے ایسے پٹنے جانے کا واقعہ نہ چھپایا جا سکا گیا سخنی باشد نہان رازی کزو سازند محفلها اخرکار تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ مین لکھہ ہی دیا

دخل معویہ علی عمر ابن خطاب وعلیہ حلۃ خضراء فنظر الیہ الصحابہ فلما رای ذلک عمر قام ومعہ الدرہ فجعل ضربا بمعویہ یقول یا اللہ یا اللہ یا امیر المومنین فیم فیم

معویہ عمر ابن خطاب کے پاس آیے - وہ حلہ سبز (ہری ریشمی عبا) پہنے ہوئے تھے اونکو اس لباس مین دیکھکر صحابہ حاضرین مین انکھین اوٹھنے لگین - جب عمر نے یہہ کیفیت دیکھی تو وہ اوٹھ کھڑے ہو گئے اور اونکے ہاتھ مین درہ تھا اور لگے اوس سے معویہ کو مارنے پھر تو معویہ لگے چلانے اللہ (کا واسطہ) اللہ کا واسطہ) اے امیر المومنین بس کیجیے - بس کیجیے -

حضرت عمر کا دور دورہ بھی اخر تھا - چل چلاو کا وقت تھا مصالح وقتی پر نظر کرکے خلیفہ عصر نے اس سے زیادہ انکی تادیب کو مناسب نہ سمجھا اور اینده موقع پر اوٹھا رکھا - مگر اجل موعود نے خود انکو اسکا موقع ندیا - اور بمصداق عَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ جن چیزون کو تم پسند کرتے ہو وہی تمہاری نفرت کا باعث ہوتا ہے جن بنی امیہ کی سرپرستی مین اپنی اپنی تمام کوشش تمام کردی اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی محرومی اور ناکامی کے لئے اپنے بعد امر خلافت کو کل چھہ ادمیون کی ایسی مجلس منتخبہ کے حوالہ فرمایا جو سوا ہے بنی امیہ کے (عثمان کے) کسی دوسرے کو نامزد نہ کر سکے - اب وہی بنی امیہ اسلام او خلافت اسلام اور تمام دینی و دنیاوی انتظام کے تباہ کن ثابت ہوے

خلافت عثمان کی بنیاد

حقیقت تو یہہ ہے کہ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - خدا خوب جانتا ہے جسکو تم لوگ نہین جانتے حضرت عمر سونچ گیا اور ہو گیا گیا - شورے کی اس مجلس منتخبہ سے حضرت عمر کا اصل مدعا بنی ہاشم کی محرومی تھی - لیکن عبد الرحمن ابن عوف کی فضول ترجیح نے بنی اُمیّہ کی فائدہ رسانی کا پورا موقع دیدیا اور حضرت علیؑ کو محروم رکھکر امر خلافت حضرت عثمان کو حوالہ کر دیا -

عبد الرحمن ابن عوف کی ندامت و پشیمانی

اخر مین عبد الرحمن نے بھی اپنی اس غلطی کے بری نتیجون کو اپنی انکھون سے مشاہدہ کر لیا اور پھر تو اسقدر شرمائے اور پچھتائے کہ خلیفہ عصر حضرت عثمان کا مونہہ دیکھنا چھوڑ دیا - یہانتک نفرت بڑھی کہ خلیفہ عثمان بستر موت پر عبد الرحمن کو دیکھنے گئے تو اونہون نے اُنھین دیکھکر انکی طرف سے مونھ پھیر لیا اور دوسری طرف کروٹ لے لی - مگر اب کیا ہو سکتا تھا - جسطرح حضرت عمر نے بنی امیہ کی تائید کرکے اخر مین ندامت اوٹھائی اوسی طرح عبد الرحمن کو بھی بنی امیہ کی اس ناحق طرفداری سے خجل اور پریشان ہونا پڑا - مگر نہ اب انکی ندامت سے کچھ ہونیوالا تھا اور نہ انکی خجالت سے - جسکی بننے والی تھی اوسکی بن گئی -

خلافت عثمان مین یا معویہ تھے یا مروان

نظم خلافت مین حضرت عثمان تو برائے بیت تھے - مدینہ مین جو کچھہ تھے

وہ مروان اور ہشام بن معویہ۔ ایک غیر مسلم یورپین محقق لکھتا ہے

جبتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ رہے آپ کی قوت سلطانی بھی ان بیوفاون (بنی امیہ) سے خائف رہی۔ انمین بہتون نے براے نام اسلام قبول کیا تہا۔ صرف اپنی ذاتی غرض سے۔ یا اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو مجاہدین اسلام فتوحات ملکی کے بعد دار الحکومت مین لاتے تہے۔ مگر انکی نفرت محمد صلعم کی امارت وحکومت سے کبھی کم نہوئی۔ شہوت پرست۔ بدکار۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات قائم رکھنے والے مذہب میں تو شامل ہونیکا دعوے رکھتے تھے۔ جس مذہب نے تقدیس اور اصول تہذیب (اخلاق) کی سخت تاکید کی تہی۔ مگر وہ دل سے (ابھی تک) بت پرست تہے۔ یہہ لوگ شروع زمانہ سے اس امارت وحکومت (اسلام) کے استیصال پر اور ان بزرگون کے برباد کردینے پر۔ جن پر اس امارت وحکومت کا دارومدار تھا ہمیشہ امادہ اور طیار رہتے تھے۔ (یہہ وہی بزرگ ہین) جسکی متابعت کی یہہ قسم کھا چکے ہین اور حلف اوٹھا چکے مین

جناب رسولخدا صلعم کے دو قائمقامون نے انکی حسد وکبر کو ایک حد خاص تک محدود کر رکھا تھا اور انکے مکر وفریب کی چالون کو ظاہر کردیا تہا۔ عثمان کی تخت نشینی اون فرقہ بندیون کے وجود کا باعث تہی اور اون خموش بنی امیہ کی بدکاریون کا ظہور تھی جس نے اسلامی دنیا کا دل توڑدیا اور اوسکے (اسلام) نہایت معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کردیا

عثمان کے دوران خلافت مین دونو خلفاے سابقین کے انتظام وتدبیر سے پوری مخالفت کی گئی۔ جنکی تقلید واقتدا کا (خلیفہ بنائے جانیکے وقت) عثمان اقرار کرچکے تہے۔ اصحاب معمرین پیغمبر صلعم اور بزرگان انصار جو ممالک اسلامی مین والیان ملک اور صاحبان اختیار بنائے گئے تھے معزول کردئے گئے۔ اونکی ذاتی لیاقتین اور اونکی خیرخواہانہ خدمتین فراموش کردی گئین۔ تمام معتبر اور پر منفعت خدمتین بنی امیہ نے لے لین۔ تمام صوبون کی صوبہ داریان انھین کو دیدی گئین۔ جنھون نے اپنے آپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر رکھا تہا۔ انکے ساتھ سلوک اور رفق ومدارا کرنیکے لئے بیت المال (اسلامی) خالی کردیا گیا۔

اسکے بعد کے واقعات کی نسبت جسے ہم تفریق اسلامی کے باب مین علحدہ بیان کرینگے لیکن اتنا لکھدینا یہان کافی ہوگا کہ انتظام ملکی کی بدنظمیان۔ تمام انکی کارروائیون سے غفلت اور اپنے اقربا واعزہ کے ساتھ سخت طرفداری اور عام شکایتون پر اوسکو (عثمان کے) انکار نے قدیم اصحاب رسول مین کیا تمام اہل اسلام مین ایک سخت بے چینی اور مخالفت پھیلا رکھی تہی اور یہہ مخالفت آخر مین بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی جسمین حضرت عثمان اپنی جان ہی کھو بیٹھے

خلافت عثمانی مین معویہ کی بدعنوانی

ہمکو حضرت عثمان کی خلافت کے تفصیلی حالات لکھنا منظور نہین ہے۔ ہم انکی خلافت سے صرف اونھین واقعات وحالات کو لکھینگے جو معویہ کی بدعنوانیون اور خود مختاریون کے کافی ثبوت ہین۔ اور جن سے معویہ کے سخت مظالم اور ایذا رسانیان ظاہر ہوتی ہین خصوصًا اون اصحاب کبار پر جو انکی بدعنوانی اور مطلق العنانی کو روکنا چاہئے تہے۔ انھیں امور کے ساتھ یہہ بھی معلوم کرلینا چاہئے کہ باوجود اتنی سرپرستی اور ایثار واحسان کے معویہ خود

حضرت عثمان کی براے نام خلافت کو اپنے حصول مقاصد کیلئے سخت مضر سمجھے تھے اور انکے ختم کردیئے جانے کے انتظار مین بیٹھے بیٹھے دن رات کاٹا کرتے تھے۔ حکومت عثمان کے دوران مین معاویہ کی بدعنوانیون کی کسی تصریح کی ضرورت نہین کیونکہ اصل مین ملک وسلطنت ہی انھین کی تھی۔ مشتے از خروارے حسب ذیل دو مثالین تاریخ اعثم کوفی کے اردو ترجمہ مطبوعہ دہلی سے لکھی جاتی ہین ۔

جزیرہ قبرس کی فتح کے بعد بہت سا مال ومتاع غنیمت مین دستیاب ہوا معویہ امیر لشکر تھے معویہ نے خلیفہ عصر کی اجازت کا بھی انتظار کیا اور وہ تمام مال غنیمت اپنی تجویز کے موافق اپنے مخصوصین لشکر پر تقسیم کردیا جہان مال غنیمت مین اور چیزین تھین وہان عورتین بھی اور بہت صاحب حسن وجمال۔ اس لشکر مین بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم بھی موجود تھے ۔ عبادہ بن صامت الانصاری۔ ابوالدرداء۔ صداد ابن ادس واثلہ ابن اصیع ابوامامہ الباہلی اور عبداللہ بن بشر المازنی وغیرھم لشکر کے دو چار سوار دراز گوشون پر سوار آئے۔ عبادہ ابن صامت نے انلوگون سے پوچھا کہ یہ دراز گوش کس کے ہین انھون نے کہا کہ ہمارے ہین۔ ہمکو ہمارے امیر لشکر معاویہ نے غنیمت مین دئیے ہین عبادہ نے کہا معاویہ ہرگز ان کی تقسیم کا مجاز نہین ہوسکتا ان لوگون نے یہ ماجرا معویہ سے کہا معویہ نے عبادہ کو بلاکر پوچھا تو انھون نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت اموال کی نسبت مجھے خوب یاد ہے کہ حنین کے فتح کے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو بغیر خمس نکالے اونٹ کا ایک بال بھی لینا حرام مطلق ہے اب معویہ خوش ہوے اور وہ تقسیم واپس لیکر عبادہ کے سپرد کردی مگر تاہم اون عورتون مین سے ایک کنیز جو سب سے زیادہ صاحب حسن وجمال تھی اپنے لئے علیحدہ کرلی اور عبادہ کو اسکی مطلق خبر نہ کی لیکن تقسیم کے بعد اہل اسلام نے آنکی اس راز کو بھی طشت از بام کردیا عبادہ نے اسکے لئے انھین سخت پکڑا تو انھون نے ہزار مجبوریون کی ساتھ اوس کنیز کو خلیفہ عثمان کے ساتھ پاس بھیجدیا خلیفہ صاحب بھی فریفتہ ہوگئے۔ لیکن اپنی بی بی نائلہ کے خوف سے اوس پر قادر ہو نہ سکے پھر اسکو معویہ کو عنایت کردیا۔ عطائے تو بلقائے تو

قبرس سے ملا ہوا ایک اور جزیرہ تھا جسکو روڈس کہتے ہین (جغرافیہ موجودہ مین بھی اسکا ابھی تک یہی نام ہے) وہ بھی اسی سلسلہ فوج کشی مین فتح ہوا۔ اموال غنیمت مین ایک سونے کی انگوٹھی بھی مسلمانون کو ہاتھ لگی۔ اوس پر یاقوت کا نہایت خوشنما اور بیش بہا یاقوت جڑا ہوا تھا معویہ اوس انگوٹھی کو دیکھکر بے اختیار ہوگئے۔ جو لوگ مبصّر تھے اونھین دکھایا اون لوگون نے اسکی قیمت بیس ہزار دینار لگائی۔ معاویہ نے وہ انگوٹھی پسند کرلی اور اپنے پاس رکھ لی اور باقیماندہ چیزین خلیفہ عصر کو بھیجدین۔ ترجمہ اعثم کوفی مطبوعہ دہلی از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱ ۔ صحابہ کرام کے ساتھ معویہ کی بدعنوانیاں اور خودمختاریان ان دونو مشاہد تاریخی سے) معویہ کی مظالم۔ ثابت ہوگئین ۔اب صحابہ کرام کو ساتھ ان کے محاسن سلوک بھی ملاخطہ فرمائین جاوین

حضرت ابوذر غفاریؓ کو ایذا رسانی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر اور سابق الایمان صحابی تھے وہ دنیاے اسلام کو بورے طور پر معلوم ہے وہ مدینہ سے شام مین چلے گئے تھے۔ حضرت ابوذرؓ وہ بزرگ ہین جنکی بہشتی ہونیکی شہادت خود مخبر صادق علیہ وآلہ السلام نے دی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ایک سادی روش کے بزرگ تھے فقر پسند قانع زاہد۔ عابد۔ متقی اور تارک الدنیا اوامر ونواہی کے سخت پابند فرائض وسنن کے بڑے جاننے والے یہ اونلوگون مین

شامل تھی۔ جنہین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے فیضان صحبت نے کامل طور سے اثر کیا تھا۔ ملک شام تو فی الحال معویہ کا اوسیطرح خالصہ ہو رہا تھا جسطرح مروان کا ممالک افریقہ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا زمانہ دیکھی۔ شریعت اسلامی کی یہہ خرابیان کیسے دیکھ سکتی تہی۔ عوام الناس کو اوامر و نواہی اسلام اور اوسکے متعلق ضروری احکام بتلانے لگے معویہ اپنی امارت مین انکی شرکت کیون قبول کرتا۔ معویہ نے عثمان کو لکھ بھیجا کہ انکو بلالیا جاوے۔ نہین تو اہل شام کو یہہ میری اور اپکی اطاعت سے منحرف کر دینگے۔ حضرت عثمان کوئی بات معویہ کے خلاف استمزاج کیسے کر سکتے فوراً حضرت ابوذر غفاریؓ کو شام سے مدینہ مین بلالیا اور پھر مدینہ سے ایک برہنہ پشت اونٹ پر سوار کرکے مقام ربذہ۔ جو حوالی مدینہ مین عراق جانیکے راستہ پر واقع تھا۔ یہہ خراب اور ویران ترین مقام تھا۔ جہان عسرت وافلاس اور حسرت و یاس کے خاص عالم مین اس جلیل القدر صحابی نے انتقال فرمایا۔ طبری جلد چہارم ص ۲۵۵ ابو الفداء ص ۱۰۱ ج ۱ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۱۹

صاحب روضۃ الاحباب ان واقعات کے متعلق حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین۔

و نیز پیوستہ کہ از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طریق امر معروف و نہی از منکر سلوک داشتہ بموجب قُلِ الحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا عمل نمودہ معویہ را از بعضی امور کہ لائق حکام نمیدانست منع مینمود و از رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد وے را یعنی بتنگ آمدہ از ابوذر رضی اللہ عنہ شکایت بامیر المومنین عثمان نوشت

یہہ بہی منقول ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ عمل رکہتے تھے اور سچ بولتے تہے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی تلخ ہو۔ اپنا الائحہ عمل بنا رکھا تھا معویہ کو اون کامون کے لئے جو انکے نزدیک حاکمون کے قابل نہین تھے منع کیا کرتے تہے اور حق کہنے مین کسی سے نہین ڈرتے تہے معویہ کو انکا یہہ طریقہ عمل پسند نہ آیا اور ابوذرؓ کی شکایت عثمان کو لکھ بھیجی۔

ہم اپنی موجودہ ضرورت بیان کیلئے یہان بہی ایک واقعہ لکہتے ہین اسلئے کہ عنوان بیان ہمارا حضرت عثمان کی خلافت مین معویہ کی بدعنوانیون کے بیان تک محدود تھا۔ ایک ایسے عظیم المراتب صحابی کے ساتھ انکا یہی ایک جابرانہ حسن سلوک اور حکیمانہ طرز عمل الکہکر حضرت عثمان کے وقت مین انکی بدعنوانیون کی بحث کو تمام کرتے ہین۔ اور انکے اینده طرز سلوک جو زمانہ حکومت خاص مین دوسرے صحابہ کے ساتھ عمل مین لائے گئے وہ انکی امارت کے خاص واقعات مین بیان کئے جاینگے۔

ہم اپنے عنوان بیان مین اوپر لکھ چکے ہین کہ اصحاب کرام سے قطع نظر کرکے خود حضرت عثمان کے جلد ہٹا دیئے جانیکی فکر و انتظار مین تہی۔ ہم اسکی تفصیل ذیل مین پیش کرتے ہین۔ ابتدا مین تو یہہ واقعہ بہت قدیم ہے اور معویہ کے اغاز حالات مین ہم کیقدر اسکی تفصیل بھی کر چکے ہین۔ اسی واقعہ کا نتیجہ تاریخ معاویہ کی اسناد سے یون ہے۔

معویہ اپنے مفاد کے لئے حضرت عثمان کو مقرر سمجھتے

معویہ کی مان کے شوہر اول فاکہہ کو جب ہند کی بدچلنی معلوم ہوئی تو اوس نے اوسکو گھر سے نکال دیا اور ہند کے باپ عتبہ کے کہنے سے خود عتبہ اور فاکہہ اپنے اپنے قبیلہ کی عورتون کو لیکر کاہن یمن کے پاس فیصلہ کرانے گئے تو ہند کو کاہن نے پارسا ٹھہرایا اور یہہ پیشین گوئی کر دی کہ اسکے پیٹ سے ایک بادشاہ ہوگا جسکو لوگ معویہ کہین گے۔ ص ۳۰ ایجوالہ الدرۃ الغاویہ فی المناقب المعاویہ

بہر حال یہہ تو بہت پرانی باتین ہین۔ ۳۴ھ مین جب سرپرست خاندان بنی امیہ حضرت عثمان کے محصور ہونیکی خبر معویہ کو ملی تو یہہ بغرض حمایت فوج تو لیکر آئے نہین۔ لیکن تفحص حال اور معاملات مدینہ کی اینده سیاسی دیکھ بھال کے خیال سے

مدینہ میں اے اور سنگنیشان حلافت کے طبقات مین ادہر اودہر سراغ لیتے رہے۔ ینت کا حال تو یہین سے معلوم ہو گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بنی امیہ سے بڑھکر کوئی دوسرا احسان فراموش اور محسن کش قوم اور قبیلہ عرب مین نہین تھا۔ حضرت عثمان کے ایسا ولی النعمت تو ایسی معتینا ک مجبوری اور محصوری کی حالت مین گھر مین بند رہکر اپنی موت کا ہر وقت انتظار کر رہا ہو اور معویہ کی ایسا پروردہ نعمت اوکی خبر نہ لے۔ مدد نکرے اور پاس تک نہ پھٹکے۔ بلکہ اونھین باغیون مین کسی بھاری پلہ والے کی تلاش کرے۔ صاحب مناقب مرتضوی اسکی تفصیل مین لکھتے ہین۔

معاویہ روزے در یکے از کوچہاے مدینہ با کعب الاحبار ملاقی شدہ و گفت می ترسم کہ اہل خلاف ہجوم آوردہ عثمان را قتل رسانند کعب گفت کہ وقوع این حادثہ بحسب تقدیر امر لیست ناگزیر معویہ گفت اگر میدانم کہ خلافت بر کہ قرار خواہد یافت نسبت باو شرائط اخلاص مرعی دارم کعب گفت بعد از عثمان این منصب بر تو قرار خواہد شد اما پس از خونریزی بسیار مناقب مرتضوی مطبوعہ بمبئی ص ۲۳۱

(محاصرہ عثمان کے ایام مین) ایک دن عثمان کعب الاحبار سے مدینہ کی ایک گلی مین ملے۔ کہنے لگے مجھے خوف ہے کہ مخالفین کا گروہ کہین عثمان کو مار نہ ڈالے۔ کعب نے کہا کہ اس واقعہ کا ہونا تو حکم تقدیر سے ہے۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ اوسکے بعد خلافت کس شخص سے متعلق ہوگا تو مین (ابھی سے) اوسکے ساتھ خلوص و اتحاد کے سلوک اختیار کرتا۔ کعب نے کہا یہ منصب تو عثمان کے بعد تمہین کو ملے گا مگر بڑی خونریزی کے بعد۔

تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۳۵ مین بھی قریب قریب یہی مضمون تحریر ہے۔

یک روز معویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من در کتاب چنین دیدہ ام کہ او (عثمان) را قتل کنند و این کار ازوے برود معویہ گفت کاسکے من دانستم کہ از پس او این کار کرا بود تا آنکس را خدمت کنم و نرمی نمایم کعب گفت این کار پس از او تر ابود معویہ گفت راست میگوئی مگر از فتنہ و خون ریختن بود

ایک روز معویہ کعب کیساتھ بیٹھے تھے کعب نے کہا کہ مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ لوگ انکو (عثمان) کو مار ڈالینگے اور امر خلافت اونکے ہاتھ سے نکل جایے گا۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ کام کسکے متعلق ہوگا تو مین اوسکی خدمت کرتا اور اوس سے نرمی سے پیش آتا۔ کعب نے کہا کہ یہ کام اونکے بعد تمہین ملیگا معویہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر بہت فساد و خونریزی کے بعد۔

پھر کیا تھا۔ اتنا سننا تھا کہ معویہ صاحب مدینہ سے یہ چل وہ چل۔ اب کیسے عثمان اور کہان کے سرپرست خاندان شام مین پہونچے اور خلیفہ صاحب کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انکے اس طرز عمل کیطرف حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر مین جو معویہ سے پیش ائی تھی۔ اشارت فرمائی تھی جسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب خواص الائمہ کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

اے معویہ۔ تجھکو عمر نے والی شام بنایا۔ اون سے تو نے خیانت کی۔ عثمان نے تجھے اور سر چڑھایا۔ اونکے قتل کا تو منتظر بیٹھا رہا۔ بحوالہ تاریخ معویہ مطبوعہ جوالا پور ص ۱۴۰

جنگ جمل سے معویہ کی علحدگی اصلی راز

واقعات اسلامی پر سیاسی زاویہ نظر سے غور کرنیوالے خوب جانتے ہین کہ خلافت عثمان معاویہ کے حصول مقاصد کے لئے۔ اپنی موجودگی مین جسقدر بخیر مفید تھی اوسیقدر اپنی خاتمہ کے بعد نفع رسان ثابت ہوئی۔ معویہ تو کعب الاحبار کے مکاشفات پر طیار ہوکر۔ مدینہ سے شام کو واپس آے اور وقت کا انتظار کرنیلگے۔ یہان خلیفہ کی غریب جان پر کیا کیا گذر گئی۔ مگر انکے کان پر جون نہ رینگی۔ یہ کیون؟۔ اسلئے کہ کسی قسم کی مدافعانہ تحریک معویہ کی مصلحت وقتی کے خلاف تھی۔ یہ خلیفہ کیطرف سے فوجکشی کرکے اور مخالفین

سے مقابلہ ہوکر اپنی فوجی قوت کو کمزور کرنا نہین چاہتے تہے بلکہ اس موقع خاص کو غنیمت سمجھکر بہایت خوشی کے ساتھ اپنی فوجی قوت کی ترقی - تجمیع - توسیع اور ترتیب مین صرف کرنا چاہتے تہے اسی لئے - حالانکہ - انکی امید کے خلاف - خلافت بدلی اور خلافت کے ساتھ ہی دنیاے اسلام کی ہوا بھی بدل گئی اور خلافت اوس برگزیدہ ہستی پر منتقل ہوگئی جسکی موجودگی کو یہہ ایک لحظہ دیکھنا پسند نکرتے تہے - انہین کے ہم خیالون کی مخالفت کی وجہہ سے بغاوت - ارتداد اور فتنہ وفساد کے طوفان عظیم چارون طرف سے اوٹھنے لگے مدینے سے کوفے - کوفے سے بصرے تک بغاوت پھیل گئی اور بصرے سے ملے ہوے میدان جنگ مین جنگ جمل واقع ہوئی - اور سخت خونریزی کے بعد خلیفہ وقت کو باغیون پر فتح کامل حاصل ہوئی - یہہ سب کچہہ ہوا کیا لیکن معویہ کو کانون کان خبر نہوئی - بہت ممکن تہا کہ یہہ بھی اپنی فوجون کے ساتھ علاقہ شام سے آتے اور باغیون سے ملکر شریک جنگ ہو جاتے اور پھر اپنی متفقہ قوت سے مقابلہ کرکے خلیفہ عصر کو شکست پہونچاتے - لیکن اول تو امر امارت مین یہہ کسی کی شرکت نہین چاہتے تہے دوسرے یہہ کہ اوسوقت تک اپنی فوجین مقابلہ کی نہین پاتے تہے - انہین وجہون سے یہہ خاموش رہے - اور سب سے آخر مین یہہ ایک بڑے پیمانہ پر خلیفہ عصر سے مقابلہ کا سامان کرتے رہے - اس سے باسانی سمجھہ لیا جاسکتا ہے کہ اگر انکو عثمان کے ساتھ ہمدردی یا بہی خواہی کا خیال ہوتا تو یا حضرت عائشہ - طلحہ اور زبیر کے امور کے ساتھ خود بدولت کو کوئی دلچسپی ہوتی تو یہہ ضرور اونکے شریک ہوتے اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکے دست یمین بنے رہتے - مگر یہہ تو اپنے ڈھب کے آدمی تہے اور گون کے یار - یہین سے معلوم ہوگیا کہ انکی نیت خیر سے خالی تھی - اور حقیقتاً نہ اسلام انکو درد تہا اور نہ اسلامی حکومت وخلافت کے ساتھ کوئی ہمدردی - یہہ تو اپنی خود غرضی کے غلام تہے اور اپنی جلب منفعت کے شیدائی - اسمین بھی کوئی کلام نہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر سے انکا پیمانہ خیال زیادہ وسیع تھا - جسکے لئے یہہ تنہا تجمیع وترتیب فوج ہی سے شام مین بیٹھے بیٹھے یہہ کام نہین لے رہے تھے بلکہ انواع اقسام کی جعلسازی - افترا پردازی اور مکر وحیلہ کو عمل مین لارہے تہے - صاحب مناقب مرتضوی - ذکعب الاحبار کے قول لکھنے کے بعد اجمالاً اسکی طرف اپنی حسب ذیل عبارت مین اشارت فرمائی ہے -

چون عثمان کشتہ شد فوجے از عظماے بنی امیہ کہ از ابن عم خیر البریہ کینہ دیرینہ داشتند بوے پیوستہ او را بمخالفت شاہ ولایت ترغیب وتحریص نمودند واو ہمت بر مخالفت شاہ ولایت وبر طلب ریاست گماشتہ عقاید شامیان رابنسبت امیر المومنین خواست کہ فاسد گرداند بنابرین فرمود کہ دو ایام جمعہ پیراہن خون آلود عثمان بمسجد جامع دمشق بردہ چنان ظاہر میکرد کہ قتل عثمان بفرمودہ علیؑ واقع شدہ ص ۲۳۱

جب عثمان مارے گئے تو بنی امیہ کی ایک فوج کی فوج معویہ سے آکر مل گئی جو ابن عم رسول صلعم سے قدیم کینہ رکھتے تھے - اور معویہ کو شاہ ولایت کی مخالفت پر اشتعال دیا کرتے تہے اور معاویہ خود طلب امارت پرستی ہوکر اہل شام کو شاہ ولایت کیطرف سے بدعقیدہ کیا کرتے تہے اور اس غرض سے عثمان کا خون آلود پیراہن کو ہر جمعہ کے دن دمشق کے مسجد جامع مین لیجاکر تمام لوگون کو دکھلاتے تہے اور بتلادیتے تہے کہ عثمان کا خون علیؑ کے حکم سے واقع ہوا ہے -

معویہ اور معرفت اہل بیت کو مٹانے کی گمراہانہ تعلیم

معرفت اہل بیت کو مٹانے مین جو معویہ کی مخالفت کا اصل مدعا تھا - اور اوسکے حصول مقصد کا بہت بڑا ضروری اور قوی ذریعہ - اپنی پوری کوشش اس نے صرف کردی اور اہل شام کے دلون مین کسیطرح سوآے بنی امیہ اور اپنے خاندان کے اور کسی دوسرے کا خیال اور کسی کی عقیدت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد بند ہنے نہین دی - اونکو پورے طور سے سمجھا دیا گیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد اونکے قریب رشتہ دار - اونکی امت کے

قریب تر خیر خواہ - قریب تر وارث اور جانشین رسول اللہ ہین تو ہم یا ہمارا قبیلہ بنی امیہ اور اسوقت موجودہ طبقات مسلمین مین تمام فضائل و مراتب اور مکارم و مناصب کے لائق و سزاوار ہین تو صرف ہم یا ہماری قوم بنی امیہ - ہمارے سوا کوئی دوسرا ہمارا مقابل اور ہمسر نہین ہو سکتا - اہل شام نے اپنی عقیدت یا جہالت کے باعث سے اسکی باتون کو کامل طور سے یقین کرلیا - اور اون کا یقین کرلینا ایسا تعجب انگیز بھی نہین - ان بیچارون نے جبدن سے دنیائے اسلام مین آنکھین کھولین اوسدن سے انکو سوائے بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے کسی دوسرے کی صورت ہی دیکھنی نصیب نہین ہوئی - روز اول سے انھین کے مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنے ملک پر ہمیشہ انھین کو حکمران دیکھتے رہے - انکی آنکھونمین آجتک بنی امیہ ہی کا اعزاز قائم رہا پھر اسدرمیان مین وہ کسیکی قدر و منزلت اور حکومت و سلطنت کو نہ دیکھ سکے نہ جان سکے - تو ایسی حالت مین وہ بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے ہوتے کسی دوسرے کی فضیلت یا عظمت کیونکر مطلع ہوسکتے تھے - یا تو وہ اون لوگون کے علاوہ اور کسی کی فضیلت و عظمت کا اپنی آنکھون سے مشاہدہ کرتے یا کسی دوسرے سے ایسی لوگون کے فضائل و مراتب کو معلوم کرتے اور یہ دونو باتین معویہ ابن ابوسفیان نے انکے لئے روک رکھی تھین - انھون نے سوائے بنی امیہ اور معویہ کے اچھی حالتون مین نہ کسیکو دیکھا اور نہ کسیکو اچھا سمجھا - نہ معویہ نے خود سوائے اپنے کسی اور کے اعزاز و منزلت کیطرف انکو رجوع ہونے دیا -

اہل بیت علیہم السلام کا خیال انلوگون کے دل سے مٹانے اور اونکی شان و عظمت گھٹانے مین جیسی جیسی تعلیمین معویہ نے اہل شام کو پہونچائین وہ ذیل کے واقعات سے ثابت ہین - جنکو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ فضیلت اہلبیت کے مٹانے اور اون برگزیدگان خدا کی شان گھٹانے مین معویہ نے کتنا بڑا اہتمام کیا تھا اور یہ ترکیب اسکے قیام سلطنت کا ذریعہ بنکر اسکے وقت مین اور پھر اسکے بعد قریب قریب تمام سلاطین بنی امیہ کے ایام مین کامل سو برس تک قائم رہی

علامہ مسعود ذہبی سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات مین ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہین -

اسسال خلافت اموی کا دور دورہ تمام ہوا - اور مروان حمار کے تعاقب مین عبداللہ بن علی نے جو ابوالعباس السفاح اول خلیفہ بنی عباس کے چچا تھے اور سپہ سالار لشکر - ملک شام کا سفر کیا تو چند شیوخ شام کا ڈپیوٹیشن (Deputation). (وفد) خلیفہ کے پاس روانہ ہوا - جنھون حلفاً یہ بیان کیا کہ ابھی تک ہم یہی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اونکے قرابتمند صرف بنی امیہ ہین - جو اونکے وارث اصلی ہین - انکے سوا نہ اونکا کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار - مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ششم ص ۱۰۹

علامہ ابن اثیر لکھتے ہین -

قال المغیرة لصعصعة بن صوحان وایاک ان یبلغنی انک تظهر شیئا من فضل علی ابن ابی طالب فانا اعلم بذلک منک ولکن هذا السلطان قد ظهر وقد اخذنا علیه للناس فمن تابع شیئا کثیرا انما امرنا به فذاک الشئ الذی لا نجد منه انما ندفع به هولاء القوم عن انفسنا

مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن صوحان سے کہا کہ خبردار جو تو کبھی فضائل علی کا ذکر کرے - مین ضرور تجھسے زیادہ انکے فضائل کو جانتا ہون - مگر سلطان وقت کی مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ ہم لوگ مجبور کئے گئے ہین معائب علی بیان کرنے پر کہ ہم اونکو آدمیون پر ظاہر کرین - بہت سی باتین تو ہم نے ان حکمون مین چھوڑ دی ہین اور جسمین ایسے ہی مجبور ہوجاتے ہین تو اوسکو رفع شر کے خیال سے بیان کردیتے ہین تاکہ اپنے نفسون سے اوسکو دفع کرین - کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۷۱

کسی نے ملک شام مین ایک شخص سے پوچھا جو اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے نہایت معزز۔ ذی رتبہ اور صاحب عقل ورے قرار دیا جاتا تھا۔ کہ یہ ابوتراب کون ہے۔ جس پر تمہارا امیر اور امام بالاے منبر لعنت کرتا ہی (معاذاللہ) اوس نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین وہ کوئی چور تھا۔ فتن کے چورون سے۔ مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۱۰۷

شہر بغداد مین حاکم سے ایک شخص نے پونچھا کہ فلان شخص زندیق ہوگیا ہی؟ حاکم نے پونچھا اوسکا مذہب کیا ہی۔ کہا رافضی۔ قدری۔ مرجئی۔ حاکم نے جوابدیا تجھکو کیسے معلوم ہوا۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ معویہ سے عداوت رکھتا ہی۔ حاکم نے پوچھا کون معویہ۔ کہا وہی معویہ جو علی ابن العاص سے لڑا تھا۔ حاکم نے کہا ہم تیرے کن باتون کی قدر کرین۔ اصول کلام کی واقفیت پر ناز کرین یا علم الانساب کے تبحر پر۔

ایک عالم کا بیان ہی کہ ہم ایک صحبت مین بیٹھے ہوئے۔ ابوبکر۔ عمر۔ علی اور معویہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اس اثنا مین ایک پیر مرد آیا جو سب سے عاقل جہاندیدہ اور واقفکار معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا کہ کہان تک انلوگون کا تذکرہ کرتے رہوگے ہم نے پوچھا اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ اونے کہا کسکی نسبت۔ ہم نے کہا علی کی نسبت اونے جوابدیا وہی علی نہ۔ جو (نعوذباللہ) فاطمہ کے باپ تھے۔ مین نے پوچھا کون فاطمہ۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (معاذاللہ) بی بی جو عائشہ کی بیٹی تھین اور معویہ کی بہن (معاذاللہ) پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پھر وہ علی کیا ہوے۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ تو جنگ حنین مین جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ شہید ہوگئے۔

جنگ صفین کی عین گرم بازاری مین جب جانبین سے شدید لڑائی ہو رہی تھی لشکر شام سے ایک شخص نکلا اور فوج عراق سے مقابل ہوکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان مین ناگفتہ بہ کلمات کہنے لگا۔ ہاشم مرقال جو معرکہ مین موجود تھے کہنے لگے کہ آخر تجھکو بھی ایکدن وہین جانا ہی جہان علی جائینگے تو اگر وہ تجھسے آج کی باتون کو پوچھین تو تو کیا جواب دے گا اوس نے کہا جہان علی جائینگے وہان مین کیون جانے لگا۔ ہاشم نے پوچھا کیسے۔ تو اوسنے جوابدیا کہ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہوگا۔ ہمین بتلایا گیا ہی کہ تم اور تمہارا امام نماز نہین پڑھتے۔ روزے نہین رکھتے۔ ہم جانتے ہین تم لوگ منکر صوم وصلوۃ ہو۔ مروج الذہب ج ۳ ص ۱۰۸

تاریخ کامل ابن اثیر مین۔ بذیل تذکرہ سلطنت عمر ابن عبدالعزیز لکھا ہی کہ عمر ابن عبدالعزیز نے سب علی کی امتناع کی وجوہ مین بیان کیا۔ کہ مجھکو اپنے بچپن ہی سے اسکی امتناع کا خیال پیدا ہوا اور اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے مین کلام اللہ پڑھتا تھا اور وہ میرا اوستاد تھا ایک روز مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا اوسوقت مین ہمارا کھیل یہی تھا ابوتراب کو گالیان دینا اہل بیت کو برا کہنا۔ لڑکے کھیل رہے تھے عبداللہ آگئے اور حسب المعمول مسجد مین چلے گئے۔ جب مین انسے سبق پڑھنے گیا تو انھون نے میری طرف سے مونھ پھیر لیا۔ مین نے اونسے ناراضی کی وجہ پوچھی تو اونھون نے جوابدیا کہ تو علی کو برا کہتا ہی مین نے کہا تو پھر اسمین حرج ہی کیا ہی عبداللہ نے کہا کہ تو نے کلام اللہ مین کہین پڑھا ہی کہ اہل بدر سے حق سبحانہ تعالے کہین رضامند ہوکر پھر اون پر غضبناک ہوگیا ہو۔ مین نے پوچھا کیا علی اہل بدر سے تھے اوس نے کہا او ہی کمبخت یا عمر۔ تو اتنا نہین جانتا کہ بدر تو بالکلیہ جناب علی مرتضی ہی کے ہاتھون پر فتح ہوا۔ عمر ابن عبدالعزیز کا بیان ہی کہ مین نے یہ سنکر اوسی دن سے اسکے (سب علی کے) ترک کا اقرار کرلیا اور پھر کبھی اون کلمات کو زبان سے نہ نکالا۔ پھر عمر ابن عبدالعزیز اپنا ایک دوسرا واقعہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرا باپ ہشام ابن عبدالملک مدینہ

مین امیر ہوا تو ہر روز جمعہ کو مین زیر منبر حاضر رہا کرتا تھا۔ وہ خطبہ پڑھنے لگتا تھا تو مین خیال کرتا تھا کہ وہ تمام خطبہ تو بکمال فصاحت وبلاغت سے ادا کرتا تھا مگر جب علیؑ کی مذمت کرنے لگتا تھا تو اوسکی زبان ژولیدگی کرنے لگتی تھی اور اوس پر ایک عجیب اضطراب پیدا ہو جاتا تھا۔ ایکدن مین نے اون سے کہا کہ آپ تو فصحاے زمانہ سے ہین پھر یہ کیا ہے کہ جب اپ علیؑ کی مذمت کرنے لگتے ہین تو اپ کی زبان ژولیدگی کرنے لگتی ہے۔ اوسنے کہا اے فرزند۔ یہ لوگ اہل شام جو منبر کے نیچے بیٹھے رہتے ہین اگر اس مرد کے فضائل ومناقب سے آگاہ ہو جاہین جسطرح تیرا باپ آگاہ ہے تو سب لوگ ہم سے برگشتہ ہو جاوین اور پھر ایک ادمی بھی ہماری اطاعت نکرے گا کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۱۲

حضرات حسنین علیہما السلام کے ذریت رسول ہونیسے انکار

صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین

عن ذکوان مولی المعویہ

قال قال معویہ لا اعلم احد اسمی ھذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن قولوا ابنی علی فقال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان اکتب بنیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وابنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب فنظر فیہ فقال ویحک یا ذکوان اغفلت اکثر بنی فقلت من قال بنو فلانۃ ابنتی لابنی فقلت اللہ اللہ ایکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یسمعن ھذا احد منک

(اخرجہ حافظ عبد العزیز الاخضر)

ذکوان غلام معویہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معویہ نے کہا مین نہین جانتا ان دونون لڑکون (حضرات حسنین علیہما السلام) کو کس نے جناب رسولخدا صلعم کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اونکو تو علیؑ کے بیٹے کہنا چاہیئے ذکوان کہتا ہی اسکے بعد معویہ نے مجھکو دفتر شرف مین اپنی اولاد کے نام لکھنے کے لیے حکم دیا۔ مین نے اوسکے بیٹون اور پوتون کے تو نام لکھے اور نواسون کے نام چھوڑ دے۔ اور وہ کاغذ معویہ کے پاس لایا۔ اوسکو دیکھکر معویہ کہنے لگا کہ افسوس ہی ذکوان تو میرے بیٹون کے نام لکھنا بھول گیا۔ مین نے کہا وہ کون ہین۔ اوس نے کہا کیا میری فلان بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہین ہین۔ مین نے کہا اللہ اللہ تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار دئے جاہین اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے نہ قرار دئے جاہین یہ سنکر معویہ نے کہا چپ رہ۔ تجھ سے یہ کوئی بات نہ سن لے۔

اہل شام کی مقدار فہم

ان واقعات کو پڑھکر اگر کوئی یہ رائے قایم کرے کہ اہل شام کیسے لا یعقل تھے جو معویہ کی تعلیمون کو منزل من اللہ سمجھکر تسلیم کر لیتے تھے۔ ہم انکے مقدار فہم اور اندازعقل وشعور کی واقفیت عام کے لیے صرف ایک واقعہ ذیل مین تمثیلا لکھدیتے ہین اور وہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہوگا۔

مورخ مسعودی اپنی مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے شام مین ایا ایک شخص نے اوسکے اونٹ کو دیکھکر کہا کہ یہ تو میری اونٹنی ہے۔ قصہ نے طول پکڑا۔ استغاثہ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ روبکاری کی نوبت پہونچی رعایا پرور امیر معویہ کے پاس معاملہ پہونچا۔ گواہی کا وقت پہونچا تو اوس مرد شامی نے پچاس ادمی اپنے دعوے پر گواہ گذرانے۔ وہ مرد کوفی بحال حیرت کے عالم مین خموشی سے تمام روئداد مقدمہ سنتا رہا۔ معویہ نے اوس مرد شامی کے حسب خواہ فیصلہ کر دیا اور اوس مرد کوفی کا اونٹ اونٹنی بنا کر اوس مرد شامی کو دلوا دیا۔ جب مرد کوفی یہ فیصلہ سن چکا تو حضور خلافت پناہ مین عرض کی کہ ذرا یہ تو دیکھ لیا جاوے کہ یہ اونٹنی ہے یا اونٹ۔ معاویہ نے کہا اب تو ہم فیصلہ دے چکے۔ شامی وہ اونٹ کوفی سے لیکر چلتا ہوا۔ مرد کوفی نے بھی مجبور ہو کر اپنا رستہ لیا تو معویہ نے پیچھے سے ادمی دوڑا کر اوسے واپس بلا بھیجا اور اوسکے اونٹ

کی دو ونی قیمت ادسے اپنے پاس سے دیدی اور کہا کہ کوفہ مین جاکر امیر المومنین علیہ السّلام سے کہدینا کہ اپ سے مقابلہ کرنیکو ہمارے پاس ایک لاکھ ایسے ادمیون کی جماعت طیار ہے جواونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کر سکتی۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد،

ان تمام واقعات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ معویہ نے اپنے زمانہ مین اور اونکی بعد اونکی تقلید مین اونکے تمام قائمقام سلاطین نے اہلبیت علیہم السّلام کے فضائل ومناقب کو کس طرح چھپایا اور دلون سے مٹایا اور حتی المقدور قلمرو اسلامی مین اونکی معرفت کو کہین قائم ہونے نہ دیا۔ تو پھر ایسی عالمگیر جہالت وضلالت کی خاص حالت مین وہ اہلبیت کو کیا سمجھین اور کیسے سمجھین ہان جیسا جیسا انلوگون نے سمجھایا ویسا ویسا وہ سمجھے۔ بعض تو انہین برادر رسولؐ۔ زوج بتولؑ۔ ابوالحسنینؑ کو چور بتلاتے ہین بعض اونکو تارک الصلواۃ اور منکر عن الفرائض ٹہراتے ہین۔ بعض سوآے بنی امیہ کے اورکسیکو رسولخداؐ کا عزیز ورشتہ مند جانتے ہی نہین بعض جانتے بھی ہین تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ انکی قرابت کو ایسے رشتون کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ تمام بنی نوع انسان مین کہین ایسی قرابت اور ایسی رشتہ مندی قائم ہی نہین ہوئی۔

الغرض یہ ایسی عجیب وغریب تعلیمین تھین جو کبھی کسی کے خیال مین بھی نہ ائی ہونگی۔ حضرت عثمان کی بارہ برس خلافت کا طویل اور مطمئن زمانہ جسنے معویہ کو پوری آزادی اور کامل اطمینان دے رکھا تھا۔ ان تمام تدبیر وتعلیم کی ترکیب وترتیب مین ختم کر دیا گیا اور اس بارہ برس کے طول وطویل عرصہ مین معویہ نے نہایت اطمینان اور سہولیت سے اپنے ان تمام سامانون کو کامل طور پر طیار اور مرتب کرلیا۔

خلافت علیؑ اور بغاوت معویہ

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اینده ہم پھر وہ تمام دکھمال حالات بیان کرینگے جو سراج المبین جلد اوّل مین ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین۔ ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمکو اتنی تفصیل کیضرورت نہین۔ اور نہ ہمارا موجودہ موضوع تالیف اسکا متقاضی ہے ہان۔ ہم جسطرح اور تین خلافتون مین معویہ کی بدعنوانیان اور مظالم بیان کرتے ائے ہین اوسیطرح اس خلافت مین بھی انکی بدکاریون اور خونخواریون کو دکھلائینگے۔ مگر ہم اسکو کیا کرین کہ انکے مظالم ومفاسد بمقابلہ تین گذشتہ خلافتون کے اس خلافت مین عمداً اور صریحاً بڑھ گئے۔ اون خلافتون مین انکی بدعنوانی اور مخالفت ایک حد تک مخفی رہتی تھی اس خلافت مین وہ پوشیدہ خلافت کھلی کھلی بغاوت ہوگئی۔ اس بنا پر تفصیل مین تطویل کا اندیشہ ہے لیکن تاہم حتی الامکان اختصار فی البیان سے کام لیا جایے گا۔

ابتداے بغاوت معویہ کیطرف سے ہوئی۔ اہل مدینہ کے نام بغاوت کا عام سرکلر

بغاوت کی ابتدا معاویہ کی طرف سے یون ہوئی کہ معاملات بصرہ اور محاربات جمل سے حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد معاویہ نے وقتی فتنہ وفساد سے مستفید ہوکر علم بغاوت بلند کر دیا اور سب سے پہلے اہالیان مدینہ کے نام مخالفت علی ابن ابیطالب۔ موجودہ خلیفہ وقت کی تعلیم وتاکید مین ایک حکم عام (سرکلر) دارالامارت شام سے جاری کیا۔ جسکو ہم تاریخ روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

اما بعد(۱) اپ لوگون کو معلوم ہے کہ مین چونکہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین جسمین حضرت عثمان کا واقعہ پیش ہوا۔ مدینہ مین نہین تھا اسلئے حقیقت حال پر مجھکو کافی اطلاع نہین۔ لیکن اپ لوگون پر یہہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب(۲) اس قصر خلافت کو گرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ اور اب اوسی مظلوم خلیفہ کے قاتل اونکے اہل مجلس ہین اور مین چونکہ حضرت عثمان کا والی ہون(۳) اور میرا ارادہ ہی کہ مین اون سے اونکے قصاص لون اور اون لوگون کو علیؑ سے مانگ لون اگر وہ دیدین تو مین اونسے قصاص لیلون اور علی سے کچھ تعرض نکرون اور پھر خلافت کو شورے پر اوسیطرح چھوڑ دون جیسے حضرت عمرؓ نے چھوڑا تھا اور اگر علی مجھکو نہ دینگے تو مین اون سے ضرور لڑونگا۔ مقصود میرا آپ لوگون کو لکھنے سے یہی ہی کہ اپنے مظلوم خلیفہ کی قصاص لینے مین اپ لوگ میری موافقت کرین اور میرے پاس چلے آنے مین تامل نفرمایئن۔ روضۃ الصفا جلد دوم قلمی ص ۲۲۵

عامۃ المسلمین کے نام اس عام سرکلر کے علاوہ ممتازین مدینہ کو دعوت خصوصی کے لئے خطوط خصوصیت لکھے گئے۔ انمین سے ذیل کے خطوط قابل الذکر ہین۔ عبداللہ ابن عمر کا خط۔ سعد ابن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کے خطوط

معویہ کے خطوط خصوصیت اور اون کے جوابات

معویہ کی نظر تو بڑی تیز تھی اور خصوصاً مخالفت علیؑ کے امور مین تو اور ڈوب کر ترکیبین پیدا کرتے تہی۔ اس بنا پر خوب سوچکر اونھین کے نام خصوصیت کے خطوط لکھے گئے جو مخالفت علیؑ مین اونکے ہمخیال و ہمنوا ہو سکتے تہی۔ ان مین سب سی پہلے عبداللہ ابن عمر کے نام خط اسوجہہ سی لکھا گیا کہ ابتداء خلافت علی

(۱) معویہ کے مندرجہ بالا خط مین ذیل کی اشتعال انگیز باتین قابل نظر ہین۔ مین نے اون پر خط کھینچدیے ہین اونہین اول یہہ ہے کہ زمانہ قتل عثمان مین موجود نہ تہی۔ اس کتاب مین معتبر سند سے ثابت کرد یا گیا ہے کہ ایام محاصرہ عثمان مین یہہ ضرور موجود تہی۔ لیکن امداد خلیفہ کے قصد سے نہین بلکہ تجسس احوال کے ارادے سے۔ پھر کعب الاحبار کی بشارت اور اپنے حصول امارت کی تدبیر و اشارت سے عمداً پہلو تہی کرکے مدینہ سے چلتے ہوے اور اب اپنے اس قصداً گریز کو اس مغویانہ طریقہ سے دکھلایا جاتا ہے (۲) مجھکو حقیقت حال پر کافی اطلاع نہین لیکن اپ لوگون پر یہہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے قصر خلافت کو گرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ "کسقدر فریب انگیز اور فتنہ خیز ہے۔ صحیح حالات پر اپ کو اطلاع ہی نہین لیکن اس بے خبری اور لاعلمی کے ساتھ اپ پورے یقین کے ساتھ اس واقعہ کو شایع بھی کرتے ہین۔ لطف انگیز تو یہہ ہی کہ واقعہ کی حقیقت و صداقت کی ذمہ داری ساری حضرات مخاطبین کے سر منڈھی جاتی ہی اور اپ صرف یہہ کہکر کہ مین واقعہ مین موجود نہ تہا اس سے بالکل علحدہ اور بری الذمہ ہو جاتے ہین۔ معویہ کا یہہ طرز عمل اس آیہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اُكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ يٰرَبِّ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا يَعْمَلُوا الْكَافِرُوْنَ شیطان نے لوگون سے کہا کفر کرو پس جب اونھون نے کفر کیا تو (شیطان) نے کہا کہ اے پروردگار مین کافرون کے کردار سے بری الذمہ ہون (۳) معویہ کے اس بیان دعوی مین کہ مین عثمان کا والی ہون۔ لفظ والی سے کیا مراد ہے۔ اگر والی ملک سے مراد ہے تو پھر اکی تخصیص کی کیا ضرورت ہی۔ عثمان کے تمام مقرر کردہ والیان ملک اس استحقاق مین شریک ہین میب کی طرف سے انفراداً یا مجموعاً یہہ محضر نامہ عام شایع ہونا چاہتا تھا یا کم سے کم اس محضر نامہ (manifesto) پر اونکے دستخط کرا لینے چاہیئے تھے۔ اور اگر والی سے ولی مراد ہے۔ جو سنیاً کسیطرح صحیح نہین۔ تو حضرت عثمان کی اولاد اور ورثا کی موجودگی مین یہہ کس نص الٓہیہ اور نہج شرعیہ سے مقتول کو وارث جائز ہو سکتے ہین۔ اسلئے انکا یہہ دعوے بالکل مفتریانہ اور مغویانہ ہے جسکی حقیقت سعد ابن ابی وقاص نے انکے خط کے جواب مین کھولدی ہے (۴) پھر لکھتے ہین کہ قاتلان عثمان کو دیدیے جانے اور اون سے قصاص لے لیئے جانیکے بعد علیؓ سے کوئی تعرض نہین کیا جاویگا۔ پھر فوراً یہہ بھی لکھا جاتا ہی کہ خلافت کو شورے پر چھوڑ دون اوسی طرح جسطرح حضرت عمرؓ نے چھوڑ دیا تہا۔ نیت تو یہین سے معلوم ہوگئی۔ کیونکہ عبارت کے حصہ اول مین تو یہہ لکھا گیا ہی کہ قاتلان عثمان کے معاملات طے ہو جانیکے بعد گویا علیؓ سے کوئی تعرض نکیا جاویگا۔ تو پھر اس اقرار و اظہار کے بعد انتظام خلافت کی تبدیلی کیسی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معویہ کا اصلی مقصود یہی ہے اور باقی سب مغویانہ اور مفسدانہ حاشیہ بندی ہے۔ چنانچہ امر خلافت کے مل جانیکے بعد بھی انکے طرز عمل نے ثابت کر دیا۔ نہ شوری کیا گیا اور نہ مجلس مشورت قائم کی گئی۔ انواع اقسام کی مکارانہ اور عیارانہ ترکیبون سے کہین بزور زر کہین بزور شمشیر کہین بحیلہ و تزویر یزید کی ولیعہدی منظور کرالی گئی فھو المراد۔ ان اللہ لا یحب الفساد۔ مولف عفی عنہ

سی بیعت ولی ہے سکر تہے اور اسوقت تک اونکی بیعت مین نہین ائے تہے - سعد ابن ابیوقاص بھی اسیوجہہ سی قابل پیام وسلام قرار دیے گئے اسلئے کہ یہہ بھی اگرچہ عبداللہ ابن عمر کیطرح سکرین بیعت تو نہین تہے - لیکن متوقفین مین تو ضرور تھے - اور اب تک حضرت علیؑ کی بیعت کے معاملہ مین خموش تہے - نہ انکار ہی کرتے تہے اور نہ حاضر ہو کر اقرار ہی کرتے تہے معویہ نے انکی اس شان دو عملگی مین پورا فائدہ اوٹھانا چاہا اور انکو خط خصوصی لکھا - محمد بن سلمہ کے انتخاب کی وجہہ عدم معرفت اہل بیت اور حضرت علی کی مرتبہ ناشناسی کی بنا پر تھی - کیونکہ انکے بھی ساکت اور گھر بیٹھہ رہنے سے معویہ کو انکی حمایت و ہمدردی کا پورا یقین تھا -

ہم ان خطوط کی عبارت کی نقل محض طوالت کی وجہہ سے نہین لکھتے - مگر اتنا لکھکر بتلا دینا ضروری سمجھتے ہین کہ جو مضامین عام محضرنامہ مین مندرج تہے وہی ان خطون مین بھی تحریر تھے - ہان - انہین سے عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابیوقاص - ممتازین صحابہ کرام ان خطون کے جوابات جو معویہ کو بھیجے گئے اوسے ہم تاریخ کے اردو ترجمہ سے ذیل مین لکھدیتے ہین -

عبداللہ ابن عمر کا جواب — امیر شام کو معلوم ہو کہ تیرا خط مجھکو ملا - اور مجھکو تیرے بہت بھاری سہو اور خطا کرنیسے تعجب ہوا - یہہ خط لکھکر تو نے مجھکو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کیطرف بلایا ہے - تجھکو یہہ گمان ہے کہ مین حضرت علی ابن ابیطالب کی طرفداری چھوڑکر تیرے پاس چلا اوٴن اور تیری فرمانبرداری اختیار کرون افسوس تو نے یہہ عجیب طرح کا جھوٹا خیال پیدا کیا ہے اور تو جو یہہ لکھتا ہے کہ مین علی کا مخالف ہون تو مجھکو تجھ پر یہہ بتلانا ہوگا کہ یہہ امر تجھکو کیسے معلوم ہوا - مین ہرگز علی کا مخالف نہین ہون اور اونکی خلاف مین اپنا ایک قدم بھی اوٹھانا نہین چاہتا - اسلئے کہ مجھکو وہ درجہ و منصب جو بباعث ایمان اوری و ہجرت و قربت و قرابت اور لڑائیون کے جو علیؑ نے کی ہین اور جو بزرگیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیخدمتمین حاضر رہنے سے اونکو حاصل ہوئی ہین وہ صحابہ مین سے کسی اور کو حاصل نہین ہوئین - تو خود ہی انصاف کر کہ اتنے بڑے بزرگوار سے روگردان ہو کر تجھ ایسے شخص کیساتھ اگر مل جاوٴن جو دین کو دنیا کے ہاتھ بیچ چکا ہے - اور لذت دنیاوی پر فریفتہ ہو چکا ہے - افسوس افسوس اے معاویہ تو ہی غور کر اور اس حال کی حقیقت پر خیال کر اب میرے پاس ایسی باطل اور بیہودہ باتین نہ لکھنا اور مجھکو ہرگز علیؑ کا مخالف نہ جاننا اور اپنی اطاعت کیطرف پھر کبھی نہ بلانا والسلام

سعد ابن ابی وقاص کا جواب — امابعد واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھکو ایسے معاملات اور حادثات کو جو واقع ہونیوالے ہین خبر دیدی ہے ایام واقعہ عثمان مین جب ہم نے تمام فتنہ و فساد کے حادثات اور اونکے قتل کے واقعات کو انکھون سے دیکھہ لیا تو مجبور ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی - ادمیون کے میل جول سے پرہیز کیا - تلوار کو توڑ ڈالا - اپنے گھر مین جا بیٹھا اسلئے کہ مین دیکھہ رہا تہا کہ اب مجھکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میسر ہوتے نظر نہین اتا اور اس گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مین اکیلا مین ہی نہین تھا بلکہ ایک جماعت کی جماعت جو انحضرت صلعم سے ایسے ہی کلمات سن چکی تہی پوشیدہ ہو گئی اور سب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اسلئے کہ ہم بخوبی جان چکے تہے کہ اب ہمارے ہاتھ اور ہماری زبان سے کچہہ کام بھی نہ نکلیگا اور یہہ فتنہ و فساد ہماری سعی و کوشش سے دور نہ ہوگا - پس تیرا عذر بھی عثمان کے نہ مدد دینے مین ہی تہا جو مین نے بیان کیا اور اب اے معویہ تو جو اس کام پر مستعد ہی کرتا ہے غرض تیری اس سے سوائے مال و خزانہ دنیاوی حاصل کرنیکے کچہہ اور نہین ہے اور میرے اس کلام کا ثبوت اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے عاجز اکر تیرے پاس مدد بھیجنے کے لئے اپنا خاص ادمی بھیجا اور تجھ سے مدد مانگی تو تو نے کوئی مدد نہ دی - یہہ بات

عہ اس خط کو اس حصہ عبارت نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے بڑے ضروری اور مخفی راز کا انکشاف کر دیا ہے - وہ یہہ ہے کہ سعد ابن ابی وقاص سے ایسے جلیل القدر

کو معلوم ہے کہ اوسوقت تو نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چونکہ امارت اور سرداری کی تازہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اسلیئے طلب قصاص کا بہانہ کر کے اور دین کو دنیا کے ہاتھ بیچکر کے تو مال و دولت کی فکر مین پڑ گیا۔ قسم خدا کی تو پشیمان مگر یہ پشیمانی ایسے وقت مین تجھپہ غلبہ کریگی کہ جب تجھکو کوئی فائدہ نہ پہونچیگا۔ والسلام

جانبین کے مراسلات

جنگ جمل کے شیوع سے پہلے طلحہ و زبیر کے نام جسطرح امیر المومنین علیہ السلام نے خطوط لکھے تھے اور اونکو اہل اسلام کی خونریزی اور ملک مین فتنہ و فساد پھیلانے سے جسطرح باز رکھنا چاہا تھا اور اون خطوط کی بے اثری کے بعد معززین اسلام کو اپنی طرف سے بطور سفارت پیام مصالحت لیکر بھیجا تھا۔ بالکل اسی طرح اس موقع پر بھی امیر المومنین علیہ السلام نے پہلے خط کے ذریعہ سے جنگ صفین کے شرکاؤ کا تعرض حال فرمایا۔ سب سے پہلا شخص جو اس غرض سے شام کیطرف روانہ کیا گیا وہ عبد اللہ بن جریر البجلیؓ تھے اونکی معرفت جو خط بھیجا گیا اوسکی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل مین درج ہے۔

معویہ کے نام امیر المومنینؑ کا پہلا خط

امابعد۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کیطرف سے معویہ ابن صخر کو معلوم ہو کہ تجھکو یہہ امر خوب معلوم ہے کہ جب مہاجرین و انصار نے انتظام خلافت و امارت کی لیئے آپس مین مشورے کیا تو اس انجام ہی مین اونکی راے ایک شخص پر قرار پاکر اوسکو امیر اور خلیفہ رسول صلعم اور پیشواے خاص و عام مقرر کیا گیا۔ اگر کسی نے اونکی اس انتظام سے سرتابی کی اوس سے جنگ کی گئی اور اوسکو مطیع بنایا گیا۔ یہی قواعد ابتک جاری ہین۔ چنانچہ یہہ امر بھی تجھکو خوب معلوم ہے کسی تفصیل کی ضرورت نہین کہ جو معاملات اہل بصرہ کے درمیان پیش اے اور جو جنگ و جدال واقع ہوئی وہ سب تجھکو معلوم ہے۔ غرضکہ کوئی امر تجھپر پوشیدہ نہین ہے۔ خلاصہ یہہ کہ خدا تعالی نے مجھکو اون پر ظفریاب فرمایا وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ خدا کا حکم ظاہر ہو گیا اور وہ انکار کرتے ہی رہے۔ اب مین سنتا ہون کہ تو عثمان کے معاملہ مین مبالغہ کو دخل دیرہا ہے اور اون کے قاتلون کے حق مین بہت کچھ باتین بناتا ہے۔ صلاح یہہ ہے کہ تو پہلے میری بیعت اور عام مسلمانون کی موافقت کرلے بعد اوسکی وارثان عثمان کو میرے روبرو لاکر قاتلان عثمان پر دعوے قصاص کرادے تاکہ مطابق حکم خدا کے اونکا معاملہ کا تصفیہ کر دیا جاے۔ لیکن (بخلاف اسکے) تیری آرزو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کو ہو کا دیکر اوسکا خیال اپنی ترکیب سے پھیرے کہ وہ بچہ ایک وقت معین تک دودہ پینے پر توجہ نکرے۔ اگر تو عقل کی نگاہ سے دیکھیگا تو تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ خون عثمان کے معاملہ مین مجھسے بڑھکر کوئی بے سروکار نہین ہے۔ تجھکو خوب معلوم ہے[1] کہ تیرا شمار اون لوگون مین نہین ہے جو خلافت کے لائق سمجھے جاتے ہین۔

مین یہہ نصیحت آمیز خط تجھکو لکھتا ہون اور جریر ابن عبد اللہ بجلیؓ کو جو اہل ہجرت اور صاحب دیانت ہے تیرے پاس بھیجتا ہون جو کچھہ میرے انتظام احوال اور طریقہ و خیال مین مناسب ہوگا وہ اسکی زبان پر جاری ہوگا۔ مین جریر کو ہر قسم کا پیام دیچکا ہون اگر تو نے میری بیعت قبول کرلی اور میری باتون کو عقل کے کانون سے سن لیا تو تجھکو دو نو جہان کی بہتری حاصل ہوگی۔ والسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور داخل عشرہ مبشرہ صحابی کے خاص شہادت سے ثابت ہو گیا ہے کہ باوجود عثمان کی امداد طلبی اور خاص ادنکے بھیجنے کے بھی معاویہ نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اپنے مقام پر سے جنبش نہین کی۔ اس سے بڑھکر انکی غداری اور محسن کشی اور کیا ہوسکتی ہے۔ تاریخ و سیر کی کتابون مین اسکا عام طور سے اعلان سلطنت و حکومت کے خوف سے نہین کیا گیا ہے۔

[1] امیر المومنین علیہ السلام کا یہ ارشاد اس حدیث معتبر الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة سے ماخوذ ہے۔

اہل اسلام میں بجھکو ایک عزت ہاتھ آیے گی اور اگر تو نے کچھ اور خیال کیا اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالدیا تو تجھکو خدا سے مدد لیکر تیری جنگ وجدال کے لئے آنا پڑے گا۔ اور مصلحت وقت کو اس کار عظیم میں انتہا تک پہونچانا پڑیگا لاحول ولاقوہ الا باللہ العلی العظیم

اصبغ بن بناتہ کی دوسری سفارت

اصبغ بن بناتہ۔ جریر ابن عبداللہ کی ناکامیاب سفارت کے بعد بھیجی گئے انکی معرفت جو خط ہدایت دربار خلافت سے اوسکا مضمون اردو کی عبارت میں یہہ تھی۔

امابعد۔ اے معویہ۔ تو نے یہہ مشہور کر رکھا ہو کہ مین نے عثمان کو قتل کیا اور یہی وجہہ تجھکو میری بیعت کرنے سے مانع ہے۔ تو پوشیدہ نرہے کہ مین اس معاملہ مین بالکل مہاجرین کے ہمراہ تھا جس سے وہ باز رہے مین بھی باز رہا۔ نہ مین نے اونھین قتل کیا کہ آج اونکا قصاص مجھسے لیا جاوے اور نہ مین نے اونکے قتل کا حکم دیا کہ جسکی وجہہ سے مین اسوقت مجرم قرار دیا جاوں۔ عثمان کا قصاص تمکو دس سطر کیا ہے۔ اسلئے کہ فرزندان عثمان تجسے زیادہ اولی مین۔ تو ایک مرد سے بنی امیہ مین سے۔ اور اگر بفرض محال تو ہی اونکا دعویدار ہو تو تجھکو بھی لازم ہے کہ عامۃ المسلمین کیطرح پہلے میری بیعت کر۔ پھر اوسکے تدارک کا خواستگار ہو۔ اہل مصر و شام مین جو فرق بتلاتا ہو اور اپنے آپ کو طلحہ و زبیر سے زیادہ ممتاز بتلاتا ہے تو تیرا یہہ خیال خام ہے۔ یہہ بیعت عام ہے۔ جسکا حکم حاضر و غائب سب پر یکسان ہے۔

ابوہریرہ اور ولایت علیؑ کا اقرار

اصبغ بن بناتہ تمیمی کو یہہ خط دیا گیا۔ یہہ بزرگ بہت بڑے گویا۔ ادیب۔ خطیب۔ فصیح۔ اور بلیغ تھے۔ جسوقت یہہ دربار شام مین پہونچے تمام دربار امراء و شرفا کی کثرت سے بھرا ہوا تھا منجملہ سب کے ابوہریرہ۔ ابوالدرداء۔ ابو امامہ الباہلی اور نعمان ابن بشیر صحابی بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے اصبغ کی نظر ابو ہریرہ پر پڑی اصبغ نے انھین سے اپنا سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور کہا۔ ایہا الشیخ بیان کرو۔ تم نے غدیر خم والے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حضرت علی مرتضیٰ کے حق مین کیا سنا تھا۔ ابوہریرہ نے جوابدیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ترجمہ۔ جس کا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ پروردگار۔ تو اوسکو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن کہہ جو اسے دشمن رکھے اور تو اسکی مدد کر جو اسکی مدد کرے اور تو اوسکو ذلیل و رسوا کر جو اسکو ذلیل و رسوا کرے اصبغ نے یہہ سنکر جوابدیا کہ اے شیخ پھر تم کیون اونکے مخالف کو اپنا دوست بنائے ہو اور کس لئے اونکے دوستون کے دشمن بنتے ہو ابوہریرہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ناسخ التواریخ باسناد علامہ اخطب خوارزمی

معویہ کو اصبغ کی یہہ تقریر نہایت ناگوار گذری اور اونکو پاس بلاکر کہا کہ اب تمکو خاموش رہنا چاہیے کیونکہ اس تقریر سے تیرا یہی مطلب ہو کہ تو ان باتون سے اہل شام کو قصاص عثمان سے باز رکھے اسمین شک نہین کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کرایا انکا خون کسیطرح ضایع نکرایا جائے گا۔ تہذیب المتین ص ۹۰ و روضۃ الصفا جلد دوم

اگر ہم جانبین کے تمام مراسلات کو لکھنا چاہین تو ہماری یہہ مختصر تالیف اسکے لئے کافی نہین ہوسکتی۔ مراسلات اسیطرح مہینون جاری رہے اور امیر المومنین نے کوئی دقیقہ امیر شام اور اوسکے ہمراہیون کی موعظت اور پند و نصیحت کے متعلق اوٹھا نہین رکھا يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کی تعمیل واجب سے فارغ ہوگئے۔ مگر وہان تو

قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ	اونکے دل مین مگر سمجھتے نہین۔ اونکے کان مین مگر سنتے نہین اونکی آنکھین مین مگر دیکھتے نہین۔ یہی لوگ جانور نہین بلکہ اون سے بھی گمراہ ترین

اُولٰئِکَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ — جزو، سورہ اعراف — اور یہی لوگ حقیقی غافل ہین۔
کا حقیقی منظر پیش تھا۔ تو یہ امیر المومنین کی دعوت کیطرف گوشِ شنوا ہوتے تو کیسے
امیر المومنین ؑ کے دلائل کا جواب تو معویہ کے پاس ایک بھی نہ تھا مگر وہ جواب دینے مین عاری بھی نہین تھے۔ یہ انکی کمال دیدہ دلیری اور انتہایے بیحیائی تھی۔ ہم نے جہان تک ان مراسلات پر غور کیا ہی ہمکو یہ امر پورے طور سے ثابت ہوگیا ہی کہ جب امیر المومنین ؑ نے خط مین اپنی جائز استحقاق دکھلاے۔ اسکا جواب تو معویہ کیطرف سے ندارد مگر ہان ایک دوسرے سلسلہ سے خط کے جواب مین ابتدا کی گئی مثلاً خون عثمان کی بیجا تہمت کا جواب پہلے خط مین دیدیا گیا۔ اسکا جواب ہوا یا تو اوسمین قصاص وغیرہ کا تو ذکر نہین جنگ جمل کے معاملات پر اعتراضات پیش کردئیے گئے۔ جب اسکا جواب بجواب بھیجا گیا تو معاملات جمل کو چھوڑ کر بیعت عامہ کے وثوق مین عذر پیش کیے گئے۔ غرضکہ معویہ کیطرف کے تمام مراسلات ایسے ہی تھے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ انکا لکھنا بیکار کی طوالت ہی۔ تاہم نمونہ کے طور پر صرف دو خطون کی نقل پر جو شیوع جنگ سے بالکل قریب لکھے گئے تھے۔ اکتفا کیجاتی ہے۔

معویہ کا خط — ہم بنی عبد مناف ایک چاہ سے پانی پیتے تھے۔ اور ایک مان کا دودہ۔ ہم مین سے کسیکو ایک دوسرے پر ترجیح نہین تھی اور کوئی قائم (بیٹھا رہنے والا) کسی قاعد (چلنے پھرنے والا) پر فخر وافتخار نہین کرسکتا۔ مجبور اور مختار دونون ایک تھے ہماری جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خباثت سے پاک اور ہمارے نفوس حسد سے بری تھے حتی کہ تم نے اے علیؑ اپنے ابن عم عثمان سے حسد کیا اور لوگون کو اونکے خلاف برانگیختہ کیا اور ذرا بھی اونکی رعایت نہین کی۔ افسوس جسطرح تم نے ان کے عیوب کا اظہار کیا تھا اونکی نصرت کا بھی اشتہار دیدیا ہوتا تو اسوقت کسیقدر تمہاری معذرت کے لئے گنجائش ہوتی مگر تم اسکے خلاف اپنے گھر بیٹھے رہے اور آفات وصدمات کو اونپر مسلط کردیا۔ وہ قتل ہوے تو مسرور وشاد ہوے اور مسند خلافت پر کمر باندھی۔ بزرگان اسلام سے جبراً قہراً بیعت لی۔ پھر دو شیخ المسلمین ابو محمد طلحہ اور ابو عبد اللہ زبیر جو مبشر بنعم الجنۃ تھے۔ قتل کیا۔ ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب کے ہاتھون ذلیل کرایا۔ کوئی اون پر تمسخر کرتا تھا۔ کوئی اونکو گھورتا تھا اور کوئی جھڑکیان دیتا تھا۔ مین پوچھتا ہون کہ اگر تمہارے ابن عم محمد مصطفی صلعم اسوقت زندہ ہوتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا ناراض۔ علاوہ ان باتون کے تم نے دار الہجرۃ (مدینہ) کو ترک کیا۔ حضرت رسول خدا صلعم فرما گئے ہین۔

اِنَّ الْمَدِیْنَةَ تَنْفِیْ خُبْثَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ | مدینہ اپنی کثافت کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کی کثافت دور کرتی

مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے سچ اور صحیح فرمایا۔ مدینۃ النبیؐ تمہاری کثافت اور غلاظت سے پاک ہوگیا تم نے کوفہ اور بصرہ کو مدینہ پر ترجیح دی اس سے پیشتر تم دونو خلفاے سابقین کی بیعت سے انکار کرتے رہے اور اوس امر کا قصد کرتے رہے جسکے لئے تمکو خدا نے لائق نہ جانا۔ خدا کی قسم اگر تمکو اوسوقت خلافت ملتی تو اسلام مین اوسیوقت تفرقہ اور تباہی راہ پاتی اور کفر وارتداد شروع ہوجاتا۔ اہل اسلام تمہارے دست وزبان سے عاجز آتے (معاذ اللہ)

اب مین مہاجرین وانصار کے ساتھ باشمشیر ہاے شامی وسنانہاے قحطانی تمہاری طرف آتا ہون کہ حق سبحانہ تعالی کے سامنے تم سے محاکمہ کرون۔ تم اپنے نفس پر رحم کرو اور عثمان کے قاتلون کو میرے سپرد کردو۔ ورنہ آگاہ ہوکہ تمہارے اور تمہارے اصحاب کی شان مین یہ آیہ قرآنی صادق آے گا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی ہے کہ جہان کے باشندے اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا اونھون نے نعمات الٰہی کی ناشکری کی حق تعالیٰ نے اونکو فقر و فاقہ کا لباس پہنایا اوس امر کی سزا مین جو وہ کرتے تھے

حضرت امیر المومنین ع کا جواب امابعد۔ ہم ابتدا مین ایسے ہی جیسا تو نے اپنے خط مین ذکر کیا ہے۔ لیکن جدائی فیما بین یون ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تو نے کفر و نفاق پر اصرار کیا۔ دوسرا تفرقہ یہہ ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہین اور تو فتنہ و فساد مین غرق ہے۔ تجھہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو کراہت کے ساتھہ اسلام نہ لایا ہو۔ تو اس سے مطمئن رہ کہ ہمارے ساتھہ تیرے سابق رشتے اور میل جول سے ہمارے مراتب عالی مین کوئی فرق یا کوئی کمی نہین ہو سکتی اور نہ تو اس مواصلت سے ہماری شامل ہو سکتا ہے اور کیسے ہوگا۔؟ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق وامین ہم مین ہین اور ابوسفیان سا کاذب و مفتری تجھہ مین۔ اسد اللہ و اسد رسول (حمزہ بن عبد المطلب) ہم مین اور اسد اجلاف (اسد ابن عبد العزیٰ) تجھہ مین۔ ہم مین سرداران اہل جنت مین (حضرات حسنین علیہما السلام) اور حبطۃ النار (عقبۃ ابن معیط) تجھہ مین۔ سیدہ نساء العالمین (فاطمۃ الزہرا علیہا السلام) ہم مین ہین اور حمالۃ الحطب (ام جمیل خواہر ابوسفیان) تجھہ مین۔ انکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتین ہین جن سے اسلام اور جہالت دونو مین ہمکو تجھپر شرف و امتیاز دیا گیا ہے۔ کلام خدا ہماری فضیلتون پر گواہ ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

کتاب خدا مین صاحبان قرابت مین ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگئی ہے

دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ

ہم نے ابراہیم کی وجہہ سے لوگون کو فضیلت دی اور ان لوگون کو جو اونپر (ابراہیم پر) اور اس نبی (آنحضرت صلعم) پر ایمان لائے اور اللہ متقین کو دوست رکھتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ مین نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا۔ اور ام المومنین عائشہ کو ذلیل کرایا۔ مین نے کوفہ و بصرہ کی سکونت اختیار کی۔ یہہ سب باتین تجھہ سے تعلق نہین رکھتی۔ اسلئے انکا جواب تجھکو نہین دیا جا سکتا۔ تو کہتا ہے کہ مین مہاجرین و انصار کے ساتھہ آؤنگا مگر تو یہہ نہین جانتا کہ تیری یہہ ہجرت فتح مکہ کے روز جب تیرا باپ ابوسفیان اور تیرا بھائی یزید اسیر ہوکر آئے۔ تمام ہوگئی۔ ان امور سے بالکل علحدہ ہوکر جو تو نے خون عثمان کا ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور مین بھی کئی بار تجھے سمجھا چکا ہون اور پھر سمجھائے دیتا ہون کہ اول تجھکو خون عثمان سے کیا علاقہ ہے۔ اونکی اولاد خود موجود ہے۔ اور تیرے ایسے ورثا بھی بہت سے ہین۔ اگر تیرا یہہ دعویٰ ہے کہ اون کے ورثا مین سب سے زیادہ خوشحال مین ہون تو جس کام کو مہاجر و انصار کر چکے ہین اور جس عہد و میثاق پر سب کے سب یکزبان ہو چکے ہین۔ تو تو بھی اوسی عہد مین داخل ہوجا اور اونکے ساتھہ موافقت کر۔ تب قاتلان عثمان کی نسبت اپنی صدائے استغاثہ بلند کر کہ حکم خدا و رسول ص کے مطابق حکم معقول اوسکی نسبت نافذ کیا جاوے۔

اتنا لکھکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے اشعار کا اضافہ فرمایا۔

محمد

محمد النبی اخی وصهری

محمد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے بھائی اور خسر ہین۔

وحمزة سید الشہداء عمی

اور حمزہ شہیدون کے سردار میرے چچا ہین

وجعفر الذی یضحی ویمشی

جعفر۔ جو ہر روز صبح کرتے ہین اور سیر کیا کرتے ہین اور

یطیر مع الملئکة ابن امی

پرواز کیا کرتے ہین ملٹکہ کے ساتھ (بہشت مین) میری ماںجائی بھائی ہین

وبنت محمد سکنی وعرسی

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی میری ارام دل اور میری بی بی

مسوط لحمها بدمی ولحمی

اوسکا گوشت وخون اور میرا گوشت وخون ایک ہے

وسبطا احمد ابنائی منها

سبطین رسول (حسنین علیہما السلام) میرے معزز بیٹے ہین

فایکم له سهم کسهمی

پس تم مین سے کس شخص کا حصہ میرے حصہ کے ایسا ہے

سبقتکم الی الاسلام طرا

مین نے تم لوگون مین سب سے پہلے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا

مقرا بالنبی فی بطن امی

اور مین تو اپنی مان کے پیٹ ہی مین اقرار نبوت کرتا تھا

وصلیت الصلوة وکنت طفلا

مین نے تو (رسول اللہ ص کے ساتھ) ایام طفلی ہی سے نماز پڑھنی شروع کر دی

صغیرا ما بلغت اوان حلمی

بھی اور اوسوقت کہ مین بالکل کمسن تھا اور ایام جوانی تک بھی نہ پہونچا تھا

واوجب لی ولایته علیکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم والے دن

رسول اللہ یوم غدیر خم

تم لوگون پر میری ولایت (امارت) کو واجب کر دیا تھا

انا اللیث الذی لم تنکروہ

مین وہ (میدان جنگ کا) شیر شجاع مشہور ہون

لیوم الرقبة والیوم اسام

جسکو تم بروز جنگ و وقت صلح خوب جانتے ہو

الا من شاء فلیؤمن بهذا

(خلاصہ بحث یہ ہے) جس شخص کا جی چاہے مجھپر ایمان لائے

والا فلیمت کمدا بغم

اور جو شخص (اب بھی) انکار کرے وہ غم والم مین مرا کرے

فویل ثم ویل ثم ویل

وائے ہو اوسپر۔ وائے ہو اوسپر پس وائے ہو اوسپر

لمن یلقی الاله غدا بظلمی

جو شخص قیامت کے دن مجھپر ظلم کرکے خدا کے سامنے آئے

جانبین کی مراسلات پر فاضل معتزلی (علامہ ابن الحدید) کی رائے

ہم اپنی طرف سے ان دونون خطون کی نسبت کچھہ لکھنا نہین چاہتے۔ علامہ ابن الحدید۔ ملقب بہ فاضل معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغة مین یہ تمام خطوط لکھکر جو اپنی رائے لکھی ہے وہ اتنی کامل اور ایسی کافی ہے کہ اوسکے بعد پھر کسیکے رائے کو فروغ نہین ہوسکتا۔ فاضل موصوف جانبین کے خطوط لکھکر اور اضطراب واستعجاب کی غیر متحمل جذبات سے متاثر ہوکر لکھتے ہین۔

ہر چند عجائبات و انقلابات لیل ونہار بحد وشمار ہین مگر عجیب انہین سے یہ ہین کہ اس زمانہ غدار کی گردش نے ذ علی ایسے شخص کو معویہ کا نظیر اور عدیل بنایا تا اینکہ طرفین سے رسل ورسائل شروع ہوکر مناظرہ ومقاتلہ کی نوبت پہونچی کوئی لفظ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان سے ایسا نہین نکلتا تھا تا اینکہ معویہ مثل اوسکے یا اوس سے سخت تر اوسکے جواب مین نہ لکھہ بھیجتا تھا۔ کاش اسوقت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے تو ملاحظہ فرماتے کہ جس حکومت بسلطنت

اسلامی کو آپ نے سنان و شمشیر کو کام مین لاکر او نیز اپنی مبارک اور عزیز جان پر مصیبتہائے عظیم برداشت فرماکر حاصل اور مرتب فرمایا تھا۔ اب وہ آپ کی دشمنون کے دست و قبضہ مین ہی

فاضل معتزلی اور معویہ کے تمام اعتراضات کا جواب طلحہ و زبیر کے معاملات

امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اجمالی تھا مفصل یہہ ہے کہ طلحہ و زبیر نے عہد شکنی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کرایا۔ اطاعت کی راستہ پر مستقیم رہکر کیون مارے جاتے۔ ایسی ہی اگر حضرت عائشہ اپنی گھر بیٹھی رہتین تو اعراب بصرہ و کوفہ کی نگاہون مین اونکی وقعت کیون کم ہوتی۔ اس مین امیر المومنین کا کیا قصور۔ آپ نے تاہم انلوگون کے ساتھ تمام موقع پر ضرور ملحوظ رکھتے تھے۔ ہان اگر یہہ لوگ عمر ابن خطاب سے پیش آتے تو وہ ان پر فتحیاب ہوکر انکے ضرور ٹکڑے ٹکڑے ڈالتے مگر حقیقت مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے ہی کریم و حلیم تھے کہ آپ نے انکے مظالم کے عوض مین انکے ساتھ برابر عفو و احسان کے خیال رکھے

انحضرت صلعم کی ناراضی

اب رہا یہہ امر کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اگر زندہ ہوتے تو راضی ہوتے یا ناراض تو بیشک امیر المومنین علیہ السلام نہایت ازادی سے جواب دیسکتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم اس امر مین ضرور ادنسے (طلحہ و زبیر) خوشنود ہوتے کہ اونکی زوجہ اور اونکی برادر اور وصی کو ازار پہونچاتے ہین۔ اور تو اے ابن ابوسفیان حضرت (علیؑ) سے خلافت مین نزاع کرے۔ او مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالے اور پھر رسول صلعم علیؑ سے ناراض ہون اور تجھ سے راضی۔ یہہ بالکل لغو ہے اور ناممکن۔ بیشک جناب رسول خدا صلعم اس پر کبھی راضی ہوتے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی سے بیعت کر کے بلا حجت اوسے توڑ ڈالین اور کہین کہ زر و مال ہمین مطلوب ہی۔ چونکہ بصرہ مین مال کثیر ہے اپ ہمکو بصرہ کیطرف جانیدین۔" تو کیا یہہ امور رسول صلعم کو پسندیدہ ہوتے ہ؟ نہین۔ ہرگز نہین۔

مدینہ منورہ سے نقل حکومت و سکونت

اب رہا مدینہ سے امیر المومنینؑ کا اوٹھ جانا۔ ہر وہ شخص جو مدینہ سے باہر گیا کیا وہ خبیث ہی۔ اسطرح تو تمام صحابہ قریب قریب مثلاً عبداللہ ابن مسعود سلمان الفارسی۔ ابی ذر غفاری رضوان اللہ علیہم مدینہ سے نکلے۔ دور و دراز ملکو مین فوت ہوی۔ تو اونکو کیا کہا جایے گا۔ انکے علاوہ خود طلحہ۔ زبیر اور ام المومنین عائشہ کی نقل کرنے کیلئے کیا حکم ہوگا۔ پھر معویہ اپنے لئے اور اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے لئے کیا جواب دیگا۔

قتل عثمان کا غلط الزام

یہہ اعتراض کہ امیر المومنینؑ آپ تو نصرت عثمان سے باز رہے اور لوگون کو اونکے قتل پر اشتعال دی اور دوسرے لوگون کو اپنی بیعت کے لئے مجبور کیا۔ یہہ صرف زبانی دعوے ہین اور ان پر کوئی دلیل قائم نہین ہو سکتی۔ او نفس الامر اسکے خلاف ہی۔

اگر علی پہلے ہی خلیفہ بنا دیے گئے ہوتے تو ملک تباہ ہو جاتا

یہہ علم غیب ہی۔ جسکو سوا اے حق سبحانہ تعالے کی کوئی اور نہین جانتا۔ مگر گمان غالب یہہ ہی کہ اگر اوسیوقت خلافت حضرت علیؑ کو ملجاتی تو کوئی خرابی واقع نہوتی کیونکہ یہہ فتنے جو اسوقت تک برابر واقع ہوے صرف اسی سبب سے ہوے کہ حضرت عثمان کے بعد چوتھی مرتبہ خلافت آپ کو پہونچی۔ جب دوسرے لوگون کے تقدم سے آپ کی قدر صغیر اور شان حقیر ہو چکی تھی اور سابقین نے تابعین کے دل مین اس امر کا یقین دلا دیا تھا کہ وہ حضرت خلافت کی یا سلطنت کی کامل صلاحیت ہی نہین رکھتے تھے۔ اگر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد ہی متصلا امیر المومنین خلیفہ بنا دئے گئے ہوتے اور خلافت اسلامیہ پر قابض کر دیے ہوتے تو اپ کی جلالت۔ قدر و منزلت

اختصاص رسول ؐ اور فضائل و مناقب کی وجہہ سے کسی دوسرے کو ان پر ترجیح نہین ہو سکتی تھی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد اسلامیہ کی ترتیب و تنظیم مین جو جو مصائب اوٹھائے تھی اور سلطنت قائم فرمائی تھی۔ اگر آج آپ زندہ ہوتے تو خود مشاہدہ فرماتے کہ وہی سلطنت اب اونکو نصیب ہوئی ہے جو آپ کی قدیم دشمن تھے اور دعوت اسلام کے قبول کی جا پر آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ انھین نے آپ کو وطن سے نکالا تھا اور انھین نے ضرب سنگ سے آپ کے رخساروں کو گلرنگ بنایا تھا۔ انھین کے معرکون مین آپ کے عزیز و انصار حتی کہ آپ کے عم محترم حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب تک کام آئے گویا کہ انحضرت صلعم نے انھین کے لئے یہ زحمتین اوٹھائی تھین۔ اور انھین کی راحت رسانیون کے لئے یہ سلطنت اسلامی طیار کی تھی۔ عبرت کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین ابوسفیان ایکبار حضرت حمزہ کی قبر مطہر پر آیا۔ اور معاذاللہ۔ اوس کو ٹھوکر لگا کر کہا۔ اے ابو عمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت) جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلوارین چلی تھین آج وہی سلطنت ہمارے لڑکون کے ہاتھ مین ہے جس سے وہ کھیل رہے ہین۔

اس پر بس نہوئی۔ قیامت کا عبرت خیز منظر تو یہ ہے کہ معویہ نے علیؑ کی برابری کا دعوی کیا اور آپ کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ پر امادہ ہوا۔

فاضل معتزلی بیان تک پہونچکر ذیل کے اشعار پر اپنی فاضلانہ راے ختم کرتے ہین۔

اذا عیر الطائی بالبخل مادر[۱]
جب مادر کے ایسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے

وقرّع قسّا بالفهاهة باقل[۲]
اور باقل کے ایسے بیوقوف قیس بن ساعدہ ایادی ایسے دانشمند کو بیوقوف بتلائے

وقال السُّها للشمس انت خفیّة
ستارہ سہا آفتاب عالمتاب سے کہے کہ تیری روشنی مدھم ہو

وقال الدجی یا صبح لونک حائل
اور تاریکی صبح سے کہے کہ تیرا رنگ میلا ہے

وفاخرت الارض السماء بسفاهة
زمین از روے حماقت آسمان پر فخر و ناز کرے

وطاولت الشهب الحصی والجنادل
اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فخر و ناز کرنے لگین

تو

اے موت۔ تو بہت جلد مجھسے ملاقات کر کیونکہ ایسی حالت مین زندہ رہنا مذموم ہے۔ اور اے جان۔ تو بدن سے نکل جا کہ تیرا زمانہ اب بہت بیہودہ باتین کرنے لگا۔ شرح نہج البلاغت فاضل معتزلی۔

معویہ کے پاس امیرالمومنین کے وفود

لوگون کو شاید یہ خیال ہو کہ ہم نے کتاب ہذٰا جانبین کی مراسلات مین سے دو ایک خط لکھدیے مگر طرفین کے وفود کا کوئی ذکر نہین کیا۔ حالانکہ اصح من بنانہ کی سفارت کا اندراج اس ضرورت کو پورا کردیتا ہے۔ اگر اوس سے ناظرین کا اطمینان نہو تو کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے جانبین کے صرف ایک ایک وفد کا حال ذیل مین لکھدیا جاتا ہے صاحب تاریخ روضۃ الصفا اور احمد ابن اعثم کوفی لکھتے ہین۔

[۱] مادر۔ بالکسر دال بخیل ترین مردم عرب [۲] باقل بالکسر قاف۔ احمق ترین قوم عرب

خروفا جو معویہ کیطرف سے دربار کوفہ مین آیا اومین جناب رسولخدا صلعم کے دو صحابی تھے۔ ایک ابو الدرداء۔ دوسری ابو امامہ الباہلی
ان حضرات کو جو جوابات امیر المومنین علیہ السلام نے دئے وہ ایسے ہی پر اثر او مسکت تھے کہ صاحب روضۃ الصفا اور اعثم کوفی کی
تحقیق مین یہ دونون صحابی امیر شام کی متابعت سے علحدہ ہو گئے۔ اور پہر صفین کے معاملات مین معویہ کیطرف شریک ہنوے
شام کے کمیشن کی یہ کیفیت ہوئی۔ اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کے صرف ایک مرسلہ وفد کے حالات دکھلاتے ہین
جسکو رسالہ المرتضیٰ کے ذیقعدہ مصنف نے المرتضیٰ مین درج کیا ہی۔ اس سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہی کہ معویہ ان اہل وفود کی دلیلون
سے ضرور قائل ہو جاتا تہا۔ مگر جب کوئی جواب نہین چلتا تھا تو اونکو دربار سے نکلوا دیتا تھا۔

کوفہ کا وفد۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ابو عمر۔ بشیر۔ سعید ابن قیس اور شیث ابن ربعی کو معویہ کے پاس بھیجا۔ جو کچھہ بشیر نے

معویہ کی بدسلوکی۔ تقریر کی اوسکو ہم مکالمہ کیصورت مین حسب ذیل لکھتے ہین۔

بشیر (معاویہ سے) جماعت اسلام مین تفرقہ نڈالو۔ اور خونریزی نکرو۔

معویہ۔ یہ نصیحت اپنے رفیق علی ابن ابیطالب کو کیون نہین کرتے۔

بشیر۔ وہ تم جیسا نہین ہے۔ وہ سبقت فی الاسلام۔ قرابت خیر الانام کے رو سے سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے۔

معویہ۔ تو اب تمہاری کیا رائے ہے۔

بشیر۔ بیعت کی نسبت علی مرتضیٰ جو کچھہ کہین اوسے مان لو۔

معویہ۔ کیا ہم قصاص عثمان چھوڑ دین۔ قسم بخدا یہ مجھہ سے ہرگز نہوگا۔

شیث ابن ربعی (معویہ سے) ہم خوب جانتے ہین کہ تم نے قصاص کے بہانہ سے ان احمقون کو اپنی طرف مائل کیا ہی۔ حالانکہ
ہم عثمان کی مدد کرتے تہی اور تم نے خاصکر اسوجہ سے وقفہ لگایا کہ آج تمکو یہ موقع حاصل ہو جائے۔ خدا سے ڈرو
اور اس ارادہ سے باز آو۔ اور جو اس خلافت کا مستحق ہے اوس سے ناحق نزاع نکرو۔

معویہ۔ تم لوگ میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ ہم مین تم مین تلوارون کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنیوالا نہین ہے۔ رسالہ المرتضیٰ باسناد تاریخ
کامل ابن اثیر ص ۱۰۲ سوانح عمری علی علیہ السلام خواجہ عبید اللہ امرتسری ص ۲۶۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۵

اس کمیشن کی واپسی اور امیر المومنین کی معاملات شام سے مایوسی اور خاموشی۔ وفد کوفہ کی اس حقارت آمیز واپسی کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کو معاملات شام کی طرف سے
پوری مایوسی ہوگئی اور آپنے معاویہ کے امور مین ذیل کی آیت قرآنی پڑہکر بالکل خاموشی اختیار فرمالی

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔	(اے محمدؐ) تم اپنی دعوت مردون کو یا ایسی چیزون کو نہین پہونچا سکتے جو پیٹھہ پھیر کر بھاگتے ہین۔ اور تم کبھی (دل کے) اندہے کو اوسکی گمراہی سے ہدایت نہین کر سکتے اور اوسکو کوئی بات نہین سنا سکتے۔ مگر اونہین

لوگون کو جو ہماری قدرتون پر ایمان لاچکے ہین۔

معاملات کو عقل سلیم سے سمجھنے والے۔ حالات پر انصاف و بے تعصبی سے غور کرنیوالے حضرت علیؑ اور معویہ کے طرز
عمل کو صرف ان واقعات مین پڑہکر خود تصفیہ کر لینگے کہ جانبین مین کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔ کسکی نیت صفائی پر
تتی اور کسکی فساد انگیزی اور مفسدہ آرائی پر۔ مصالحت کون چاہتا تہا اور فساد و جنگ کون۔ ہم نے ان باتون کو اسلئے

ملکہ پایی کہ معویہ کی فساد انگیز فطرت اور فتنہ خیز طبیعت کا کامل اندازہ ہوجائے۔ اور یہہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کا مدعا ہے

شیوع جنگ سے پہلے معاملات شام مین مصالحت ویکسوئی کیطرف سے مایوسی تو ہوہی چکی تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے شہر

امیر المومنین کا خطبہ الحرام کی حرمت کے لحاظ سے محرم ۳۷ھ تک بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ محرم کا مہینہ ختم ہوگیا تو ترتیب

فوج اور درستی لشکر کیطرف توجہ فرمائی۔ تمام اعوان و انصار جمع ہوے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑہا

جسمین معاویہ کے حیلے۔ اوسکی مغویانہ اور باغیانہ تدبیرین۔ مخالفانہ ترکیبین۔ امن و امان اور صلح و آشتی سے نفرت۔ اپنا صبر و تحمل اور

رفاہ قومی۔ اصلاح ملکی اور تبلیغ دینی پر اپنی مستعدی جسکو وہ خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے۔ بیان فرمائین۔ اسکے بعد دنیا

کی ناپاداری۔ اسکی ثروت و اقتدار کی بے اعتباری اور بیمقداری کی نسبت بہت سی دلچسپ اور مفید مثالین بیان فرمائین

ہمت۔ دلیری۔ شجاعت۔ ثابت قدمی اور استقلال کے متعلق ضروری تعلیم دیکر۔ خوف۔ اندیشہ۔ بزدلی۔ پست ہمتی

اور گریز پائی سے غیرت دلائی اور آخر مین خطبۂ مبارک کو آیہ مقدسہ۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ | اگر تم موت اور قتل سے بھاگ (کر بچ) جانا چاہو تو ان دونو مین سے تم کو کوئی بات نفع پہونچانے والی نہین ہے

امیر المومنین کے فوجی احکام خطبہ کو تمام کرکے امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے فوجی احکام تمام فوجی افسرون اور اہل لشکر کو سنائے اور اونکی تعمیل کی سخت تاکید و تہدید فرمائی۔

(۱) جب تک غنیم تم سے نہ لڑے تم اوس پر ہاتھ نہ اوٹھاو
(۲) اگر مقابلہ کے وقت کوئی تمہین برے الفاظ سے یاد کرے تو تم سنکر خاموش رہجاؤ۔
(۳) رجز مین اپنی تقریر کو طول ندو۔ بلکہ خود ستائی کیجگہہ خدا کا ذکر کرو۔ جو تمہارے لئے تمہاری رجز خوانی سے بہتر ہوگا۔
(۴) جو کوئی تم سے خوف کھاکر بھاگ جاوے تم اوسکا تعاقب نکرو۔
(۵) جو زخمی ہوجاے اوسے قتل نکرو۔
(۶) غنیم مین جو کوئی مقتول ہو اوسے برہنہ نکرو۔
(۷) مقتول کی ناک کان کاٹ کر اوسکی ذلت و رسوائی نکرو۔
(۸) کسی کا مال نہ لو۔
(۹) عورتون سے مطلق مزاحم نہو۔ اگر وہ عورتین تمہاری عورتون کو یا تمہارے ناموس کو برا بھلا بھی کہین۔ تو تم اونھین خاموش رہکر سن لو۔ اونپر صبر کرلو۔ اور اون کا جواب ندو۔ المرتضی ص ۱۴۰۔ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۷ ابو الفدا ص ۲۳۵۔ روضۃ الصفا جلد دوم

ان احکام کی نقل و تفصیل سے بھی ہماری غرض حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا طریقۂ عمل دکھلانا ہے کہ ان مصائب و شداید۔ مظالم و مفاسد کی موجودگی مین بھی مخالف گروہ کے ساتھ جو اوس وقت تک برائے نام مدعی اسلام تھے۔ کیسی اور کتنی ہمدردی اور لطف و رعایت کے خیال امیر المومنین کے ذہن نشین تھے۔ یہہ صرف اوسی برائے نام اسلام کا احترام تھا۔ اگر فرقہ مخالف کا بھی یہی طریقہ عمل تھا۔ اور وہ اوسکو بھی اسلام اور مسلمانون کے ساتھ۔ اگرچہ وہ مخالف

ہی کیون ہنون ایسی ہی رہایتین منظورتھین تواج ہم عرب کی تاریخ وسیر کی کتابون مین اوسکے احکام بھی اسیطرح لکہے ہوی پاتے مگر تمام کتابین خالی ہین اور تمام دفتر سادے

میدان صفین مین جانبین کی فوجین ـ صفین کا میدان

تاریخون سے ثابت ہی کہ صفین کا میدان کسیوقت مین اباد تہا اور اوسوقت تک شاہان روم کی گری پڑی عمارتون کے کچہہ نشان باقی تہے جو جا بجا اوس وسیع میدان مین پاجاتے تھے امیر شام اور اوسکے مشیرون نے ہر قرینہ سے اس مقام کو اپنے لئے مناسب سمجھا اور اپنے لشکر کے پڑاو ڈالدئے ـ سب سے اچھا موقع تو یہہ ہاتھ لگا کہ دریاے فرات انکی فرودگاہ سے قریب تہا جس پر یہہ بارام تمام اتیے ہی قابض ہوگئے امیر المومنین کا لشکر بعد مین پہونچا

مظالم صفین مظالم کربلا کی دیباچہ تہے ـ امیر المومنین کے لشکر پر پانی بند

تین دن کے بعد امیر المومنین کا لشکر بھی جمع ہوکر پہونچگیا ـ اس وادی مین دریاے فرات کی روانی اس طرح واقع ہوئی تھی کہ سواے ایک گھاٹ کے دور تک کسی دوسری گھاٹ کا جہان سے پانی لایا جاسکے نام و نشان نہین تھا ـ معویہ نے اپنی اظہار مظالم اور لشکر کوفہ کی استیصال کے لئے اس موقع کو نہایت مفید سمجھا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا امیر المومنین کا مقدمۃ الجیش مالک ابن اشتر نخعی کی ماتحتی مین دوسرے دن پہونچا اور معاویہ کی ان عیارانہ چالون کو خوب سمجھگیا ـ اول تو امیر المومنین اوسوقت تک پہونچے نہین تھے ـ اونکا اذن و انتظار ضروری تھا دوم یہہ کہ اپنی ایکہزار ماتحتی فوج کی قلت اور لشکر شام کی مجموعی کثرت و قوت کے سبب کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ سمجھا اور بالکل خموش رہا ـ سب سے زیادہ باعث مالک کی خاموشی کا اونکے ہمراہیون کی بزدلی اور لشکر مخالف کی کثرت کا خوف تہا جسیطرح اونکو اگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتا تھا بلکہ پیچھے ہٹکر اوترنے پر مصر تہا ـ مالک نے مصلحت وقت کے خیال سے اونکے خلاف مزاج کرنا نہین چاہا اور اونکی مرضی کے موافق لشکر شام سے دور ہٹ کر اپنے خیمے نصب کردئیے ـ

دوسرے دن امیر المومنین بھی اپنے ہمراہی لشکر کے ساتھ پہنچگئے ـ آپنے موقع کو خوب غور سے دیکھا اور سمجھا اور فوراً افسران مقدمۃ الجیش کو بلاکر دریا سے اتنی دور ہٹکر اوترنیکی وجہہ پوچھی تو مالک ابن اشتر خموش رہے ـ افسران دیگر نے جوابدیا کہ ہمکو خارجًا معلوم ہوا ہے کہ اگر ہم قریب دریا اوترتے تو معاویہ دریا کے اوس بند کو جو قریب ہی بندھا ہوا ہے کاٹ دیتا اور ہم غرقاب ہوجاتے امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تمہارا خیال دہ سیر الیقین ہے کہ معویہ کے ایسے حاسد اور کینہ پرور دشمن سے تمکو اب دریا سے پانی لینے کی قطعی امید نہین رکھنی چاہئے ـ معویہ کی مکاریون کی یہہ بھی ایک چال ہے کہ اس نے بعضون کو اس افواہ کیلئے خاص طور پر مقرر کیا ہی جنھون نے اس خبر کو مشہور کرکے تمہارے دلون مین خوف پیدا کردیا ـ میری راے یہہ ہی کہ تم اسیوقت دریا کا فیصلہ کرلو ـ افسران فوج بولے حضور ـ معاویہ مین اتنی طاقت کہان کہ ہمکو پانی لینے سے روکے اور نہ ہمکو اوس سے ایسی امید رکھنی چاہئے ـ

لشکر کوفہ اور اہل کوفہ کی کج فطرتی اور تمرد طبعی کا یہہ پہلا زینہ اور پہلا نمونہ ہے جو میدان جنگ مین قدم رکھتے ہی پیش آگیا برحلال ـ امیر المومنین علیہ السلام نے بھی صعوبت سفر کا خیال کرکے اس بحث کو زیادہ طول نہ دیا ـ جہان ٹھہرے تھے وہین ٹھہرے رہے دوسرے ہی دن لشکر کوفہ کو اپنی غلط فہمیون کا مشاہدہ ہوگیا تفصیل یہہ ہے ـ

معویہ نے پانی بند کردیا ـ امیر المومنین نے جو کہا وہی ہوا

اہل عراق پانی لینے دریا پر گئے ـ معاویہ کے محافظ جو ابو الاعور کی ماتحتی مین اسی غرض خاص سے تہاے گہرے تہے ـ مزاحم ہوئے ـ امیر المومنین کو خبر ہوئی ـ ارشاد ہوا جس امر کو ہم ہونیوالا سمجھتے تھے اوسی کا تم سے اظہار کرتے تھے تم لوگ مجھکو کیون جھٹلاتے ہو اور مجھسے کیون خلاف کرتے ہو ـ

معویہ کے پاس امیرالمومنین کا قاصد

امیرالمومنین کی فطرت صالحہ ہر امر کو بمصالحت و بمسالمت طے کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس خونخوارانہ اور حیوانانہ معویہ کے اس قضیہ کو بھی آپنے اپنی حسن تدبیر سے صاف کر دینا تجویز فرمایا۔ صعصعہ ابن صوحان عبدی کو بلایا اور معویہ کے پاس اونکو بھیجکر کہلا بھیجا کہ اس جنگ کی مُراد۔ امر دین اور مقدمہ امارت کا طے ہونا اور حق و باطل کا امتیاز ہو جانا ہے عامۃ المسلمین پر پانی بند کر دینا اور اونکو غیر فطرتی طور پر تکلیف پہونچانا زیادتی ہے۔ اگر ہمکو تیری اس ظلم و تعدی کا خیال ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم پہلے ہی آکر دریا پر قبضہ کر لیتے اور تجھکو بھی پانی نہ لینے دیتے۔ اب صلاح وقت یہی ہے کہ دریا سے اپنی محافظ اوٹھا لے کہ خلقت خدا سیراب ہو۔ ورنہ۔ اگر دریا لینے ہی پر ہمارے تیرے فیصلہ ہونیوالا ہے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں۔ جو گھاٹ لے لیگا اوسی کی فتح ہے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۷۲

صعصعہ قاصد بنکر پیام تو لیگئے مگر دربار شام میں کچھہ شنوائی نہیں ہوئی۔ واپس آیے۔ اب تو غیرتداران عراق بھی دریائے غیرت میں نہاگئے اور ہر فرد واحد ندامت و خجالت میں ڈوب گیا۔ مالک ابن اشتر۔ شریح ابن ہانی اور زیاد بن نضر وغیرہم سمت سے شیر دل اور پرہمت جوان لشکر سے یہ ارادہ کر کے نکلے کہ جس سبیل سے ممکن ہوگا۔ پانی لائینگے اور معویہ کے پہرے داروں کو گھاٹ سے مار بھگائینگے

امیرالمومنین کے لشکر نے دریا کا گھاٹ چھین لیا۔

ہمت کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ قوی ہمت جوان ایک دستہ فوج لیکر دریا کے گھاٹ پر پہونچگئے۔ محافظان فرات ان سے مزاحم ہوئے۔ پہلا شخص جو شامیوں کیطرف سے مقابل ہوا وہ صالح ابن فیروز عکّی تھا مالک نے اوس سے مقابلہ کیا اور مار لیا۔ اسکے بعد ابوالاعور ہمو کلان آب فرات کا افسر تھا۔ سامنے نکل آیا اور مالک ابن اشتر کو اپنے مقابلے کے لیے بلایا۔ وہ آیا اور دیر تک السیین مقابلہ رہا آخر کار مالک نے اوسے مجروح کر دیا مگر وہ بھاگ نکلا۔ اس کی بھاگتے ہی ساری فوج شام دریا کا گھاٹ چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مالک نے مخالف کو پوری ہزیمت دیکر گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ لشکر امیرالمومنینؑ دو دون کا پیاسا تھا۔ گھاٹ پر قبضہ کرتے ہی۔ سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا۔ مالک ابن اشتر گھاٹ کا پورا انتظام کر کے واپس آیے۔

معویہ کے دربار میں تشویش

وفد شام کا آنا امیرالمومنینؑ کا بہترین حسن اخلاق دکھلانا۔

ابوالاعور ناکامیاب ہوکر معویہ کے پاس پناہ گزین ہوا معویہ نے اوسکی داستان سُنی تو کہا اب ہمیں اپنی فوج کسی دوسری جگہہ لیجانی ہوگی۔ عمر عاص موجود تھا۔ بول اوٹھا۔ جو جیسا ہوتا ہو ویسا ہی سمجھتا ہے خدا کی قسم تو شوق سے پانی لو جسکو چاہے پلاؤ۔ علیؑ کا ایسا ظرف نہیں ہے جیسا کہ تیرا ہے۔ علیؑ سے ایسے مظالم نہیں ہونیوالے جیسے تجہ سے ہو چکے۔ وہ کبھی کسی متنفس کو اپنے فیض عام سے محروم نہ رکھینگے۔ معاویہ نے بڑی نے غیرتی سے عمر عاص کے اس بیان پر غور کیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھکر۔ پھر اپنی طرف سے بارہ آدمیوں کا وفد بناکر امیرالمومنین علیہ السلام کیخدمت میں روانہ کیا۔ یہ لوگ معویہ کیطرف سے پانی پینے کی استدعا لیکر ساقی کوثر کے پاس حاضر ہوئے۔ جوشب ذی کلاع۔ جو انلوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور مقرر مشہور تھا امیرالمومنین کیخدمت میں ان الفاظ کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

امیرالمومنین ملکت اذا سلج دخذ علینا بالماء واعف عمّا سلف من معویّۃ	اے امیرالمومنین۔ اب آپ مالک ہیں۔ ہمکو پانی دیجئے اور جو کچھہ معویہ سے ہُوا اوسے معاف فرمایئے۔

ساقی کوثر نے کمال مہربانی اور بڑی کشادہ پیشانی سے ارشاد فرمایا کہ۔ ہاں۔ ہاں شوق سے پانی پیو۔ اور لیجاؤ۔ کوئی ممانعت نہیں اور یقین کر لو۔ چشمہ۔ دریا۔ نہر۔ کسیکی بھی ملکیت نہیں۔ بلکہ خدا کی خاص رحمتیں ہیں۔ ان سے دوست دشمن سب کو برابر سیراب اور فیضیاب ہونا چاہئیے۔ میں ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ وہ نہ کرونگا جو ابھی ابھی تم میرے ساتھ کر چکے ہو۔

امیر المومنین علیہ السلام کے بعض مغلوب الغیظ اصحاب نے۔ جنکو معاویہ کی اس سفاکانہ حرکتون پر سخت طیش ایا تہا اور دو دن کی پیاس کی تکلیفین یاد تھین۔ آپ کو اسکے (حکم کے) خلاف رائے دی۔ مگر اپنے اونسے اتفاق نفرمایا اور وفد شام کو ساتہ اپنے اصحاب کو جواب مین ارشاد فرمایا

لا تدخلوا بینی وبینہم ولا افعل ما فعلہ الجاہلون وسنعرض علیہم کتاب اللہ وندعوہم الی الہدی فان اجابوا والا ففی حد السیف ما یغنی ہذا ان شاء اللہ

تم لوگ میرے اور اونکے درمیان دخل ندو۔ مین ہرگز وہ نکرونگا جو یہہ جاہل ابھی ابھی کرچکے ہین۔ بلکہ مین انکو حکم خدا بتلاؤنگا اور ہدایت کی طرف بلاونگا۔ اگر اونھون نے قبول کرلیا تو بہتر۔ ورنہ ہم تلوار سے وہ کام نکال سکتے ہین۔ جس سے ہم سیر ہوسکین۔ ان شاء اللہ

اہل فوج کو یہہ جواب دیکر امیر المومنین علیہ السلام نے اوسیوقت منادی کو بلوایا اور منادی کرادی کہ کوئی کسیکو پانی پینے یا پانی لیجانے سے منع نکرے۔ جسکا جی چاہے بلا تامل دریاسے پانی لے۔ شام کا آیا ہوا وفد امیر المومنین ؑ کی دریادلی سے نہایت محظوظ و ممنون ہوئے اور اپنی فرودگاہ کو واپس گیا۔ معاویہ کی شرارت کی انتہا نہ تہی مگر غیرت وحیا کا نام نہ تہا۔ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۴۳۱۔ تاریخ طبری جلد چہارم۔ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۱۱۰ باسناد تاریخ مسعودی و مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر

ان واقعات کی تفصیل ہمارے موجودہ موضوع تالیف سے اگرچہ بظاہر زاید معلوم ہوتی ہے مگر ایسا نہین ہے۔ ہم اس واقعہ سے اپنے اصلی مدعا کی پوری توثیق پاتے ہین۔ اسلئے کہ باب المفاخرت مین مویدین ومقررین بنی امیہ کیطرف سے بنی ہاشم کے مقابل معاصرین زیادہ تر اپنی اونہین دو نو محاسن سے بحث کی گئی ہے اور اپنے انھین اظہار استحسان پر زور دیا گیا ہے یعنی (۱) بنی ہاشم کیساتہ بنی امیہ کے برابر احسان ورعایات (۲) بنی ہاشم وبنی عبد المطلب پر بنی امیہ کا غلبہ اور قابو پاکر عفو و درگذر۔ ہم نے اونہون معاملات کی شرح اور مفصل تمثیلات و واقعات وشاہدات۔ تاریخ وسیرت کی کتابی عبارتون سے۔ ہاشم وامیہ کے وقت سے لیکر سلسلہ وار انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ تک لکھکر دکھلادیا ہے۔ اور بتلادیا ہے کہ کبھی امیہ نے ہاشم کے ساتھ حرب نے عبد المطلب کے ساتھ۔ اور ابوسفیان نے انحضرت صلعم کے ساتھ احسان ورعایت نہین کی بلکہ جد درجہ کی بیرحمی اور شقاوت کے ساتھ ہمیشہ سلوک کئے۔ انکے دعوے بالکل باطل کے خلاف۔ بنی ہاشم وبنی عبد المطلب نے البتہ وقت پڑے پر انھین کے ساتھ احسان کئے ہین۔ بنی امیہ نے کبھی انلوگون پر غلبہ پاکر معاف نہین کیا۔ بلکہ۔ تاریخون سیرتون اور حدیثون کی کثیر التعداد کتابون سے متفقہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہی کی عفو و درگذر انلوگون کے حق مین ثابت ہوتی ہے

جونکہ ہم اس بحث کو انحضرت صلعم کے عہد رسالت تک مسلسل طریقہ سے دکھلاچکے تہے اس بنا پر حضرت علی ؑ کے زمانہ امامت مین بہی اپ کی معاصر بنی امیہ کے معاملات مین اسکی حقیقت کو دکھلا دینا میرے لئے ضروری تہا۔ ان واقعات نے صاف طور سے بتلادیا کہ کس نے احسان کیا اور کس نے بیرحمی اور شقاوت دکھلائی۔ کس نے غلبہ اور قابو پاکر ظلم و زیادتی کی اور کس نے معاف و درگذر فرمائی

انھین امور کے ساتھ ان واقعات نے بنی ہاشم کی فطرت صالحہ اور بنی امیہ کی فطرت بہیمیہ کی تفریق اور شجرہ طیبہ اور شجرہ ملعونہ فی القران کے امتیاز واختصاص کا بھی کامل طور سے انکشاف حقیقت کردیا۔ فہو المراد والحمد للہ

جنگ صفین کے خلاصہ حالات

موضوع تالیف کے ساتھ تسلسل و ترتیب مضامین بھی مولف کا فرض اولین ہے ۔ اس بنا پر ترتیب مضامین کی ضرورتون کے لحاظ سے ہمکو اس جنگ کے حالات ادسی مقدار سے منتخب اور خلاصہ کر کے قلمبند کرنے ضروری ہین جن سے ہمارے موجودہ موضوع تالیفی کو تعلق ہی اور جو اوسکے اندر آسکتے ہین ۔

چونکہ عنوان کتاب ہی مین مؤیدین و متبعین بنی امیہ نے بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر اپنا غلبہ اور اپنی فتح و کامیابی کی جھوٹی لفاظی کی ہے اسلیئے ہم ابتدا سے لیکر عہد رسالت تک اپنی سلسلہ بیان مین اسکی تنقید و تردید کرتے آئے ہین اور دکھلاتے آئے ہین کہ یہ بالکل غلط دعوے ہین ۔ اودھر اسر جھوٹے بیان ۔ جنکو حقیقت و اصلیت سے کوئی واسطہ نہین ۔ اس بنا پر وہی سلسلۂ کلام اور عنوان بیان یہان بھی قائم رکھنا ضروری ہے ۔ چنانچہ جنگ صفین کے وہی چیدہ حالات و واقعات ذیل مین لکھے جاتے ہین جو ہمارے مذکورہ بالا موضوع تالیف کے اندر آتے ہین ۔

مشہور تو یون ہی کہ معارک صفین مین شروع سے لیکر اخر تک ۔ چھوٹی بڑی لڑائیان سب ملاکر مجموعی چالیس ۴۰ اور بقول بعض ستر لڑائیان لڑی گئین ۔ لیکن تاریخ عرب کی تفصیل ہے ۔ جنمین اعثم کوفی نے اس جنگ کے روزانہ حالات لکھے ہین ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شروع جنگ سے لیکر اخر روز لیلۃ الہریر تک بیس معرکے واقع ہوے ۔ اس تعداد مین وہ لڑائیان شامل نہین ہین جو بیرونجات مین لشکر ہاے عراق و شام کے درمیان واقع ہوئین ۔ الجزائر سے لیکر حمص اور حوالی دمشق تک ان لڑائیون کا لگاتار سلسلہ پایا جاتا ہے ۔ اگر انکو بھی صفین کے معرکون مین شمار کیا جاوے تو البتہ تعداد بڑھ جائیگی اور مرقومہ بالا قول مشہور کی بتلائی ہوئی تعداد کے قریب قریب پہونچ جاے گی ۔ صفین کی تفصیل بیان مین ہم نے پہلے بھی تاریخ احمد کوفی کو زیر نظر رکھا تھا اور اسوقت بھی وہی کتاب ہمارے سامنے ہی ۔ اور ہم اوسی سے زیادہ تر اپنا انتخاب و خلاصہ طیار کرتے ہین ۔

پہلی لڑائی سے لیکر دوسری لڑائی تک کے حالات ہمارے لئے کسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نہین ہے ۔ لیکن اعثم کوفی کی اسناد سے یہ لکھدینا ضروری ہے کہ ان دونو دنون مین میدان جنگ لشکر عراق کے ہاتھ رہا ۔

تیسری جنگ مین عمرو عاص کے مقابلہ کا ذکر ہمارے لئے قابل بیان ہے اسلیئے کہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کے باب المفاخرت مین بنی امیہ کے ایڈوکیٹ نمبر اول یہی ہین مجلس مفاخرت کا کوئی جلسہ السا نہین ہی جسکے صدر اکم ہے کم نامبالیدہ یہ نہ رہے ہون اور معرکہ صفین کے صدر گیسہ دیہ تو اصل مصدر ہین اور ممالک شام کے مدار المہام ۔ اج انکے مقابلہ کا دن ہے اور لطیف ترین تو یہ ہے کہ انکے مقابلہ کے حالات سے اہل بھی دوستوانی نصیب دشمنان ہوکر ۔ کے مطابق اوڑتے ہین ۔ یا یون سمجھیے کہ ۔ کھونٹے کی بلا بندر کے سر ۔ تفصیل حسب ذیل ہے ۔

امیر المومنین اور معویہ سے مبارز طلبی

تیسرے دن صبح سے پھر مقابلہ شروع ہوا ۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنا مرکب بڑھایا اور میدان جنگ مین پہونچکر معاویہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا ۔ اور ارشاد فرمایا ۔ اے لسپر ہندہ اب تو خلقت خدا پر زیادہ دست ظلم و تعدی نہ دراز کر ۔ اور اونکے خون نہ بہا ۔ اسوقت میری طرح تو بھی میدان مین نکل آ اور ہم تم دونون باہم مقابل ہوکر اپنی تلواروں کے فیصلہ پر راضی ہوجائین ۔ جو جسکو مار لے اوسی کی فتح ہے ۔ اگر تو نے مجھکو مار لیا تو دنیا تیری ہوجاے گی اور اگر مین نے تجھکو مار لیا تو تمام مسلمانون کو موجودہ رنج و مصیبت سے نجات ملجائے گی ۔

معاویہ امیر المومنین ع کی اس تقریر کو سنتا رہا ۔ کچھ جواب نہ دیا ۔ وہ ایسا کیا تھا جو ان باتون کا کوئی

کا کوئی جواب دیتا ۔ عبید اللہ ابن عمر ابن الخطاب نے یہ کہکر اوسکے سکوت کو توڑ دیا کہ اگر تو ابو سفیان کو دیسا قریشیون کی سرداری اور سپہ سالاری کا دعوے کرتا ہے کہ تجھے اپنی شجاعت و فنون جنگ مین بہت بڑا تجربہ حاصل ہے ۔ تو ابھی ابھی لڑائی پر مستعد ہو جا کہ ہم بھی تیری لڑائی اور زور آزمائی دیکھ لین ۔ یہ بھی اپنے مقام پر بڑبڑاتے رہے ۔ معویہ نے ایک نہ سُنی ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے دیر تک انتظار کیا ۔ اوسکے سکوت سے مایوس ہوکر ۔ مخالف کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کرکے تمام صفون کو درہم و برہم کر دیا ۔

معاویہ اور عمر عاص ۔ یہ حالت دیکھکر عمر عاص سے نرہا گیا معویہ کو ڈانٹ کر کہنے لگے آج مجھے تیری خاندانی بزدلی اور پست ہمتی کا یقین کامل ہوگیا ۔ اور تیری اس حرکت کو دیکھکر مجھے خود شرم آنے لگی ۔ علی ابن ابیطالب اتنی دیر تک تجھے للکارتے رہے تو نے اونکا مقابلہ کیا جواب تک ندیا ۔ عمر عاص کے یہ غیرت دلانے الفاظ بھی معویہ پر کوئی اثر نہ پیدا کر سکے ۔ اور اوس نے انکی باتون کا بھی کوئی جواب نہین دیا ۔ سچ ہے لو اپنی خموشی سے ہزار ☆ اورانکی بد زبانی ایک ہو ۔

عمر عاص اور معویہ کے اس سکوت نے عمر عاص کی مردانگی مین ایک ہیجان پیدا کر دیا اور آخر کار وہ جھنجھلا کر صف سے نکل پڑا امیر المومنین سے مقابلہ اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

یا قادۃ الکوفۃ واھل الفتن	انی بکم و لا اری ابو الحسن
اے اہل کوفہ اے سرداران صاحبان فتنہ و فسا	مین تم سے لڑنیکو آیا ہون مگر علیؑ کو نہین دیکھتا

امیر المومنینؑ کہین دور نہین تھے ۔ پاس ہی کھڑے تھے ۔ عمر عاص کی رجز خوانی سنکر اوسکے سر پر پہونچ ہی گئے ۔ اور جواباً ارشاد فرمایا

ابو الحسینؑ واعلمنا ابو الحسنؑ	جاءلک بقتادۃ العنان
آگاہ ہو جا کہ پدر حسنین علیہما السلام	گھوڑے کی باگ موڑ کر تیرے پاس آ پہونچا

رجز سنتے ہی عمر عاص کے تمام حوصلے پست ہو گئے ۔ سارے ولولے جاتے رہے ۔ اب نہ وہ جنگ کی پر جوشی باقی رہی اور نہ مقابلہ کی مستعدی ۔ امیر المومنینؑ کی پر جلال صورت دیکھتے ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے ۔ کرار غیر فرار نے اس فراری کا تعاقب کیا ۔ اور قریب پہونچکر نیزے کا وار کیا ۔ نیزے کی انی اسکے دامن مین لگی اور وہ اپنے کپڑون مین اولجھ کر کپڑے کی گٹھری کیطرح زین سے زمین پر گر پڑے ۔ اسکے گرتے ہی امیر المومنینؑ اسکے سر پر تھے ۔ عمر عاص کو دکھا بدحواس (برہنہ) پڑا ہے اس حال خراب سے دیکھکر امیر المومنینؑ نے روئے مبارک انکیطرف سے پھیر لیا اور فرمایا ۔ جا ۔ آج تیری شرمگاہ نے تجھکو بچا لیا ۔ یہ فرما کر اپنے لشکر مین چلے آئے ۔ سوانحعمری حضرت علی علیہ السلام ص ۲۴۴ اعثم کوفی ۔

عمر عاص کی اس حرکت پر فوج شام مین قہقہے ۔ عمر عاص کو اسوقت یہ ذلت بھی غنیمت معلوم ہوئی ۔ زمین سے گرد جھاڑتے اوٹھے اور معویہ کے پاس پہونچے ۔ شرم چہ کتی است کہ پیش مردان بیاید ۔ جانبین نے عمر عاص کی اس گرہ بازی کی خوب ہنسی کی ۔ اہل عراق تو اہل عراق شام والون نے خود انکو انکی اس حرکت پر آتنا یا کہ انکی جان پر آبنی ۔ سب سے پہلے معویہ نے انھین سنا کر کہا کہ آج تک کسی حریف نے اپنے مقابل سے بچنے کی ایسی تدبیر نہین سوچی تھی ۔ جیسی تم نے ۔ تیری بزدلانہ حیا کی تعریف کرون یا علی ابن

عمر عاص کے اس کلام عبرت خیز اور غیرت انگیز کو دیکھکر جو معویہ سے اسوقت کر گئے سب کو عبرت کی ہوتی ہے ۔ عمر عاص نے اسوقت جو کچھ کہا بالکل صحیح اور فی الواقع کہا مگر افسوس اسکا ہے کہ مفاخرت کے ڈھکون مین آپ ان واقعات کو وقت پر بھول جاتے ہین ☆ مولف عفی عنہ

ابیطالب کی دلیرانہ اور شریفانہ ہمت و غیرت کی - جنہوں نے تجھہ ایسے حیادار مرد بیکارہ کو برہنہ پاکر بھی تیرے قتل سے ہاتھ روک لیا عمر عاص معویہ کی یہہ تقریر سکر بہت ہی جھلایا - اور کہنے لگا اے معویہ زیادہ باتین نہ بنا - اگر تو ایسے موقع پر ہوتا تو تجھہ سے اتنی بھی نہ بنتی اور ضرور مارا جاتا - اور علی ابن ابی طالب تجھکو تو اس بیحیائی اختیار کرنے پر بھی نہ چھوڑتے - الغرض معویہ کے دربار مفاخرت کے ایڈوکیٹ جنرل کی پاداری و حیاداری کے یہہ حالات تھے - اسی سے یہہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ باب المفاخرت مین انکی رجز خوانیان حقیقت سے بالکل خالی تھین اور صرف زبانی کہانیان تھین -

چوتھی لڑائی کے حالات شروع کرنیسے پہلے ہمکو یہہ بتلادینا ضروری ہے کہ تیسری لڑائی کا دن بھی امیر المومنین ع کے ہاتھ رہا - اس لڑائی مین کوئی امر قابل ذکر نہین - صرف یہہ کہ صبح سے شام تک لڑائی کی سخت شدت دیکھکر معویہ کے حواس باختہ ہوگئے اور عمر عاص کے ذریعہ سے حضرت عمار یاسر رض کے پاس اپنے معاملات و مطالبات کی داد رسی چاہی -

عمر عاص اور حضرت عمار یاسر رض کی گفتگو

عمر عاص نے ابو النوخ کو حضرت عمار یاسر رض کے پاس بھیجا اور استدعا کی کہ اگر فرصت ہو اور کوئی امر مانع ہو تو میرے پاس چلے آو اور ہم تم ملکر مصالحت فیمابین کے متعلق کچھہ طے کرین اور باہمی اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نکالین - ابو النوخ عمار یاسر رض کے پاس آے اور عمر عاص کا پیام سنایا - عمار یاسر رض نے جوابدیا - مین ضرور آؤنگا اور میرے لئے کوئی شے مانع نہین ہے - اور کوئی وجہہ تامل نہین ہے - مین تو اس تجویز کیلئے عمر عاص کا بہت احسانمند ہونگا - عمار یاسر نے اوسیوقت اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور عمر عاص کے پاس پہونچگئے -

عمار یاسر رض کے ایسا خالص الایمان اور کامل الاسلام جلیل القدر صحابی - جو سالہا سال سے عمر عاص کی عیاریون کو اپنی آنکھون سے دیکھ رہا تھا - عمر عاص کو دیکھکر دل ہی دل مین کہنے لگا سہ اے صبا این ہمہ آوردۂ تست - پہلے عمار نے عمر عاص کو بہت کچھہ پند و نصیحت فرمائی - پھر اصل مدعا پر پہونچکر اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ تم لوگون نے قتل عثمان کے تمام مفصل حالات سنے ہون گے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے انہی سے (عثمان سے) رسم و راہ ترک کردی تھی - اور بہت سے ایسے تھے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تھے - اس سبب خاص سے کوئی عام شخص عام اس سے کہ اوسکا شمار صحابی مین ہو یا عامی مین دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا - ایام محاصرہ مین انکی یہہ حالت تھی کہ لوگ اپنے گھرون سے مسجد تک بھی نہ آتے تھے - طلحہ و زبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تمنے سنے ہون گے - ان دونون نے جسطرح عہد و پیمان توڑے اس سے بھی تمکو اطلاع ہے - مادر مسلمین حضرت عائشہ نے - جب عثمان نے انکا وظیفہ بند کردیا جو کچھہ اونکے حق مین ارشاد فرمایا وہ بھی تم نے سنا - پھر انھین عائشہ نے بلوائیون کو جو اونکے قتل کی تحریک کی اور ترغیب دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے پھر ناحق مادر مومنان نے اونھین کا قصاص طلب کیا باوجودیکہ عائشہ کو خدای سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تھا - اب اونکے بعد معاویہ ابن ابو سفیان اس کے قصاص کو لئے اوٹھا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب خلیفہ عصر سے قصاص عثمان طلب کررہا ہے اور قاتلان عثمان کو اونسے مانگ رہا ہے - حالانکہ یہہ امر اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان مین امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی شرکت نہین تھی - نہ آپ نے اونکے قتل کا حکمدیا اور نہ اونکے قتل پر آپنے رضامندی ظاہر کی - اس معاملہ مین مجھسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے - ان معاملات مین تمکو حکم بن جانا چاہیئے - اور غور و تامل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیئے کہ معویہ امر قصاص مین اپنے آپ کو کس حق سے حقدار سمجھتا ہے - کیونکہ نہ تو عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا

وصی ہے اور نہ ولی عہد۔

عمر عاص یہہ سنکر کہنے لگا کہ اے ابوالیقطان۔ (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہی جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہی۔ واقعات عہد سکنی طلحہ و زبیر اور اونکا قتل عثمان پر اہل بلوہ کو رغبت دلانا جسمین ام المومنین عائشہ بہی ضرور شریک تہین بہت صحیح ہے اور اون امورمین سے بعض کو تم نے خود انکہون سے دیکہا ہوگا اور بعض کو معتبر لوگون کے زبانی سنا بھی ہوگا۔ آب رہا یہہ امر کہ معاویہ خون عثمان طلب کرتا ہی۔ تو اس امر مین وہ حق پر ہے۔ اسلئے کہ معویہ بھی بنی امیہ کے سلسلہ مین داخل ہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے اور عثمان کی جو شفقت معویہ کے حال پر تھی وہی آج اوسکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رھی ہے اور یہہ سب باتین ظاہر ہین جسکے بیان کی ضرورت نہین۔ ہملوگ یہان کسی کے حسب و نسب بیان کرنیکے لئے نہین بیٹھے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہی کہ اس لڑائی کی کیفیت پر جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ گفتگو کرین اور اسکی نیک و بد کی بابت مشورت کرین اسلیے کہ لشکر علی ابن ابی طالبؑ مین تم ہی سب سے بڑھکر ممتاز ہو اور تمہاری ہی عزت سب سی بڑھی ہوئی ہی۔ شاید کہ تمہاری ہی وجہہ سی یہہ رنج و تشویش رفع ہوجائے۔ اور آدمیون کی جان بچ جائے۔ اے ابوالیقظان۔ تمکو خیال کرنا چاہئیے۔ کیا ہم تم ایک خدا کی پرستش نہین کرتے ہ؟ کیا ہم تم ایک قبلہ کیطرف نماز نہین پڑہتے؟ جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم بھی۔ ہم بھی قران پڑہتے ہین اور اوسکے اوامر و مناھی کی تعمیل کرتے ہین۔ ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی مگر تاہم۔ ہم مین تم مین یہہ مخالفتین آپڑی ہین۔ ہم مومنین و مسلمین کو باہمی اختلاف کیون کرنا چاہئیے اور باوجودیکہ ہم سب ایک ہی ترکیب سی نماز پڑہتے ہین پھر ہمکو تمکو کیون لڑنا چاہئیے۔ اور آپسمین کیون کشت و خون کرنا چاہئیے۔

حضرت عمار یاسرؓ نے جواب دیا کہ اے عمر عاص کبتک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ منافقانہ حیرت خیز گفتگو کرتا رہیگا۔ تو نہ مثل گل نرگس کے شوخ رنگ ہی اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہی۔ پھر تجھکو گل سوسن کیطرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہی۔ تونے جو یہہ کہا ہے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ الحمدللہ یہہ کلمات تیری زبان پر جاری تو ہوئے۔ مگر تجھکو اور تیرے ہمراہیون کو مجھسے اور میرے رفیقون سے کیا کام۔ خداپرستی۔ نمازگذاری۔ قران خوانی۔ ایمانداری۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شیوہ ہی۔ نہ تمہارا۔ ان سے تمکو فائدہ پہونچیگا نہ تجھکو اور نہ تیرے رفیقون کو۔ ہم خدا و رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوست ہین۔ ہملوگ سازش۔ ریاکاری سے دور ہین۔ تو جاہ و مال پر ایسا حریص ہو رہا ہی کہ ھدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا۔ سعادت و شقاوت مین تمیز نہین کر سکتا۔ تمکو اس نیلے اسمان کے نیچے کانٹون کے ڈھیر پر گلاب کی پھولون کا دھوکا ہوا ھے۔ مجھکو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار تم ایک جماعت سی لڑوگے جو خدا کے اوپر اپنے عہد و میثاق کے توڑ ڈالنے کو جائز سمجھین گے۔ چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجھسی جہان تک ہوسکا مین نے ارشاد نبوی کے مطابق انجام دیا اور مجھہ سی انحضرت صلعم نے یہہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سی شمشیرزنی کروگے اور قاسطون اور بیدادگرون کو قتل کروگے۔ ظاہر ہے کہ تملوگ اسی گروہ مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہی جو بیان ہوئی ہے۔ پہر مجھہ سی انحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمادیا تھا کہ تم مارقین سی بھی لڑوگے جو دین خدا سے اسطرح نکل جاوینگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی۔ مگر مین نہین جانتا کہ مین اس گروہ کو بھی اپنے زمانہ حیات مین پاون گا یا نہین۔ کیون عمر عاص سچ کہنا کہ تو نے انحضرت صلعم کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ کے حق مین یہ فرماتے ہوے نہین سنا ہے۔ کہ مین خدا

کا دوست اور رسول ہوں اور علیؑ میرا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کسکے دوست ہو؟

عمر عاص نے جوابدیا ہم تو تم سے بسلامتیت باتیں کرتے ہیں۔ اور تم مجھ گالیاں دیتے ہو۔ اور بُرا کہتے ہو۔ اعثم کوفی اتنی طول گفتگو کے بعد عمر عاص نے حضرت عثمان کا خون عمار یاسرؓ کے سر لگانا چاہا اور جانبین سے بات بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل شام عمار کی تقریر سے عاجز اکر اپنی لشکر گاہ کو واپس گئے۔ عمر عاص کے ہمراہیوں میں دو شخص ایک حصین ابن مالک دوسرا حارث ابن عوف عمار یاسرؓ کی باتیں سنکر لشکر شام سے علحدہ ہو گئے۔ اور شہر حمص کیطرف چلے گئے۔ عمر عاص جب معویہ کے پاس پہونچے تو اوس نے کیفیت پوچھی۔ عمر عاص کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ عمار یاسرؓ کی تقریر کا یہ عالم تھا کہ زبان عمار برش اور کاٹ میں شمشیر آبدار بنی ہوئی تھی اور مار ڈالنے میں مار زہردار۔ بخلاف اسکے عمر عاص کا حال باوجود دعوی تقریر کے اونکے سامنا یہ بنا ہوا تھا۔ جیسا گونگا۔ وہ تو بالکل بے حس وحرکت ہو رہا تھا۔ الغرض اج کے دن بھی میدان امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔

پانچویں لڑائی اور عمارؓ کی شان میں حدیث

پانچویں ۵ لڑائی بھی ختم ہو گئی اور اج بھی امیر المومنینؑ منصور و فتحیاب ہے۔ اس لڑائی کی متعلق ہمکو کسی جنگی حالات کی تفصیل منظور نہیں۔ جو مدعاے بیان ہے وہ حضرت عمار یاسرؓ کی گذشتہ تقریر کی خوبی تاثیر اور نتیجہ اخیر۔ اور وہ یہ ہے۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمار یاسر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے پر اثر ہو کر حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف اوسیوقت معویہ کی ترک رفاقت کر کے شہر حمص کیطرف چلے گئے۔ انکی علحدگی کا اثر دوسرے افسران فوج پر بھی پڑا۔ احمد ابن اعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عمر عاص کی واپسی پر اہل شام کے ایک معزز گروہ نے اوس سے دریافت کیا کہ ہم نے معتبر لوگوں سے عمار کی نسبت جناب رسولخدا صلعم کی ایک حدیث سُنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمار کو حق چاروں طرف سے گھیرے ہے۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق تو کی مگر فوراً اسکی تاویل بھی کر دی۔ یہ کہکر کہ ہم عمار سے کب جدا ہیں۔ تم نے ابھی نہیں دیکھا کہ ہم اور وہ کس کشادہ پیشانی سے باتیں کر رہے تھے اونکا شمار ہم میں ہے اور ہمارا شمار اون میں۔ رئیسان شام میں سے ذوالکلاع حمیری بول اوٹھا۔ اے عمر عاص تو کیوں انکو اپنے فریب میں لاتا ہے۔ جو کچھ تیرے اور عمار یاسرؓ کے درمیان گذرا اوسکو میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اوس نے اپنی سیف زبان سے تجھکو ایسا گھائل کر دیا جیسا کوٹھو کا بیل زخمی ہو جاتا ہے۔ تو اوسکی فصاحت و گویائی کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس سے اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتا اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبید اللہ بن سوید۔ ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا تجھکو کیا پڑی تھی جو ہمارے اس جلسہ میں شریک ہوا۔ وہ بولا صرف اس حدیث رسولؐ کی تصدیق کے لئے۔

یا عمار ستقتلک الفئة الباغیة یدعوھم الی الجنة ویدعونک الی النار	اے عمار۔ تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کیطرف بلاتے ہوں گے

عبد اللہ ابن عمر التمیمی معویہ سے جدا ہو کر امیر المومنین سے مل گیا

اسی جلسہ میں عبد اللہ بن عمر التمیمی بھی تھا وہ بھی ان دونوں کی باتوں کو سنتا تھا اور غور کرتا تھا۔ اسکی عقل ممیزہ نے عمارؓ کی صدق کلامی کی تصدیق کرا دی اور وہ اوسی رات کو معویہ کے کیمپ سے نکلکر امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر میں چلا آیا اور یہ اشعار تصنیف کر کے عمر عاص کے پاس بھجوا دیے۔ جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

سواریون کے جلوس مین زنان رقاصہ ان اشعار کو گائین اور سنائین - جوامور عمر عاص سے واقع ہوے وہ معذور ہے - اج مین عمر عاص ہے اور اوس (معاویہ) سے علحدہ ہوجاتا ہون معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون ۔ اب مجھکو چاہیے دنیا کی کیسی ہی ضرورت ہو - مین عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر قیامت تک اون سے نہ لڑون گا مین ذاوس سے موںھ موڑا اور اوسکو چھوڑا - اور مین (منجانب اللہ) اوسکے چھوڑ دینے پر مجبور ہون - ایسے ذوالکلاع تو بھی اوسکو چھوڑ دے - جنھون نے (حق سے) صریح انکار کیا یقینی اون انھون کو دہ ڈوجایے جن مین سزا کا مطلق خوف نہین ہے - اسلئے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی کسی حدیث مین شک و شبہہ نہین ہے انحضرت صلعم کے ارشاد کا کوئی شخص امتحان لے نہین سکتا ۔

معویہ کو عبداللہ ابن عمر التیمی کے نکلجانیکی جب خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلا کر بہت برہم ہوا ۔

عمر عاص اور معاویہ سے دو دو باتین

معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ اگر تو ایسے ہی دو چار حدیثین اور بیان کریگا تو چند روز مین میرا لشکر ہی خالی ہوجایے گا - ہم تجہہ سے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین - مگر اور مصلحت خاص کیوجہہ سے جسکو تو خوب جانتاہی - اونکو مین بیان نہین کرتا - تو بموقع ایسی حدیثون کو بیان کرتاہی - جسکا نتیجہ یہہ ہوتاہی کہ لشکر ایک نامی اور دلاور جوان سے خالی ہوجاتا ہے - دیکھیئے - ابھی تیری ان حرکات سے ہمکو اور کون کون مصائب اوٹھانے ہوتے ہین ۔

عمر عاص تو پہلے ہی سے جھنجلایا بیٹھا ہی تہا معویہ کی ان طعن امیز باتون کو سنکر اوسکے بدن مین اور اگ لگ گئی - نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسرؓ کے حق مین جو باتین انحضرت صلعم سے سنی تھین صرف وہی بیان کردین - جسوقت انحضرت صلعم نے یہہ حدیث عمارؓ کے حق مین ارشاد فرمائی تھی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ علی ابن ابی طالب کی فوج - نہ مجھکو علیؓ کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ - لیکن مین کیا جانتا تھا کہ میرے موںہ سے ایک بات نکلے گی کہ جس سے لاکھون ادمی صفین کے میدان مین جمع ہوجاینگے - اور انھین سے ایک کا سردار تو بنیگا اور دوسرے کا علیؓ - عمار یاسرؓ تو علیؓ کے رفیق بنینگے اور مین تیرا - اور جو باتین کہ مین عمارؓ کے حق مین بیان کرون گا اون سے تجھکو حرج پہونچیگا - اور ایک پست ہمت اور بزدل تیرے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا اور علیؓ سے مل جایے گا اور اس لئے تو مجہہ سے رنجیدہ ہوگا - پس یہہ اگر تمام حالات مجھکو پہلے سے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کسکو کلام تھا حالانکہ خدایے سبحانہ تعالی اپنے رسولؐ سے فرماتا ہی کہ لوگون سے کہدو کہ مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کار ہاے نیک کرتا اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا - غیب دان تو صرف خدا ہی ہے - اور اے معاویہ - تم نے بھی تو چند باتین عمار یاسرؓ کی نسبت کہی ہین اگر مین نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا - اور اگر ایک جنگلی ادمی تمہاری پچیس ہزار ۲۵۰۰۰ کی جمعیت سے علحدہ بھی ہوگیا تو تمہارا کیا بگڑا - یہہ جنگ و جدال جو علیؓ ابن ابیطالبؓ سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے نکلجانے سے - اخر ہوجایے تو بہتر ہے کہ تمہین اس کام سے دست بردار ہوجاو

اس طول و طویل تفصیل سے مدعاے بیان صرف اسقدر ہے کہ معاویہ کے معاملات ابتدا ہی سے - مکروہ غایت تخفاف حقیقت اور خلاف اصلیت پر واقع تہے - لیکن اتنے استخفاف اور حزم و احتیاط کے بعد خود اونھین کے اظہار و اقرار سے - اور اونھین کے کردار و گفتار سے حقیقت کا انکشاف ہو ہی جاتا تھا - اور کیونکر نہوتا تھا حقیقت کی حقیقی تعریف یہی ہے

کہ وہ کسی حال مین نہ چھپ سکتی ہے اور نہ چھپائی جاسکتی ہے۔ اس واقعہ نے علی اور عمار کے حق بجانب ہونیکا اقرار و اعتراف عمر عاص و معاویہ۔ دونو شدید ترین مخالفین سے بیکجا ایکوقت کرادیا۔ نہین معلوم امام حسن علیہ السلام کے زمانہ امامت مین، ان دونون حضرات نے مفاخرت کے جو دنگل جمائے۔ اونکی تقریرون مین ان واقعات کو کیون سہو فرما گیے۔ حقیقت مین نگاہون مین معویہ اور عمر عاص جو لوچ بنے رہی کل۔ یہہ تو اونکی ابن الوقتی اور ریاء پرستی کے مختلف کرشمے تھے جیسا موقع ویسی بات

اس لڑائی کی تفصیل مین ہم ایک واقعہ ابھی اور لکھینگے۔ جو سعادت و شقاوت کی اصلی تصویر ہے اور سچی مثال اسی کی بخوبی سمجھ لیجائیگا کہ جانبین کی جمعیت مین کس انداز فطرت اور کس مقدار طبیعت کے لوگ تھے۔

باپ بیٹے کے مقابلہ کا حال سعادت و شقاوت کی مثال

لشکر شام سے ایک شخص نکلا جسکا نام حِجل تہا۔ اسکے مقابلہ مین فوج عراق سے اوسکا بیٹا جس کا نام اثال تھا۔ میدان مین آیا۔ مگر جانبین مین اتفاق سے ایسی لاعلمی طاری تھی کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکا۔ اسکی وجہہ ہمارے معتبر مورخ خواجہ احمد کوفی یہہ بتلاتے مین کہ اوسدن حجل اپنا تمام مونہہ خود سے اسطرح چھپا کر ہوئے تہا کہ اوسکی دونو آنکھون کے سوا کچہہ بہی نہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلیے بیٹے نے باپ کو نہ پہنچانا اور حملہ کردیا اور دم کے دم مین اوسکی پیری کی سالخوردہ عمارت کو آثار زین سے فرش زمین پر گرادیا۔ گرتے ہی حجل کے سر کا خود زمین پر آ تار ہا اور یہہ راز سربستہ فوراً کھل گیا اور رستم نے سہراب اور سہراب نے رستم کو پہچان لیا۔ ہتیار پھینک کر بیٹا باپ کے قدمون پر جھک گیا اور لاعلمی کی معذرت کرنے لگا۔ اور زخمون کی کیفیت پوچھنے لگا۔ باپ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ زخم گہرے تو ہین مگر مُہلک نہین۔ جو تکلیف ہے وہ رفع ہی ہو جائیگی۔ میرا وقت آخیر آپہونچا ہے۔ کچہہ باتین میری سن لے کہ آئندہ تمہارے لئے مفید ہون وہ یہہ ہین کہ آ۔ مین تجھے امیر معویہ کے پاس لیجاکر سپرد کردون اور تیری تقصیرات کو معاف کراکے اپنی جاگیرات اور اپنا منصب تجھے دلوادون اور اس تدبیر سے تیرے موجودہ افلاس و نکبت کو دور کرادون۔ میرا موجودہ ضعف مجھے اپنے امیر کی داد و دہش اور صلہ و بخشش کے پورے بیان کی قوت نہین دیتا۔ ورنہ مین اونھین تفصیل سے بیان کرتا

خالص الایمان بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تمہاری دنیا بھی تمہارے ایسی ہی ضعیف ہوگئی۔ تھوڑے ہی دنون مین یہہ بھی تمام ہو جائیگی۔ آ مین جو کچہہ آرام و تکلیف وہ بھی فنا ہو جائیگی۔ اب تمکو اوسطرف متوجہ ہونا چاہیے۔ انسان کو دنیا مین کوئی مستحکم وسیلہ رکھنا لازم ہے۔ میری دانست مین حصول آخرت کا عمدہ ترین ذریعہ اور وصول جنت کا بہترین وسیلہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ع کی اطاعت و متابعت کے سوا کوئی دوسرا نہین ہے میری رائے ہے کہ آپ ایسی حالت مین طمع دنیاوی سے بالکل دست بردار ہوکر میرے ساتھ امیر المومنین کیخدمت مین چلے چلین تو مین آپ کو نعمت ابدی اور نجات اخروی سے بہرہ مند کرادون۔

یہہ دونون باپ بیٹے شقاوت و سعادت مین مساوی قسمت رکھتے تھے۔ بیٹے کی تقریر سنکر باپ نے ترش روئی سے جواب دیا کہ مین تو علیؑ کے پاس نجاؤنگا اور نہ مجھسے اونکی خدمت کیجائیگی۔ اسکا جواب بیٹے نے نہایت استقلال سے یون دیا کہ پھر تو مجھ سے بھی معاویہ کی صورت تک دیکھی نجائیگی اور مین کسیطرح اوسکے پاس نہین جاسکتا۔ باپ بولا کہ پھر تو اوٹھ علی کے پاس چلا جا اور مجھکو معویہ کے پاس جانے دے۔ بیٹے نے اسے قبول کرلیا۔ باپ اوٹھا اور گرد ندامت جھاڑتا ہوا شام کے لشکر مین چلا گیا اور بیٹا امیر المومنین کی فوج مین واپس آیا۔ آج کا دن بھی امیر المومنین

کے ہاتھ رہا۔

چھٹی اور **ساتوین** لڑائی مین کوئی واقعہ ہمارے لیے قابل ذکر نہین ہے۔ ان مین بھی امیر المومنین علیہ السلام فتحمند رہے

اٹھوین لڑائی
معویہ کا انتہائی ظلم

اٹھوین لڑائی مین ہمکو معویہ کی انتہائے شقاوت کی ایک مثال دکہلائی دیتی ہے۔ اور بس۔ وہ یہہ کہ معویہ اس جنگ کی شدت سے اپنی فوج کا تباہ حال دیکھکر گھبرا گیا ہوا تھا اوس نے عقیل ابن مالک کو جو قبیلہ بنی عبس کا بہت بڑا قوی دل اور شجاع سردار مشہور تہا۔ مقابلہ کا حکم دیا۔ عقیل نے جواب دیا کہ میری خود خواہش تھی کہ مین اس لڑائی مین بہت بڑی کوشش کرون اور تجھکو اپنے نمایان خدمات سے راضی کرون لیکن چیسروز سے کہ عمر عاص اور ذوالکلاع حمیری نے آپسمین اتنی کین اور باہم مناظرہ کیا اوسدن سے میرے دل مین سخت شبہ پیدا ہو گیا ہے اور اسی باعث سے اب مین علی ابن ابیطالبؑ اور اونکے اصحاب سے لڑنہین سکتا۔ مین اس معاملہ مین جہان تک غور کرتا ہون علیؑ کو حق پر اور تجھکو باطل پر پاتا ہون۔ اس دنیائے فانی کے ایام چندروزہ بہت جلد گذر جاینگے۔ لیکن اب تو اوس جہان کا اندیشہ لگا ہے۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتاب اور خدا کے عذاب سے نہایت خوفناک ہون۔ یہہ دوروزہ کی زندگی تو خوشی ناخوشی اور گرم وسرد مین گذر ہی جایگی۔ عقیل کی یہہ باتین سنکر معویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اوسیوقت یہہ کہکر اپنے دل مین ارادہ کرلیا کہ عقیل اگر یونسؑ کی طرح مچھلی کے پیٹ مین بھی جا چھپے تو بھی مین اوسکو زندہ نچھوڑونگا پھر اوسی دن رات کو دو تین ادمیون کے ذریعہ سے عقیل کو قتل کروادیا۔ اج کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔ اعثم کوفی

نوین۔ دسوین لڑائی۔ انمین کوئی حال قابل ذکر سنن ہے۔ دونون دن لشکر عراق فتحیاب رہا۔

گیارھوین لڑائی
اور
بسر ابن ارطاۃ کی بیحیائی

گیارھوین لڑائی مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرمائے معرکہ تھے۔ معویہ نے تمام افسران فوج کے انکار کے بعد بسر ابن ارطاۃ کو امیر المومنین کے مقابلہ پر امادہ کیا۔ بسر ابن ارطاۃ صحابی تھا اور امیر المومنینؑ کی شجاعانہ نبرد آزمائیون کو بچشم خود دیکھ چکا تھا ... سے جانتا تھا۔ کچھ تو امیر المومنینؑ کو سوتہ دکھلانیکی غیرت سے اور کچھ ذوالفقار آبدار کی چوٹین بچانیکی ضرورت سے سلاح جنگ مین بالکل چھپا ہوا تھا اور شرم سے نام تبلانے پر بھی قادر نہین تھا۔ بسر مقابل تو ہوا مگر ضرب یداللّٰہی سے اسکی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ جو اوسکے قبل اسکے ہمپایہ اور ہمشان عمر عاص کی ہو چکی تھی۔ امیر المومنینؑ نے بیساختہ اپنی انکھین چھپالین اور لشکر گاہ کو واپس آیے سوانح عمری علیؑ ص ۲۶۵

بارھوین لڑائی
مروان اور معویہ کی گفتگو

بارھوین لڑائی مین جناب امیر المومنین علیہ السلام فتحیاب رہے اسکی تفصیل مین ہمکو مروان ابن الحکم اور معویہ کی باہمی گفتگو کو قلمبند کردینا اسلیئے ضرور ہے کہ باب المفاخرت کی مذکورہ بالا دنگلون مین عمر عاص کے ہمشان اور ہمزبان۔ خاندان امیہ کے یہہ بھی بڑے مداح اور ثناخوان تھے۔ انکی اکثر تقریرین اور بنی امیہ کے اسلاف قدیم پر فخرومباہات عنوان کتاب مین اصل عبارت اور اوسکے اردو ترجمہ کے ساتھ مندرج ہین مروان نے اپنی اون تقریرون مین قوم بنی امیہ مین جن جن صفات ومحاسن کے موجود ہونیکا اوسوقت دعوے کیا تھا۔ وہ تمام محاسن واوصاف اج کی گفتگو مین حضرات بنی ہاشم اور بزرگان بنی عبدالمطلب کے خاص حق اور حصہ بتلایے جاتے ہین۔ اس سے بڑھکر حقیقت کا انکشاف اور بنی ہاشم کے فضائل کا اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی سے باآسانی

سمجھ لیا جاےیے گا کہ دربار معاویہ مین مفاخرت کرنیوالون کی حقیقت سے بالکل خالی تھین اور تقریر کرنیوالے حقیقت سے کوسون دور۔ خالی پیٹ کے مزدور تھے۔ ہمارا قدیم عربی موّرخ خواجہ اعثم کوفی لکھتا ہے

معاویہ آج کی شکست سے انتہا درجہ کا ملول و محزون ہوکر اپنے کیمپ مین پہونچا اور تمام افسران فوجی کو بلاکر بحمال شکستگی خاطر اور حزن وملال کہنے لگا کہ مین دیکھتا ہون کہ میرے اس مصیبت کے وقت میرے ساتھ شفقت کرنے والا کوئی بھی نہین ہے۔ تم مین سے کوئی بھی ایسا نہین نکلا جو میرے ساتھ کوئی خیرخواہی کی بات یا میرے فائدے کا کام کرتا یا اوس سے میری محبت کی بُوآتی او رجسکو میرے سامنے یہ کہنے کا موقع ملتا کہ ہم نے صفین کی جنگ مین ایسے ایسے کام کئے ہین میری اس امتد کیخلاف تم مین سے تو ایک بھی ایسا شخص نہین نکلا جو حریف سے مقابلہ کے وقت۔ رسوا. مغلوب اور ذلیل نہوا ہو۔ ہم کس کس کے حالات بیان کرین۔ ایک عمر عاص ہی کو دیکھو عقلمندی۔ مردانگی اور نبرد آزمائی۔ اور زبان وبیان کی صفائی کے تو یہ دعوے لیکن جب میدان معرکہ مین نکلے اور غنیم سے لڑے تو اس رسوائی سے بھاگے کہ سب جانتے ہین بسر ابن ارطاۃ کو خیال کرو۔ یہ مقابلہ کو نکلے تو علیؑ کے ساتھ۔ مگر نتیجہ جو ہوا وہ سب نے آنکھون سے دیکھ لیا۔

معاویہ اپنی تقریر کو یہان تک پہونچا چکا تھا کہ مروان الحکم سے چپ نرہا گیا۔ اوسکی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ اے ابوسفیان کے بیٹے۔ جو تو کہا کیا۔ ہم سنتے رہے۔ اب اپنی باتون کا جواب ہم سے لے۔ معویہ بولا بیان کر۔ مروان کہنے لگا ہم بنی امیہ کن وجہون سے علی ابن ابی طالبؑ پر فضیلت پاسکتے ہین اور کیونکر ہمکو اور اپنے آپ کو اونکے برابر بنا سکتے ہین۔ اگرسنت اسلام پر فخر کرین تو بزرگی کا لحاظ تقوے اور پرہیزگاری سے ہوتا ہے اور وہ تم مین مطلق نہین۔ زمانہ حیات کے فخر و مباہات عموماً حسب و نسب پر ہوتے ہین اور آج عرب مین ہر شخص کو قریش کی عظمت تقدیم اور تقدیس معلوم ہے مگر اسکے ساتھ ہی سب کو یہ اعتراف بھی ہے کہ نسل قریش کے مایہ افتخار بنی عبدالمطلب ہین اور یہ بھی ثابت ہے کہ علی ابن ابیطالب اسوقت تمام بنی عبدالمطلب کی سرمایہ ناز ہین۔ ہم بنی عبدمناف ہوکر انپر کیونکر ترجیح حاصل کر سکتے ہین اور اپنے لوگو نمین اونکا کیونکر مقابل بتلا سکتے ہین۔ ہملوگون کو امیرالمومنین علی ابن ابیطالب پر کبھی فضیلت نہین ہو سکتی

معویہ کو مروان کی یہ تقریر بہت بری معلوم ہوئی۔ جھلا کر اوسکے جواب مین کہنے لگا کہ مین نے صفین کے میدان مین ہزارون پیادے جمع کر دئیے۔ لاکھون قسم کے آلات حرب فراہم کر لیئے اور ایک لاکھ کی جمعیت لیکر میدان مین کھڑی کردی۔ صرف اسلیئے کہ علی ابن ابیطالبؑ پر ثابت ہو جاےیے کہ تمام حسب و نسب پر بھیچ ہین۔ زمانہ جاہلیت مین کون سردار رہچکا ہے اور اسوقت بھی باعتبار کثرت الناس کے حمایت اسلام کے منصب پر ہم مین اور اونمین کون بہتر حکم دینے والا ہے تو اسوقت حسب و نسب پر فخر کرتا ہے ہمکو مفاخرت سے کیا علاقہ۔ ہم لڑنے آئے ہین یا اپنے آباواجداد پر مفاخرت کرنے مین فخر و مباہات کو لیکر کیا کرون گا۔ مجھکو تو صرف جنگ و جدال منظور ہےؑ۔ اعثم کوفی آج کا دن بھی امیرالمومنین کے ہاتھ رہا

ؑ معاویہ کے اس اقرار و اظہار نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیے ہین۔ اکثر تمام مفاخرت کے دنگلون کو اور اونکی تمام مزیدار تقریرون کو بیکار ثابت کردیا اور اسی کے ساتھ محاربات صفین کے متعلق اونھون نے اپنا اصل مقصود بھی تمام دنیا کو بتلا دیا۔ جو صرف ملک گیری کی معمولی ملکی جنگ تھی۔ مولف عفی عنہ

تیرہوین[۱۳] لڑائی سے لیکر سترہوین[۱۷] لڑائی تک کوئی حال ہمارے لئے قابل ذکر نہین ہے۔ ان پانچون لڑائیون مین امیر المومنین علیہ السلام فاتح و منصور رہے۔

[ا]ٹھارہوین لڑائی اور حضرت عمار یاسرؓ کی شہادت

اس لڑائی مین حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ ابتداے جنگ سے قلب لشکر کو چھوڑکر اور اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین نکل آئے تھے اور دیر تک اونکو استقلال وثبات قوت وجگرداری کے متعلق سمجھاچکے اور بتلاچکے تھے۔ اسکے بعد اون سے فرماتے تھے کہ ہملوگون نے تین بار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ انھین لوگون کے مقابلہ مین جبکو تم فی الحال معویہ کے ساتھ دیکھ رہے ہو۔ جنگ کی ہے۔ مین اج انکے مقابلہ پر صرف امادہ ہی نہین ہون بلکہ اپنی موت پر بھی اسیطرح امادہ اور طیار ہون۔ اگر مین حریف کے ہاتھ سے مارا جاؤن توتمکو مناسب کہ میرے ہتیار کھولکر مجھے دفن کردو۔ یہہ کہکر فوج مخالف سے مقابل ہوے۔ فوج شام نے انھین محاصرے مین لیلیا اور اس ترکیب سے انکو انکے رفیقون سے جدا کردیا۔ نہایت شدت سے خونریزی ہوئی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود پیرانہ سالی کے شام کے متعدد جوانون کو قتل کیا اور اخر مین خود بھی مجروح ہوے۔ ابن جویر السکونی نے عمارؓ کو بہت سخت زخم لگایا اور اسی زخم کاری نے گویا اونکا کام تمام کردیا۔

انکے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مقدس مخدوم کی یہہ حالت دیکھکر بہت جلد دودہ اور شہد کا تازہ شربت تیار کیا اور قبل اسکے کہ جناب رسول خدا صلعم کا یہہ مقدس۔ متبرک اور برسون کا صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈہال ہوکر گھوڑے سے نیچے آئے اس باوفا غلام نے یہہ جام اخیر اپنے اقا کی خدمت مین پیش کیا۔ حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کو نہایت حسرت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا

صدقت یا رسول اللہ ؐ اذا قیل علیہ السلام یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ و یدعونک الی النار و اخر زادک اللبن	اے رسول۔ اپ پر میرا سلام ہو۔ آپ نے جو یہہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے عمار۔ تجھکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تو اونکو جنت کیطرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہون گے

اور دنیا مین تیری اخری غذا دودہ ہوگی۔ بالکل صحیح نکلا۔

پہر غلام وفادار سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہوگئی اور اب اسکی نسبت مجھے کوئی شبہہ نہین ہے۔ یہہ کہا اور شربت پی لیا۔ مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہہ کیفیت دیکھی تو اپنے اقا کو میدان جنگ سے ایک محفوظ مقام مین اوٹھالایا۔ گھوڑے سے جون ہی زمین پر اوتارا تھا کہ عنقای روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ طبری جلد چہارم ۵۸۰ ابوالفدا ۲۵۱ ترجمہ تاریخ علامہ ذہبی باب الصفین ص ۵۷ رسالہ المرتضیٰ باسناد صحیحین ص ۱۰۴

امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ لاش عمار پر فوراً تشریف لائے اور نہایت حسرت وملال سے اپنے قدیم رفیق کو بیجان پاکر اوسکی فرط محبت۔ حسن رفاقت۔ خلوص وعقیدت اور اوسکے ذاتی وقار وعظمت کا خیال فرماکے ضبط وشکیبائی کا تحمل نفرماسکے۔ بیساختہ انکھون مین آنسو بھر لائے۔ عمار یاسرؓ کی لاش کے قریب بیٹھ گئے اور نہایت دردانگیز لہجہ مین ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

الا یا ایھا الموت لیس بتارکی	ارحنی فقد افنیت کل خلیلی
اے موت تو مجھکو بھی چھوڑنیوالی نہین ہے	اب مجھکو بھی راحت دے (مار ڈال) جب تو میرے دوستونکو فنا چکی
اراک بصیرا بالذین احبھم	کانک تنحو نحوھم بدلیل
مین دیکھتا ہون تو میرے دوستون کو اسطرح دیکھ لیتی ہے	جیسے گویا کوئی ہے جو تجھکو اونکی جانب راہ دکھلا دیا کرتا ہے

روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۳۹ تہذیب المتین

قتل عمار رض سے معاویہ کا اضطراب۔ حدیث شہادت عمار کی غلط تاویل معویہ اور عبد اللہ ابن عمر عاص سے سوال وجواب۔ حقیقت کا معجز نما انکشاف

حضرت عمار یاسر رض کے واقعہ شہادت نے کچھہ اہل عراق ہی کو حزن وملال مین نہین ڈال رکھا تھا بلکہ معویہ اور اوسکے تمام اہل لشکر پر کمال اضطراب اور پیچ وتاب پیدا کر دیا تہا۔ اس اثنا مین ابن جوہر السکسکی اور ابو العادیہ فرازی۔ جو دونو عمار یاسر رض کے قتل مین شریک تھے۔ حصول انعام واکرام من بیچین ہوکر عمر عاص کے پاس لڑتے ہوے آیے۔ انمین سے ہر ایک شخص کا دعوی تھا کہ ہم نے عمار کو مارا ہے اور ہم صلہ وانعام کے مستحق ہین۔ عمر عاص دیر تک اندونون کی بحث پر غور کرتا رہا۔ اوسکی آنکھون مین کچھہ ولایت مصر ہی نہین بلکہ تمام دنیا تاریک ہو رہی تھی۔ اوسکو تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے سراپا انتشار واضطرار بنا رکھا تھا۔ اخرکار دیر کے سکوت کے بعد عمر عاص نے کہا تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم مین نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کانون سے کہتے ہوے ہوئے سُنا ہے کہ عمار رض کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ سوانحعمری علی علیہ السلام باسناد خصائص امام نسائی وابن مسعود، روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

اندونون نے عمر عاص کے اس فیصلہ سے ناراض ہوکر اسکی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور اپنا ماجرا کہہ سنایا معویہ ایسے کیا تھے کہ قتل عمار رض کا الزام اپنے سر لیتے اور اپنے کسی دعوے کو بے دلیل چھوڑ دیتے۔ ان جاہلون کے ٹالدینے کے لئے کہنے لگے۔ فرض کرو یہہ حدیث صحیح بھی ہے تو تمہارے سر اسکا الزام کیسا۔ عمار رض کا قاتل وہی ہوگا جو اونکو اپنے ہمراہ لایا۔ اور اونکے قتل کا باعث ہوا سوانحعمری ص ۲۷۳

اسکے بعد عمر عاص کو تخلیہ مین بلوا کر کہا کہ اگر ہر شخص کے سامنے تم ایسی ہی اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام تو نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی امیدین جب منقطع ہو جائینگی تو امارت مصر کے خیال موہوم کب قائم رہ سکین گے۔

خلاصۃ الوفا اور تاریخ الخمیس مین ہے۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علی ذلک خلق کثیرا فقال معویہ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیہ فیدل علے انا نحن البغاۃ فقال معویہ اسکت	جب عمار یاسر رض قتل ہوے تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس باب مین جماعت کثیر نے اونکا اتباع کیا معویہ نے اسکا سبب پوچھا تو انھون نے کہا کہ ہم نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے ثابت ہوا کہ ہملوگ باغی ہین۔ معاویہ نے جواب دیا۔ چپ رہو۔

عہ قدم عمر عاص علی معویہ من فلسطین فوجد اھل شام یحضون علے الطلب بدم عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمرو ومعویۃ علے قتال علیؑ وشرط عمر علی معویہ اذا ظفرا ان یولیہ مصر فاجابہ۔ عمر عاص فلسطین سے شام مین پہونچے اونھون نے اہل شام کو طلب خون عثمان مین بیچین پایا تو اون سے کہا کہ تملوگ حق پر ہو۔ پہر معویہ اور عمر نے جنگ علی پر اتفاق کیا اور عمر عاص نے معویہ سے یہہ شرط لی کہ جب ہمکو فتح ہو جاے تو والی مصر مجھکو کیجیو۔ معویہ نے قبول کر لیا۔ تاریخ ابو الفداء

الحسن قتلناه وانما قتله علی واصحابه جاؤا به حتی القوه جنبنا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت انا قتلته فالنبی صلعم قتل حمزه ابن عبد المطلب حین ارسله الی القتال الکفار

عمارؓ کے قاتل ہم نہیں ہیں بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہیں جنھوں نے عمار کو لاکر ہم میں ڈالدیا۔ حضرت علی کو جب اسکی خبر لگی تو اونہوں نے کہا کہ جو شخص مجھکو عمارؓ کا قاتل کہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حمزہ کے قاتل رسول مقبول ہیں کیونکہ انحضرت صلعم نے اونکو کافروں سے لڑنے کیلئے بھیجا تھا۔

ایسے جلیل القدر صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی ہی نہیں کہ کوئی اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ شدہ شدہ اسکا تمام ذکر ہونے لگا۔ یہانتک کہ معویہ کا دربار بھی اس سے خالی نرہا۔ معویہ کے پاس عمرعاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبداللہ ابن عمرعاص وغیرہم بہت سے عمائد واکابر بیٹھے تھے اور حدیث ستقتلک الفئۃ الباغیۃ کے خیال وفکر میں ہر شخص طبع ازمائی کر رہا تھا۔ معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمارؓ کی وہی غلط تاویل پیش کی جو قبل اسکے جاہل قاتلان عمار کے اگے پیش کر چکے تھے۔ معویہ سے ایسی مہمل تاویل سنکر تمام حاضرین نے معویہ کیطرف نظر استعجاب سے دیکھا اور بہیلو تو اونکے عقل وشعور کی بڑی تعریف کی۔ عبداللہ ابن عمر ابن عاص سے شرما گیا۔ بول اوٹھا۔ اے امیر۔ یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر آپ نے صرف رفع الزام کرلیئے یہ اصول قایم کرلیا ہے۔ تو سوچ لیجیے کہ اگے چلکر غزوات رسولؐ میں اہل اسلام کا خون کسکے سر جایے گا۔ اگر میرے باپ کی شرکت اس لڑائی میں نہوتی اور اوسکی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض نہ کی گئی ہوتی تو میں اسوقت سے تیری متابعت چھوڑ دیتا اور محض ازاد بنکر اپنے گھر واپس جاتا۔ معویہ کو اس جواب نے ایسا حیرت میں ڈالا کہ پھر وہ زانوئے حیرت سے سر نہ اوٹھا سکا۔

امیرالمومنین پر شہادتِ عمارؓ کا اثر

امیرالمومنین علیہ السلام دفن عمار سے فارغ ہوکر میدان جنگ میں واپس اے۔ خواجہ احمد ابن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ۔ اب حضرت عمارؓ کے واقعہ سے اتنا متاثر ہوئے تھے کہ آپ نے اوسیوقت باقیماندہ جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہا اور لشکر شام پر اپنی فوج سے شدید حملہ فرمایا۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے۔

بعد قتل عمار انتداب علی علی عشر الفا وحمل بهم فلم یبق لاهل الشام الا تنتقض

جب عمار قتل ہوے تو حضرت علیؑ نے بارہ ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفیں سب کی سب درہم وبرہم ہوگئیں۔

مورخ ابوالفدا اسکی تفصیل میں امیرالمومنین علیہ السلام کا ایک تصفیہ کن طرز عمل معویہ کی طلبی میں لکھتے ہیں۔ اونکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ثم نادی علی یا معویه علام یقتل الناس ما بیننا هلم احاکمک الی الله فاینا قتل صاحبه استقامت له الامور فقال عمر انصفک ابن عمک فقال معویه ما انصف انک تعلم انه لم یبرز الیه احد الا قتله فقال عمر وما یحسن بک مبارزته فقال معویه طمعت فی الامر بعدی

پھر علی علیہ السلام نے اوازدی اے معویہ ہمارے تمہارے درمیان کیوں ادمی قتل ہوں۔ آؤ ہم تم لڑلیں۔ تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرلے۔ امر متنازع فیہ اوسکے لئے مستقیم ہوجاے۔ یہ سنکر عمرعاص نے کہا اے معاویہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ نے جواب دیا۔ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ مارا جاتا ہے۔ عمرعاص نے کہا مگر تمہارا نسبت اون سے مقابلہ کرنا تمہارے لئے بہت نازیبا ہے معاویہ بولا۔ سمجھا ہے۔ تو میں قتل ہوجاؤں اور میرے بعد تو حکومت کرے۔

عہ صاحبزادے کو باوجود ہونے اجتہاد کے اتنا نہیں معلوم کہ امر منکر میں اطاعت والدین واجب نہیں از مولف

حضرت عمارؓ کی شہادت نے معویہ کی تمام مکاریون کی قلعی کھولدی

علامہ ابن اثیر۔ اسد الغابہ مین بذیل ذکر شہادت حضرت عمار یاسرؓ تحریر فرماتے ہین۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفك المشرکین مع رسول اللہؐ ثم جئت تقاتل المسلمین امرنی رسول اللہ صلعم بقتل الناکثین والقاسطین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلت یارسول اللہ امرنا بقتال ھولاء فمع من فقال مع علی ابن ابی طالب معہ یقتل عمار بن یاسرؓ

معویہ کے ایک لشکری مخنف ابن سلیم نے ابو ایوب انصاری سے (جو حضرت علیؑ کے لشکر مین تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کی تھی اور آج مسلمانون کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابو ایوبؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ قتال کرنے پر مجھکو مامور فرمایا ہے اور ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ہمکو رسول خدا صلعم نے ناکثین۔ قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ ہم کسکے ساتھ ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے قتال کرینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکے ہمراہ عمار ابن یاسرؓ بھی شہید ہون گے۔

پھر علامہ موصوف مارقین۔ قاسطین اور ناکثین کی شرح مین فرماتے ہین۔

الناکثین اصحب الجمل والقاسطین اھل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین۔

بہر حال امیر المومنین عکیطرف سے فوج مخالف پر شدید حملہ کیا گیا اور اہل عراق نے صبح سے شام تک اہل شام کے تمام سکروالون کا قلع قمع کر دیا مشکل سے اونکے کسی رسالہ کا کوئی آدمی زخمی ہونیسے بچا ہو۔ اعثم کوفی لکہتے ہین اس تیزی سے خونریزی واقع ہوئی کہ امیر شام کے کیمپ مین کوئی ایسا خیمہ نہین بچا جسکی طناب نہ کٹی ہون اور اونکی کٹی ہوئی رسیان مقتولین ومفرورین کے ہاتھ پاون سے نہ اولجھی ہون۔ اسی کیفیت مین شام ہوگئی۔ اہل شام زخمون سے چور اور اہل عراق فاتح ومنصور ہوکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گئے۔

اہل شام کا عام اضطراب

اعثم کوفی اس رات کو اہل شام کے اضطراب کی یون تصویر کھینچتے ہین۔

یہ رات اہل شام کے لئے قیامت کی رات تھی۔ اہل عراق کے حملون نے اونکے ساتھ خصوصًا قتل عمارؓ کے بعد وہ کام کیا تھا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے۔ اونکے ایسے ایسے نامی دلاورون کا خاتمہ کر دیا جو اہل شام مین صاحب اعزاز وامتیاز تھے اور سرمایہ ناز۔ ایسے لوگون کے قتل ہونے پر وہ اس شدت سے روتے تھے کہ اونکے رونیکی آوازین امیر المومنینؑ کے لشکر مین صاف آتی تھین ان مین سب سے زیادہ معویہ ابن خدیج الکندی بچین ہو رہا تھا وہ اپنے رفقا کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ذوالکلاع حمیری کے مارے جانیکے بعد اب ہم جو زندہ رہین تو ہماری یہ زندگی بیکار ہے اور اگر اس حالت مین اہل عراق پر اب فتح بھی ہوئی تو یہ فتح شکست سے بھی بدتر سمجھی جاوے گی۔

معاویہ کا خاص اضطراب

اعثم کوفی مین معویہ کے خاص اضطراب کی یہ کیفیت لکھی ہے۔ معاویہ نے لڑائی بند

ہوتے ہی اپنے باقیماندہ افسران فوج کو جمع کر کے جنگ کے ایندہ طرز عمل کے متعلق مشورت کی - فوج کی جو حالت ہو رہی تھی وہ معویہ اور اوسکے رفقا کی آنکھوں سے پوشیدہ نہین تھی اہل عراق کے شدید حملون کا تجربہ وہ اوٹھا چکے تھے اور اوٹھا رہے تھے آخرکار باہمی صلاح و مشورے سے سوا اسکے اور تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے یہہ جنگ موقوف کی جائے کہ فوج بھی تازہ دم ہو جائے اور زخمی بھی اچھے ہو جاین - یہہ تجویز کر کے معویہ نے معویہ ابن خدیج الکندی کو اشعث ابن قیس (دونوں ایک قبیلہ سے تھے) کے ساتھ خط کتابت کرنے پر امادہ کیا - اس خط کتابت نے اگرچہ اشعث کے دل پر بہت بڑا اثر ڈالا جسکا نتیجہ اگے چلکر ظاہر ہوا - مگر اسوقت یہہ مراسلات کچھہ بھی مفید نہ نکلے - اسکے بعد نعمان ابن بشیر الانصاری و قیس ابن سعد الانصاری کی خدمت مین بھیجے گئے مگر اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - اعثم کوفی ص ۳۰۰

غایت اضطراب مین معویہ کا اصل راز کا انکشاف

التواے جنگ کی ان متواتر ناکامیابیون کے بعد معویہ کی تمام امیدین منقطع ہو گئین - کامیابی سے تو مایوسی ہو چکی تھی - فوج کی خراب حالت غنیم سے ایندہ مقابلہ کی جرات نہین دلاتی تھی - نہایت درجہ کی انتشار نے انکے بالکل حواس کھو دیئے تھے - معاویہ پر اوسوقت ایسا ہی عالم یاس طاری تھا کہ اپنی تمام وسیع ارزوون اور طویل تمناوں سے دست بردار ہو کر اونھون نے صرف اپنی ایک آرزو کا اکتفا کر لینی ضروری سمجھا اور حقیقتاً اونکا اصلی مطلب بھی یہی تھا - اس بنا پر اونھون نے براہ راست امیر المومنین علیہ السلام سے استدعا کیجاوے مِنّت کیجاوے اور کسی نکسی طرح - اگر اور کچھہ نہین تو صرف علاقہ شام اپنے لئے مانگ لیا جایے - نہین تو یہہ موقع بھی قریب ہو کہ ہاتھ سے جاتا رہے - انھین امور کو خیال کر کے معویہ نے اپنے اوس راز کو جو سالہا سال سے دل مین چھپائے تھے - آخرکار افشا کر دیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اس امر کی نسبت استدعا لکھی - تاریخ روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو

امیر المومنین کی خدمت مین معاویہ کا خط ؛؛

اما بعد من چنان گمان نمی بردم و ہرگز نمی دانستم کہ مہم محاربہ تا اینجا خواہد رسید قطعاً در این امر شروع نمی نمودم - من ہم امید میدارم تو نیز امید میداری و ہمچنانکہ من از مرگ می ترسم تو ہم می ترسی و بر تو روشن است کہ اخیار و صلحاے امت در این مخاصمت و منازعت کشتہ شدند و من پیش از این التماس کردہ بودم کہ حکومت شام بمن ارزانی دہ - بشرطیکہ در امر متابعت خود معاف داری - حالا نیز ہمان ملتمس خود را مکرر میگردانم واگر این محاربہ بدر مانے بہ بشود - بقیۃ السیف ہم زندہ بمانند - می باید کہ میان ما یان چندان مخاصمت نماند چہ ما ہر دو از عبد مناف متولد شدہ و از یک فرع متفرع گشتہ ایم و در میان ما یان یک را بر دیگرے رجحان و تفضیل نیست

مجھکو اسکا گمان نہین تہا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچ جایے گی - اگر مین یہہ جانتا تو ہرگز اسکو شروع ہی نکرتا - مجھکو بھی امید ہے اور آپ بھی امید رکھتے مین - مجھکو بھی خوف جان ہے اور آپ کو بھی - آپ پر بخوبی روشن ہے کہ امت کے نیکوکار بزرگ اس لڑائی مین مارے گئے - مین نے اس سے پہلے بھی ایکدفعہ التمس استدعا کی تھی اور اب بھی مکرر التماس کرتا ہون کہ صرف حکومت شام مجھکو چھوڑ دی جایے - مگر مجھکو اپنی بیعت سے معاف رکھا جایے - اگر اس جنگ و جدل کا علاج اس ترکیب سے ہو جایے تو بہتر ہے - باقیماندہ لوگون کی جانین بچ جائین - ہملوگون کے درمیان تو یہہ لڑائی ہونی ہی نچاہیئے اسلیئے کہ ہم دونون عبد مناف کی اولاد اور ایک اصل کی شاخین مین اس لیئے ہملوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین ہے -

امیرالمومنین کا جواب

اے معویہ ۔ نامہ تو رسید بہیہ مضمون اطلاع افتاد وبغی وظلم وعناد تو برمن
روشن گشت ۔ انچہ نوشتہ بودی کہ اگر تو دانستمی کہ جنگ
باینمرتبہ خواہد انجامید ۔ در این کار شروع منیکردم ۔ من امروز
ہم برای کارزار وپیکار تو حریص ترہستم از انچہ دی بودم ۔
ویوما فیوما اینمعنی سمت ازدیاد خواہد پذیرفت وانچہ نوشتہ
بودی میان ما وشما خوف ورجا مساوی است چنین نیست
زیراکہ شما اہل زیغ وشک اید وما ارباب صدق ویقین
دیگر انکہ حرص اہل عراق باخرت متوبان احروی بہتر است
از حرص ارباب شقاوت بمزخرفات دنیوی اما حدیث
التماس شام لے بعت واطاعت من قبول نیست ۔
پیش ازاین ہمین مسئلت نمودہ بودی وباجابت مقرون
نشدہ بود اکنون چہ واقع شد کدام حق برذمہ ما ثابت
ردی کہ مستحق ان گشتی وانچہ نوشتہ بودی کہ ما ہردو پسران
بدمنافیم ۔ این سخن راست است ۔ واین غلط کہ ہیچ یک
بردیگرے فضل ورجحان نیست ۔ زیراکہ ہرگز امیہ چون
ہاشم نبود وحرب باعبدالمطلب ہمسری نداشت وابوسفیان
لرد ابیطالب نمی رسد ۔ ونزد من تو چیستی از اینکہ تو
طلیق ابن طلیقی ۔ بامہاجر وروندۂ طریق کہ صاحب توفیق اند
دم مساوات نمی تواند زد ۔ نہ تراسابقین در اسلام ہستند
نہ موافقین در مہاجرت بانبی علیہ السلام ۔ وتو بامن کہ
ابن عم بل برادر ووصی دوارث علم وخلیفہ اویم درمیان
امت چہ حقیقت وبکدام منصب بامن معارضہ نمائی ودیگر انکہ
نسبت من بانحضرت صلعم نسبت ہارون است باموسیٰ واگر باب
پیغمبری بمہر نبوت مختوم نگشتی ۔ چنانکہ بولایت خاص مخصوص
ہستم ۔ بہ نبوت ہم فائز می شدم ۔ حضرت واہب العطایا مرا
بہ تشریف آیات متواترات مشرف ساختہ ورایات عنایات
برمن افراختہ اولاد کرام مرا بہ بنات لیام تو چگونہ قیاس

اے معویہ تیرا خط مجھے ملا ۔ مضمون پر اطلاع ملی اور تیری
بغاوت ۔ عناد اور ظلم وفساد ظاہر ہوگیا تو نے یہہ جو لکھا ہے
کہ ہمکو بھکو اگر یہہ معلوم ہوتا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچیگی تو کبھی ہم
جنگ شروع نہین کرتے تو مین اسوقت بھی تیرے ساتھ جنگ
وپیکار کیلئے تیار ہون جیسا کل تھا اور میرا یہہ قصد وارادہ
اور زیادہ ہوتا جائے گا ۔ اور تو نے جو یہہ لکہا ہے کہ ہماری تمہاری
امید وبیم کی حالت برابر ہی ہے ۔ غلط ہے اسلئے کہ تم لوگ
شک وشبہہ کے لوگ ہو اور ہم لوگ صدق ویقین والے ہین دوسرے
یہہ کہ اہل عراق کی حرص اخرت کے خیالون کے ساتھ ہے اور احتراز
واحتیاط کے ہمراہ ۔ اور وہ حرص بدکار لوگون کی حرص خوہشات
دنیاوی سے کہین زیادہ بہتر ہے ۔ تیری درخواست حکومت
شام نیز میری اطاعت وبعیت کی قبول نہین ہو سکتی ۔ تو نے
ایسے ہی درخواست پہلے بھی تو کی تھی ۔ مگر مقبول ومنظور نہین
ہوئی ۔ اب تجھکو کون سے حقوق مطالبات میرے اوپر خاص ہوگئے
ہین کہ اونکی بنا پر تو اپنے آپ کو اسکا مستحق سمجھنے لگا ہے ۔ اور
یہ جو تو نے لکھا ہے کہ ہم تم تو عبد مناف کی اولاد ہین ۔
یہانتک تو صحیح ہے ۔ لیکن یہہ بالکل غلط ہے کہ ایک کو دوسرے
پر ترجیح وتفضیل نہین ۔ کیونکہ بنی امیہ کبھی ہاشم کی مثال
نہین ۔ اور حرب کو عبدالمطلب کے ساتھ برابری نہین اور ابوسفیان
ابیطالب کی خاک تک کو نہین پہونچ سکتا اور تو میرے مقابلہ
مین کوئی چیز نہین ٹھہرتا اسلئے کہ تو ازاد کردہ غلام در آزاد کردہ
کا بیٹا ہے تو ارباب مہاجر وطریق کے ساتھ کہ صاحب توفیق ہین ۔
کب دم مار سکتا ہے ۔ نہ تیرے لوگون مین مسابقت وقدامت کا شرف
ہے اور نہ اونہین نبی کے ساتھ ہجرت کرنیکا اعزاز ۔ اور تو میرے
ساتھ کہ مین رسول اللہ صلعم کا بھائی ۔ ابن عم ۔ اونکا وصی اور
قائمقام ۔ اونکے علم کا وارث اور جانشین ہون ۔ امت کی درمیان
کس حق ومنصب کے ساتھ معارضہ کرے گا ۔ اور دوسرے یہہ کہ
انحضرت صلعم کے ساتھ مجھکو وہی نسبت خاص ہے جو ہارون کو

کنندہ بر خاطر قرار نمیگیرد کہ مرا از قتال و جدال تو کلال و ملال است
واگر عرب سعادت موافقت و متابعت من مساعدت نمودی
ہر آئینہ بسختے ممتحن شدی کہ دفع ان مشکل تر و ہیبت ان
مفصل تر و حادثات در عالم حائل تر نبودے و سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون روضۃ الصفا ص ۲۰۲

موسی کے ساتھ تھی - اگر میری کار روائی پر نبوت ویکر مدنکر دیا
گیا ہوتا تو جسطرح ولایت خاص مجھ پر دیگئی ہے نبوت بھی مجھے
تفویض کردی گئی ہوتی - خدائے بخشندہ نے مجھے آیات قرآنی -
اوتارے ہیں اور علم ہائے غنایات میرے سر پر سایہ افگن فرمائے ہین
میری اولاد و صالح و نیکوکار بہتر سے اعقاب بدکار سے کیا علاقہ

قیاس کیا جاسکتا ہے اوسکے دل مین اس امر کا خیال ہونا چاہئے کہ مجھکو تیری جنگ و پیکار سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے - اگر اہل عرب کو میری اطاعت و متابعت کی توفیق ہوئی تو تو حقیقتا ایک ایسے سخت امتحان و مصیبت مین یکوقت گرفتار ہو جاتا کہ اوسکا دفعیہ مشکل تر - اور اوسکی ہیبت و خوف دشوار تر اور دنیا مین کوئی حادثہ اس سے سخت تر نہوتا اور دنیا کے لوگ جان لیتے کہ وہ لوگ جو ظلم کر گئے کیسے اوندھے موہنہ اولٹ گئے -

یہہ ہے وہ حقیقت جو چھپ نہین سکتی - یہہ ہے وہ حقیقت جو مٹ نہین سکتی - معویہ نے معرکہ صفین مین اپنے دلی راز کو کیسے پردون مین چھپایا - اور کیسے کیسے رنگون مین رنگا دکھایا اور اوسکے ظاہری سطح پر حضرت عثمان کے خون کا شہابی رنگ چڑھایا - وارثان عثمان کو ہٹا کر اپنے اپ کو اونکا وارث اصلی بنایا - اصلی اور حقیقی وارث و مستحق خلافت کی پاک و بے عیب ذات قدسی صفات پر ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر عیوب لگا کر داغدار بنایا - عرب شام کو خصوصا اور عرب حجاز و عراق کو عموما اپنی مختلف دغابازیون اور افترا پردازیون سے اوسکی مخالفت و مخاصمت مین اوبھارا - ملک کے گوشے گوشے مین کشت و خون مچایا اور صفین کے میدان مین بیشمار مسلمانون کا خون بہایا - یہہ سب کچھ ہوا - مگر غور و تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا کہ معویہ کا یہہ مغویانہ طلسم ہی طلسم تھا - اخر کار اوسکے تمام طریقہ عمل کو حق کے پیکر عمل کے اگے سر جھکانا ہی پڑا اور دست سوال ٹہرانا ہی پڑا اور اسی کے ساتھ چونکہ اصلی مجرم تھا - اقرار جرم بھی کرنا ہی پڑا -

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حزم و احتیاط کی جتنی بھی وقعت نہ کیجایے وہ اوسکی اہمیت و حقیقت کے اگے کچھہ بھی نہین - اپ کے نامہ مبارک کی اخری عبارت کہ اگر اہل عراق میری اطاعت و متابعت مین اسیطرح قائم رہے تو مین تیری سارے انتظام کو اولٹ دون گا "کسقدر سچائی مین ڈوبی ہوئی مستقبل کی خبر ہے - اور کسقدر جلد انیوالی اہل عراق کی سرکشی اور تمرد کا پتہ دیریا ہی اپ کی یہہ مآل اندیشی اور دور بینی آپ کی اون روحانی قوت مدرکہ کا ثبوت دیتی ہے - جو صفات امامت کے متعلق خاصکر اپ کی ذات مین منجانب اللہ ودیعت فرمائی گئی تھی -

اس اخری مراسلت کے حرف بحرف نقل کر دینے کی ضرورت میرے موجودہ موضوع تالیف کے بالکل مطابق ہے اسلئے کہ باب المفاخرت مین تمام تقریرین جو خاص معویہ اور اوسکے متبعین کیطرف سے کی گئین اور جن مین حقوق امارت و خلافت شجاعت - مردانگی ایفائے وعدہ استقلال - ہمت - عفو و واگذاشت وغیرہ - غرض جن جن محاسن و اوصاف کا دعوی کیا گیا - وہ تمام دعوے وہ تمام اوصاف اور وہ تمام استحقاق - معاویہ کے اس اخر خط اور اس اخر استدعا سے بالکل غلط اور باطل ثابت ہو گئے -

امیر المومنین علیہ السلام نے اہل عراق کی حسن اطاعت و متابعت - اونکے استقلال و استقامت کی شرط

لگاکر۔ جس انے والی فضاے منقلب کی طرف اشارت فرمائی تہی وہ جنگ لیلتہ الہریر کے حسب ذیل حالات سے ظاہر ہوجاے گی۔ اور پہر معویہ کے فریب امیز طلسم تزویر نے اس عراق کے دلونمین جو مجنونانہ تمرّد و سرکشی پیدا کردی جسکی طرف بھی امیر المومنین نے شرح تحریری قائم کردی تہی۔ تفصیل سے معلوم ہوجاے گی اور انھین امور سے ثابت ہوجاے گا کہ معاملات مین جانبین سے کون صداقت و راستبازی سے عمل پیرا ہوتا تھا اور کون فریب و دغابازی سے

ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب

قبل اسکے کہ ہم جنگ لیلتہ الہریر کے حالات بیان کرین۔ ہمکو ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ باوجودیکہ یہہ بحث ہماری موضوع تالیف کے بظاہر خلاف ہے مگر مذاق زمانہ کے موافق ضرور ہے۔ اجکل سیاسی مضامین اور سیاسی بحث و تمحیص جس شوق و دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین وہ بالکل ظاہر ہے۔ غریب مولف کو دونون پہلو سنبھالنے ہین۔ موضوع تالیف کو مدنظر رکھنا ہے اور مذاق زمانہ بھی۔ غرضکہ دونون طرف تالیف کی خدمت کرنی ہے ؎ خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم ؛ انیس ٹھیس نہ لگجاے آبگینون کو۔

جس جملہ معترضہ کے جواب کیطرف ہم نے حوالہ دیا ہے وہ یہہ ہے کہ معاویہ کا جو خط امیر المومنین علیہ السلام کے نام لکھا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے ماہرین سیاست اوسکے مستدعیانہ مضامین کو دیکھکر۔ اگر اوس موقع پر موجود ہوتے تو اپنے موجودہ طریقہ و تجارب عملی کے مطابق امیر المومنین ؑ کو اوسکے قبول کرلینے اور مان لینے کی صلاح دیتے۔ اور اگر وہ موقع ہاتھ انکے ہاتھ نہ آیا تو اسوقت بھی واقعات کی صرف سطحی اطلاع و خبر رکھکر وہ بیدھڑک اس کہنے پر آمادہ ہوجائینگے کہ حضرت امیر المومنین ؑ کو دنیا کے پولیٹیکس (Politics) نظام سیاسی مین مہارت نہین تہی۔ اگر ہوتی تو اپ کبھی معویہ کی اس ملتجیانہ استدعا کو نامنظور نفرماتے

ہم عرض کرتے ہین کہ ایسی راے قائم کرنیوالون کو اپنی راے کے اظہار سے پہلے جانبین کے ذاتی حالات کو پورے طور سے مطالعہ کرلینا تہا۔ عام لوگون سے قطع نظر کرکے اگر یہہ بزرگ حضرات۔ امیر المومنین اور معویہ کے باہمی اختلاف فطرت کو سمجھے ہوتے اور اسکے ساتھ دونون کے مختلف اخلاق و مذاق۔ اونکے مخالف و متضد طریقہ عمل پر پورا عبور و اطلاع حاصل فرماچکے ہوتے تو پھر بیساختہ ایسی غلط راے کے اظہار پر جرات نفرماتے اور امیر المومنین ؑ کی تجویز کو سیاسی نقطہ نظر سے خلاف مصلحت نہین کہہ سکتے تھے۔

سب بحثون کو چھوڑکر اور حق و ناحق کے جھگڑون سے علحدہ رہکر اگر صرف معویہ کے استرداد استدعا کے مسئلہ پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کیا جاوے تو حقیقت حال یون معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک فرمانروا سے بیکوقت دو ماتحتی ریاستین بغاوت پر آمادہ ہوئین۔ انمین سے ایک کو شکست ہوئی۔ اب وہی فرمانروا اوس سے فارغ ہوکر دوسری کی تنبیہہ و اصلاح کیطرف متوجہ ہوا۔ اوس نے اپنی جنگی طیاریون سے پہلے۔ ریاست ماتحت کو فتنہ و فساد سے بچنے۔ یکجہتی و یکسوئی۔ صلاح و رفاہ اور استحفاظ قوانین ملکی و قومی کیطرف پھیرنا اور مائل کرنا چاہا۔ خط لکھے۔ قاصد بھیجے۔ کمیشن باقاعدہ روانہ کئے۔ اور معاصر مخالفین کے ناکامیاب نتیجون کو دکھلاکر۔ جو اس سے قدر و منزلت مین کم نہین تھے۔ متنبہ کرنا چاہا۔ اور عبرت دلانی چاہی۔ مگر اس نے کچھہ نہ سنا۔ اخرکار ہر طریقہ و ذریعہ سے مجبور ہوکر تلوار سے کام لینا پڑا ہزارون جانین تلف ہوئین۔ مگر تاہم اوس رئیس ماتحت کو افسوس نہ ایا اور وہ اپنی بغاوت پر اوسیطرح قائم رہا۔ لیکن اب ایسے وقت

خاص وقت مین کہ مقابل کے حملات سی عاجز اگیا - اور اوسکی ہمراہی فوج بھی نصف سے زاید کٹ چکی - جو بچگئی وہ بالکل بیدل اور مضمحل ہوگئی ہے - تب وہ اپنے بیشمار قصورون کی تلافی مین پھر اوسی شے کی استدعا کرنیلگا اور پھر مرکزی حکومت سی پوریطور پر زاد اور خود مختار رکھی جانیکی شرط پر اصرار باقی رکھنے لگا - جن امور کی بنا پر سیہ سحر کے پڑے اور ملک وقوم کو بڑے بڑے نقصانات اوٹھانا پڑے تو ایسا فرمانروا سلطنت جو ایسے اور اتنے نقصانات ملکی ومالی وجانی اوٹھاکر اور اتنی بڑی سعی وکوشش بجالاکر ایسی استدعا کو قبول کرلے اور اسکو وہی شے واپس دیدے جو ان تمام مصیبتون کا باعث ہوچکی ہو تو ایسے فرمانروا کے ملکی کی نسبت البتہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو امور سیاسی کی دیکھ بھال اور استقلال مین بہت کم حصہ ملا ہے اور وہ اپنے مخالف کے مقابلہ مین اپنی قوت وہمت کے اظہار سے پہلے - اپنی بزدلی ضعف اور کمزوری کا اقرار کرتا ہے

جن لوگون نے اسلامی تاریخین پڑھی ہین وہ فوراً سمجھ جاینگے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت مین جو مصیبتین پیش آئین اور جو دشواریان پیدا ہوئین اونکی یہی صورت تہی اور بصرے سے لیکر شام تک کے معاملات کی بنا بغاوت کے مساوی اصول پر قائم تھی - ان مساوی حالتون مین اگر امیر المومنین ؑ انکی موجودہ استدعا کو قبول کرلیتے تو آپ کا یہ منظور کرلینا انکے تمام حقوق باطلہ کا تسلیم کرلینا ہے اور ممالک اسلام پر انکی پوری حقیقت اور حقیت کا اقرار کرلینا ہے اور اس تسلیم و اعتراف کے بعد معاملات بصرہ اور معرکہ جمل کے استحقاق اور جواز مین بھی یقینی شک اور شبہ پیدا کردیتا ہے -

معویہ کی موجودہ استدعا پر کیا منحصر ہے - اس سے تین برس پہلے تو آپنے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ مین مغیرہ ابن شعبہ کی رایے سے کیون اتفاق نہین کرلیا ؟ اور معویہ کو امارت شام پر قائم رکھے جانیکے جواب مین

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۔ مین گمراہون کو اپنا دست کمین نہ بناؤن گا

کیون ارشاد فرمایا ؟ اس استدعا کے قبول کرلینے سے اسلام کے قومی اور سیاسی اصول خصوصی مین فساد پیدا کرنا تہا - پھر خلافت اسلامی کسی اصول سیاسی پر قائم نہ رہتی - پہر عموماً اختیار ہوجاتا کہ جا بجا ایک ہی وقت اور زمانہ مین اسلامی خلافت پر ایک کی جگہہ دو دو - تین تین خلیفہ ہون - کچھہ پروا نہین - اور پہر ہر خلیفہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے - کوئی اندیشہ نہین - نہ قران کی ضرورت نہ حدیث کی احتیاج - اگر اسلام کو چودہ سو برس کے بعد بگڑنا تہا اور مدینہ کی خلافت اسلامیہ کو بیسوین صدی عیسوی مین - حجاز - یمن - عراق - شام کی موجودہ طائف الملوکی کی صورت پکڑنا تھا تو وہ اوسیوقت یہہ صورت وحیثیت اختیار کرلیتی - ایک شام مین خلافت کی مسند لگتی - ایک مدینہ مین اور ایک کوفہ مین پھر ایسی حالت مین - دنیا کے وہی ارباب سیاست - وہی اصحاب حل وعقد - اگر اسلام کے برباد اور متفرق ہوجانیکی وجہہ ڈھونڈہتے اور اسکی اندرونی خرابیون کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے - تو آج اسکی خرابی اور تباہی کی اصلی اور آخری وجہہ کس پر قائم ہوتی - اور اسکا باعث اور بانی ومبانی کون ٹھہرتا - وہی جسنے اپنے زمانہ مین اس خرابی کی بنیاد ڈالی اور جس نے اپنی - سیاسی کمزوری اور انتظامی ضعف واضمحلال کی وجہ سے اپنے فریق کے ناجائز حقوق کو قبول کرلیا - جن کا وہ پہلے بڑی سختیون سے انکار کررہا تھا

تسلیم کرلیا جایے کہ شام کے معاملات اس استدعا پر تمام کردیے جاتے اور معویہ ابن ابوسفیان ملک شام لیکر علحدہ

ہوجایئے تو زمانہ کے اہل انصاف امیرالمومنینؑ کے اس طرز عمل کی نسبت اپنی کیا رائے قائم فرمایئے - یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ جسطرح جنگ صفین کے معاملات معویہ سے متعلق تھے ویسی ہی عراق کے تعلقات طلحہ و زبیر سے - جیسے معویہ شام کو مستدعی تھے ویسے ہی طلحہ و زبیر عراق کے متمنی - فرق اتنا تہا کہ معاویہ مدت سے اپنی مطلوبہ علاقہ پر متصرف تھا - اور طلحہ و زبیر مستفیض ہونیکی امید رکھتے تھے - ملک شام کے تفویض کر دیے جانیکے بعد زمانہ کے عدالت پسند مدبر او سیادات قائم کرنیوالے ارباب سیاست ضرور کہتے کہ جسطرح معویہ کی درخواست قبول کر لیگئی اور شام کا ٹکڑا دیدیا گیا اوسیطرح - طلحہ و زبیر کو بھی حکومت عراق سپرد کرنی عین انصاف اور مساوات کا مقتضی تھا - بلکہ انکی نسبت تو امیرالمومنینؑ کو اپنے سے زیادہ رعایت کرنیکا موقع حاصل تھا - کیونکہ طلحہ و زبیر دو تو آپ کی بیعت کر چکے تھے - معاویہ کو انکے برعکس ابتک انکار بیعت پر اصرار تھا - شام کی درخواست کیجاتی ہے - مگر بیعت سے انکار ویسا ہی ہے - کیونکہ اس خط کے کھلے الفاظ میں لکھدیا گیا ہے کہ شام کی امارت دیدیجائے مگر بیعت سے معاف رکھا جاوے

اگر دنیا کے یہی پولیٹکس ہیں اور پولیٹکل اصول انھیں کے نام ہیں - جنکا احترام جنکی پابندی دنیا کے تمام فرمانرواؤں پر واجب ہی تو ہم خیال کرتے ہیں کہ انکا سچا پابند اور پیرو فرمانروا بہت جلد اپنا ملک کھو دے گا - اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ اپنے تمام افسران ماتحتی پر ملک محروسہ کے تمام علاقے باری باری کر کے تقسیم کر دیتا اور خود دامن جھاڑ کر مسند خلافت سے اوٹھ کھڑا ہوتا - کیا اوسوقت امیرالمومنین علیہ السلام کے پوالیٹیشین ([illegible]) ہونیکا یقین کیا جاتا؟ جب معویہ کو شام - طلحہ کو بصرہ - زبیر کو کوفہ - عبداللہ ابن عامر کو مکہ - ضحاک ابن قیس کو الجزائر - یعلی ابن منیہ کو یمن اور معویہ ابن خدیج کو ممالک افریقیہ کی مسلم اور خود مختار حکومت سپرد کر دی جاتی اور صرف مدینہ پر قناعت کر کے خلیفہ عصر مرقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گوشہ نشینی اختیار کر کے چپکا بیٹھ رہتا - پھر اسکے بعد بھی ممکن تہا کہ تھوڑے دنوں کے بعد کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو جاتے جو ان بچے بچائے ہوئے شہروں کو بھی اوس سے علحدہ کر لیتے اور وہ اپنی مقررہ اصول پالیٹکس کا خیال کر کے انکو بھی عطا کر دیتا - تب جا کر اوسکا یہ طرز عمل اصول سیاست کے معیار پر کامل اوترتا اور تب اوسکے یہ نظام سیاست مقتضی عدالت سمجھے جاتے - اسکے بعد امیرالمومنین علیہ السلام کی کیا صورت اور مقدار و حیثیت قائم ہوتی - فاعتبروا یا اولی الابصار - شاید ہمارے زمانہ کے ارباب سیاست نے اوسوقت کی خلافت کو داؤد خامس - آخر خلیفہ ٹرکی کی خلافت کے انداز و پیمانہ پر قیاس کیا ہے -

ان تمام واقعات پر خلافت کی تمام عظمت و اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اوسوقت کی مصالح اور ضرورت زمانہ کچھ لحاظ رکھتے ہوئے ایک محقق مدبر ضرور بول اوٹھیگا اور سچ تو یہ ہے کہ بول دیگا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے وقت میں ان معاملات کے متعلق جو کیا وہ ضرورت وقت کے بالکل مطابق تہا اور جو ضرورت و مصلحت وقت کے موافق کہا جاے اوسی کا نام پوالیٹکس ہے

صفین کی جنگ اخیر لیلۃ الہریر

اوپر بیان ہو چکا ہی عمار یاسرؓ کے واقعہ شہادت کے بعد ہی - فوج شام سے امیرالمومنین کی فوج پر شدید حملہ شروع ہو گئے تھے اور معویہ کی فوج نصف سے زاید کٹ چکی تھی - اوس پر مستزاد یہہ ہوا کہ آج رات بھر لڑائی ہوتی رہی - امیرالمومنین علیہ السلام بالنفس النفیس شریک جنگ تھے - بقول مورخین متفقہ

طور پر پانچسو بتیس ۵۳۲ اور بقول علامہ ابوالسعد سمنانی آپ نے نوسو تکبیرین کہین اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جب آپ کسی مخالف کو قتل کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اس حساب سے نوسو آدمی تو تنہا آپ نے قتل فرمائے

اتنی خونریزی پر بھی جسوقت امیرالمومنینؑ کی نظر مقتولین پر پڑتی تھی تو آپ بیحد متاثر ہوتے تھے۔ یہانتک کہ بارگاہ الٰہی مین دست بدعا ہو کر دعاے عافیت تلاوت فرماتے تھے اور مقتولین کی لاشون کا انبار کو دیکھکر ذیل کے اشعار جنکا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔ باربار پڑہتے تھے۔

شب سیاہ کی تاریک چادر زخمون پر پھیلی ہوئی ہے۔ راہوار سواری کے نہایت تیزی سے
بھاگے جاتے ہین۔ زخمی لوگ خواب مرگ مین ہین۔ اونپر زخم چھپائے ہوئے ہین۔ نجات
پائی انلوگون نے اور کشادگی انکی ظاہر ہے۔

معاویہ کا خوف اور اضطراب

امام ابوالسعد السمنانی۔ معجم کبیر طبرانی کی سند سے لکھتے ہین کہ معویہ کی خاص زبانی مرقوم ہے کہ مین اوسوقت ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی جان بچانے کے حیلے اور وسیلے ڈھونڈھ رہا تھا۔ اوسوقت میرے خیال مین دو باتین آئین۔ ایک تو یہ کہ مین عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ سے اپنا حال امیرالمومنینؑ کی خدمت مین عرض کرون اور اونکے وسیلہ سے جسطرح میرا باپ اپنی بغاوت سے آخرکار تائب ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اونکے باپ حضرت عباسؓ کے ذریعہ سے پہونچا تھا اوسیطرح مین بھی اونکی وساطت سے امیرالمومنینؑ کی حضوری مین حاضر ہو جاون اور اون سے مکہ چلے جانیکی اجازت مانگ لون۔ دوسری یہ کہ اگر یہ بات میرے لئے ممکن نہو تو پھر مین قیصر روم کے پاس جاکر پناہ گزین ہون

اہل شام کا عام اضطراب

یہ تو معاویہ کی خاص پریشانی تھی۔ فوج کی غیر اطمینانی اور انتشار کا یہ عالم تہا۔ جیساکہ علامہ طبری لکھتے ہین کہ اہل شام نے ہرطرح سے عاجز آکر ایکبار قصد فرار مصمم کر لیا تہا۔ اونکی گھبراہٹ اور اضطراب کی یہ نوبت پہونچی تھی کہ بہت سے جوان بچے۔ اور بوڑھے لشکر شام سے نکل کر اہل عراق کو مخاطب کر کے نہایت الحاح و منت سے فریاد کرتے تھے اور چلا چلا کر کہتے تھے کہ خدا کے لئے ان معدودے چند نفوس پر جو ہزارون مین چند ہزار باقی رہگئے ہین۔ رحم کھاؤ۔ اور عورتون اور بچون پر ترحم کرو۔ اور اب لڑائی کو تمام کرو طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۴۴۳ مسعودی کتاب الصفین ص ۵

صفین کی اصلی جنگ ختم ہو گئی

دنیا کے بڑے بڑے جنگی اور فوجی کارنامے دیکھنے والے اور بہت سے ایسے بزرگ جنکو علمی مذاق کیطرف زیادہ توجہ ہے اور اسوجہ سے اونھون نے اگر دنیا کی مختلف تاریخین نہین دیکھی ہین۔ صرف اسلامی واقعات ہی تک اپنی حد تحقیق کو محدود رکھا ہے تو وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر ان معاملات کا کیا تصفیہ کرینگے اور معرکہ کارزار کے ان کھلے ہوے واقعات اور جنگ و پیکار کے ان مشاہدات کو وہ کیونکر امیرالمومنینؑ کی فتح نہ کہین گے۔ ہمکو اونکی تحقیق انیق اور عقل سلیم سے یقین کامل ہے کہ وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر بغیر کسی تحریک کے نہایت آزادی سے یہ فیصلہ کر دینگے کہ اہل عراق نے اپنے حریف مقابل اہل شام کے کامل شکست پہونچانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی اور اسیطرح اہل شام سے لیکر امیر شام تک نے اپنی انتہائی مایوسی۔ مجبوری۔ اضطرار و انتشار کے اظہار مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔

صفین کے معاملات یہان تک ایسے تھے جنکو جنگ سے تعلق تھا اور جانبین کی قوت - ہمت اور شجاعت کے مظاہرے تھے - مگر اب اہل شام - اسکے برعکس اپنی بزدلی - کھلے فریب اور صاف صاف دغابازی اور صریح مکاری اور حیلہ سازی سے کام لینے لگے - اگرچہ انکا سامان پہلے سے ہوتا ہوا اور اسکی مختلف ترکیبین اور متفرق تدبیرین برابر خفیہ طور پر جاری ہون لیکن وہ ایسی مخفی صیغہ راز مین ہوئین تھین جنکا گمان بھی نہین کیا جا سکتا تھا - اب تو صفین کا میدان جنگ دغابازی حیلہ سازی کی طلسمی جولانگاہ بنا ہوا تھا - کمی وقت کے اعتبار سے یا خود اپنے موجودہ انتشار سے اہل شام کو اتنی فرصت اور تنہا اطمینان کہان حاصل تھا کہ وہ اپنے اظہار مکاید سے پہلے سابق کیطرح اسکے چھپانے کی فکر کر لین تب ظاہر کرین یہان تو گردنین تلوارون کے نیچے آچکی تھین - غنیم کا غلبہ ہوچکا تھا - شکست کامل کے آثار نمایان ہوچکے تھے - گریز پر کمرین کس چکی گئی تھین - ضرورت کے مطابق راحلہ بند ہچکا تھا - اِعَانَ اَعَانَ اَللّٰہ کی صدائین بلند ہوچکین تھین اَمَانٌ اَمَانٌ اللّٰہ کی فریادین اوٹھ چکی تھین - اب ایسے وقت مین اظہار یا غیر اظہار کا خیال کیسا - جو جسکو سوجھے وہ کرے اور جس سے جو بن آئے وہ کرے - چاہے خدا کے خلاف ہو - رسول اللہ صلعم کے ناگوار - دین رہے - مذہب بٹے - اسلام جائے - ایمان پر زوال آئے - خلوص مین کمی ہو - اعتقاد مین خلل پڑے - یہہ سب کچھہ ہو - مگر جان بچے - اور موت کے پنجہ سے مخلصی ہو -

معمولی سپاہی سے لیکر امیر شام تک شام والون کی حالت ایک تھی - معویہ کے خود حواس بجا نہ تھے - وہ کسکو سمجھاتے - اب نہ اونکی زبان مین اتنی گویائی تھی اور نہ عقل مین رسائی کہ اپنی فوج کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالتے - اگر اسوقت انکو کسی کا خیال تھا تو وہ صرف اپنی جان عزیز تھی - کہان کی فوج - کہان کا انتظام -

عمر عاص اور حیلہ حفاظت جان کے ساتھ بلند قرآن

تمام تاریخون کا اسپر اتفاق ہے کہ اخرکار یہہ اپنی گھبراہٹ اور انتشار مین اپنے وزیر با تدبیر عمر عاص سے کہنے لگے کہ اب کیا کیا جائے بیتر ے وہ حیلے جسکے خزانے تیرے پاس بھرے تھے کیا ہوئے - آج وہ کام نہ آئینگے تو کسدن کام آئین گے - اعثم کوفی ص ۳۳۷ ترجمہ مسعودی دہلی ص ۶۷ - روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ - سوانح عمری علی علیہ السلام ص ۳۶۷

تاریخ طبری کے مطابق عمر عاص نے جواب دیا کہ کیا کہین کچھہ کہا نہین جاتا - حیلے تو قریب قریب سب خرچ ہوچکے ہین صرف ایک حیلہ باقی رکھا ہے وہ یہہ ہے کہ فوج شام سے کہو کہ جلد قرآن نیزون پر باندھکر بلند کردیے جائین اور اہل عراق کو دکھا کر پکارین کہ ہم تمہارے درمیان کلام خدا کو دیتے ہین - تم لڑائی کو موقوف کردو - اہل شام نے فوراً تعمیل کی - پانچسو کلام اللہ نیزون پر بلند ہوگئے - عام اس سے کہ کلام اللہ ہو یا کلام اللہ کے ایسی کوئی اور شے - اونکو بلند کرکے اہل شام نے ادعو کہ الی القرآن کی سر بفلک چیخ پکار بلند کی - اس تدبیر پر تزویر نے پوری تاثیر کی اور اسکی فوری تاثیر کی اصلی وجہہ وہی معویہ اور عمر عاص کی رشیددوانیان اور مخفی رشوت ستانیان تھین جو لشکر عراق مین اشعث ابن قیس کندی حصین ابن منذر - مسعر ابن عدی اور زید ابن حصین وغیرہم کے ساتھ جاری تھین - اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی از معویہ رشوتہا گرفتہ بودند - روضۃ الاحباب و احباب السلام پہر کیا تھا - امیر المومنین علیہ السلام کیا اگر خدا کے علاوہ بھی سمجھانے آتا تو وہ نہ سمجھتی - امیر المومنین علیہ السلام کو اگر کسی خبر ہوئی تو تو آپ نے مختلف خطبات اور متعدد تقریرون مین اہل شام کی اس کھلی مکاری اور عیاری کو روشن کردیا - لیکن اونھون نے نہ سنا - اور سنتے تو کیسے - یہان تو دہن ندبستہ ہورہے تھے اور آنکھین سیم و طلا سے خیرہ - ہمکو ان تمام واقعات کی نہرانے کی ضرورت

نہین۔ اسلیے کہ یہ تفصیل میرے موضوع تالیف سے باہر ہے ہمکو آل امیہ کی شجاعت۔ استقلال اور عفو و واگذاشت کی حقیقت دکھلانی ہے۔ جکو باب المفاخرت مین طرفداران بنی امیہ اور مددگاران معاویہ نے بڑے دعوون کے ساتھ اپنی تقریرون مین بیان کیا ہے اور ان اوصاف کو بنی امیہ کی خصوصیات بتلایا ہے۔ عرب کی جنگی کارنامون مین صفین کے معرکہائے قتال۔ بدر و احد۔ خندق و خیبر کی کارزار سے کسیطرح کم نہین ہین۔ جہان تک ہمارے موضوع سے تعلق تھا ہم نے ہر معرکہ مین پوری تفصیل سے بنی امیہ اور معاویہ کی ان صفتون پر کافی روشنی ڈال کر دکھلا دیا ہے کہ مشاہدات تاریخی سے تو انکے دعوون کے خلاف یہ اوصاف و محاسن انکے تو نہین بلکہ انکے فرد مقابل بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی خصوصیات ثابت ہوتے ہین جہان تک شجاعت۔ مردانگی ہمت اور استقلال۔ یا عفو و واگذاشت کے واقعات جانشین کے حالات مین ملیے گئے ہم لکھتے گئے۔ اب یہ حالات و واقعات تو ختم ہوگئے۔ اور مکر و فریب۔ دغابازی و حیلہ سازی کی بدکاریان اون شجاعانہ محاسن اور مردانہ اوصاف کی جگہہ شروع ہوگئین۔ جیساکہ ہم اوپر لکھکر بتلا چکے مین تو اگر یہ بدکاریان۔ بداخلاقیان۔ بزدلیان اور خودغرضیان بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے کسی قول و فعل مین پائی جاتین تو ہم البتہ جانشین مین اسکے تقابل و توازن کا بھی قصد کرلیتے۔ مگر جب ایک فریق کی فطرت مین اون برائیون کا نام ہی نہین تو ہم ان واقعات کی تفصیل ہی کرکے کیا کرینگے۔

عمر عاص۔ مروان۔ زیاد بن سمیہ وغیرہم۔ مویدین و متبعین معویہ نے بڑی غلطی کی کہ مفاخرت کے دنگلون مین جہان بنی امیہ کی شجاعت و دلیری وغیرہ اوصاف کو اونکی خصوصیات بتلائی تھی وہان ان ذمائم و قبائح مین بھی اونکی عدیم المثالی اور نادر الوجودی کی ایک کڑی اور کیون نہ بڑھا دی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ انکے اس دعوے مین اونکی جیت تھی۔ اسلئے کہ شجاعت و دلیری۔ یا عفو و حلم وغیرہ کے دعوے تو اسوقت سے لیکر قیامت تک کرتے رہین۔ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے آگے چل نہین سکتے اور نہ دنیا کا کوئی فرد واحد اوسے آج سے قیامت تک مان سکتا ہے۔ ہان اپنی ان خصوصیات مین وہ اپنے ہر مقابل سے بڑھ جاتے اور ہم خود اونکو یقین دلاتے ہین کہ اونکے مقابل حضرات بنی عبد المطلب و بنی ہاشم مین کوئی متنفس بھی انکے مقابل نہ مل سکتا اور وہ اپنے خصائص مین اون پر البتہ ترجیح بالمرجح حاصل کرلیتے۔

اس مکر و حیلہ نے گروہ خالصین کو جماعت خارجین سے علحدہ کردیا۔ جبکہ اس الرئیس اشعث ابن قیس الکندی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے گروہ مخلصین کی تحفظ جان اور ان بداعمالون کی مجنونانہ ہیجان اور موجودہ فتنہ و فساد کی عالمگیر فضا پر غایت مصلحت بینی سے غور فرماکر مالک ابن اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیا اور بقول ایک غیر مسلم مورخ کے اپنی حاصل کردہ فتح کو واپس فرمادیا۔" اور گروہ خوارج کو مخاطب کرکے جو صبح سے خیمہ خاص کو گھیرے ہوئے تھے۔ ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یا ایھا الناس ان اخذت امری لم یزل معکم علی ما احب الی ان اخذت منھم الحرب وقد واللہ اخذت منکم ترکت واخذت من عدوکم فلم یترک الی والنھک الا انی کنت امس امیرا فاصبحت الیوم

اے لوگو۔ تملوگ ابتک میری خواہش کے مطابق میرے ساتھ رہکر اس قوم کے ساتھ جنگ کرتے رہے تا اینکہ طرفین سے بہت سے آدمی کام آئے مگر زیادہ تر اسمین صدمہ دشمن کو پہونچا۔ چنانچہ اب بھی ہم مین بہت سے آدمی مردان نبرد موجود ہین۔ اور اونکا حریف کا قریب قریب

ما مورا اکنت ناهیا فاصبحت منهیا وقد احببتم البقاء فلیس لی ان احملکم علی ما تکرهون
خاتمہ ہو چکا ہے - لیکن کل تک مین تمہارا امیر تھا اور حاکم اور آج سے تمہارا مامور ہون اور محکوم - کل تک تمکو اوامر دیتا ہی کرتا تھا اور آج تم مجھکو امر و نہی کرتے ہو - حقیقت یہ ہے کہ تم نے حیات و بقا کو دوست رکھا اور جنگ و ہلاکت سے کراہت کی اب مجھ مین اتنا مقدور نہین ہے کہ مین ی طبیعتون کے خلاف کرون یا تم لوگون کو اسکی تعمیل پر مجبور کرون - تہذیب المتین ۱۸۱

اب ہم آپ کے اس آخر خطبہ خلافت کو آپ کے اول خطبہ خلافت کو ذیل مین لکھکر مقابل کرتے ہین اور بتاتے ہین اور لفظ بلفظ مسئلہ امارت و امر خلافت مین بیلوثی - بیتعلقی اور آزادی و استغنا ویسا ہی پاتے ہین - چنانچہ مورخ ابو الفدا لکھتے ہین کہ جب تمام اہل اسلام آپ کے پاس بعرض خلافت لیکر آئے تو آپ چند احباب خاص کے ہمراہ بیت الشرف مین تشریف فرما تھے - تفسیر قرآن کے متعلق کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ اہل اسلام آئے اور استدعائے قبول خلافت لائے - آپ نے انکی عرضہ کے جواب مین جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے

ایھا الناس - اگر تم لوگ مجھکو اپنا حاکم اور امیر کرنا چاہتے ہو تو مین تمہارے اختیار مین ہرگز نہ رہونگا - تمہاری رفاہ و فلاح اور ترقی و اصلاح کے لئے مجھکو جو ضروری معلوم ہوگا وہ مین خود انجام کرونگا - مین تمہارا محکوم بنکر حاکم ہونا کبھی پسند نکرونگا اگر تم نے کسیوقت میری متابعت نہین کی اور میری اطاعت سے انکار کیا تو مین اوسیوقت امر خلافت سے دست بردار ہو تمہاری ہی طرح (ایک فرد مسلم) ہو جاؤنگا - ترجمہ تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۱۴۴

محققین دونو خطبون کی عبارتون کو ملا کر سے بیان کی تصدیق کرلین اور دیکھ لین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے امر خلافت کی نسبت جس بیلوثی - استغنا اور آزادی کا اظہار اول روز کیا تھا بالکل اوسی اس آخر خطبہ خوارج مین بھی اوسی بے غرضی - بے سروکاری اور آزادی مطلق کا مظاہرہ فرمایا - باب المفاخرت مین بنی امیہ اور معویہ کے موئیدین نے اپنی تقریرون مین اپنے جن استقلال عملی اور آزادی کے دعوے کئے ہین جو شہادات تاریخی کے معیار پر سوائے زبانی لفاظی کے عملی واقعات کیصورت مین نہین وہ فخر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس استقلال عملی اور آزادی کی عدیم المثال مثال دیکھکر سر بگریبان ہونا اور یقین کرلین کہ قدرت کیطرف سے وہ ان تمام محاسن و اوصاف سے ابد الآباد تک محروم رکھے گئے ہین اور مبدء فیض سے یہ تمام کمالات و فضائل انھین حضرات قدسی صفات کی خصوصیات قرار دیے گئے ہین وَاِنَّ ھٰذَا فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

اِنَّہٗ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

ابتدائے قصہ تحکیم
اب تو عمر عاص کی زنبیل عیاری کھل گئی تھی - اور دسکے اثر گیر مادے ہرطرف پھیل چکے تھے اور ہر امر مین اوسکے کامل اثر نمایان تھے - جب تحکیم کا مسئلہ پیش ہوا تو پھر امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے گروہ خوارج کو بتلا دیا گیا کہ اہل عراق کیطرف سے ابو موسی الاشعری کو حکم مقرر کرنا کسیطرح مناسب اور مفید نہوگا - اونکی جگہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر کئے جاوین - عذر ہوا کہ آپ کے عزیز ہین - ارشاد ہوا کہ مالک ابن اشتر کو مقرر کرو - نامنظور ہوا - اور کیونکر نہوتا - وہان تو ابو موسی الاشعری کی نامزدگی کے اوپر پہلے ہی سے بڑی بڑی رشوتون کی قیمتین شیر مادر ہو چکی تھین اور بڑے بڑے انعامات و عطایات کے وعدہائے واثق المضاعف تھے - ایسی حالت مین امیر المومنین علیہ السلام کی ناکامی کیلئے منظور رہوتے - امیر المومنین کا ابو موسی کے تقرر سے انکار کا سبب ظاہر ہے - امام عبد البر استیعاب مین لکھتے ہین

کان ابو موسی منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ
ابو موسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف تھے -

ہم پہلے لکہہ چکے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام معاملات خوارج سے علحدہ ہو چکے۔ مگر ہان ابتک انکی غلط کاریون کے موقع پر انکو صرف اپنی صائب رائے بتلاتے تہے جیسا کہ ابتدائے قصۂ تحکیم مین ابو موسی اشعری کے انتخاب کی غلطی سے مطلع فرما دیا تہا۔ وہ نہمانے جو نتیجہ ہوا اور عمر عاص نے ابو موسی کو بیوقوف بناکر اپنا کام نکال لیا۔ وہ مورخ ابو الفدا کی اصلی عبارت مین حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

واجتمع الحکمان فدعی عمرو ابا موسی ان یجعل الامر الی معاویۃ فابی ودعا ابو موسی عمرو ان یجعل الامر الی عبد اللہ ابن عمر ابن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال نری ان نخلع علیاً ومعاویۃ ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظہر لہ عمرو ان ہذا ہو الرأی ووفقہ ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا وقال ابو موسی ان اینا قد اتفق علے امر نرجو بہ صلاح ہذہ الامۃ فقال عمرو وصدق تقدم فتکلم یا ابا موسی فلما تقدم لحقہ عبد اللہ ابن عباس فقال لہ ویحک واللہ لقد اظن خدعک ان کنتما فقد اتفقتما علی امر فقدمہ قبلک فانی لا امن ان یخالفک فقال ابو موسی قد اتفقنا فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ایہا الناس انا لم نری اصلح الامر ہذہ الامۃ من امر قد اجتمع علیہ رایی ورای عمرو وہو ان نخلع علیاً ومعاویۃ ونستقبل ہذہ الامۃ ہذا الامر فیولوا منہم من احبوا وانی قد خلعت علیاً ومعاویۃ فاستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رایتموہ لہذا الامر اہلا ثم تنحی واقبل عمرو فقام مقامہ وحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان ہذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبہ کما خلعہ واثبت صاحبی فانہ ولی عثمان والطالب بدمہ واحق الناس بمقامہ فقال لہ ابو موسی مالک لا وفقک غدرت وفجرت فرکب ابا موسی ولحق بمکۃ حیاء من الناس وانصرف عمرو واہل الشام الی معاویۃ فسلموا علیہ بالخلافۃ ومن ذلک الوقت اخذ امر علی فی الضعف وامر معاویۃ فی القطبیہ قال العلامۃ الراغب

جب جانبین کے حکم ایک مقام (دومۃ الجندل) پر جمع ہوئے تو عمر عاص نے ابو موسی اشعری سے استدعا کی کہ وہ معویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابو موسی نے انکار کیا۔ اسیطرح ابو موسی نے عمر عاص سے استدعا کی کہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب خلیفہ مقرر کیئے جاوین لیکن عمر عاص نے اسکو نہ مانا بعد ازان ابو موسی سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا راے ہے۔ ابو موسی نے کہا کہ میری تو یہ راے ہے کہ علی اور معاویہ دونو معزول کیے جاوین اور خلافت کا مسئلہ مسلمانون کی مشورت پر چھوڑ دیا جاے۔ عمر نے اس راے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری راے سے اتفاق ہے۔ یہ گفتگو کر کے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آے ابو موسی نے لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونون ادمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاح امت پر مبنی ہین۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کر کے ابو موسی سے کہا کہ جو راے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو۔ ابو موسی اگے بڑھے تو عبد اللہ ابن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری راے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تمکو دھوکا دیا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ورنہ پچہتاؤ گے ابو موسی نے اس پر کوئی اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد و ثناے الہی کہا۔ ایہا الناس۔ مین مسلمانون کے لئے اس سے بہتر زیادہ صلح کی اور کوئی بات نہین دیکہتا کہ جس پر میری اور عمر عاص کی راے متفق ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ معویہ اور علی دونو علحدہ کر دیے جاوین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے خلیفہ مقرر کر لے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو معزول کیا۔ اب تملوگ غور کر کے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کر لو۔ یہہ کہکر ابو موسی پیچہے ہٹے اور عمر عاص نے حاضرین کے سامنے کھڑے ہوکر حمد و ثناے خدا کے بعد کہا کہ جو کچہ ابو موسی نے کہا وہ تملوگون نے سنا پس چونکہ ابو موسی نے علی کو علحدہ کر دیا۔ جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہون

فی المحاضرات انما غلب معوية عليا لانه غاية الادراك المحاجة بالحيلة حل او حرم ثم لم يبالي بالدين ولا متفكر فی سخط الرب العلمين وعلیؑ لم يستعمل من الحيل الا من حل

کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کا طالب ہی اور دوسرون سے زیادہ اونکی قائمقامی کے مستحق - یہہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق ندے - تونے سخت غداری کی اور بدکاری کی یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار ہوئے اور شرم کے مارے مکہ چلے گے

اور عمر عاص نے اہل شام کے ساتھ معویہ کے پاس جاکر خلافت کا مژدہ دیا - (مورخ ابوالفدا لکھتے ہین) اسیوقت سے حضرت علیؑ کے ہر امر مین ضعف اور معویہ کے امر مین قوت اتی گئی - علامہ راغب کتاب محاضرات مین لکھتے ہین کہ معویہ کو حضرت علی پر محض اسوجہ سے غلبہ حاصل ہوگیا کہ معویہ ہر حیلے سے اپنا ہر کام نکال لیتا تہا - چاہے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام - کیونکہ معویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلہ ناجائز کو کام مین نہین لاتے تہے -



حضرت امام حسنؑ کی شش ماہہ امامت مین معویہ کے مکروفریب

معویہ کو جو توقع تہی وہ اپنی فریب و دغابازی سے اور جو امید تھی وہ اپنے مکروحیلہ سے چنانچہ شاہدات تاریخی نے اونکے اس کلیہ کو ثابت بھی کردیا میدان قتال مین نہ زور شمشیر انکے کام اسکا - نہ حسن تدبیر جو کچھہ اچھا برا کام نکلا - وہ اوسی عالمفریبی سے جو اونکے فطرت کا تمغاے شرافت تھی -

لشکر امام حسن مین سازش اور اغوا

حضرت امام حسن علیہ السلام سے بعد امیر المومنینؑ کے تمام مسلمانون نے بیعت کی (روضۃ الاحباب) بیعت کے بعد امام حسنؑ نے معاویہ سے مقابلہ کا قصد مصمم کرکے کوفہ سے کوچ کیا اور لشکر کے ساتھ مدائن مین قیام فرمایا -

تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے -

کان معوية يدس الی العسکر الحسن من يتحدث ان قيس بن سعد قد صالح معوية وتوجه الی عسکر قيس من يتحدث ان الحسن قد صالح معويه (الی ان قال) فاضطرب العسکر

معویہ نے یہہ خفیہ کاروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجا جہان امام حسنؑ مقیم تھے اور وہان اوس سے یہہ مشہور کرایا کہ امام حسنؑ کے سپہہ سالار قیس بن سعد نے معویہ سے صلح کرلی اور اسیطرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہہ شہرت دلائی کہ امام حسن علیہ السلام نے معویہ سے صلح کرلی جب دونون جگہون یہہ خبر شایع ہوئی تو امام حسنؑ کے لشکر اور توابع مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا

تاریخ ابن کامل ابن اثیر مین ہے -

فنادی المنادی فی العسکر بالمدائن الا ان قيس قد قتل فانفروا فنفروا ابسرادق الحسن فنهبوا متاعه حتے نازعوه بساطا کان تحته

مدائن مین لشکر امام حسنؑ مین ایک منادی نے ندا کی کہ قیس ابن سعد تو قتل کردئے گئے اب تم سب کو لازم ہے کہ یہان سے بھاگ جاو - یہہ سنتے ہی لوگون نے امام حسنؑ کا کل اسباب لوٹ لیا اور خیمہ کی قناتین وغیرہ بلکہ وہ فرش تک جس پر آپ بیٹھے ہوئے تہے لیکر بھاگ گئے

حضرت عبداللہ ابن عباس اور معاویہ سے سازش

صفین کے واقعات ہی سے اہل عراق کو دھڑادھڑ رشوتین دیجارہی تھین - دنیا کے بندے پیٹ کے شیدا کھلی کھلی ایمان فروشی کررہے تہے بیت المال مسلمین معویہ کا عین المال تھا وہ فی الحال اسی خرچ کے لئے گویا وقف تہا - صفین سے لیکر اسوقت تک کتنی رقم اس صرف خاص مین صرف ہوئی تہی - حساب نہین ہوسکتا

بلکہ واقعات تو یہ بتلاتے ہین کہ معاملات صفین سے زیادہ اسوقت رشوت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ صفین کے معاملات تک تو ہلکے سے پردے کی اوٹ بھی تھی۔ اور اب آج کل تو کھلے خزانون بڑی بڑی رشوتون کی لین دین جاری تھی۔

اپنے پھر جانین تو غیرون کی شکایت کیا ہے۔ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ کوفہ سے چلتے وقت حضرت امام حسن علیہ السلام عبد اللہ ابن عباس کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقدمۃ الجیش بنا کر بھیجا تھا۔ مدائن پہونچکر قیس ابن سعد ابن عبادۃ الانصاری کو بارہ ہزار کی جمعیت سے معاویہ کے مقابلہ کو روانہ فرمایا تھا۔ اور خود دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن مین قیام فرما تھے۔ اور حریف کی طرف سے شروع جنگ کا انتظار فرما رہے تھے۔ عبد اللہ ابن عباس کی فوج معویہ کی فوج سے متصل تھی اور گویا لشکر شام کی راہ روکے تھی اور قیس کا ماتحتی لشکر دویل بھی حدود عراق مین پڑاو ڈالے تھا۔ طرفین سے خاموشی تھی اور کوئی آگے بڑھنے کی جرات نکرتا تھا۔ دو تین ہفتون تک یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا مین اپنی رشیہ دوانیون اور رشوت ستانیون کا کافی موقع مل گیا انھون نے بڑی کشادہ دلی سے بڑی بڑی رقمین اہل عراق کو دین اور ادھون نے بھی بڑی کشادہ دستی سے قبول کر لین۔ ملا علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ معویہ نے بڑی دلیری اور آزادی سے حضرت امام حسنؑ کے پاس ایک طول و طویل فہرست جسمین رشوت لینے والون کے نام اور وہ رقمین جو انکو دی گئین تھین تفصیل سے درج تھین بھجوا دی۔ پھر اوسی کتاب مین ہے کہ امیر شام نے عبد اللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ساتھ روانہ کر کے یہ کہلا بھیجا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے نصف جب آپ چلے جائینگے تو پیش کش کی جائے گی۔ قاصد کے آتے ہی اور دو ہزار کی رقم پاتے ہی انکے قدم مین بھی لغزش مین آگئے اور یہ اوسی رات کو روپوش ہو کر معویہ کے پاس چلے گئے

تاریخ طبری فارسی مین انکے واقعہ کو حسب ذیل عبارت مین لکھا ہے۔

عبد اللہ ابن عباس نامہ کرد بمعاویہ تا اگر زود تر نزد او بشد و مران شرط که شما از بیت المال بصرہ از او نخواہید۔ معویہ اجابت کرد۔ عبد اللہ ابن عباس بشام رفت با آن خواستہ کہ داشت واز انجا بمکہ رفت

عبد اللہ ابن عباس نے خود معویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم بہت جلد تمہارے پاس چلے آنے والے ہین مگر اس شرط پر کہ بیت المال بصرہ مین جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے طلب نکرو۔ معویہ نے فوراً قبول کر لیا اور عبد اللہ ابن عباس تمام مال و اسباب کے ساتھ شام چلے گئے اور وہان سے مکہ چلے آئے

طبری ج ۴ ص ۶۰۲

صلح سے لیکر وفات تک کے حالات

انھین اسباب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو آخر کار صلح قبول فرمالینے پر مجبور کر دیا۔ اور حسب ذیل شرائط پر صلحنامہ لکھکر جانبین سے دستخط ہوگئے۔

(۱) معویہ درمیان امت کتاب خدا و سنت رسول خدا صلعم کے موافق عمل کرے گا۔

(۲) معویہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ نکرے

(۳) شام و عراق و یمن و حجاز ہر جگہہ کے لوگ معویہ کے شر و غدر سے امن مین رہینگے۔

(۴) جناب امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور جمیع اہلبیت و خویشان رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معویہ کوئی مکر و غدر نہین کرے گا۔ اور نہ پنہان و آشکار انکو کوئی ضرر پہونچائے گا۔

(۵) اصحاب علی اور شیعہ اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے ساتھ مطمئن رہینگے

(۶) خراج ملک سے ہر سال پچاس ہزار درہم معویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاتا رہے گا۔ اور علاقہ دار الجرد

اہلبیتؑ کی گذران کے لئے واگذاشت کردیا جایے گا

(۷) جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قنوت نماز مین یا اور کسی موقع پر بُرا نہین کہا جائیگا۔

صلحنامہ کے یہ شرائط تھے۔ ان شرطون مین سے معاویہ نے ایک شرط بھی پوری نہین کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے

لم یف له معاویه بشئ مما عاهد علیه   معویہ نے اپنی کسی عہد پر بھی وفا نہین کی جس کا اس نے اقرار کیا تھا۔

تاریخ کامل ابن اثیر کے علاوہ۔ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ طبری۔ تاریخ مسعودی۔ تاریخ ابن اعثم کوفی۔ تاریخ روضۃ الصفا۔ روضۃ المناظر۔ ریاض النظرہ۔ کنز العمال اور تذکرہ خواص الائمہ وغیرہ تمام کتب تاریخ سیر و احادیث مین بالاتفاق یہی لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطون مین سے ایک شرط پر بھی وفا نہین کی۔

تمام شرطون کی تفصیلی عہد شکنی تو کتاب سرو چمن۔ سوانح عمری حضرت امام حسنؑ علیہ السلام مین بیان ہوچکی ہے اونکے دہرانے کی ضرورت نہین۔ ہمکو صرف تین شرطون کی عہد شکنی اور خلاف ورزی کی تفصیلی کیفیت دکھلانی ہے جنکو ہمارے موجودہ موضوع کتاب سے پورا تعلق ہے۔ اور جن سے معویہ اور اونکے موئدین کے دعوے۔ بنی امیہ کے اوصاف عفو و درگذاشت۔ لطف و مراعات اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر غلبہ پاکر اونکے ساتھ رواداری و مساوات کے زعم باطل قطعاً باطل ہوجاتے ہین اور جھوٹے ثابت ہوتے ہین

صلحنامہ کی وہ تین شرطین جنکے تفصیلی بیان کی مجھے ضرورت ہے۔ وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) معویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نکرے

(۲) شام۔ عراق۔ حجاز۔ یمن اور ہر جگہہ کے شیعہ اور اصحاب علی علیہ السلام معویہ کے خوف سے اپنے جان و مال کے ساتھ ہمیشہ مطمئن رہینگے۔

(۳) جناب امام حسنؑ امام حسین علیہما السلام اور جمیع اہل بیت او راقربائے حضرت رسولخدا صلعم سے معویہ کوئی غدر اور مکر نہین کریگا اور پنہان و آشکار اونکو کوئی صدمہ نہ پہونچائے گا

شرط اول کی اصلی صورت

اب ہم معویہ کیطرف سے ان شرطون کے پوری نہ کئے جانیکے حالات قلمبند کرتے ہین۔

اپنے بعد معویہ کسیکو خلیفہ نکریگا۔ اول تو یہ شرط کے الفاظ نہ تھے۔ شرط مرقومہ کے الفاظ یہ تھے۔ کہ معویہ اپنے بعد کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کرے گا۔ بلکہ اپنے بعد یہ خلافت امام حسنؑ یا جو اہل بیت مین موجود ہوگا اوسکو واپس دیدیے گا۔ ہم اس بحث کو معتبر اسناد کے ساتھ کتاب سروچمن سوانحعمری حضرت امام حسنؑ مین لکھ چکے ہین۔ ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس شرط کو صرف متقدمین علما مثل امام قتیبہ دینوری۔ امام عبد البر مکی اور علامہ ابن حجر ہی نے نہین لکھا ہے بلکہ علمائے متاخرین نے بھی آجتک اسکو برابر نقل کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے قابل قدر ہمعصر خواجہ عبید اللہ امرتسری بھی اپنی کتاب ارجح المطالب مین حافظ ابن حجر کی فتح الباری سے عبارت لکھکر تحریر فرماتے ہین

معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے خوف سے امیر معاویہ نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا لیا تھا کہ اگر آپ معویہ کی ابتدا زندہ رہے تو میرے بعد حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائین گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہجائیگا۔ ارجح المطالب ص ۸۰

ہمارے دوسرے ہمعصر جو فی زماننا شریعت و طریقت دانو فضیلتون پر ممتاز ہین امام قتیبہ کی کتاب الامامۃ والسیاست

کی عبارت لکھکر یہی ایے قائم فرماتے ہین شہادت حسینؑ مولفہ حسن صاحب صاحب پھلواروی۔ درگاہ خرد۔ پھلواری ضلع پٹنہ۔

اسلامی مورخین کے علاوہ یورپ کے محققین بھی جنکی گہری تحقیقات دنیا مین مشکل سے اپنا جواب رکھتی ہے۔ ایساہی لکھتے ہین مسٹر اسبرن (osbern) اپنی لائف اف ہارون الرشید مین خلفاے راشدین کا ذکر کرتے ہوے جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح کے متعلق اس شرط کو اوسیطرح لکہاہے جسطرح اوپر لکہی گئی ہے اور ہمارے معتبر و مستند معصر مولوی احمد حسین صاحب رہٹکی مترجم سیرۃ الہارون نے ترجمہ فرماتے ہوے مسٹر آسبرن کی اون تمام تحریرات پر نوٹ دیا ہے جنکو اپ نے اسلامی اعتقادات و تحققات متفقہ کے خلاف پایا ہے۔ مگر اس شرط کے تذکرے مین مسٹر آسبرن کی عبارت پر کوئی نوٹ نہین دیا جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ہمارے لائق مترجم کے وسیع تحقیقات مین بھی یہہ معاملہ ایساہی ہے اور جو کچھہ مسٹر آسبرن نے اسلامی تاریخون سے لیا ہے اوسی پر احادیث معتبرہ اسلام کے جملہ علماے سواد اعظم کا اتفاق ہو چکا ہے۔

دوسری صلح شیعان علیؑ کی جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت۔ اس شرط کی اصلی عبارت ہم اوپر لکھ چکے ہین اب ہمکو یہہ ثابت کرنا ہی کہ معاویہ نے اس شرط کو کہان تک پورا کیا ہے۔ اسکی تفصیل بھی سر دچمن مین ہو چکی ہے۔ مختصر اُ پھر عرض ہے۔

معویہ کی حکومت شیعان علیؑ اور دوستداران اہلبیت کے لئے ایسی سخت مصیبت تہی جس سے بقول مسٹر اسبرن نہ تنہا شیعون کو بلکہ تمام دنیا کو گلا چھڑانا مشکل تہا۔ انکے محفوظ و مطمئن رکھنے اور اونکے ساتھ امن و امان کے سلوک قائم کرنیکے برخلاف معویہ نے ان لوگون کو قلمرو اسلامی مین انکو ڈھونڈہ ڈھونڈہ کہ قتل کروایا۔ سولیان دلوائین۔ انکے گھر کھدوا کر پھنکوا دیے۔ ملکی دفاتر اور محکمہ جات سے انکے نام کٹوادئے گئے۔ انکے مقررہ وظائف ضبط ہوے۔ انکی جاگیرین چھین لین گئین۔

ان مظالم کی تعمیل مین جو فرامین معویہ کے باب الحکومت سے جاری ہوے اونکی عبارت امام ابوالحسن علی بن محمد مدائنی کی کتاب الاحداث کی فارسی ترجمہ سے بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے

چون امر سلطنت بر معویہ استوار ایستاد۔ فرمانگزار خویش را و امصار و دیار فرمان داد کہ برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابوتراب واہلبیتہ۔ عہد خویش شکستم و حبل بیعت و پیمان خود را گسستم از انکہ از فضائل علی ابن ابی طالبؑ و اہل بیت او سخنی بر زبان آورد و حدیثی را روایت کند۔ چون این خبر در بقاع و بلاد پراگندہ گشت و در ہر بقعہ و بلدہ خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم علی و اہلبیتؑ کشاد۔ براءت از الحضرت جست و خاصہ کہ در کوفہ کہ شیعان علی از دیگر جا اینجا زیادہ بودند۔ زیاد ابن ابیہ کہ درانیوقت حکومت کوفہ و بصرہ داشت و شیعان علی علیہ السلام راخوب می شناخت چہ از مرد و زن چہ از شیخ و کودک۔ چراکہ سالہا سال در شمار عمال علیؑ بود و الشیان رابنر می شناخت و منزل و ماوای الشیان راہر چند در زاویہ ہا و بیغولہا بود نیکو میدانست

جب امر سلطنت معویہ کے لئے مرتب ہو گیا تو اوس نے اپنے تمام عمال ماتحت کو بلاد اسلامیہ مین فرمان جاری کر دیا کہ میرے قلمرو مین جو شخص علیؑ اور اپ کی اہلبیت علیہم السلام کے فضائل بیان کریگا یا اون لوگون سے کوئی روایت کرے گا تو مین اوس سے اپنے سب عہد و اقرار اوٹھا لونگا۔ جب یہہ فرمان شہر و قصبات مین پہونچا تو ہر مقام پر خطیب منبر پر گیا۔ پہلے اوس نے حضرت علیؑ اور اپ کی اہلبیت پر لعن کی (نعوذ باللہ) اور ان لوگون سے اپنی برائت ظاہر کی اور خاصکر کوفہ مین (سب سے زیادہ ظلم ہوے) جہان تمام شہرون سے زیادہ شیعہ بستے تہے اور زیاد ابن ابیہ جو بصرہ اور کوفہ کا حاکم تہا اور شیعان علی کو خوب پہچانتا تہا۔ کیونکہ حضرت علیؑ کے ایک عامل کی حیثیت سے وہان مدتون رہ چکا تہا اور اگرچہ وہ لوگ دور دراز گوشہ نشین اور غیر متعارف مقامون مین رہتے تھے۔ لیکن تاہم زیاد انھین خوب پہچانتا تھا۔ ان غریبون پر اس لیے

دست تظلم دراز کرد وہمگان را دستگیر ساخت وباتیغ در گذرانید۔ جماعتے را میل درکشید ونابینا ساخت وگروہے را دست وپا برید وازشاخہاے نخل دراویخت گروہے در مغاکہاوشگافہاے کہسارہا مستور می شدند ویک تن از شناختگان شیعان علی علیہ السلام درعراق بجا نماند

اوس نے املوگون پر خوب ظلم وستم کے ہاتھ صاف کئے اور اون سب کو اسیر کرلیا اور پہر سب کو تلوار کے گہاٹ اوتارا انمین سے ایک جماعت کی انکھون مین سلائیان پہروا دین اور اندہا کروادیا اور بہتون کو درختون مین لٹکا کر پہانسیان دلوادین اور جو لوگ بچگئے وہ بھاگ بھاگ کر دور دراز پہاڑون اور غارون مین چھپ گئے۔ غرضکہ شیعان علی اور اونکا پہچاننے والا ایک بھی عراق مین باقی نچہوٹا

یہہ تو کوفہ کی شیعہ ابادی پر ستم ڈہائے گئے اب بصرہ کے شیعون کی مصیبتین ملاحظہ ہون۔

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب را بجاے خود گذاشت وبکوفہ مراجعت نمود وسمرہ ہشت ہزار از مردم بصرہ را بیرون بصرہ گردن زد ودرمیان الشان چہل وہفت کس حافظ وقاری تمام قران بودند وجرم وجریرت این جماعت حب علی ابن ابی طالب علیہ السلام بود بلکہ بعض را محض بہ تہمت از شیعان علی میگفتند وسر برگرفتند

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب کو بصرہ مین چھوڑ کر کوفہ چلا ایا۔ اوسکے جانیکے بعد سمرہ نے اٹھہ ہزار شیعون کو جو بصرہ اور اوسکے مضافات مین رہتے تہے قتل کرادیا۔ انمین سینتالیس بزرگ حافظ اور قاری تمام قران کے تہے۔ ان لوگون کا جرم صرف محبت علی تہی۔ بعض لوگون کو تو صرف شیعہ علی ہونیکی تہمت پر قتل کرادیا گیا

معاویہ نے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا پہر شایع کرایا۔ وہ یہہ ہے۔

نیک نگران باشید برحق کسے کہ استوار افتاد کہ از دوستدار علی ابن ابیطالب ومحبان اہلبیت اوست نام اورا از دیوان عطایا کہ از بیت المال مقرر است خط محو برکشید وساقط سازید وظیفہ اورا۔ واجراے انیقدر ہم رضا نداد بلکہ خطے دیگر نگاشت کہ ہرکس را بدوستی علیؑ واہلبیت علیہم السلام او متہم سازند ہرچند کہ استوار نباشد وگواہے براین معنی حاضر نشود ہمان تہمت دست خوش نقمت سازید وسر از تنش بردارید

اچھی طرح اسکا خیال رکھو کہ جو شخص شیعہ علی اور دوستدار اہلبیت علیہم السلام اگر ثابت ہو اوسکا نام وظیفہ یابان بیت المال کی فہرست سے کاٹ دو اور وظیفہ مقررہ اسکا بند کردو۔ اسی پر منحصر نہین۔ بلکہ ایسے لوگ بھی قتل کردیئے جائین جو دوستی علیؑ واہلبیتؑ مین صرف متہم ہون۔ ہرچند یہہ شبہہ ثابت بھی نہو اور اس امر پر کوئی شاہد بھی موجود نہو۔ صرف اسی تہمت پر اونکے سر اوڑادو

اس شاہی فرمان کی اجرا واعلان سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اوسکی تفصیل یہہ ہو۔

چون این حکم از معاویہ پراگندہ شد عمال وحکام او بر قتل شیعان علی علیہ السلام پرداختند وبسیار کس را بہ تہمت ناراست وگمان سست باتیغ درگذرانیدند وخانہاے الشان را خراب ساختند چہ بسیار افتاد کہ مردے اینکہ بیند یشید ومعنی کلمہ را سنجیدہ باشد سقطہ درکلام او افتاد کہ حمل بر حب

جب یہہ حکم معویہ کا جاری ہوا تو اوسکے عمال وحکام شیعون کے قتل پر امادہ ہوے اور بہتون کو جہوٹی تہمت پر تلوار کے گہاٹ اوتار دیا اور اونکے گہرون کو مسمار کردیا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر کسی شخص نے بغیر سونچے سمجھے کوئی ایسی بات کہدے جس سے اوس پر حب اہلبیت علیہم السلام کا گمان ہوا تو

اہلبیت علیہم السلام توان کرد و نے الخ از او بپرسند سرش را با تیغ ازتن بر دشتند چنان اُفتاد کہ شیعہ علی علیہ السلام چون میخواست با رفیقی موافق و صدیقی موثق سخنی بگوید او را بسرآے خویش در می آورد و از پس ستارات و حجابات می نشست و بر در خادم و مملوک سیر در می بست انگاہ با او با ایمان مغلظہ سوگند میداد کہ از مکنون ضمیر مکتوم سرّے بیرون نیفگند پس با تمام خوف و دہشت حدیثے را روایت میکرد (ناسخ التواریخ جلد ششم مطبوعہ بمبئی باسناد امام ابوالحسن والشیبان خابر سنا و صحیح مسلم باب الفتن

اوسکا بغیر اوس کو دریافت کیے سر اوڑا دیا گیا پہر تو یہہ حالت ہوئی کہ جب کوئی شیعہ علی اپنے کسی سچے دوست سے یا اپنے کسی معتمد احباب سے بھی کوئی بات کہنا چاہتا تھا تو اوسکو اپنے گھر لیجاتا تہا اور تمام گھر کے پردے چھوڑ کر خلوت مین بیٹھتا تھا اور گھر کے غلام و نوکر بھی اندر آنے نہ دیئے جاتے تھے۔ پہر اپنے دوست سے اوس راز کے افشا کرنے کی غلیظ قسمین لیتا تھا تب کوئی بات اوس سے کہتا تھا یا کوئی حدیث اوس سے روایت کرتا تھا۔

تیسری شرط صلحنامہ حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام اور جمیع اہلبیت و اقربائے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معاویہ کوئی غدر او بکر نکرے گا او پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ یا تکلیف نہ پہونچائے گا۔"

سب سے پہلے معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام ہی کا خاتمہ کر دیا۔ گویا جس مقدس بزرگ سے صلح کی گئی تھی اور سب سے پہلے جس مبارک ہستی سے اوسکی حفاظت جان وقیام وجود کا معاہدہ کیا گیا تہا اور ذمہ داری لیگئی تھی اوسی کے وجود سے سب سے پہلے دنیا خالی کر دی گئی اور اوسکے زمانہ حیات کو بہت جلد اور قبل از وقت تمام کر دیا گیا معویہ کو اسکی جیسی جلد اور سخت ضرورت درپیش تہی وہ محدث شیرازی کی کتاب روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

چون چندگاہ از قضیۂ صلح بگذشت معاویہ را خاطر بر آن قرار گرفت کہ یزید را ولیعہد گرداند و مشاہیر آفاق را ببعیت او دعوت بکند و چون بتحقیق پیوستہ کہ این قضیہ با وجود امیر المومنین حسنؑ پیش نخواہد رفت۔ لاجرم در دفع آنحضرت ؑ کوشید

جب معاملہ صلح کو زمانہ گذر گیا تو معاویہ نے یہہ نیت کی کہ یزید کو اپنے بعد ولیعہد مقرر کرے اور اپنے زمانہ حیات ہی مین تمام مملکت کے لوگون کو بیعت یزید پر متفق کر لے مگر چونکہ اوسے معلوم تہا کہ یہہ امر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین وجود پذیر نہین ہوسکتا اسلیئے آپ کے وجود ہی کو بہت جلد ختم کر دینے کی اوس نے (سب سے پہلی) کوشش کی۔

اب معاویہ کے اس عنوان کا نتیجہ مروج الذہب مسعودی کے اصل الفاظ مین ملاحظہ ہو۔

ان امراتہ جعدۃ بنت اشعث الکندی سقتہ السمّ وقد کان معویہ دس الیہا انک ان احتلت فی قتل الحسنؑ وجہت الیک بمائۃ الف دراہم وزوجتک یزیدا

امام حسن کو اونکی بیوی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا معاویہ نے اوس سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ اگر امام حسنؑ کے قتل مین تیرا کوئی حیلہ کارگر ہو جائے تو مین تجھے ایک لاکھ درم انعام دونگا اور تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کر دون گا۔

امام عبد البر مکی اسکی تصدیق استیعاب مین یون کرتے ہین

سمّ الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امراتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک بتدسیس معویۃ الیہا

امام حسنؑ کو اونکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا۔ ایک گروہ محققین کا کہتا ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دلوایا

امام حسنؑ کی وفات پر معویہ کی خوشیان

اپنی تدبیر یا اپنے مقصد مین کامیاب ہوجانے پر اظہار مسرت فطرت انسان کے ایسے جذبات ہین جو کسیطرح سے روکے نہین جاسکتے۔ تاریخ الخمیس دیاربکری اور حیواۃ الحیوان دمیری کی مفصلہ ذیل عبارت اسکی شاہد صادق ہے۔

لما بلغ معوّیه موته سمع تکبیر من الخضراء فکبّر اهل الشام لذلك التکبیر فقالت فاخته بنت قرنطیه لمعوّیه اقر الله عینك ما الذی کبرّت لاجله فقال مات الحسنؑ فقال اعلی موت ابن فاطمه تکبرت فقال ماکبرّت شماتة ولکن استراح قلبی ودخل علیه ابن عباس فقال یا ابن عبّاس هل تدری ماحدّث فی اهل بیتك قال لا ادری ماحدّث الا انی اراك مستبشرا وقد بلغنی تکبیرك فقال مات الحسنؑ فقال ابن عباس رحم الله ابا محمد ثلاثا والله یا معوّیه لاتسدّ حفرته حفرتك ولایزید عمره فی عمرك

جب معویہ کو امام حسن کی خبر وفات ملی تو محل خضراء سے تکبیر کی آواز سُنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرنطیہ نے معوّیہ سے کہا تمہاری آنکھین ٹھنڈی ہون تم نے کس بات پر تکبیر کہی معوّیہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہوگیا فاختہ کہنے لگی۔ کیا تم نے فاطمہؑ کے بیٹے کے مرنے پر تکبیر کہی ہے۔ اوسنے کہا مین نے شماتت کے ارادے سے تکبیر نہین کہی ہے بلکہ اسوجہ سے کہ حسنؑ کی خبر موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی اتنے مین ابن عباس آگئے معویہ نے کہا تمہین معلوم کہ تمہارے اہلبیت مین کیا واقعہ گذرا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا مجھکو تو معلوم نہین مگر مین تمکو اسوقت خوش پاتا ہون اور تمہاری تکبیر کی آواز بھی مین نے سُنی ہے۔ معویہ نے کہا حسنؑ کا انتقال ہوگیا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا خدا رحم کرے ابو محمدؑ پر اسکو تین بار کہا۔ واللہ اے معویہ نہ اونکی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی اور نہ اونکی عمر تمہاری عمر کو بڑھا دے گی۔

یہ تو خاص امام حسنؑ کے ساتھ جو حضرت علیؑ کے فرزند اکبر تھے معویہ نے شرائط صلح کے مطابق حقوق حفاظت ونگرانی ادا کیے اب شیعون کے ساتھ جو ظالمانہ خونخواری اور دلآزاری کی اوسکی خونین تفاصیل ہمارے گذشتہ صفحات کو رنگین کرچکی ہین اس لئے اون کی تکرار کی ضرورت نہین۔ اونھین خونخوارون کا ایک ضمیمہ پیش کردیتا ہون۔ یہ مظلوم بزرگ صرف شیعہ علیؑ ہی ہونیکا مجرم نہین تھا بلکہ جلیل القدر اور مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ ہونیکا بھی قصوروار تھا۔

ابن شحنہ اپنی مشہور تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین۔

کان معوّیه وعماله یسبّون علیا علی المنابر وکان من عادة حجر ابن عدی اذا استبوا علیا فعارضهم واثنی علیه ففعل کذلك فی امارة زیاد بالکوفه فامسکه وارسل به مع جماعة من اصحابه الی معوّیه فامر بقتله وثمانیة من جماعته فقتلوا بقریة عذراء رحمهم الله وعظم ذلك علی المسلمین وروی عن الشافعی انه اسرالی الربیع ان اربعه من الصّحابه لاتقبل

معویہ اور اونکے عمال منبرون پر حضرت علیؑ کی شان مین کلمات ناشائستہ کہتے تھے اور حجر ابن عدی اون کلمات ناسزا کے جواب مین حضرت علیؑ کی مدح کیا کرتے تھے۔ جب زیاد کے زمانہ حکومت مین حجر ابن عدی نے حسب عادت سب علی کا معارضہ کیا تو زیاد نے اونکو اور اونکے آٹھ ساتھیون کو پکڑ کر معویہ کے پاس بھیجدیا اور معویہ نے سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ خدا اون سب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اونکا قتل مسلمانون پر بہت شاق گذرا۔ امام شافعی نے ربیع کو وصیت کی کہ چار صحابی

شہادۃ معویہ وعمر ابن العاص والمغیرۃ و زیاد

کی گواہی قابل قبول نہین۔ معویہ۔ عمر عاص۔ مغیرہ اور زیاد

علامہ ابن عبد البر استیعاب مین لکھتے ہین

عن مبارك بن فضالہ قال سمعت الحسن البصری یقول ویل لمن قتل حجر بن عدی واصحابہ وقال احمد قلت لیحیی بن سلیمان بلغك ان حجرا كان مستجاب الدعوات قال نعم وكان من افاضل اصحاب النبی صلعم

مبارک بن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ وائے ہو حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مین نے یحیی بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر ابن عدی مستجاب الدعوات تہے اور انحضرت صلعم کے فاضل ترین صحابی۔

انکی شہادت کی خبر بھی جناب مخبر صادق صلعم دیچکے تھے کنز العمال مین ہے۔

عن عائشہ قال سمعت رسول اللہ ؐ یقول سیقتل بعذرا ناس یغضب اللہ لهم و اهل السماء

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو ارشاد کرتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائینگے جنکے قاتلین پر خدا اور اہل سموآت کا غضب نازل ہوگا۔

بیعت یزید۔ واقعہ کربلا اور مصائب حسین ؑ کی تمہید

امام حسن علیہ السلام کے معاملات سے فراغت کلی ہوچکی تو بخوف اسکے کہ جب شرائط صلح امر خلافت حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف منتقل ہوجاے بیعت یزید کا مسئلہ جو معاویہ کا اصل مدعا تہا فوراً چھیڑ دیا گیا اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام خاص اپنے ہاتھون مین لیلیا گیا اور اسکے لئے حجاز و عراق۔ اسلام کے دونو مرکزی مقامات کی خاک اوڑا دالی گئی۔ مدینۃ النبیؐ دار الاسلام تھا۔ نظام اسلام کے ارباب حل وعقد زیادہ تر یہین رہتے تھے۔ اسلئے اسکی سلسلہ جنبانی یہین سے اغاز کی گئی۔ مروآن عامل مدینہ کے ذریعہ سے عامۃ المسلمین مین اسکی تحریک شروع ہوئی۔ مروآن نے اس فرمان شاہی کی عام قبولیت و منظوری کے لئے مختلف ذریعون سے کوشش کی خلوت مین جلوت مین لوگون کو سمجہایا بھی پھسلایا بھی۔ منبرون پر مسجدون مین نصیحتین بھی کی۔ ڈرایا بھی۔ دہمکایا بھی۔ مگر با این ہمہ اوکی کوشش ناکامیاب رہی۔ عام پبلک نے کچھہ تو سلطنت کی بدنظمی۔ خلاف عہدی اور کچھہ ولیعہد کی ناقابلیت اور عدم صلاحیت کے باعث سے موجودہ مضمون ولیعہدی کو خاص دلچسپی سے نہین سنا۔

مروان نے صورت حال معویہ کو لکھ بھیجی۔ اوسنے دوسری وجہ کو مسلمانون کی غیر دلچسپی کا سبب یقین کیا اور تختگاہ شام سے فوراً ولیعہد بہادر کو براہ راست ان ضروری ہدایات کے ساتھ مدینہ مین بھیجدیا کہ وہ مسرفانہ داد و دہش اور خود غرضانہ عطا و بخشش کے ذریعہ سے فاقہ مستان حجاز اور زر پرستان عراق سے اپنے اخلاق و اشفاق کی عام قبولیت حاصل کرین اور بیت المال اسلامی کو اپنا عین المال قرار دیکر اپنے اثر و اقتدار قائم کرنیکا آلہ کار بنائین۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے مین

در این سال یزید بحج رفت و بجہت تحصیل نام نیک اموال وافر در مکہ و مدینہ زاد اللہ شرفہما صرف کردہ دلہا بدست آوردہ ذکر سماحت و مروت او در افواہ افتاد

امسال یزید حج کے لئے آیا۔ اور نیک نامی حاصل کرنیکے لئے مال کثیر مکہ و مدینہ زاد اللہ شرفا مین صرف کر کے لوگون دلون کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور یزید کی عطا و جود کا تذکرہ ان دونو مقامون مین مشہور ہوا۔

لیکن جب لوگون کو اس سفر کا اصل مدعا معلوم ہوا تو یزید کے متعلق اختلاف رآے قائم ہوگیا ۔ روضۃ الصفا میں ہے

اما چون ایمعنی اشتہار یافت کہ معاویہ یزید را ولیعہد خویش میگرداند مردم درین باب سخنہا گفتند بعضے از شعرا او را ہجو نمودند و برخے بستائش وے مشغول گشتند و او طبقات خلائق را بقدر حاجت الشان رعایت نمود

لیکن جب یہ امر ظاہر ہوگیا کہ معاویہ یزید کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے تو لوگون نے اسمین مختلف قسم کے قول کہے ۔ بعض شاعرون نے اوسکی ہجو طیار کی اور بعض نے اوسکی تعریف کی اور اوسنے بقدر ضرورت سب کے ساتھ رعایت کی ۔

معاویہ کا یہ مشن پورے طور سے تو نہین تو تھوڑا بہت تو ضرور کامیاب ہوا ۔ مگر اس قلیل کامیابی سے معاویہ کی پوری تسکین نہین ہوئی تو اوسنے عبد اللہ ابن زبیر ۔ عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر کو بلا بلا کر اونکو بیعت یزید پر راضی کرنا چاہا ۔ مگر باستثناے عبد اللہ ابن عمر سب نے انکار کیا ۔ ہمکو ان واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہین ۔ ہمکو تو صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھ معویہ کے طرز عمل کو دکھلانا مقصود ہے ۔

مروان نے ولیعہدی یزید کے متعلق امام حسین علیہ السلام کی نسبت معاویہ کو یہ خط لکھکر اطلاع کی ۔

اما بعد فان عمر ابن عثمان ذکر ان رجالا من اہل العراق ووجوہ اہل الحجاز یختلفون الی الحسین ابن علی و ذکر انہ لا یامن وثوبہ وقد بحثت عن ذالک فبلغنی انہ لا یرید الخلافہ یومہ ولست امن ان یکون ہذا ایضا لمن بعدک فاکتب الی برایک فی ہذا والسلام

اپ کو معلوم ہو کہ عمر ابن عثمان نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل عراق اور سرداران حجاز کی ایک جماعت کی آمد و رفت جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بہت پائی جاتی ہے اور کہتا تھا کہ مین اونکے خروج کرنیکے لیے مطمئن نہین ہون ۔ مین نے اس معاملہ کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ اندنون تو خلافت کا ارادہ نہین رکھتے ۔ مگر ہان ۔ تیرے بعد جو مسند خلافت پر متمکن ہوگا اوسکی طرف سے مجھے اطمینان نہین ہے ۔ اس بارے مین جو اپ کی رائے ہو ۔ اوس سے مطلع فرمائے ۔ والسلام

اس خط نے معویہ کو سخت اضطراب مین ڈالدیا ۔ کیونکہ وہ دعویداران خلافت سے حجاز مین سب سے پہلے وہ جناب امام حسین علیہ السلام کو خیال کرچکا تھا ۔ اس سبب سے اوس نے فوراً امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین یہ خط لکھا ۔

اما بعد فقد انتہت الی امور عنک ان کانت حقا فقد اظنک ترکتہا رغبۃ فدعہا ولعمر اللہ ان من اعطی اللہ عہدہ و میثاقہ لجدیر بالوفاء وان کان الذی بلغنی عنک باطلا فانک اعزل الناس لذالک و عظ نفسک واذکر بعہد اللہ واوفہ فانک متی تنکرنی انکرک ومتی ماتکدنی اکدک فاتق شق عصای ہذہ الامۃ وان یردہم اللہ علی یدک فی فتنۃ فقد عرفت الناس وبلوا ہم فانظر لنفسک ولدینک ولامۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولا یستخفنک السفہاء الذین لا یعلمون

اپ کی نسبت مجھکو ایسی خبرین ملی ہین ۔ اگر یہ صحیح ہین تو میرا یہ خیال ہے کہ انکو ترک فرمائیے ۔ اور ان افعال سے باز اٹیے ۔ انسان کو لازم ہے کہ جس کسی کے ساتھ کوئی عہد کرلے اوسکو پورا کرے اور اگر یہ خبرین جھوٹی ہین تو اپ اون سے بری الذمہ ہین ۔ آپ اپنے نفس کو موعظ فرمائین اور اپنے معاہد پر قائم ہین ۔ اگر اپ میرے حقوق کا انکار کرینگے تو ضرور ہے کہ مین بھی اپ کے استحقاق کا انکار کرون اور جب اپ میرے ساتھ چال چلینگے تو مین بھی اپ کیساتھ چال چلونگا ۔ اپ ان امور سے ضرور پرہیز کرین جن سے عصاے امت مین کوئی تفرقہ نہ پڑے اور ایسا نہو کہ اپ کے ہاتھون کر کوئی فتنہ برپا ہو ۔ اپ عوام الناس کو تو پہچان چکے ہین اور اونکو

میزان آزمائش مین ازمائش مین ازماچکے ہین لہذا اُمت محمدیہ کی رعایت اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ طیار رہو اور بچا نہین امت کے کہنے پر نہ جائیے۔

اس خط مین معاویہ نے خلاف شرائط صلحنامہ حضرت امام حسینؑ کو اپنی سطوت شاہی اور شروت جہان پناہی سے جتنا ڈرایا اور دھمکایا ہو وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے۔ خاصان آلہی بحکم لَا لَوْمَةَ لَائِمٍ ان دھمکیون سے اپنے حقوق اصلی اور ادائے فرض منصبی کو چھوڑ نہین سکتے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے معویہ کو یہہ دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام کا جواب

قد بلغنی کتابك فذکرانه قد بلغك الی امور انت لی عنها راغب وانا بغیرها عندك جدیر فان الحسنات لایهدی لها ولا یسدد ها الا الله واما ما ذکرت انه انتهی الیك منی فانه انما رقی الیك الملاقون لمشاوعن بالنمیم وما ارید لك حربا ولا علیك خلافا وایم الله ف تخالف الله فی ترك ذلك وما اظن الله راضیا بترك ذلك ولاعاذرا یرون الاعذار فیه الیك وفی اولئك القاسطین الملحدین حزب الظلمة واولیاء الشیاطین الست القاتل حجرا اخا کندة والمصلین العابدین الذین کانوا ینکرون الظلم ویستعظمون البدع ولا یخافون لومة لائم ثم قتلهم ظلما وجورا وعد وانا بعد ما کنت اعطیتهم الایمان المغلظة والمواثیق المؤکدة لاتواخذهم لحدث کان بینك وبینهم ولا لا باحیة تجدها فی نفسك والست قاتل عمرو بن حمق الخزاعی صاحب رسول الله صلعم العبد الصالح الذی ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه بعد امنه واتیته من عهود الله ومواثیقه مالو اعطیتها طائرا لنزل الیك من الجبل ثم قتل احراءة علی ربك واستخفافا بذلك العهد الست مدعی زیاد ابن سمیه المولود علی الفراش عبید ثقیف فزعمت انه ابن ابیك وقد قال رسول الله صلعم الولد للفراش وللعاهر الحجر فترکت سنة رسول الله صلعم تعمدا و

تیرا خط آیا جسمین تو نے میری طرف سے اپنے لئے اون مخالفتون کا ذکر کیا ہی جسکی مجھکو کوئی امید نہین تھی۔ یہہ سمجھہ لے کہ حزانہ کے دروازے بغیر حکم خدا نہ کھلتے ہین اور نہ بند ہوتے ہین۔ اور تو نے جو کچھ لوگون سے میری نسبت سنا ہے جان لے کہ یہہ خوشامدی اور جھوٹے لوگون نے مجھپر صاف صاف تہمت باندھی ہے۔ تجھکو خوب معلوم ہو کہ مجھکو فی الحال تجھسے کوئی مخالفت یا مخاصمت نہین ہو لیکن یہہ سمجھہ لے کہ خدا کی قسم مین اپنی اس ترک مخاصمت سے خوشنود نہین ہون اور اس ترک مخاصمت پر تجھکو اور تیرے اون ملحدین کو جو دوستداران شیاطین اور لشکر ظالمین شمار ہوتے ہین۔ کوئی حق یا عذر نہین ہو سکتا ہے۔ کیون اے معاویہ۔ تو وہ شخص نہین ہو جس نے حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصون کو جو عبادت گذارون اور امت کے پرہیزگارون مین شمار ہوتے تھے اور وہ لوگ ایسے تھے جو ظلم کو بدعت سمجھتے تھے اور راہ خدا مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت کر نیسے نہین ڈرتے تھے۔ پس تو نے ایسے لوگون کو اپنی ظلم و تعدی سے قتل کیا حالانکہ انکے تحفظ جان اور امن و امان کے لئے تو نے غلیظ قسمین کھائی تھین اور مستحکم وعدے کئے تھے۔ بغیر اسکے کہ یہہ لوگ تیرے ملک مین کوئی فتنہ برپا کرین تو نے ان سب کو ہلاک کیا اور اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہین ہو جس نے عمرو بن حمق خزاعی کو قتل کیا جو صحابی رسول خدا صلعم تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے اونکے جسم کو گھلا دیا تھا اونکی قوتون کو زائل کر دیا اور اونکے رخساروں کو زرد رنگ بنا دیا تھا بعد اسکے کہ تو نے انکو حفظ امان دیا تھا اور اسی عہد پر حلف مستحکم کیا تھا اور وہ تیرے ایسے اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی جانور کی نسبت بھی تو نے ایسا اطمینان دلایا ہوتا تو وہ ضرور اپنے آشیانہ کوہستانی سے اوڑ کر تیرے پاس چلا آتا۔ مگر باا ینہمہ تو نے اپنی وعدے سے خلاف کیا اور خدا پر جرأت کر کے اونکو قتل کیا

تبعث هو ان بغير هدى من الله ثم سلطته على العراقين
يقطع ايدى المسلمين وارجلهم ويسمل اعينهم ويصلبهم على
جذوع النخل كانك لست من هذه الامة وليسوا منك فلست
لست صاحب الحضرميين الذين كتب فيهم ابن سمية كانوا
على دين على عليه السلام فقتلهم ومثل بهم بامرك ودين علي
والله الذي كان يضرب عليه اباك ويضربك به وجلست
ولولا ذالك لكان شرفك وشرف ابيك الرحلتين وقلت فيما
قلت انظر لنفسك ولدينك ولامة محمد واتق شق عصا هذه
الامة وان تردهم الى فتنة وانى لا اعلم نظرا لنفسى
ولديني ولامة محمد صلى الله عليه واله وسلم علينا افضل
ان اجاهدك فان فعلت فانه قربة الى الله وان تركته
فاستغفر الله لذنبي واسئله توفيقه لارشاد امري و
قلت فيما قلت انى ان انكرك تنكرني وان اكدك تكدني
مابدا لك فانى ارجو ان لا يضرني كيدك فيّ وان لا يكون
على احد اضر منه على نفسك لانك قد ركبت جهلك و
تحرصت على نقض عهدك ولعمري ما وفيت بشرط ولقد
نقضت عهدك بقتلك هولاء النفر قتلتهم بعد الصلح و
الايمان والعهود والمواثيق نقتلهم من غير ان يكونوا
قاتلوك وقتلوا ولم يفعل ذلك لهم الا لذكرهم فضلنا
وتعظيمهم حقنا قتلهم مخافة امر لعلك لو لم تقتلهم مت قبل
ان يفعلوا وماتوا قبل ان يدركوا فابشر يا معوية بالقصاص
واستيقن بالحساب واعلم ان الله تعالى كتابا لا يغادر صغيرة
ولا كبيرة الا احصها وليس الله بناس لاخذك بالظنة و
وقتلك اولياءه على التهم ونقلك اولياءه من دورهم
الى دار الغربة واخذك للناس ببيعة ابنك غلام حدث
يشرب الخمر ويلعب بالكلاب لا اعلمك الا وقد خسرت نفسك
وتبرت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة
السفيه الجاهل واخفت الورع التقي لاجلهم والسلام

ہاں اے معویہ۔ تو ایسا شخص نہین ہے جس نے زیاد بن سمیہ کو جو علامان
ثقیف مین سے ایک غلام کا زائیدہ تہا۔ اپنا بھائی بنایا اور اوسکو
ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب فرمان آنحضرت صلعم بچہ تو اوسکا
ہوتا ہے جسکی جورو ہوتی ہے اور زناکار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خودغرضی کی
وجہہ سے سنت رسول کو ترک کیا۔ اور عبد ثقیف کے بیٹے کو اپنا بہائی قرار دیکر
حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اوسنے مسلمانون کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اونکی
آنکھون کو گرم لوہے سے اندہا کر دیا اور اونکی اجسام کو درختون کی شاخون پر
لٹکا دیا گویا تو امت اسلامیہ مین داخل ہی نہین تھا۔ اور یہ لوگ تجھ سے علاقہ
ہی نہین رکھتے تھے۔ ہان اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہین ہی کہ تیرے حکم
سے زیاد ابن سمیہ نے لکھ بھیجا کہ قبیلہ حضرمیہ کے لوگ حضرت علی کے پیرو
مین تو نے اوسی حکم دیا کہ عموماً جو شخص طریقہ علی پر پایا جاوے اوسکو قتل کر ڈالو
اور اونمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھو۔ حالانکہ خدا کی قسم علی علیہ السلام
نے دین خدا کے حکم سے تجھکو اور تیرے باپ کو تہ تیغ کیا اونھین امور کے
کینہ وحسد سے تو نے آج مسند خلافت کو غصب کر لیا۔ ورنہ تیرے باپ کا
وصف صیف وشتا کے حدود سے باہر نہین تہا (رحلة الشتاء والصيف)
اور تو نے جو اپنے خط مین یہ تحریر کیا ہی کہ اپنے نفس اور اپنے دین کی نگرانی کیجئے
اور امت محمدیہ مین تفرقہ نہ ڈالئے اور شق عصائے امت اور تفریق جماعت
سے پرہیز کیجئے تو میرے علم ویقین مین تیری حکومت سے بڑہکر دوسری شے
فتنہ وفساد کا باعث اس امت کے لئے نہین ہے۔ اور اپنے نفس اپنے دین اور
سائر امت محمدیہ صلعم کے لئے دوسری چیز اس سے بڑہکر مفید نافع اور افضل نہین
ہی کہ مین تیرے ساتھ جہاد کرون اگر یہ مقابلہ ومقاتلہ انجام پا گیا۔
تو مجھکو حضرت رب العزت مین شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ اور درجہ قربت ملے
گا اور اگر مین نے مسامحت اور پہلو تہی کی تو مجھکو اسکے لئے استغفار کرنا چاہئے
اور اپنے خدائے تبارک وتعالی سے طلب رشد کرنا چاہئے اور تو نے جو یہ لکھا ہے
کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجئے گا تو مین بھی آپ کے استحقاق کا بھی انکار
کرون گا اور اگر آپ میرے ساتھ چالین چلین گے تو مین بھی آپ کے ساتھ
چال چلون گا بس افسوس ہی تجھپر مجھکو تو تجھسے امید رکھنے کے عوض
مین یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے دنیا مین کسیکو ضرر نہ پہونچے گا۔

بلکہ وہ اولٹ کر تیری ہی ذات پر پڑے گا۔ کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار ہوگیا ہے اور نقض عہد پر حریص ہوگیا ہی اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کہ تو نے اپنی عہد میں سے ایک عہد پر بھی وفا نہین کی۔ اور تو نے اپنی اقرار و پیمان صلح کے بعد جن پر تو نے سخت سے سخت قسمیں کھا مین تھیں ان مسلمانون کو تو نے بغیر اسکے کہ وہ تجھ سے منازعت پر امادہ ہون اور کسیطرح کی مخالفت پیش کرین قتل کر ڈالا۔ انکا کوئی گناہ کوئی تقصیر ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے سوا کچھ اور نہین تھی۔ اور تو نے ان لوگون کو خاک کرا سو جسے قتل کرا دیا کہ شاید تو مر جاے اور یہ لوگ زندہ رہجائین تو تیری تیغ فولادی کی لذت نہ چکھنے پاوینگے پس اے معویہ سمجھ لے کہ روز حساب بہت جلد انیوالا ہے اور یہ بھی یقین کر لے کہ خدا منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا اور بڑا سا بڑا گناہ ایسا نہین چھوٹتا جو اسمین نہ درج کیا جاتا ہو۔ خدا تیری ان حرکات کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے ادمیون پر بہتان رکھا ہی اور صالحان خدا کو تہمت کے جرم مین ماخوذ کیا ہی۔ امین سے بستون کو انکے ساکن و شہر سے جلاوطن کرایا ہے اور اپنے ایسے بیٹے یزید کے لئے۔ جو شراب خوار اور کتون سے کھیلنے والا ہے۔ خلائق خدا سے بیعت لیتا ہی۔ یہ امر سوا ہے اسکے نہین ہے کہ تو نے اپنی نفس کو سخت نقصان مین ڈالا ہے اور اپنے دین کو ہلاکت مین ڈالا ہے اور اپنی ماتحت رعایا کو مشوش اور مضطرب الحال بنایا ہے اور وہ اپنی امانت دو ماینت کو خراب کیا ہی اور جہال کی باتون کو سنتا ہی اور نیکو کاران و پرہیز گاران عالم کو ڈراتا ہے اور دہمکاتا ہے۔ صرف اسلیئے کہ اپنے حصول مقاصد پر فائز ہو۔ والسلام۔

یہان تک بیعت یزید کی تمہید تھی معویہ نے اخر کار اس مسئلہ کو بغیر اپنی موجودگی کے طی ہونیوالا نہین سمجھا اور تھا بھی ایسا ہی۔ امام حسین علیہ السلام کے خط کا جواب کیا دیتے لیکن خط پڑھکر غصہ سے جھلا گیا اور کہنے لگا۔

لقد کان فی نفسہ ضب ما اشعر بہ

ان کے دلمین کینہ و حسد بھرا ہوا ہی جسکا کوئی ٹھکانا نہین ہے

اسی ایک کلمہ سے معویہ کے دلمین امام حسین علیہ السلام کی مخاصمت و مخالفت کی حقیقت معلوم ہوگئی۔

مدینہ مین معاویہ
امام حسینؑ سے گفتگو

بالآخر معویہ مدینہ مین آئے۔ حسن اتفاق سے سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام ملے معاویہ انکو دیکھتے ہی اگ ہوگئے۔ روضۃ الصفا مین مرقوم ہے۔

معویہ گفت لا مرحبا و لا اہلا تو بدینے را ہی مانی کہ خون او بجوش امدہ باشد و حق عز و علا خون ترا خواہد ریخت

تمہارے لیے کوئی خوش آمدید نہین چاہئیے۔ تمہاری مثال اوس بدن کی ہے جس کا خون جوش کھا گیا ہوا۔ خدائے اعلا تمہارا خون گرائے گا

معاویہ کے جو دل مین تہا وہ مونہہ پر اگیا۔ اب معویہ امام حسین علیہ السلام کے قتل مین جو بہیر نہ سوچین اور جو تر کیب عمل مین نہ لائین وہ تھوڑی ہے۔ بہرحال مدینہ مین بیعت یزید کا مسئلہ جسطرح کھینچ تان کر سیدہا کیا گیا اوسکی تفصیل روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

روز دیگر امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر را طلبید۔ حاضر گشتند۔ و معویہ بر منبر رفتہ خطبہ اغاز کرد و بتدریج سخن بمقصود رسانیدہ گفت من از مردم سخنان می شنوم کہ انرا اعتباری نیست۔ و دیروز چنین استماع نمودم کہ جماعتے باہم می گفتند کہ امام حسینؑ و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ ابن زبیر بخلافت یزید راضی نیستند و باوی بیعت نمیکنند

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر حاضر ہوئے۔ معویہ منبر پر جاکر خطبہ کہنے لگا اور اہستہ اہستہ مطلب کی بات پر پہونچا اور کہنے لگا کہ مین لوگون سے ایسی باتین سنتا ہون جسے مین خود اعتبار نہین کرتا کل مین نے بعض لوگون کو کہتے ہوئے سُنا ہی کہ امام حسین علیہ السلام عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر یزید کی خلافت پر راضی نہین ہین اور

انہمن الشیان متعجب شدم واین ہر سہ کس راکہ اوستادان قریش واکابر قبیلہ اند بحضور خویش طلبیدم وازاین معنی شرایط استقصا بجا آوردم۔ لطفہا کردند وبہ بیعت یزید اعتراف نمودند واین حضور الشیان میگویم کہ ہرکس را دراین امر شک وشبہہ باشد مرتفع گرددو دراین اثنا اہل شام شمشیرہا از نیام برآوردہ گفتند کہ مگر این سہ کس استکار ابیعت کنند فبہا والا ما بالشیان رامی کشیم چہ ما رامی نلستیم کہ این بیعت درخفیہ واقع لشود باوجود شوکت واقبال وعظمت یزید بتابعت این سہ چہار کس چہ احتیاج دارد۔ اے معاویہ مارا دستوری دہ د بفرما تا این چہار کس را گردن بزنیم معویہ با الشیان گفت ساکن باشید وشمشیرہائے خود در غلاف کنید وطالب شر وفساد وخون ریختن نباشید۔ ایے اہل شام بترسید از فتنہ رانگیزید کہ ہدم بنیان دین مبارک باشد اہالیان شام شمشیرہا در نیام کردند امیر المومنین حسین علیہ السلام و عبدالرحمن ابن ابی بکر وعبداللہ بن عمر وعبداللہ ابن زبیر متحیر گشتند وباخود اندیشیدند کہ اگر گوئیم بیعت نکردہ ایم لامحالہ مارا زندہ نگذارند۔ لاجرم دران مجلس زبان در کام کشیدند وہیچ نگفتند۔ ودیگران بایزید بیعت کردند

اور اوسکی بیعت نہیں کرتے ہیں۔ میں یہ باتیں سنکر متعجب ہوا اسلئے کہ ان تینوں بزرگوں کو کہ عمایدِ قریش اور بزرگ قبیلہ ہیں۔ میں نے اسوقت اپنی پاس بلالیا ہے اور اون سے اس امر میں پوچھا ہے اونھوں نے میرے حال پر مہربانی فرمائی اور بیعت یزید کا اقرار کیا اگر کسی شخص کو اسمیں شک وشبہہ ہو تو وہ کھڑے ہو کر پوچھ لے اور رفع شک کرلے۔ اتنے میں اہل شام نے اپنی تلواریں نیام سے باہر کرلیں اور کہنے لگے کہ اگر یہ تینوں شخص بالظاہر بیعت یزید کریں تو خیر ورنہ ہم انکو مار ڈالینگے۔ حالانکہ یزید کی موجودہ شوکت وعظمت اور اوسکے استحکام واستقلال امور امارت کے سامنے ان تین چار شخصوں کی بیعت کی چنداں ضرورت نہیں ہے اے معویہ ہملوگوں کو اجازت دو کہ ہم ان چاروں ادمیوں کی گردنیں اوڑادیں معویہ بولا چپ رہو۔ اور اپنی تلواریں غلاف میں کرلو اور فتنہ وفساد وخونریزی کے طالب نہ بنو اے اہل شام اپنے حالوں سے ڈرو اور فساد نکرو کہ دین مبارک کا انہدام ہو۔ یہ سنکر اہل شام نے اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر اپنے اپنے مقام پر حیران وسراسیمہ ہو کر رہگئے اور سونچے کہ اگر کہتے ہیں کہ بیعت نہیں کی ہے تو حقیقتاً ہملوگ زندہ نہیں چھوڑے جائینگے۔ اس مجبوری سے وہ بالکل خموش رہگئے۔ اور کچھ نہ بولے۔ اور دوسرے لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی۔"

ابن اثیر بھی اپنی تاریخ کامل میں اس مضمون کو ذیل کی عبارت میں قلمبند کرتے ہیں۔

ثم دعا صاحب حرسہ بحضرتھم واقام علی کل راس کل رجل من ھولاء رجلین ومع کل واحد سیف وقال ان ذھب رجل منھم یرد علی کلمۃ بتصدیق او بتکذیب فلیضرباہ بالسیف وخرج وخرجوا معہ حتی رقی المنابر

معویہ نے اپنی پاسبانوں کو بلاکر ان چاروں ادمیوں کے سامنے کہا کہ تم ان لوگوں میں سے ایک ایک شخص کے ساتھ دو دو سپاہی مقرر کردو جو تلوار لئے انکے ساتھ کھڑے رہیں کہ اگر ہمارے خطبہ کے درمیان انمیں سے کوئی تصدیق یا تکذیب کا کلام کرے تو تلوار سے فوراً اوسکی گردن ماردیجائے یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا اور اوسکے ساتھ اوسکے مقرر کردہ سپاہی بھی کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ وہ (معویہ) منبر پر چڑھ گیا۔

یہ تمام واقعات جو ہم نے بیعت یزید کے متعلق کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا سے لکھے ہیں وہ بجنسہ تاریخ الخلفا سیوطی کے ترجمہ مطبوعہ دہلی میں بھی مندرج ہیں

بیعت یزید اس جوڑ توڑ سے عمل مین لائی گئی حقیقت کی نظر سے دیکھا جاے تو معلوم ہو جاتا ہی کہ بیعت یزید کی شہرت بھی انھون نے ایسی ہی کرائی جیسی اپنی امارت کا جھوٹا اور جعلی اعلان دومتہ الجندل مین کر آیا تھا۔ بیعت یزید پر اجماع نیک نیتی اور صحیح اصول کے ساتھ ہوا یا نہین وہ ایک جداگانہ بحث ہی لیکن اسکی حکومت کی اشاعت تو کسیقدر ضرور ہو گئی۔ اور امیر صاحب کا مقصود بھی یہی تھا۔ بیعت یزید پر کیا موقوف ہے۔ دومتہ الجندل کا فیصلہ کس نیک نیتی اور دیانت سے کیا گیا تھا اور اسکے تصفیہ مین کون سا اصول درست تھا جس نے صرف دو فقرون کے ہیر پھیر مین معویہ کو خوانخواہ امارت دلوا دی اوسی طرح معویہ کی عیارانہ چالبازیون نے حرمین مین یزید کی حکومت کا بھی رنگ جما دیا۔ ورنہ صورت واقعہ اصل وہی تھی جو پوری تصریح کے ساتھ اوپر لکھی گئی

حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی دعویداران خلافت کے استحقاق ہر طرح نص خدا اور حدیث رسول سے ثابت ہی ہو سکے مقابلہ مین اجماع شوریٰ وغیرہ وغیرہ کے مصنوعی طریقے صرف اسی غرض سے ایجاد کئے گیے تھے کہ اونکی خود غرضی اور طمع دنیاوی کے پردے فاش ہون اور اتفاق کی آڑ مین اپنی بیلوثی اور استغنا کا اظہار ہو۔ مگر بات یہ ہی کہ قدرت کے نظام اور انسان کے مخترعات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے تین ہی برس کے بعد اس انتظام مین تغیر پیدا ہونے لگا پہلے ہی خلیفہ کے بعد استخلاف کا منسوخ شدہ قانون پھر نافذ ہوا اور حضرت ابو بکر کی وصیت نامہ کے مطابق حضرت عمر خلافت کی گدی پر بٹھلا دیے گئے تعجب یہ ہے کہ اس وصیت نامہ کے لکھے جانیکے وقت کسی نے بھی حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت خلیفہ اول کو قاعدہ استخلاف کو جاری کرنے اور وصیت نامہ لکھوانے سے نہ روکا۔ پھر خلیفہ ثانی کے بعد شوریٰ یا اجماع عامہ کا خلاصہ کل چھہ ادمیون کی تعداد مین محدود کر دیا گیا۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس انتظام جدید انسانی کے اصول اغراض نفسانی سے برآ ہوتے تو اسمین اگر ہمیشہ کیلئے نہین تو تھوڑی ہی مدت تک تو ضرور کچھہ استحکام ہوتا مگر یہان تو صبح سے شام بھی نہین ہوئی کہ اسکے رنگ بیرنگ ہوے اور اسکے صرف ظاہری اور نمائشی اتحاد و اتفاق مین خود غرضی اور نفسانیت کی مہیب صورتین دکھلائی دینے لگین۔ معاویہ کی خوانخواہ خلافت کی حقیقت اسوقت کسی اصولی قاعدہ و طریقہ سے معلوم نہین ہوتی۔ انکی خوانخواہ امارت پر بھی اجماع ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ایک تو دومتہ الجندل کے فیصلہ کے بعد۔ مگر جب اوس فیصلہ کو "کوری بے ایمانی" ثابت کیا جاتا ہی تو پھر اس اجماع کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی مصالحت فرمانیکے وقت تک بڑہا لیجاتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ اس صلحنامہ کے بعد انکی خلافت پر اجماع ہو گیا۔ مگر اسمین بھی اختلاف شدید ہی۔ عام طور سے علماے اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ خلافت راشدہ کے تیس سال کا محدود زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کی شش ماہا حکومت پر تمام ہو جاتا ہی۔ اب انکو اگر خلافت ملی بھی تو وہ خلافت نہین تھی بلکہ ایک معمولی بادشاہت تھی۔ اس سے نہ خلافت اسلامی کو کوئی واسطہ تھا اور نہ اجماع امت سے سروکار۔ چنانچہ ہمارے مستند و معتبر معاصر خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہین

اسکے سوا خلافت راشدہ کا زمانہ مقتضی ہو چکا تھا۔ اب مملکت عضوضہ کی صبح نمودار ہونے والی تھی معویہ کے سوا اور کوئی صحابی اسکو پسند نہین کرتا تھا۔"

اب اجماع ہوا تو کیا اور نہوا تو کیا۔ اگر اب اجماع ہوا بھی تو انکی معمولی خلافت تو یہین سے رخصت ہو گئی۔ نہ خلافت اور نیابت رسول ؐ پر۔ تعجب تو یہ ہے کہ جب انکی خلافت کے ڈہانچے کو اونکے خیر خواہ اجماع و بادشاہی پر۔

اتفاق سے درست کر سکے تو اجماع و استخلاف کے اصول سے دست بردار ہو کر استیلا اور غلبہ جیسے طریقہ سے انکی خلافت کی مجسمہ کو قائم کرتے ہین - اجماع اور استخلاف کے بعد استیلا اور غلبہ خاصکر انھین کی خلافت ثابت کرنے کے لیے انعقاد خلیفہ کے مقررہ اصول مین ایجاد کیا گیا اس سے پہلے تین خلافتون کے وقت مین کہین اسکا نام بھی نہین تھا - استیلا اور غلبہ حقیقت مین کیا ہے ؟ یہی ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس" اس جملہ پر غور کر کے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کلیہ کہان تک دیانت امانت اور احکام شریعت کے موافق ہے -

المختصر معاویہ کی صحت خلافت کی تحقیق تو قطب جنوبی کی تحقیق سے بھی زیادہ دشوار ہے جسکی تھوڑی سی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے اب امیر معویہ نے اپنی بعد اپنے صاحبزادہ بلند اقبال یزید کو سریر خلافت پر بٹھلا کر ان بدعات کے سلسلہ مین ایک کڑی اور جوڑ دی اور بخلاف اجماع و سیرت شیخین صاحبزادے کو کسی نکسی طرح بلاد اسلامیہ کا حاکم بنا ہی دیا

ہمارے اس مسلسل اور مکمل بیان سے ثابت ہو گیا کہ اصلی دعویداران خلافت کے جائز حقوق کو مٹانے اور اپنی مصنوعات و مخترعات کو سچا اور جائز بنانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اوٹھائے گئے اور کیسی کیسی جوڑ توڑ کوششین کیگئین اور کیسی کیسی جوڑ توڑ سے کام لیا گیا - ان ذوات مقدسہ کے نام مٹانے اور اونکے فضائل و مناقب مخصوصہ و منصوصہ کے گھٹانے اور چھپانے مین کیا کیا ترکیبین عمل مین لائی گئین - انہی مظالم کے سلسلہ مین کربلا کے قیامت ناک واقعات کی ابتدا ہوئی جسکے اقدام کا آغاز معویہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اوسکی تکمیل کا سہرا یزید کے سر بندھا - اسکی تفصیل یون ہے کہ ان اصلی اور جائز مستحقین خلافت کے حقوق پامال کرنے اور انکے اختیار منتزع کر دینے کے لیے - اجماع - استخلاف - شورے - غلبہ اور استیلا وغیرہ کے غیر محدود استدلال قائم کئے گئے اور ابتدا ہی سے استحکام سلطنت کے لئے انکے ضعیف اور مجبور بنانے پر بس نہین کیگئی بلکہ اسکے بعد ان بزرگوارون کو قتل کرنے اور دنیا سے انکے نام مٹانے کی بھی تدبیر کی گئی - اور معویہ نے صریحا جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر سب سے پہلے اس خون ناحق کی ابتدا کی - یزید نے اس ایجاد بدری مین واقعہ کربلا کا خونی منظر دکھلا کر (ایسا نمایان) اضافہ کر دیا جس نے اوسکے نام کو ظلم و تعدی مین باپ کے نام سے ضرور بڑھا دیا -

صلحنامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت ہم تینون شرطون مین معویہ کے مفسدانہ طرز عمل مشاہدات تاریخی تاریخی سے بالتفصیل بیان کر چکے - اب ہم انکی ازادانہ اور خود مختارانہ حکومت مین جو مخالف شریعت بدعتین انکے حکم خاص سے ایجاد ہوئین - اور جنکی یہہ موجد اول کہلائے - ذیل مین مندرج کرتے ہین -

بدعات معویہ　　امام جلال الدین سیوطی - اوائل السیوطی مین لکھتے ہین

معویہ اوّل من دکب بین المروة والصّفا واول من ظهر شرب النبیّذ والغنا واوّل من اکل الطیّن وا باحه وکان علے منبر رسول الله صلعم یاخذ البیعة لیزید فاخرجت عائشه راسها من الحجرة فقالت صه صه هل استدعی الشیوخ لبنیهم البیعة قال لا قالت و نقتدی انت فخجل ونزل عن المنبر و بنی لها حفرة فوقعت

معویہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مروہ اور صفا کے درمیان سوار ہوا اور سب سے پہلا شخص ہے جس نے ظاہر طور پر نبیذ کو پیا اور گانا سنا اور سب سے پہلا جس نے مٹی کھائی اور اوسکو جائز کیا وہ معویہ ہے - وہ منبر رسول صلعم پر بیٹھکر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لیرہا تہا عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا اور کہا چپ رہ چپ رہ اے معویہ - آیا شیخین نے بھی اپنے بیٹون کے لئے بیعت لی تھی معویہ نے کہا نہیں) ام المومنین نے کہا کہ تو پہر کسکی تقلید کرتا ہے معویہ شرمندہ ہو کر

فیها وماتت

منبر سے نیچے اوترا اور عائشہ کے واسطے ایک گڑھا کھودا اسطرح و ترکیب سے کہ وہ اسمین گر کر مر گئین

امام عبدالبر استیعاب مین انکی بدعات و اولیات کی یہہ فہرست قائم فرماتے ہین ۔

قالوا انه اول من جعل ابنه ولی عهده وخلفه من بعده فی صحته وقال ابن الزبیر هو الاول من اخذ دیوان الخاتم دار بهذا بالنیروز والمهرجان واول من قبل صبرا اجرا واول من اتخذ الخصیان واول من بلغ درجات المنبر خمسة عشر مرقاة

معویہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد اور اپنا خلیفہ اپنے بعد اپنی صحت مین مقرر کیا اور ابن زبیر کا قول ہے کہ اول دفتر مہر لگانا بھی انہین کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کرلیے تحائف لینا بھی انھین کی ایجاد ہے اور معویہ نے سب سے پہلے اسلام مین خصی کرایا (خواجہ سرا) اور سب سے اول انھین نے منبر کی سیڑہیان بڑہائین اور اونکی تعداد پندرہ زینون تک پہونچائین ۔

انھین اولیات و مخترعات کے سلسلہ مین معویہ نے ایکبار منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے شام مین منتقل کردیے جانیکا حکم دیا ۔ مگر مشاہدات قدرت کے ہیبتناک مظاہرات کو دیکھکر اپنی اس بدعت سے باز رہا ۔

معویہ اور منبر رسول ص

امام المورخین طبری تاریخ کبیر مین لکہتے ہین ۔

امر معوية بمنبر رسول الله صلعم ان تحول من المدينة الی الشام وقال لا یترك عصا بالنبی صلعم بالمدینه وهم قتلة عثمان وطلب العصا وهی عند سعد القرظ فحركت المنبر فكسف الشمس حتی رویت النجوم بادیه فاعظم الناس ذلك فتركه

معویہ نے حکم دیا کہ منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے شام مین منتقل کردیا جاے اور عصاے رسول بھی مدینہ مین نہ چھوڑا جاے کیونکہ اہل مدینہ قاتل عثمان ہین اور عصاے رسول ص بھی طلب کیا جو سعد ابن قرظ کے پاس تہا پس منبر کو جنبش دی گئی تو آفتاب مین گہن لگ گیا اور تمام شہر مین تاریکی پھیل گئی کہ ستارے صاف دکھائی دینے لگے ۔ لوگون نے یہہ امر عظیم سمجھا اور ڈر کر منبر کو اوسی جگہہ چھوڑ دیا

اباحت غنا

اوپر اجمالی طور پر بیان ہوچکا ہے کہ معویہ کی اولیات مین غنا و شراب خواری کا حلال کیا جانا بھی داخل ہے ۔ اب اوسکی مفصلہ ذیل تفصیلی کیفیت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلی مین مرقوم ہے ۔

عن ابی هریرة وابی برزة قال كنا مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فسمع صوت الغنا فقال انظروا ما هذا فصعدت ونظرت فاذا معویه وعمر و عاص یتغنیان فجئت واخبرت النبی صلعم فقال اللهم اركسهما فی الفتنة ركسا اللهم ودعهما الی النار دعا

ابوہریرہ اور ابوبرزہ ناقل ہین کہ ہم ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ گانیکی آواز آئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو یہ کون گاتا ہے ہم نے اوپر چڑھکر دیکھا تو معویہ اور ابن عاص گا رہے تھے ہم نے واپس آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین خبر کردی ۔ آپ نے فرمایا اللہ ان دونون کو فتنہ مین اوندھے مونہہ ڈالدے اور ان دونون کو جہنم مین دھکیل دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تاکید و تہدید کے بعد بھی معویہ نے غنا کو ترک نکیا ۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین ۔

قیل ھشام بن الحکم ھل شھد معویۃ ببدر فقال نعم من جانب الکفار و ذکر عند شریک ابن عبد اللہ بالحلم فقال معویہ واللہ کان مخزن الحماقۃ والسفاھۃ ثم قال واللہ لقد اتاہ قتل امیر المومنین علیؑ وکان متکئاً فاستوی جالساً ثم قال یا جاریۃ غنّینی فالیوم قرت عینی فانشأت تقول

الا ابلغ معویۃ بن حرب

فلا قرت عیون الشامتینا

کسی نے حکم کے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ معویہ جنگ بدر مین شریک تھے۔ ہشام نے کہا ہان لیکن کافرون کیطرف سے۔ شریک ابن عبد اللہ سے کسی نے کہا معویہ بڑے حلیم تھے شریک نے کہا کہ معویہ حماقت اور سفاہت کا مخزن ہی۔ جناب امیر المومنین علیؑ کے قتل کی خبر پائی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور مارے خوشی کے سیدھا ہوگیا اور لونڈی کو حکم دیا کہ کچھ گا کیونکہ آج میری آنکھین ٹھنڈی ہوئی ہین۔ لونڈی نے یہ شعر گایا

معویہ ابن حرب سے کہہ۔ وکہ خدا!

شماتت کرنیوالون کی آنکھون کو ٹھنڈا نہین کرتا

جواز شراب خواری — غذائیون جائز ہوئی۔ شراب اسطرح حلال کردی گئی۔ امام احمد ابن حنبل اپنی مسند جلد پنجم ص۵ مین لکھتے ہین

عن عبید اللہ بن بریدہ قال دخلت انا وابی علی معویہ فاجلسنا علی الفراش ثم اتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا بالشراب فشرب معویۃ ثم ناول لابی فقال ما شربہ منذ حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قال معویۃ کنت اجمل شباب قریش واجودہ ثغراً وما شئ اجد لہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شاب غیر اللبن وحسن الحدیث لیحدثنی

عبید اللہ ابن بریدہ ناقل ہین کہ مین اور میرے باپ دونون معویہ کے پاس گئے اور وہان ہم لوگ فرش پر بٹھلائے گئے پھر کھانا آیا اور ہم لوگون نے ملکر کھایا۔ پھر کھانیکے بعد شراب لائی گئی اور معاویہ نے شراب پیکر میرے والد کو دی اونھون نے کہا کہ جب سے آنحضرت صلعم نے شراب کو حرام بتلایا ہے اوسدن سے ہم نے نہین پی ہے معویہ نے کہا کہ مین جوانی مین تمام جوانان قریش سے خوشرو اور سب سے زیادہ میرے دانت اچھے تھے اور کسی شے سے مجھے عالم شباب مین اتنی لذت نہین ملتی تھی جتنی شراب مین۔ سوائے دودھ کے یا کسی ایسے شخص کے جو اچھی باتین کر رہا ہو وہ مجھسے باتین کرے

حلت ربا — حرمت ربا کے مسئلہ مین۔ باوجودیکہ احل اللہ البیع وحرم الربوا (حلال کیا خدا نے بیع کو اور حرام کیا سود کو) کی نص صریح موجود تھی۔ معاویہ تمام مشکوک رہے۔ مولوی نظام الدین صاحب اپنی کتاب صبح صادق مین تحریر فرماتے ہین

ومعویہ ونحوہ لم یکن مجتھداً وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربوا وغیرھا مجتھداً

معویہ کی ایسے لوگ مجتہد نہین ہوسکتے اور وہ شخص کبھی مجتہد نہین ہوسکتا جسپر حرمت ربو مشتبہ ہو۔

بدعات ومخترعات کی تفصیل بھی ہوچکی۔ اب ہمکو اپنے سلسلہ بیان مین معویہ کے اون فضائل مصنوعی اور اوصاف موہومی کی حقیقت حال بھی دکھلادینی نہایت ضروری ہے۔ جو انکے حاشیہ بوسون کے خوشامدانہ حاشیون سے زیادہ ثابت نہین ہوتے۔ اس تفصیل مین ہم پہلے ہم انکے اوصاف مشہورہ کی تنقید لکھتے ہین۔ انکے حاشیہ نشینون نے انکے وقت ہی سے ان کے حلم و بردباری کا خواہ مخواہ شور وغل مچا رکھا ہے اور مشہور کر رکھا ہے کہ معویہ بڑے حلیم تھے

حلم معویہ — حلم معویہ کی نسبت جب ایک تلاش کنندہ حقیقت حال دریافت کرتا ہی تو انکے بے مثل حلیم ہونیکی بنا ایک ایسے واقعہ پر ہوتی ہے۔ جو بذات خود بدترین اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ جسکے نقل و بیان کرنیسے ایک بھلے آدمی کو انتہا درجہ کی شرم و غیرت دامنگیر

حال ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت حال کے اظہار کی ناگزیر ضرورت مجبور کرتی ہے۔ معویہ صاحب جس بنا پر حلیم مشہور ہوے ہین اوسکی حقیقت یہہ ہے۔ صاحب تاریخ معویہ مطبوعہ جون پور۔ کتاب مستطرف کے حوالے سی لکہتے ہین۔

ایک بار شام مین پہلے پہل ہاتھی آیا۔ تمام شہر اس اعجوبہ روزگار اور کوہ پیکر جانور کے دیکھنے کو ٹوٹ پڑا۔ معاویہ صاحب کو خبر ملی تو یہہ بھی ایک اونچے ٹیلہ پر تماشہ دیکھنے کیغرض سی چڑہ گئے۔ لیکن وہان اس تماشہ کے ساتھ دوسری سیر دیکھنے مین آئی خاص محل نگاہون کے سامنے تہا اور محل کا ایک غلام یا گھر کا مزدور معویہ صاحب کی زوجہ محترمہ پر مسلط تہا اور " خالی مکان را دیو میگیرد " کی سچی تصویر بنا ہوا داد عیش لے رہا تھا۔ یہہ پر لطف سیر دیکہکر محل کیطرف فوراً جھپٹے۔ فاعل و مفعول دونون حاضر تہے۔ مزدور سے اس مداخلت بیجا کا سبب پوچہا تو اس نے برجستہ کہا کہ آپ کے حلم نے مجھکو ایسی سخت اور ناقابل برداشت پر شیر کر دیا۔ ورنہ کہان مین اور کہان آپکی بیگم صاحبہ " معاویہ صاحب نے آنکھین نیچی کر لین اور کہا کہ۔ جا مین نے تجھے معاف کر دیا۔ مگر خبردار کسی سے اسکا ذکر نکرنا ورنہ تیری گردن ماری جائیگی "

انھین واقعات کو پیش نظر رکھکر شریک ابن عبد اللہ کے ایسے مشہور و معروف محدث نی لکھدیا ہے کہ

کان معوّیة مخزن الحماقة والسفاهة

معویہ حماقت وجہالت کا مخزن تھا

طرفداران معویہ کی منطق معکوس چاہے اس واقعہ سے جو معنی نہ نکالے۔ وہ اونکا کام ہے۔ مگر ایک شریف غیرتمند بھلا آدمی تو اسکو کبھی حلم نہ کہے گا اور نہ بردباری۔ بلکہ صاف صاف بے غیرتی اور بیحیائی سمجھے گا اور دیوثی۔ لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

خال المومنین ہونیکی خصوصیت

خال المومنین ہونے کی خالی اور مہمل قرابت خصوصی کو امام محمد بن طلحہ الشافعی نے ایسا ناقابل توجہ سمجھا ہے کہ تعقید فضائل معویہ کے ذکر مین کہین اسکا نام تک نہین لیا ہی اگر طرفداران معاویہ اس علاقہ سببی سے معویہ کی شرافت خصوصی ثابت کرتے ہین تو پھر اونکو یہہ خصوصیت ام حبیبہ کے ساتھ محدود کرنی نہین ہوگی بلکہ امہات المومنین۔ ام سلمہ۔ عائشہ حفصہ۔ سودہ۔ میمونہ۔ صفیہ اور زینب وغیرہ سب کے بھائیون کے لیے بھی یہی استحقاق قائم کرنے ہون گے معویہ کے لیے تخصیص کیا رہے گی بلکہ اصول تعمیم کے رو سے سب اسمین حصہ مساوی اونکے سہیم و شریک ہون گے۔

اس خالی خصوصیت کی نسبت بھی جہان تک تحقیق کیجاتی ہے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امہات مومنین کے اور بھائیون نے تو خوار مردآرے اس علاقہ بندی کے رشتہ کو تو قائم بھی رکھا۔ لیکن معاویہ نے تو اس خالی خولی شرافت کو بھی اپنے ہاتھون سے ملیامیٹ کر دیا۔ امام المورخین طبری بذیل تذکرہ معاویہ لکہتے ہین۔

مما یستحق به اللعنة من الله ورسوله ادعاؤه زیاد بن سمیه جزاء ته علے الله یقول ادعوهم لاباءهم هو اقسط عند الله ورسوله یقول ملعون من ادعی الی غیر ابیه وانتهی الی غیر

جن جن باتون نے خدا اور رسول کی طرف سے معویہ کو لعنت کا مستحق بنایا اون مین ایک وجہ یہہ ہے کہ اوس نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا کہ (انسان کو) اونکے باپ کے نامون سے پکارو

مو الیہ ویقول الولد للفراش وللعاھر الحجر فخالف حکم اللہ
عز و جل و سنۃ نبیہ صلعم جہاراً و جعل الولد للغیر الفراش
والعاھر لا یضرہ عھرہ فاحل بھذہ الدعوۃ من محارم اللہ
و محارم رسولہ فی ام حبیبۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ و
والہ وسلم

پکارو۔ یہہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ
ملعون ہے جو غیر کیطرف منسوب کیا جاوے اور یہہ بھی انحضرت صلعم
نے یہہ فرمایا تھا کہ بیٹا فراش والے کیلئے ہے اور زنا کرنے والے کیلئے پتھر ہے۔
لیکن معاویہ نے بکمال جرات و دلاوری سے حکم خدا و سنت رسول کی
علانیہ (کھلم کھلا) مخالفت کی اور زنا کار کی کوئی مضرت نہین سمجھی
کہ حرام خدا کو حلال سمجھا۔ جس سے ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زیاد ابن سمیہ کو محرم بنا دیا۔ دیکھو تاریخ طبری حصہ سوم
جلد چہارم طبع لیڈن

معویہ نے اپنی ایسی واجب الاحترام ہمشیرہ محترمہ کی اتنی توہین اور پردہ دری کی کہ ایک زنا زادہ قریش کو اوس مقدسہ کا بھائی اور محرم بنا دیا تو وہ شرف جو اس پاکدامن بہن کیوجہہ سے اوسکو نصیب ہوا تھا۔ اسکی کرتوتون سے اسکے نصیبون مین کب باقی رہا۔ حکیم سنائی غزنوی اسیوجہہ سے لکھکر بتلا گئے ہین۔

پسر ہند گرچہ خال من است	دوستی ویم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسول	ہم دران نیز اقتدارے نیست
ہم دراںجا کہ شیر یزدان است	از خط و خال اعتبارے نیست

کتابت وحی

معاویہ کے فضائل مین کتابت وحی کا بھی ایک بیجوڑ پیوند لگایا جاتا ہے اوسکی حقیقت و اصلیت بھی ذیل کی عبارت مین ملاحظہ ہو۔

وحی کا گذشتہ زمانہ ابتداے بعثت انحضرت صلعم سے فتح مکہ تک اکیس برس ہوتا ہے اور فتح مکہ کے بعد انحضرت صلعم دو برس سے زیادہ زندہ نہین رہے اور معویہ کا خاندان باتفاق جمہور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا التعجب ہے کہ زیادہ زمانہ سے وحی لکھنے والون مین کسی کو یہہ خطاب نہین ملا اور ملا تو معویہ کو۔ یہہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو وحی اس زمانہ مین کم نازل ہوئی۔ اس بنا پر مدنی ایتون کا وہ حصہ جو بعد فتح مکہ کے اوترا تہا۔ باقی ایتون سے۔ عام اس سے کہ وہ مکی ہون یا مدنی۔ زاید ہو۔ لیکن قران پڑہنے والے اسکے تصدیق نہین کرینگے۔ یا یہہ کہ وحی کم نازل ہوئی مگر لکھا آپنے بہت زیادہ۔ تو اسمین بجاے امانت کے خیانت نظر آتی ہے اور تعجب بالاے تعجب یہہ ہے کہ وہ کاتبان وحی جنکو یہہ معزز خطاب ہاتھ نہین آیا اونکا کوئی نکوئی مصحف ضرور ہے جس سے اوکی کتابت کا ثبوت ملتا ہے۔ یا کم سے کم یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جمع قران مین ان سے مدد لی گئی ہے مگر افسوس باوجود اس وصف زیادہ نویسی کے نہ اپکا کوئی مصحف ہے نہ اپسے جمع قران مین مدد لیا جانا کہین سے پایا جاتا ہے حالانکہ ظاہر بات ہے کہ اگر خاندانی اور گہر ملے قابلیت والون سے کام نکلتا نظر آتا تو حضرت عثمان کو باہر والون سے مدد لینے کی کیا ضرورت ہوتی لہذا ثابت ہو گیا کہ کتابت وحی محض یارون کی من گرہت ہے۔

علی جامع القرآن

اس جگہہ ہم امیر المومنین علی علیہ السلام کے جمع کردہ قران ذکر کرین تو سلسلہ کلام مین نقص۔

استدلال مین ضعف اور ان سب کے علاوہ اکثر ناظرین کتاب کو شکایت کا موقع ملجائے گا۔ مگر سب سے پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے۔

(۱) علیؑ مع القرآن والقرآن مع العلی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (صواعق محرقہ ص ، تاریخ الخلفاء ص ۲۷

علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ دونون کبھی نہ جدا ہون گے یہانتک کہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہون

(۲) ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا وعلی شریفھا وامیرھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بالخیر تاریخ الخلفا مصر ص ۶۶

(۲) جہان جہان خدا نے یا ایھا الذین امنوا فرمایا ہے۔ علیؑ اوکے امیر اور شریف ہین اور (بخلاف انکے) بیشک دیگر اصحاب محمدؐ صلعم پر خدا نے عتاب فرمایا۔ لیکن انکا (علیؑ کا) ذکر ہمیشہ خدا نے خیر سے کیا ہے

(۳) عن علی علیہ السلام قال واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا صادقا ناطقا تاریخ الخلفاء،

(۳) امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی ایتین نازل ہوئی ہین مین خوب جانتا ہون کہ وہ آیت کس امر کی بابت نازل ہوئی ہے اور کہان نازل ہوئی ہے کیونکہ خدا نے مجکو قلب عاقل اور زبان صادق وناطق عطا فرمائی ہے

(۴) اخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل تاریخ الخلفاء صواعق محرقہ ص ۷۸ مطبوعہ مصر

(۴) ابن سعد وغیرہ نے ابی الطفیل سے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی آیت ایسی نہین ہے۔ جسے مین نہین جانتا ہون کہ وہ دن کو اوتری ہے کہ رات کو اوتری ہے۔ ہموار زمین پر نازل کی گئی ہے کہ پہاڑ پر اوتاری گئی ہے۔

اور یہہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

لم یکن احد من الصحابہ ان یقول سلونی الا علی

اصحاب رسولؐ مین کسی کی زبان سے یہہ فقرہ نکلا کہ سوال کرو ہم سے (کتاب خدا کی بابت) سوا علیؑ کے

اسکی وجہہ بالکل ظاہر ہے کہ آنکھ کھولکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آغوش رسول مین پرورش پائی۔ سات یا نو برس تک رسولخدا کے ساتھ اکیلے نماز پڑھی۔ دوسرا اگر کوئی تہا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تیسرا اوسوقت تک اسلام ہی نہین لایا تہا۔ ہر وقت رسول صلعم کے ساتھ رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام خود فرماتے ہین۔

انی کنت سالتہ انبانی واذا سکت ابتدانی تاریخ الخلفا

جب مین سوال کرتا تہا تو آپ مجھے بتلا دیتے تھے اور جب مین چپ رہتا تہا تو آپ خود ابتدا فرماتے تھے

اب اسی سلسلہ مین ملاحظہ ہو

اخرج ابو داود عن محمدؐ بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقہ ابی بکر فقال اکرھت

ابو داود محمد ابن سیرین کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے بیعت ابوبکر سے توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ سے ملکر

اماری فقال ولکن الیت ان لاارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتے اجمع القران فزعموا انہ کتبہ علے تنزیلہ فقال محمد بن سیرین لو اصیب ذلک الکتاب کان فیہ العلم

کہا کہ ہماری امارت وخلافت کو تم نے مکروہ سمجھا۔ اپنے فرمایا نہیں مگر ہم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قران نہ جمع کرلینگے اوسوقت تک بجز اوقات نماز کے اپنے دوش پر ردا نہیں رکھینگے۔ لوگون کا گمان ہی کہ حضرت علیؑ نے قران کو موافق تنزیل کے جمع کیا محمد بن سیرن کہتے ہین کہ اگر وہ قران ملجاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل کیا جاتا

الغرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا ہی جمع کردہ قران حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے سامنے پیش کیا جواب ملا کہ ہمکو اس قران کی ضرورت نہین ہی۔ قران خود لوگون کو یاد ہے۔ لیکن جنگ یمامہ مین جب بہت سی حفاظ قران مارے گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ اب قران جمع کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر نے پہلے اختلاف کیا تہا۔ بعد کو راضی ہوگیے۔ پھر لوگون کو جمع کیا اور زید بن ثابت ایک یہودی النسل نوجوان کو جامع القران والی پنچایت کا سرپنچ مقرر کیا اوھون نے کچہہ خود لکھا اور زیادہ تر لوگون سی پوچھ پوچھ کر لکھا اور کچہہ لوگون سی لکھوایا۔ اوسی قران کا ایک نسخہ حفصہ کے پاس تہا۔ اگرچہ یہی نسخہ اشاعت کے لیئے کافی تہا۔ مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت مین نئے سرسے پہر قران کو مرتب کرایا۔ اور اگلے نسخے حضرت عمر کے مرتب کرائے ہوی جن لوگون کے پاس موجود تہی وہ کسی نکسی طرح اون سی وصول کرکے مصلحتاً جلا ڈالے گئے۔ تاکہ اختلاف نہ پڑے ابن مسعود صحابی رسولؐ اپنا قران نہین دیتے تہے اخر مارتے مارتے اونکی پسلی توڑ دی گئی اور اونکا قران بہی جلا دیا گیا۔ ام المومنین حفصہ بہی اپنا قران نہین دیتی تھین۔ مروان صاحب وزیر حضرت عثمان نے اون سے بھی بزور خلافت وصول کیا اور اگ پر رکھکر تاپ ڈالا۔

غور کرنیکی بات ہی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیس برس تک امت کی ہدایت کی ہمیشہ وحی ایا کی۔ لوگ لکھا کئے۔ تدوین قران ہوتی رہی اور اوس زمانہ تک معاویہ کافر مطلق تہو۔ اگر وفات رسولؐ سی کچہہ پہلے یہہ مسلمان ہوکر کاتب وحی رہے بھی تو اونکو جاہلون نے ایسا اسمان پر چڑہایا کہ معویہ کو کاتب وحی بنایا گویا دنیا بھر مین بجز اونکے کوئی کاتب ہی نہین تہا۔ اجی کاتب وحی تو عبد اللہ بن سعد اور عبد اللہ ابن ابی سرح بھی تہی جو دونون بعد کو مرتد ہوگیے تھے۔ عبد اللہ ابن ابی سرح صاحب تو حضرت عثمان کے رضاعی بہائی تہی۔ فتح مکہ کے دن انحضرت صلعم نے انکا خون حلال کردیا تہا کہ جو شخص انکو جہان پایے مار ڈالے۔ یہہ حضرت عثمان کے مکان مین پوشیدہ تہی ایکدن حضرت عثمان انکو ہمراہ لیکر انحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہویے اور رہ رہ کر کئی مرتبہ انکی سفارش کی انحضرت صلعم نے دیر تک سکوت اختیار کیا تاکہ کسیکو ہمارے حکم کا خیال اجایے اور وہ اس مرتد کی گردن مار دیے۔ مگر کسی نے قتل نہین کیا اور حضرت عثمان برابر سفارش کرتے چلے گئے۔ بالآخر انکے اصرار بسیار سے انحضرت صلعم نے امان دیدی۔ جب حضرت عثمان بھائی صاحب کو لیکر چلے گئی تو انحضرت صلعم نے اصحاب حاضرین سی کہا کہ تم مین سے کسی نے اوٹھکر اس کتے کو کیون نہ مار ڈالا۔ عباد ابن بشر نے کہا کہ اگر آپ نے اپنی انکھ سے اشارہ کیا ہوتا تو ہم لوگ اوسے مار ڈالتے۔ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ نبیؐ کی انکھ خیانت نہین کرتی۔ ہمارا کام اشارہ بازی نہین ہے

قرۃ العیون جلد چہارم حصہ اول مطبوعہ اگرہ ص ۷۔ وترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ الہ اباد ص ۱۸۷ اسیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مصر ص ۲۱۷

اگر محض کتابت وحی پر یہہ افتخار ہے تو عبد اللہ ابن ابی سرح کے مذکورہ بالا واقعات پڑھکر یہہ طمطراق محض بیکار ہے۔ جب ان دلائل قاطعہ سے پیش نہ چلی تو مجبور ہو کر طرفداران معویہ نے یہہ پیوند لگایا کہ یہہ حضرت رسولخدا صلعم کیلئے خط لکھا کرتے تھے (امام مدائنی)

اب طرفداران معویہ کے اقرار کے مطابق جب یہہ کاتب وحی ثابت نہو سکے تو محض جنگلی عربون کے پاس یا دیگر کفار عرب کے پاس خطوط لکھدینے سے انھین کون سی منقبت حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس منقبت سے تو صریح منقصت پائی جاتی ہے اسلئے کہ ہرچند معویہ نے لوگون کے نام انحضرت صلعم کے مضامین ہدایت آگین لکھے مگر اون کلمات ہدایات سے خود کوئی ہدایت حاصل نہین کی اور اپنا ایمان اپ درست نہین کیا۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس ؎ ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

انحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے پاس مومنین و منافقین سب کا مجمع رہتا تھا۔ خود انحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ در اصحاب من منافقان بسیار اند کہ روئے بہشت نخواہند دید (معارج النبوۃ) اس بنا پر اگر انحضرت صلعم نے کسی منافق سے خط لکھوایا تو اس سے اوسکا ایمان کیسے ثابت ہوا اور آجتک یہہ قاعدہ جاری ہے کہ ہماری بہت سی دیسی اسلامی ریاستون مین ہنود حضرات وزارت اور دیوانی کے عہدہائے جلیلہ پر فائز ہین۔ اب ہم انکی کتابت کی اخر بحث مین یہہ دکھلاتے ہین کہ ابتدا ہی سے یہہ خدمت جس پر یہہ فخر و ناز کیا جاتا ہے معویہ کے لئے کتنی ناسزاوار اور قابل شرم و عار بابت ثابت ہوی ہے۔

انکی کتابت کے زمانے مین ایکبار انحضرت صلعم نے بغرض کتابت انکو بلا بھیجا۔ عبد اللہ بن عباس انھین بلانے گیے۔ یہہ کھانا کھا رہے تھے۔ واپس آے اطلاع کی کھانا کھاتے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طلبی کے لئے ارشاد ہوا۔ ہمان اش در کاس۔ لوٹ ائے عرض کی کھانا کھاتے ہین۔ رحمت عالم کو جلال اگیا۔ ارشاد فرمایا۔ لا اشبع اللہ بطنہ۔ خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے۔ (استیعاب حاشیہ اصابہ مصری ص ۴۰۱)

اس دعائے خیر الورا کا یہہ اثر ہوا کہ معویہ صاحب سو رطل دمشقی روز کھانا کھاتے تھے مگر پیٹ تھا کہ کسیطرح بھرتا ہی نہ تھا مستطرف جز اول مصر ص ۲۱۵

خود معویہ صاحب اپنی پیٹ کی اور جوع البقری کی صفت خاص مین رطب اللسان ہین واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن اعیا۔ خدا کی قسم مین پیٹ بھر جانیکی وجہہ سے نہین بلکہ کھاتے کھاتے تھک جانیکی وجہہ سے کھانا چھوڑ دیتا ہون۔ طری جناب رسول خدا صلعم کا یہہ قول بھی اسی کے ساتھ پیش نظر رکھا جائے کہ۔ کم کھانیسے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور پرخوری سے قساوت قلبی بڑہتی ہے مستطرف جلد اول مصر ص ۲۱۳

اسی بنا پر معاویہ کی قساوت قلبی۔ اصحاب رسول۔ حضرت امام حسن اور حضرت عائشہ کے قتل سے بالتواتر و التجارب ثابت ہے۔ پھر یہہ بھی قول مشہور ہے کہ مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین (ابوداود طیالسی جزو ہشتم مطبوعہ حیدرآباد ص ۲۵۱) اس لئے معویہ صاحب کی پرخوری اتنی بڑھی ہوئی تھی۔ اور پھر اتنی عالمگیر اور مشہور عالم ہوئی کہ اقوام و ممالک مین ضرب المثل قائم ہوگئی۔ چنانچہ ایک صاحب اپنے مصاحب کی تعریف مین کہتے ہین اور کیا خوب کہتے ہین۔

وصاحب لی بطنه کالهاویه
میرا ایک ہمراہی بھی جسکا پیٹ جہنم کے ایسا ہے

کان فی امعاءہ معاویه
گویا اسکی آنتون مین معاویہ بیٹھا ہوا ہے

معاویہ کا اجتہاد — انکی اخر ستبت مین اجتہاد داخل کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہہ مجتہد تھے۔ مگر پہلے یہہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ انکے دعوی اجتہاد کے ساتھ ہی ساتھ خطا کا اقرار و اعتراف بھی لگا ہوا ہے یعنی مجتہد خاطی تھے۔ ان سے خطاے اجتہادی ضرور ہوئی۔ لیجئو صواب فی نفس الاجتہاد تو یہین سے رخصت ہو گیا جب ابتدا ہی سے صواب مفقود اور خطا موجود ہے تو اب اوسکے خطا کا ہونے مین کون سی کسر باقی رہجاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

معویہ کی نماز — مجتہد ہو یا عامی۔ اسلام مین معتقدات کے بعد عملیات مین سب سے پہلے نماز ارکان ایمان قرار پائی ہے۔ اداے نماز مین معویہ صاحب کی قوت اجتہاد مفصلہ ذیل واقعہ مین ملاحظہ ہو

حکاہ المسعودی فی مروج الذهب قال لقد بلغ من طاعة اهل الشام معویه انه صلی بهم عند مسیرہ الی صفین الجمعة یوم الاربعا — جواہر الائمہ قلمی ورق ۵۳

مسعودی نے مروج الذہب مین بذیل ذکر طاعت اہل شام حکایت کی ہے کہ معاویہ نے تمام اہل شام کو صفین جاتے ہوئے رستہ مین جمعہ کی نماز بدھ ہی کے دن پڑھا دی۔

اور لیجئو۔ امام شافعی صاحب رقمطراز ہین۔

ان معویة قدم المدینه فصلی بهم ولم یقرء بسم الله الرحمن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما اسلم ناداہ المهاجرون و الانصار یا معویه سرقت من الصلوة این بسم الله الرحمن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود

معویہ مدینے گئے۔ اور نماز پڑھائی تو پہلو ہی بسم اللہ غلط کر دی یعنی نہ پڑھائی اور رکوع و سجود مین تکبیر نہین کہی۔ جب سلام پھیرا تو مہاجرو انصار نے شور مچایا کہ کیون معاویہ۔ تم نے نماز مین چوری کی۔ بتاؤ کہان گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کہان گئی رکوع و سجود کے جاتے وقت کی دونو تکبیرین۔

حالانکہ ابو ہریرہ کی اسناد سے بتواتر ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز مین بسم اللہ با واز بلند فرماتے تھے مگر معاویہ کو اپنے اجتہاد کی دھن مین تقلید رسالت کی کچھہ پروا نہین تھی۔ چنانچہ ہمارے مذکورہ بالا سلسلہ بیان سے تمام اوامر و نواہی الہی اور فرامین رسالت پناہی سے انکا اختلاف و انکار ظاہر و آشکار ہو چکا ہے۔ اب انکے اس اختلاف کا سبب اصلی امام فخر الدین رازی کی زبانی سن لیا جاے

ان علیا رضی الله عنه کان یبالغ فی الجهر بالتسمیه فلما وصلت الدولة الی بنی امیه بالغوا فی المنع من الجهر سعیا فی ابطال آثار علی رضی الله عنه — تفسیر کبیر۔ فوائد بسم اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین با آواز بلند بسم اللہ فرمایا کرتے تھی۔ لیکن دولت و امارت جب سے بنی امیہ مین آئی تو اونہون نے صرف آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مٹانے کی غرض سے اسکے منع کرنے مین کوشش بلیغ سے کام لیا۔

حضرت علیؑ کی نماز — اب اسی کے ساتھ ہم حضرت علی کے طریقہ نماز کا مختصر ذکر مقام مناسب سمجھکر قلمبند کرتے ہین - ملّا مبین لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین تحریر فرماتے ہین -

ازان جملہ است کہ بعد از رسول خدا صلعم تغیر و تبدل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت و مردمان انرا ضایع ساختند و لبشرائط حقوق انرا بجانمی آوردند و حضرت علی بمقتضاے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لبشرائط حقوق و تعدیل ارکان و حفظ اوقات وغیرہ لوازم آن چنانچہ باید و شاید بجامی آوردو از نماز رسولخدا صلعم صحابہ را یاد می دہانید - گفت مطرف کہ نماز خواندم من باعمران در پس علیؑ ابن ابیطالب در وقتیکہ نماز تمام شد گرفت مطرف دست عمران وگفت بتحقیق یاد دہانید مرا علی مرتضی از نماز محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا گفت کہ نماز خواند با ما چنانچہ میگذارد رسولخدا صلعم وسیلۃ النجاۃ طبع لکھنو ص ۲۰۲

اونہین باتونمین سے یہہ بھی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد نماز مین کہ دین کا ستون ہے تغیر و تبدل واقع ہو گیا تہا - لوگون نے اوسے ضایع کر دیا تہا اور اوسکو اوسکے حقوق و شرائط کے ساتھ ادا نہین کرتے تہے اور جناب علی مرتضی اس ایہ کے موافق کہ رسولؐ کا طرز عمل ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے - نماز کو اوسکے حقوق - شرائط اداے ارکان اور حفظ اوقات کے ساتھ - جیسا کہ چاہیے بجالاتے تہے - اور اپنے اس طریقہ عمل سے تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلاتے تھے - مطرف سے منقول ہے کہ ایکبار مین نے عمران کے ساتھ حضرت علی ابن ابیطالب کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز تمام ہو چکی تو مطرف نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اج تو واقعی حضرت علیؑ نے جناب رسولخداؐ کی نماز یاد دلادی - یا یون کہا کہ ہمکو علیؑ نے یون نماز پڑہائی جسطرح جناب رسولخداؐ پڑہایا کرتے تھے

اسی لئے معویہ کے زمانہ مین -

وکان ندیما اکل الہریسہ وکان یاکل علی سماط معویہ ویصلی خلف علی ویجلس وحدہ فسئل عن ذلک فقال طعام معویہ ادسم والصلوۃ خلف علی افضل

ایک شخص معویہ کا ندیم تہا - وہ معویہ کے دسترخوان پر تو کھانا کھاتا تہا اور نماز حضرت علیؑ کے پیچھے پڑہتا تہا - یہہ دیکھکر ایک شخص نے اوس سے پوچھا تو اوس نے کہا کہ کھانا تو معاویہ کا چربدار ہوتا ہے - لیکن نماز حضرت علی کے پیچھے فضیلت رکھتی ہے

ایک شخص کو یہی جواب ابوہریرہ نے دیا تہا - ربیع الابرار زمخشری قلمی ورق ص ۲۱۷

یہہ تو جملہ معترضہ تہا - اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر اجاتے ہین - معاویہ صاحب مجتہد بتاے جاتے ہین اور شروع ہی سے خطاکار ٹہرائے جاتے ہین - اور نماز کے ایسے اوّل فریضہ ایمانی مین چور بتلائے جاتے ہین تو گویا خطاکاری اور چوری (ان کے اجتہاد کی خصوصیات مین داخل ہے - اسلامی شریعت کیا کسی قوم و مذہب کے لوگ ایسے خطاکار اور گمراہ کو اپنے احکام مذہبی

کا رہبر اور ہادی نہیں بنا سکتے طرفداران معاویہ اور نمک خواران دولت بنی امیہ کے اس مصنوعی اجتہاد کی دھجیاں اور ان کی خود ساختہ خلافت و امارت معویہ کی قلعیاں خود انکے علمائے کرام نے کھول کر رکھدی ہیں۔ مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ ہوں

معویہ صاحب اور ابن حجر

ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان ما جرى بين معاوية وعلى من الحروب ولم يكن المنازعة فى الخلافة للاجماع على حقيتها لعلى

اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ جو محاربات معاویہ اور علی علیہ السلام کی زندگی میں واقع ہوئے وہ اصل خلافت کے جھگڑے نہیں تھے کیونکہ علی علیہ السلام پر اجماع امت ہو چکا تھا۔ (صواعق محرقہ)

علامہ عبد الشکور سلمی اور معاویہ صاحب

وقال اهل السنة والجماعة ان معوية فى حال حيوة على ومن تابعه مخطئين فى دعوى الامارة والبيعة باغين فى المقاتلة مع علىؑ

اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ معاویہ حضرت علی مرتضی کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعوے میں خطا وار تھے اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے ساتھ جنگ و پیکار کرنے میں قطعی باغی تھے۔ (کتاب التمہید فی بیان التوحید)

معویہ صاحب اور علامہ تفتازانی

ذهب الكثيرون الى ان اول من بغى فى الاسلام معويه

علی الاکثر علماء اہلسنت کا یہ مذہب و مسلک تھا کہ جس شخص نے سب سے پہلا اسلام میں بغاوت کی وہ معویہ تھے (شرح مقاصد)

معویہ صاحب اور امام محمد بن طلحہ الشافعی

وقيل معوية من كتاب النبى صلعم وكان خال المومنين فكيف يحكم عليه وعلى من معه يكونهم بقتال على عليه السلام بغاة فى فعلهم جائرين عن سنن الصواب بقصدهم وقاصدين بما ارتكبوه من فيهم الجبين فى ذرة الخارجين من طاعة ربهم قلت لم احكم عليهم بصفة البغى ولو ادلها وضعا وافتراءً واختراعا بل حكمت بها نقلا واتباعا فانه روى الائمة الاعيان من المحدثين فى مسانيدهم الصحاح احاديث متعددة ترفع كل واحد منهم حديثه بسنده الى رسول الله صلعم قال لعمار رض تقتلك الفئة الباغية وهذا الحديث لا خطاف اسنادها ولا اضطراب فى متونها ثبت بها ان النبى صلعم وصف الفئة القاتلة عمارًا بكونها باغية وصفة البغى لا ينفك عنها وهى لازمها والبغى عبارة من الظلم وقصد الفساد فكل من كان باغيا كان ظالما وجابرا وكان فاسقا وخارجا

اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاویہ آنحضرت صلعم کے کاتب تھے اور تمام مسلمانوں کے ماموں تھے ان پر اور انکے متبعین پر حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے کی لئے کیوں الزام لگاتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ وہ راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصداً بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالے تھے۔ ہم (امام محمد بن طلحہ الشافعی) کہتے ہیں کہ ہم نے ان پر حکم بغاوت کا عمداً بناوٹ جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں لگایا ہے بلکہ یہ حکم ہم نے بوجہ نقل و اتباع کے کیا ہے جسکو محدثین میں سے مشہور ائمہ نے اپنی اپنی صحیح سندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان بیان کیا ہے کہ ہر ایک انہیں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلعم تک پہونچاتا ہے کہ حضرت عمار یاسرؓ کی نسبت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایسی حدیث ہے کہ جسکی اسناد میں کوئی خلل نہیں ہے اور نہ اسکے متون میں کسی قسم کی بدترتیبی ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسرؓ کے گروہ قاتلان کا وصف باغی ہونے کے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے جدا نہیں ہو سکتا اس گروہ کے لئے یہ وصف لازمی ہے اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہیں۔ پس جو شخص باغی ہے۔ وہ ظالم، جابر، عدل سے تجاوز کرنے والا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس حضرت عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوس کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن طاعة ربّه فتكون الفئة القاتلة عمّارا متصفه بهذه الصّفات بخبر الصّادق المصدوق (مطالب السؤل)

کے فرمانے کو مطابق ان صفات مذکورۂ بالا سے مصدّقہ طور پر ضرور متصّف قرار پایا۔

امام صنعانی اور معویہ صاحب

قال النّواصب قد اخطاء فی الاجتهاد واخطافیه اصحابه والعفو فی ذلك مرجوا بفاعله وفی اعالی الجنان الخلد راكبه قلنا كذبتم فلم قال النبی صلی الله علیه واله وسلم لنا فی النار قاتل عمار وسالبه واما دعوی الاجتهاد لمعاویه فی قتاله الا كدعوی ابن حزم ان ابن ملجم شقی الآخرین مجتهد فی قتله لعلی علیه السّلام كما حكاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه واذ كان من اركب هواه ونفق بالملا روّج به ما یراه اجتهادا لم یبق فی الدنیا مبطل اذلایات احد منكرا الاوقد اهب له عذرا

ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ معاویہ اور اوسکے دوستون نے خطا فی الاجتہاد واقع ہوئی ہے جسکے فاعل کے لئے خدا سے عفو کی امید کیجاتی ہے اور وہ جنات خلد کو درجات عالی مین ہوگا۔ ہم (امام صنعانی) کہتے ہین تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیون کہا تھا کہ عمار کا قاتل اور اوسکے مقتول ہوجانیکے بعد اوسکے ہتیار لیجانے والا جہنم مین ہوگا امیر معویہ کے لئے اونکے ساتھ جنگ کرنیکے بارے مین اجتہاد کا دعوی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم نے ابن ملجم شقی آخرین کو جناب علی مرتضیٰ کے قتل مین مجتہد کہا ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے تلخیص مین اسکو نقل کیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے حرص وہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کردے تو جسکو چاہے اجتہاد کہدے۔ پس ایسی تاویلات مہملہ سے دنیا مین کوئی امر باطل نہین رہے گا جسکے لئے کوئی نکوئی عذر گڑھ نہ لیا جاے

شاید کسی کو یہہ شبہہ ہو کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کو زمانہ حیات مین البتہ یہہ نہ خلیفہ تہے نہ مجتہد۔ اپ کے بعد یہہ سب کچہہ ہوگیے۔ خلیفہ مفترض الطاعۃ بھی اور مجتہد واجب التقلید بھی۔ تو یہہ بھی بخیر۔ فخر الاسلام بزودی کتاب التسمیر مین لکھتے ہین۔

لانّ احدا من الصحابه لم یره امام حق ولم یعقد له عقد الامامة وما كان من جملة الخلفاء

کسی صحابی نے انکو امام نہین کہا ہے اور نہ کسی طریقہ سے امامت حقہ کا انعقاد ہوا ہے اور نہ معاویہ جملہ خلفاء مین داخل ہے۔

طرفداران معاویہ کی ان سب تاویلات مہملہ اور توہمات باطلہ کے متعلق ہم صاحب نصائح کافیہ کی مفصل تنقیدی راے ذیل مین لکھتے ہین

صاحب نصائح کافیہ اور معاویہ صاحب

واما من یقتل المسلمین صبرا ویسبّ علیا جهرا ویبعث فی الارض فسادا ویحارب الله ورسوله عنادا

جو شخص مسلمانون کے ہاتھ پاؤن باندھ کر (مجبور کر) کے قتل کرتا ہے اور امیر المومنین کو علانیہ گالی دیتا اور برا کہتا ہے اور خدا کی زمین پر فساد کرتا ہے اور خدا ورسول سے لڑائی اور عناد کرتا ہے اور مسلمانون کے بیت المال

ويصطفي البيضاء والصفراء من بيت اموال المسلمين ويهتك باوامر سيد المرسلين فذلك عندهم ثقة عدل صاحب سنة خليفة حق امام صدق ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى ثم ما احمق هولاء القوم ليسادعون للمكذب عن هذه الطاغية فيتاءولون له التاويلات الباطلة البعيدة الفاسدة الضعيفة ويعمدون الى سيئاته القبيحة الواضحة المتواترة فينكرون منها ما امكن من انكاره ويبدلون الجانب الاخر بتلك التاويلات حسنات يمدحونه عليها ويظنون حينئذ انهم قد جمعوا الامة على الهدى وصانوا العامة عن الخوض فيما لا يجوز بزعمهم من ذكر مساوى ذلك الطاغية واعوانه

کا سونا چاندی (اپنا موروثی مال سمجھکر) ہضم کرجاتا ہے اور پیغمبر صاحب کے حکم کا مذاق اوڑاتا ہے۔ ایسا شخص اپ لوگون کے نزدیک۔ بڑا ثقہ۔ بڑا عادل۔ صاحب سنت خلیفہ برحق اور امام صدق ہے۔ اس ہم اپ لوگون کی عقل کی خوبی ظاہر ہوتی ہے خدا خوب جانتا ہی گمراہون کو بھی اور جس نے ہدایت پائی اوسکو بھی۔ یہ لوگ کسقدر نادان ہین۔ اس سرکش (معاویہ) کی حمایت مین کسقدر عجلت کرتے ہین اور تاویلات باطلہ بعیدہ۔ فاسدہ اور ضعیفہ سے اسکے لئے تاویل کرتے کرتے ہین اور اوسکے گناہون اور اعمال بد کو جو کھلے ہوئے۔ رسوا کن اور متواتر ہین (پیش نظر رکھکر) قصداً جنکا اظہار ناممکن ہوتا ہے۔ انکار کرتے ہین۔ اور دوسری طرف سے تاویلین کرکے اوسکے گناہون کو نیکیان قرار دیکر اوسکے اونھین گناہون کی مدح و ثنا کرتے ہین اور اوسکو اوسکے گناہون پر قابل ثواب ٹہراکر خدا پر سبقت کرتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ اونھون نے اس تدبیر سے دین خدا کا ایک شگاف بھر دیا اور امت کو ہدایت پر مجتمع کردیا اور عام لوگون کو بزعم خود ناجائز امر مین خوض کرنے سے بچالیا۔

نصایح کافیہ مطبوعہ بمبی ص ١١٥

اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے۔

قال النواصب فيه اخطا معوية — في الاجتهاد واخطا فيه صاحبه

ناصبیون کا یہ قول ہے کہ معاویہ سے جنگ صفین مین خطا واقع ہوئی — اور یہ خطا اوسکی اور اوسکے مصاحب (عمر عاص) کی خطائے اجتہادی ہے

والعفو في ذاك يرجو الفاعله — وفي اعالي الجنان الخلد راكبه

لہذا امید ہے کہ اوسکی یہ خطا معاف کردی جائے — اور وہ جنات خلد کے اعلی درجات پر فائز کیا جاوے

قلنا كذبتم اما قال النبي لنا — في النار قاتل عمار وسالبه

ہم کہتے ہین نواصب جھوٹے ہین۔ کیا نہین فرمایا۔ رسولخدا صلعم نے۔ کہ — عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوسکے ہتیار لینے والا۔ جہنمی ہے

(روضہ ندیہ مطبوعہ دہلی ص ٢٣)

امام جلال الدین سیوطی اور معاویہ صاحب

عن سعيد بن جمهان قال قلت لسفينة ان بني امية يزعمون ان الخلافة منهم قالت كذبوا استو الزرقاء بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية

سعید ابن جمہان کہتے ہین کہ مین نے سفینہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بنو امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہین وہ کہنے لگین یہ کنجی عورت کے زائیدہ جھوٹ کہتے ہین۔ یہ لوگ۔ بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہون مین سے ہین۔ ان مین سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے

ایضا فی کتابہ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ بعد ان ذکر احادیث کثیرۃ فی فضل معوبہ کلھا موضوعۃ لا اصل لھا۔

پھر وہی بزرگ اپنی کتاب لآلی مصنوعہ فی احادیث موضوعہ مین معاویہ کی شان مین اکثر حدیثون کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ معویہ کی شان مین تمام حدیثین موضوع ہین اور اونکی کوئی اصل نہین ہے۔

بعض طرفداران معوّیہ کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکے حق مین فرمایا یا معوّیہ اذا ملکت فاحسن جب تم بادشاہ ہونا تو اچھے سلوک کرنا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدّث دہلوی اسکی تحقیق مین لکھتے ہین۔

محدّث دہلوی — دیگر این حدیث می ارند کہ فرمود رسولخدا صلعم یا معویہ اذا ملکت فاحسن ومیگویند از آن روز معویہ را در دل طمع ملک و امارت افتادہ بود۔ امّا ہیچ یکے ازین حدیث بصحت نرسیدہ — سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ ص ۲۷۹

اورمعویہ صاحب — دوسری یہ حدیث بیان کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے معویہ سے کہا کہ جب تم بادشاہ ہونا تو احسان کرنا اور یہ دعوے کرتے ہین کہ اوسی روز سے معوّیہ کے دل مین ملک امارت کی طمع پیدا ہوئی لیکن ان حدیثون مین سے ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہین ہوتی

صاحب نصائح کافیہ نے اس بحث مین مفصلہ ذیل شرح تنقیدی فرمائی ہے۔

وعلی فرض صحتہ فلا منقبۃ فیہ للمعاویۃ لان اللہ سبحانہ وتعالے قد اطلع نبیہ علی ما سیجری بین امتہ من الفتن و الحروب وقد اخبر عنھا بما اخبر واشار الی ما اشار وفی ھذا الحدیث اشارۃ الی ان معوّیۃ سیملک وقد صح فی احادیث صحیحۃ بان ملکہ ملک عضوض وقد امرہ بالاحسان اذا ملک حیث لاسامع ولا مطیع ولیس ذلک من قبیل البشارۃ والغبطۃ بملکہ بل من باب الاخبار بالمغیبات والانذار بالفتنہ واقامۃ الحجۃ علیہ بتبلیغہ و ھذا الاخبار لا یستلزم حقیتہ فان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد اخبر عن امور کثیرۃ من ھذا القبیل کفتن الخوارج وان بنی مروان ینزون علی منبرہ کما تنزو القردۃ وقد اخبر موسی علیہ السلام بما یملک بخت نصر الجبار الکافر ما سیملکہ من بنی اسرائیل افیکون الاخبار بھذا الامور دلیل علی حقیقتھا

مگر اس حدیث کی صحت بھی فرض کر لیجاوے جب بھی معویہ کے لئے کوئی منقبت نہین ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو اون امور کی اطلاع دی ہے جو اونکی امت پر اونکے پیش آنیوالے ہین مثل فساد اور لڑائی وغیرہ کے اور اس حدیث مین جو خبر دی گئی ہے اور جسطرف اشارہ فرمایا گیا ہے سمجھنے والے سمجھتے ہین کہ اس حدیث مین اشارہ معویہ کو بادشاہی ملنے کا۔ اور بتحقیق احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہے مرتجا کہ ملک اوسکا ملک گزندہ ہوگا۔ اور بتحقیق کہ حکم دیا تھا کہ اوسکو بادشاہ ہونے پر احسان کرنا ہوگا مگر اوس نے نہ مانا اور تعمیل نہین کی اور یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا از قبیل بشارت و مسرت نہین تھا بلکہ خبر غیب کے طور پر تھا۔ اور فتنہ و فساد سے خوف دلانا تھا اور تبلیغ احکام سے معویہ پر حجت قائم کرنا تھا اور یہ خبر بیان کرنے سے معاویہ کی حقیقت لازم نہین آتی کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسی بہت سی خبرین بیان کی ہین مثل فتنہ خوارج وغیرہ کے اور بنی مروان کا اپنے منبرون پر بندرون کی طرح کودنا اور اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بخت نصر بادشاہ کافر و جابر کی بادشاہی سے اور جو کچھ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کرنے والا تھا

لا یقول بھذا احد ولکن انصار معویة یتشبثون فی تزکیتہ بمثل خیوط العناکب ضعفا ویلوون رؤسھم عما ثبت فیہ من المثالب (نصائح کافیہ مطبوعہ مطبع منظوری بمبی ص ۱۵۶)

خبر دی تھی تو کیا ان باتون سے اوسکی حقیقت ثابت ہوجایے گی۔ اسکا قائل کوئی نہین مگر معویہ کے طرفدار لوگ ان باتون سے جو مکڑی کے جالے کیطرح کمزور ہین اڑ پکڑ کر معویہ کی منقبت سمجھتے ہین اور اون صحیح دلیلون سے جن مین معویہ کی برائیان ثابت ہین موہنہ پھیر لیتے ہین۔

علامہ ابن روزبہان اور معویہ صاحب

مطاعن معویہ کے دفع کرنے مین مجھے کچہہ اہتمام نہین ہے۔ وہ کوئی خلیفہ تھوڑا ہی تہا کہ عظمت اسلام کے خیال سے اوسکے عیوب کی پردہ پوشی کیجایے۔ وہ تو ایک بادشاہ تھا اور بادشاہون کے اعمال ایسے ہوتے ہین کہ وہ کسی طرح مطاعن سے خالی نہین ہو سکتے (ازالۃ الغین مولوی حیدر علی جلد اول ثلث اول مطبوعہ مطبع سلطانی قلعہ دہلی ص ۸۴ و ۸۵)

شاہ اکرام الدین اور معویہ صاحب

محمد اکرام الدین (نبیرہ محدث دہلوی) می گوید کہ چون از کتب سیر و تاریخ سیر خودم دریافت شد کہ معویہ ابن ابوسفیان دنیا را دوست داشتے لہذا حضرت علی جدال و قتال کردہ بر خود نام باغی و طاغی از امام حق تا قیامت بر گردن نہاد۔

محمد اکرام الدین کہتے ہین کہ مین نے جب تاریخ و سیرت کی کتابون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ معاویہ ابن ابوسفیان دنیادار تھا اسی لئے حضرت علیؑ سے لڑکر امام برحق کی زبان سے باغی اور طاغی کا نام قیامت کے دن تک اپنی گردن کے اوپر باقی رکھا۔

سعادت الکونین مطبوعہ دہلی

معاویہ بستر موت پر

معاویہ کی موت

اب ہم معویہ اور اونکے حالات کو خاتمہ تک پہونچایے دیتے ہین اور یہہ دکھلاے دیتے ہین کہ باوجود اس اطمینان و راحت کے بھی انکا آخری وقت بستر موت پر کیسی بے چینی اور اضطراب مین گذرا ہے امام راغب اصفہانی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین۔

مرتے وقت صلیب لٹکائی

مرض معویہ فدخل علیہ طبیب فقال لا باس علیك انك تبرئ ثم مرض فدخل علیہ نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیہ یبرء من علیہ فاخذہ وعلق علیہ فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ میت لا محالۃ ومات من لیلۃ فقیل للطبیب فی ذلك فقال روی عن امیر المؤمنین ان معویۃ لا یموت حتے یعلق فی عنقہ صلیب فعلمت انہ یموت والتعویذ الذی کان علیہ صلیب۔

معاویہ بیمار ہوا تو اونکے پاس ایک طبیب آیا اور اوس نے کہا کوئی اندیشہ نہین تم اچھے ہوجاوگے۔ پھر دوبارہ مرض لاحق ہوا تو ایک عیسائی معویہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جس مریض کے گلے مین ڈالدی جاوے وہ مریض تندرست ہوجایے معاویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے مین ڈال لیا اور وہی طبیب جو پہلے انکے پاس آیا تہا پھر آیا اور جب وہان سے باہر نکلا تو کہدیا کہ معویہ اب ضرور مرجایے گا۔ چنانچہ اوسی رات کو معویہ مرگیا۔ طبیب سے پوچہا گیا یہہ کیا بات ہے کہ تم نے اونکی قطعی موت کا حکم لگادیا۔ طبیب نے کہا مجہہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

قال الجاحظ انما غلب معویہ علیاً لانہ لم یکن رعایتہ الادرلث الحاجۃ بالحیلۃ حل او حرام ثم لم یکن یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط رب العلمین وعلی علیہ السلام لم یستعمل من الحیل الاماحل و الحلال من الحیل قلیل وقال معویہ لعمر عاص واللہ لاضربن علیاً بخمسین الفاً لا یقرؤن فاتحۃ الکتاب

معاویہ اوس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اپنی گردن میں صلیب نہ لٹکائے گا اور جو تعویذ معویہ کے گردن میں ہو وہ صلیب ہو۔ اس لئے میں نے جانلیا کہ وہ [illegible]

جاحظ کا قول ہے کہ معویہ جناب امیر المومنین علیہ السلام پر اسوجہہ سے غالب آگیا کہ اسکا مقصود یہہ تہا کہ وہ کسی حیلہ سے اپنے مدعا کو حاصل کرے خواہ وہ حیلہ حلال ہو یا حرام وہ اپنی کامیابیوں کی کوششوں میں نہ کچہہ دین خدا کی پروا کرتا تہا اور نہ اوسکو عقوبت الٰہی سے کچہہ خوف تھا بخلاف اسکے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے حصول تدبیر میں وہی تدبیریں کرتے تہے جو حلال ہوتی تھیں اور یہہ ظاہر ہے کہ حلال تدبیریں بہت کم ہوتی ہیں۔ معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ خدا کی قسم میں علیؑ کے ساتھ پچاس ہزار ایسے آدمی لیکر لڑونگا جو سورۂ حمد بھی پڑہنا نہیں جانتے۔

بستر مرگ پر معویہ کا اضطراب۔

شریعت محمدیہ اور امت مرحومہ مصطفویہ کے ایک راسخ الاعتقاد پیرو کی بداعمالی ثابت کرنیکے لئے اس سے بڑھکر اور کیا بتلایا جا سکتا ہے کہ آخر وقت کے خوفناک منظروں نے اوسکو ایسا خوف دلا رکھا تہا کہ آخر اوس نے اسلام کی حقانیت اور روحانیت سے دست بردار ہو کر عیسائی معتقدات کو تسلیم کر لیا۔ زیادہ تر تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ ایسی بداعتقادی اور اپنے عقاید حقہ سے دست برداری ایک ایسے خاص شخص سے ثابت ہو رہی ہے جو اسوقت بلاد اسلامیہ میں دینی اور دنیاوی سردار و پیشوا بتلایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہی تمہیدی تحریر ہمارے مدعاے بیان کے لئے کافی ہے مگر ہم بنا بر مزید اطمینان ناظرین ان کے اضطراب و پریشانی اور انتشار و حیرانی کی وہ مخصوص حالت جو بستر مرگ پر لاحق ہوئی تہی لکہدیتے ہیں۔ خواجہ اعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکہتے ہیں۔

معویہ چون تنہا ماند مروان در آمد و معویہ را دید کہ دل تنگ گردیدہ است و می گرید گفت سبب گریہ تو چیست معویہ گفت بسیار کار خیر بود کہ میدانستم و می توانستم کرد اما نہ کردم۔ ازان سبب دل تنگ شدم و می گریم و بران تقصیرہا تاسف می خورم و ازان می ترسم کہ بسبب حق علی علیہ السلام کہ از او باز گرفتم و او را ظلم کردم و حجر ابن عدی و صحاب انحضرت صلعم را کشتم۔ خدای تعالی این بلا را بمن فرستاد و من العقوبات اجل و عاجل ملاقی کرد و من این ہمہ را بدوستی یزید می بینم۔ اگر

ایک دن معویہ کے پاس خلوت میں مروان آیا دیکہا کہ بہت پریشان خاطر ہے اور رو رہا ہے۔ رونے کا سبب پوچھا تو معویہ بولا بہت سی نیک کام ایسے تہے جنکو میں جانتا تہا اور کر سکتا تہا لیکن میں نے نہیں کیا اسلئے پریشان خاطر ہوں اور روتا ہوں اور اپنے گناہوں پر افسوس کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ میں نے علی علیہ السلام کا حق لے لیا اور اون پر ظلم کیا اور حجر ابن عدی اور اصحاب انحضرت صلعم کو قتل کیا اور اسی وجہہ سے خدای تعالے نے یہہ بلاے اجل (مقرر شدہ) اور عاجل (جلد آجانے والی)

ما من در دل نه بودی دل من راه راست یافتی و رشد خود را شناختی. اما دوستی یزید مرا بر مخالفت و محاربت امیر المومنین ؑ بر داشت لاجرم امروز دشمن بر من بخندید و دوست از من برنجید پس از این نوع کلمات چند بگفت و فرمود که از ان موضع کوچ کردند و بعجلت فتند تا به شام رسیدند و معویه در سرای خویش فرود آمد و ان علت روز بروز قوت گرفت و مستولی گشت و هر شب خوابهای شوریده می دید و از ان می ترسید و چند گاه هذیان می گفت و اب میخواست و بسیار می خورد و تشنگی او تسکین نمی یافت و وقتی او را غشی می آمد. چنانچه یک شب روز در بیهوشی بود چون بهوش می آمد فریاد نو بر می اورد و می گفت چه افتاد مرا با تو اے عمر بن حمق الخزاعی و چرا با تو خلاف کردم و حق تو گرفتم اے پسر ابی طالب. الٰہی اگر مرا عقوبت کنی مستوجب عقوبتم - معاویه بر این شکل مضطرب می بود و بر زمین می غلطید

مجھپر ڈالی ہے - یہہ تمام مصیبتین مین ایک یزید کی محبت کی وجہہ سے دیکھتا ہون اگر مجھکو اوسکے ساتھ محبت نہوتی تو میرا دل سچائی کی راہ پالیتا اور اپنی ہدایت کو پہچان لیتا لیکن یزید کی محبت نے مجھکو امیر المومنین علیہ السلام کی جدال و قتال پر امادہ کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اج دشمن مجھپر ہنستے ہین اور دوست مجھسے رنجیدہ ہوتے ہین - اسی قسم کی بہت سی اور باتین کہین اور کہا کہ یہان سے قیام اوٹھاو - چنانچہ وہان سے جلد کوچ کرکے شام مین آیے اور معاویہ اپنی محلسرا مین داخل ہوا اوس دن سے بیماری روز بروز بڑھتی گئی - وہ راتون کو پریشان خواب دیکہا کرتا تھا اور اون سے ڈرا کرتا تھا اور اکثر اوقات بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور برابر پانی مانگتا تھا اور بہت بہت پانی پیتا تھا لیکن اوسکی پیاس نہین بجھتی تھی اور بار بار اوسکو غشی اجاتی تھی چنانچہ ایک شبانہ روز اوسی بیہوشی رہی اجب ہوش آیا تو وہ چلا چلا کر کہنے لگا کہ اے حجر ابن عدی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تھا اور اے عمر حمق خزاعی مجھکو تم سے کیا ہو گیا تھا اور اے پسر ابی طالب مین نے تم سے کیون مخالفت کی اور کیون تمہارا حق لی لیا - اے پروردگار اگر تو مجھپر عذاب نازل کرے تو مین اوسکے لائق ہون - الغرض معاویہ اس طرح مضطرب الحال تھا اور اسی کرب و اضطراب کی حالت مین زمین پر لوٹتا تھا -

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ ایسی کامل حسرت و یاس کے عالم خاص مین - جب تمام دنیاوی تعلقات الوداع اور حکومت و ثروت - مال و دولت کے طراق الفراق الفراق پکار رہے ہین اور اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف کوچ ہو رہا ہے جس کا کبھی جھوٹون بھی خیال نہین کیا گیا تھا امیر صاحب کو اضطرار و انتشار کی کیا حالت تھی - خدا کی شان معویہ کے ایسا ادمی اور اپنے قصور کا اعتراف - اپنی خطا کا اقرار - عقل کے سراسر خلاف ہے - مگر کیا کرین وقت ہی ایسا الگا ہو کہ نہ جسمین کوئی تدبیر مفید کار ہو سکتی ہے اور نہ کوئی حیلہ جوئی اور ابلہ فریبی کام اسکتی ہے - انکے ایسے وقت کی ایسی مضطربانہ حالتون کو پڑھکر کوئی بھی کہہ سکتا ہو کہ معویہ مسلمانون کے امیر وقت نے اپنی بستر موت کے زمانہ کو اسانی اور اطمینان کے ساتھ کاٹا - یا کم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہو سکتا ہے جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے لے لوٹ اور

پورا اطمینان کیساتھ کاٹا۔ بالکم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلاموں کے ساتھ بھی انکا شمار ہوسکتا ہی جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے پورے اطمینان و ارام اور صبر و شکیبائی کے ساتھ ایسا اوٹھ گئے گویا وہ دنیا مین آہی نہین تھے سے

صفت بوئے گل اس باغ سے جانا مونس
کہ جنازہ بھی ترا بار نہو یاروں کو



مروآن الحکم

نسب نامہ مروان بھی سلسلہ امویہ کی ایک کڑی ہین۔ یہہ وہی سلسلہ ہی اور وہی خانوادہ جسکو خدا نے قران مین شجرہ ملعونہ بتلایا ہی اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔

(۱) ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیہ ویل لبنی امیہ	بنی امیہ کو موت آیے۔ بنی امیہ کو موت آے۔ بنی امیہ کو موت آیے
(۲) لکل شئی آفۃ وآفۃ ھذا الدین بنی امیہ	ہر چیز کے لیے آفت ہوتی ہے اس دین کے لیے بنی آفت ہین۔
(۳) سیکون فی امتی زنادقۃ واشر قبائل العرب بنی امیہ	میری امت مین زندیق بھی ہین اور بدترین قبائل عرب بنی امیہ ہین۔
(۴) کان ابغض الاحیاء او الناس الی رسول اللّٰہ بنی امیہ	رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والا قبیلہ بنی امیہ ہے

اسی قبیلہ سے مروان کی اصلیت قائم ہوئی اور اس خاص کیفیت کے ساتھ

عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینہ ان بنی امیہ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزرقاء بل ھم ملوک ومن اشد الملوک واول الملوک معویۃ	سعید بن جمہان ناقل ہین کہ مین نے سفینہ رض سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ بنی امیہ حقدار خلافت ہین سفینہ نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹے ہین۔ یہ کنجی عورت کی اولاد خلیفہ کہان رہے یہ تو بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہ اور معویہ انکا پہلا بادشاہ
زرقاء۔ مروان کی دادی — زرقا جدہ مروان بود قبل از انکہ ابو العاص بن امیہ اورا بخواہد۔ بروقت فاحشہ بخانہ اومی آمد۔ علمی بربام نصب میکرد تا ہر کرا کہ میل بزنا باشد بسرش رود۔ بنابران فاسقہ را صاحب رایات می گویند	زرقا مروان کی دادی تھی قبل اسکے کہ وہ ابو العاص بن امیہ کی زوجیت مین آیے۔ بدکار لوگ ہمیشہ اوسکے گھر آیا کرتے تھے اور اوس نے اپنے گھر کی چھت پر ایک علم نصب کر رکھا تھا کہ جسکو زناکاری کی خواہش ہو وہ اوسکے گھر چلا آیے۔ اسی وجہہ سے لوگ اوسے صاحب رایات کہتے تھے۔ مروان کی ماں بھی جھنڈے والی تھی۔
مروان کی مجہول النسبی — کان مروان لا یعرف لہ اب وانما نسب الی الحکم کما نسب الی عمر العاص (تذکرہ خواص الامۃ)	مروان کے بھی باپ کا عرب مین پتا نہین ہے اور حکم کی طرف اسکے باپ ہونے کی نسبت بھی ویسی ہی ہے۔ جیسی عمر کی عاص ابن وائل کے ساتھ

اصلیت تو یون قائم ہوئی اور طبیعت اس مجہولیت کی اجزاء ترکیبی سے مرکب - تو پہ محاسن و مکارم کی کیا توقع کیجاے

ہیچ صیقل نکو نداند کرد ؎ اہینے راکہ بد گہر باشد

ہر حال جیسے بہی ہون اغاز ایام رسالت سے لیکر فتح مکہ تک کی مدت بست سالہ مین - اپنے قبیلہ بنی امیہ کے ہمخیال وہمرآے رکر رکہر مروان بہی اپنے باپ حکم ابن العاص کیطرح دشمن خدا ورسول بنا رہا - فتح مکہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ساتھ یہہ بھی بغایت مجبوری ایمان لا کے اور اسلام کے وسیع دائرہ مین مولفۃ القلوب کے ایک فرد کہلاے - بہرآے نام اسلام لانے کے وقت انکا سن بہی اوتنا ہی سمجہہ لینا چاہیے جتنا انکے ولی نعمت معویہ کا - اس وجہہ سے اگر یہہ دعویٰ یہہ کیے ہم عمر تبلاے جاہین تو بعید ہنوگا

اسلام لانے کے بعد خدا ورسول صلعم کی مخالفت انکے باپ اور انکے دل سے نہ مٹی - نتیجہ یہہ ہوا کہ شہنشاہ رسالت نے ان دونون باپ بیٹون کو مدینہ سے نکلوا دیا اور اس مفصل اور مسلسل تاکیدون کے ساتھ کہ میرے بعد جو امارت وامامت اسلامی کا حکمران ہو وہ مدینہ سے اپنے وقت مین دس دس کوس انکو اور دور بھیجتا رہے - چنانچہ حسب فرمان رسالت خلافت اول ودوم مین یہہ دونو باپ بیٹے عہد رسالت کے دس کوس ملاکر مدینہ سے تیس کوس پر نکال باہر کردیے گیے تھے - اسی سے سمجہہ لینا چاہیے کہ مدبر رسالت علیہ وآلہ التحیۃ نے سیاسی ضرورتون کے اعتبار سے ان باپ بیٹون کی ہستیون کو اسلام اور اہل اسلام کے مقاصد ومطالب کے لئے کتنا مضر سمجہا تہا اور انکی میل جول اور رسم وراہ بھی مسلمانون کے ساتھ گوارا فرمائی تھی اسی پر اکتفا نہین کی گئی - بلکہ زبان مبارک سے لعن ونفرین کے مستحق بھی بتلائے گو

ولد الحکم ملعونون ینابیع المودۃ وغیرہ حکم کی اولاد سب ملعون ہین

قالت عائشہ انی اشہد علی رسول اللہ صلعم انہ لعن حضرت عائشہ مروان سے خطاب کرکے کہتی ہین کہ مین اس امر پر گواہی دیتی ہون

اباک وانت فی صلبہ تذکرہ خواص الامۃ کہ رسول اللہ نے تیرے باپ پر اوس وقت نفرین فرمائی ہے جب تو اوسکے صلب مین تھا

پہر یہہ بھی فرماتی ہین کہ مروان لعنت کا ایک ٹکڑا ہے تاریخ الخلفاء سیوطی

حضرت عائشہ کے بیان سے مروان کے تعین عمر پر بہی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوائل رسالت تک یہہ پیدا بھی نہین ہوے تھے اور عہد رسالت تک انکا سن مثل معویہ کے کوئی امتیازی حیثیت نہین رکھتا تہا - اسی طرح خلافت اول ودوم تک بھی انکی کوئی امتیازی حالت معلوم نہین ہوتی - لیکن یہہ امر البتہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ حضرت عمر کے عہد مین جہان تمام بنی امیہ کی زائل شدہ قوتین بار دیگر بہم پہونچائی گئین - اور بنی ہاشم کے خلاف خاص طور پر انکی مالی اور اقتداری حالتون مین کافی اضافہ فرمایا - وہان انکو بھی بقدر مراتب پوری تقویت پہونچی -

اگر حقیقت کی نظر سے دیکہا جاے تو عہد رسالت تک تو خیر - مروان اور اونکے باپ کو کسقدر شدت وتنگی سے دن کاٹنے ہوے - مگر عہد رسالت کے بعد انتظام خلافت کے دوران مین تو مدینہ کے متمولین بنی امیہ مثل عثمان ابن عفان اور عبد الرحمن ابن عوف کے برابر انکی حمایت اور مالی اعانت کرتے رہے اور جلاوطنی کی کوئی تکلیف انکو معلوم ہونے نہ دیتے تھے - یزید ابن

ابن ابوسفیان کی امارت شام سے انکی جلاوطنی کا مقام قریب ترتہا۔ اسلیئے انکی امورمین اورسہولیت ہوگئی۔ دوبرس کے بعد معویہ کو بھائی کی جگہہ حضرت عمر نے عنایت کردی تو مروان کی ازادی مین اوراضافہ ہوگیا۔ اسلیئے عہد رسالت کی بعد یہہ جلاوطنی کوئی تعذیر مجرمانہ نہین رہی بلکہ سیر وتفریح امیزآنہ بنگئی۔ لیکن تاہم حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک نہ خود ان کو اور نہ انکے طرفدارون اور بہی خواہون کو مدینہ مین واپس آنے یا بلانے کی جراءت نہوسکی۔ تکلیف مین ہون یا آرام مین۔ خلافت وقوسی تک یہہ باہر ہی رہے اور مدینہ مین نہ آنے پائے۔

حضرت عثمان کی خلافت

خلافت کی سلکٹ کمیٹی نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تو مروان کی کشور کاری کے لئے بھی فتح الباب ہوگیا

حضرت عثمان کی خلافت اور بنی امیہ کے عروج قسمت کی اصلی حقیقت ہم ایک غیر مسلم مصنف کی زبانی ذیل مین لکھتے ہین جسپر جانبدارانہ یا فرقہ دارانہ کوئی اعتراض قائم ہی نہین ہوسکتا۔ مسٹر ڈاوزی ایک فرانسیسی مورخ لکھتا ہے

حضرت عثمان کی حیثیت ہرگز انتخاب (خلیفہ) کے قابل نہین تھی۔ یہہ سچ ہے کہ وہ مالدار اور نمایان آدمی تھے انھون نے اسلام اور بانی اسلام کیلئے اپنی مالی سرمایہ سے امداد بھی پہونچائی تھی۔ نماز روزہ بھی کثرت سے کرتے تھے۔ خوش مزاج اوصاف روشن کیے ادمی تہے۔ یہہ سب کچھہ تہا مگر وہ کسی استعداد وقابلیت کے ادمی نہین تھے۔ کبرسنی کی وجہہ سے وہ بالکل ضعیف وکمزور ہوگئے تہے۔ انکا ضعف یہان تک پہونچا ہوا تہا کہ جب وہ منبر پر وعظ کہنے کے لئے بٹھلایے جاتے تہے تو وہ اتنا نہین جانتے تہے کہ خطبہ کیسے شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ کبیرالسن خلیفہ اپنے اقربا سے مفرط درجہ کی محبت رکھتا تہا اور یہہ لوگ جو مکہ کے امیر کہلاتے تہے اور بیس برس تک برابر آنحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتے رہے۔ اون پر ظلم کرتے رہے اور اون سے لڑتے رہے اب وہ کامل طور سے عثمان پر قابو پاگئے تھے۔ ان کا چچا حکم اور خاصکر اوسکا بیٹا مروان اس سلطنت کے اصل فرمانروا تھے اور خلیفہ کا لقب برائے نام حضرت عثمان کے لئے رکھا گیا تھا اور انکی جوابدہی حضرت عثمان کے متعلق تہی جسکی اصلاح مروان سے ناممکن تہی۔ ان دونون کی ایمان مین عموماً اور مروان کے ایمان مین خصوصاً سب کو شبہہ ہے۔ بنی امیہ عام طور سے ملک پر بھوکی جونکون کیطرح چمٹے ہوے تہے۔ مال دنیاوی بیرحمی اور سینہ زوری سے جمع کر رہے تہے۔ مدینہ مین چارون طرف سے شکایتین آرہی تہین لیکن یہہ شکایتین صرف سخت کلامی اور گالیان دے دے کر ٹہادی جاتی تھین اسپرٹ اف اسلام ص ۴۴۔

ایک غیرمسلم مورخ اور حضرت عثمان کی خلافت

رائٹ آنریبل مرحوم سر سید امیر علی۔ مسٹر ڈاوزی کی مرقومہ بالا تحریر نقل کرکے۔ اسپرٹ آف اسلام مین لکھتے ہین۔

بربادی

اس کبیرالسن خلیفہ کی تخت نشینی نے اخر وقت مین سلطنت جمہوریہ اسلام کے آثار بربادی بالکلیہ نمایان کردیے۔ یہہ اوس خانوادہ کے بزرگ تہے جسکو خاندان ہاشم سے گہری دشمنی تہی۔ انھین بنی امیہ نے جناب رسول خدا صلعم

کوایکی

اپ کی ابتدائی حالتون مین لڑ بھڑ کر مٹا دینا چاہا تھا اور پھر اپ کی مخالفت مین اخر وقت تک لڑتے رہی - یہی بنی امیۃ الیسمین متفق ہوکر اور قبیلہ مضر (بنی ہاشم کے قبیلہ سے مراد ہے - تزویج انحضرت صلعم کے موقع پر حضرات ابیطالب کا خطبہ - روضۃ الصفا وغیرہ) پر قابو پاکر - اونکے ہاتھون سے اپنی گئی ہوئی قوت کا پورا کینہ رکھتی تھے اور اس دن کا انتظار کرتے تہی -

فتح مکہ کے بعد انہون نے مجبور ہوکر اسلام قبول کیا تہا لیکن وہ تاہم اسلام اور بنی ہاشم کو نہین بھولی تھے خاصکر اون بربادیون کی وجہ سے جو ان کو ابن عبد اللہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہاتھون سے پہونچی تہی - جبتک انحضرت صلعم زندہ رہے آپ کی قوت حکمرانی بھی ان دغابازون سے ہمیشہ خائف رہی - انمین سے بہتون نے برآئے نام اسلام قبول کیا تہا وہ بھی اپنی نفع ذاتی کی غرض سے اور اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو غازیان اسلام اپنی فتوحات کے بعد اسلامی دار الحکومت مین لاتے تہے مگر اس پر بہی سلطنت محمدیہ کیطرف سے انلوگون کی نفرت کبھی کم نہین ہوئی - شہوت پرست - بدکار - بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات رکھنے والے مذہب مین داخل ہونیکا تو دعوے رکھتی تھے مگر دل سے وہ بت پرست تہی - وہ مذہب جس نے روحانی قواعد و تقدس کی متابعت اختیار کرنیکی سخت ہدایت کی تہی یہہ لوگ ابتدا ہی سے اوس کی حکومت اوکھاڑ پھینکنے پر اور نیز اونلوگون کے برباد کردینے پر جن پر اس حکومت کا دار و مدار تھا - امادہ و مستعد تھی جنکی اطاعت پر وہ قسمین کھاچکے تہی - حلف اوٹھا چکے تہی - انحضرت صلعم کے قائمقامون نے انکے حسد کو ایک حد تک دبا کر رکھا تہا اور اونکی مکر و فریب کی چالون کو ظاہر کر دیا تھا

حضرت عثمان کے منتخب ہوتے ہی وہ گدھون کی طرح مردار کی بو پاکر مدینۃ النبی کے پر جھنڈ جھنڈ ہوکر گر پڑے - انکی (حضرت عثمان کی) تخت نشینی اون تفرقون کے اظہار کی علامت تہی اور اون بدکار بنی امیہ کی بدکاریون کی جولانگاہ جنکی بدکاریون نے اسلام کا دل موڑ دیا - اور اسلام کے معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کر دیا عثمان بن عفان کے ایام حکومت مین دونو خلفاے سابقین کے طرز حکومت سے پوری مخالفت کی گئی جنکی اتباع و تقلید کا خلیفہ عصر (عثمان) خود اقرار کر چکے تہے - وہ معمر اور تجربہ کار اصحاب پیغمبر اور انصار جو ممالک اسلامی مین عمال ان فی اختیار بنائے گئے تھے معزول کر دیے گئے - اونکی لیاقتین اونکی خدمتین فراموش کر دی گئین تمام معزز اور نفع خیز عہدے بنی امیہ نے لی لیئے - تمام صوبون کی صوبہ داریان انھین کو دیدین گئین جنہون نے ایک وقت مین اپنے اپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر دیا تہا - انکے سلوک کے لئے بیت المال خالی کر دیا گیا - ان واقعات کو ہم اسلام کی باب التفرق مین لکہتے مین مگر یہان اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ نظام ملکی کی بدنظمیان - اگلی کارروائیون سے غفلت - اپنے اقربا کے ساتھ خلیفہ کی طرفداری اور عام شکایتون پر خلیفہ کے انکار نے اصحاب کہن سال پیغمبر صلعم کو کیا بلکہ تمام اہل اسلام مین سخت مخالف پھیلادی اور یہہ مخالفت بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی کہ اخرکار حضرت عثمان اسمین اپنی جان ہی کھو بیٹھے - اسپرٹ اف اسلام ص ۲۱۷

اب اس اجمال کی تفصیل علمائے کرام کی تصنیفون مین ملاحظہ ہو - لیکن پہلے یہہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہمکو حضرت عثمان کو واقعات خلافت بیان کرنیسے کوئی واسطہ نہین - ہم انکی خلافت کے صرف وہی واقعات لکھین گے جو مروان اور اونکے طرز عمل کو بتلاتے اور دکھلاتے مین - تاریخ مسعودی اور تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے -

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی — فقدمہ الی المدینہ (معویہ کی شکایت پر ابوذر رض شام سے) مدینہ منورہ مین اس لائے ہے

وقد ذهب لحم فخذيه فلما دخل اليه وعنده جماعة
قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله صلعم يقول
اذا اكملت بنى امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا
وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول
الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول
ذلك فبعث الى علي ابن ابي طالب فاتاه فقال يا ابا الحسن
اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذرؓ وقص
عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال لقول رسول
الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق
من ابوذرؓ فلم يقيم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه
وقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله
قال نعم قال فالى مكة قال لا ولكن الى ربذة التي خرجت منها
حتى تموت بها يا مروان اخرجه ولا تدع احد يكلمه حتى تخرج
فاخرجه على جمل ومعه ابنته

ہو چکی کہ انکی دونوں رانوں کا گوشت گل گیا تھا جب ابوذرؓ حضرت عثمان کے سامنے
لائے گئے۔ تو حضرت عثمان نے ان سے پوچھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے رسول اللہ صلعم
کی زبانی لوگوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جسوقت بنی امیہ کے مردوں کی تعداد تیس ہو جائیگی
اوسوقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندوں کو لونڈی غلام سمجھیں گے
اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے۔ ابوذرؓ نے جوابدیا ہاں مین نے رسول اللہؐ
سے ایسا ہی سُنا ہے۔ عثمان نے حاضرین دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو ایسا کہتے
ہوے سنا ہے۔ اسکے بعد حضرت علی کو بلا بھیجا وہ آئے تو اون سے پوچھا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے اس
حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا ہے جیسا کہ مشہور کیا جاتا ہے پھر وہ حدیث بیان کردی۔ حضرت علیؑ
نے جوابدیا ہاں حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کس دلیل سے دیتے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے کہ زیر فلک اور بالاے زمین کوئی ذی نطق یعنی کلام
کرنیوالا نہین ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول اور سچّا ہو۔ اس واقعہ کے بعد چند
ہی روز ابوذرؓ مدینہ مین رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے انکے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم
مدینہ سے نکال دیئے جاوٴگے۔ اونھون نے کہا کیا مجھے حرم رسولؐ سے نکال باہر کردیگے عثمان
نے جوابدیا ہاں ابوذر نے کہا کیا مجھے مکہ بھیجوگے۔ کہا نہین پوچھا بصرہ بھیجوگے کہا نہین
پوچھا کوفہ بھیجوگے کہا نہین بلکہ تمکو صحراے ربذہ مین بھیجونگا جہان سے تم مرکر نکلوگے۔ پھر مروان کو ابوذرؓ کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کردی کہ کوئی شخص انکے قریب نہ آنے
پائے اور نہ ان سے کلام کرنے پائے۔ مروان نے اونکو اور اونکی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کرکے مدینہ سے خارج البلاد کردیا۔ تاریخ ابن واضح

حضرت علیؑ اور مشایعت

مروج الذہب مین علامہ ذہبی لکھتے مین۔

ابوذر۔ مروان کی گفتگو

ولما اطلع عن المدينة و
مروان يسيرهم عنها اذ طلع عليه علي ابن ابي طالب ومعه
ابناه وعقيل اخوه وعبد الله بن جعفر وعمار ياسر فاعترض
مروان فقال يا علي ان امير المومنين قد نهى الناس ان
يصحبوا اباذر في مسيره ويشيعوه فان كنت لم تدر بذلك
فقد علمتك فحمل عليه علي ابن ابي طالب بالسوط بين
اذن راحلته وقال تنح نحاك الله تعالى في النار ومضى

جب حضرت ابوذر غفاری بحالت کذائی مروان کی معیت مین مدینہ سے نکلے تو اونکو
ساتھ حضرت علیؑ مع صاحبزادگان اور عقیل اور عبداللہ بن جعفر اور عمار یاسر تشریف
لائے مروان نے اونکو روکا اور کہا کہ اے علیؑ اگر تم ناواقف ہو تو مین واقف کراتا
ہون کہ امیرالمومنین عثمان نے لوگون کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع
کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک اوسکے
کان کے درمیان مارا اور مروان سے کہا دور ہو۔ خداے قہار تجھ کو جہنم مین
لیجاے۔ یہ کہکر حضرت علیؑ ابوذرؓ کے ساتھ ہو لیے۔ اور جسوقت اونکو وداع

مع اباذر فشیعہ ودعہ فانصرف فلما اراد علی الانصراف بکی ابوذر وقال رحمکم اللہ اهل البیت اذا رائیتک یا یا ابالحسن وولدک ذکرت بکم رسول اللہ صلعم

اونکو وداع کرکے لوٹنے لگے تو ابوذر رضی نے روکر کہا کہ اے اہل بیت نبوت خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اے ابوالحسن جب مین آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہین۔

مروان کا شکوہ حضرت علی اور عثمان کی گفتگو

باقی حالات اوسی تاریخ سے حسب ذیل ہین۔

فشکا مروان الی عثمان ما فعل بہ علی ابن ابی طالب فقال عثمان یا معشر المسلمین من یعذرنی من علی ردّ رسولی عما وجّہتہ لہ وفعل کذا واللہ لنعطینہ حقہ فلما رجع استقبلہ الناس فقالوا ان امیر المومنین علیک غضبان لتشیعک لابی ذر فقال غضب الخیل علی اللجم فلما کان بالعشی جاء الی عثمان فقال لہ ما حملک علی ما صنعت بمروان واجترات علیّ ورددت رسولی وامری قال اما مروان فانہ استقبلنی یردّنی فرددتہ عن ردّی واما امرک فلم اردہ قال عثمان اولم یبلغک انی قد نھیت الناس عن ابی ذر وعن تشیعہ فقال علی اوکلما امرتنا بہ من شیء یری طاعۃ اللہ والحق فی خلافۃ اتبعنا فیہ امرک باللہ لا نفعل قال ضربت بین اذن راحلۃ مروان قال علی اما راحلتی فھی تلک فاراد ان یضربھا کما ضربت راحلتہ فلیفعل واما انا فواللہ لئن شتمتنی لاشتمنک انت مثلھا بما لا اکذب فیہ ولا اقول الاحقا قال عثمان ولم لا یشتمک اذا شتمتہ فواللہ ما انت عندی بافضل منہ۔ فغضب علی ابن ابی طالب وقال الیّ تقول ھذا القول وبمروان تعدلنی فانا واللہ افضل منک وابی افضل من ابیک وامی افضل من امک (الی ان قال) فغضب عثمان واحمر وجھہ فقام ودخل دارہ وانصرف علیؑ

جب مروان ابوذر رضی کو نکال کر واپس آیا تو اوس نے حضرت عثمان سے حضرت علیؑ کی شکایت کی۔ حضرت عثمان نے مجمع عام مین بالاعلان کہا اے گروہ مسلمین کون شخص علی کی جانب سے اسکے متعلق عذر کریگا کہ اونھون نے مروان کو میرے حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی مین بھی علیؑ کے ساتھ وہی کرونگا جسکے وہ مستحق ہین۔ جب حضرت علی ابوذر رضی کو وداع کرکے واپس آئے تو لوگون نے اون سے کہا کہ امیر المومنین تم پر غضبناک ہین کہ تم نے ابوذر رض کی مشایعت کی حضرت علیؑ نے جواب دیا اونکا غصہ ایسا ہی جیسا گھوڑا اپنا غصہ اپنی لگام پر نکالتا ہی (یعنی غصہ مین اپنی باگ آپ چباتا ہے) جب شام کو حضرت علی اور عثمان مین ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان نے اون سے کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا اور اس بات پر جرات کی کہ میرے قاصد اور میرے حکم کو روکا۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو مین نے بھی اوسے روکا۔ تمہارے حکم کو نہین روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کیا تمہین یہ خبر نہین تھی کہ مین نے ابوذر رض کی ملاقات اور مشایعت سے لوگون کو ممانعت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا اگر تمہارا حکم اطاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا مین اوسکا بھی اتباع کرون۔ واللہ مین ایسا ہرگز نکرونگا۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے مروان کے اونٹ کے سر پر چابک مارا حضرت علیؑ نے کہا یہ میرا اونٹ حاضر ہے اگر مروان کا جی چاہے تو اسکے سر پر بھی چابک لگا لے لیکن دیکھو۔ واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ اپنی زبان سے نکالیگا تو مین ویسا ہی کلمہ تیرے نسبت بھی استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ بھی نہوگا۔ بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا جب تم مروان کو برا کہوگے تو وہ بھی تمکو برا کہیگا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہین ہو۔ یہ سنکر حضرت علی کو غصہ آگیا اور فرمایا تم مجھسے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم مین تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں تمہاری ماں سے افضل تھی۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین ہوئے اور غصہ سے لال ہوکر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علیؑ واپس آئے۔

اگر ہم حضرت عثمان کی خلافت مین مروان کی ایک ایک بدعنوانی - بدنظمی اور بدنیتی کو جدا جدا کرکے بیان کرنا چاہین تو ایک دفتر کا دفتر ہوجایے گا - اسلیئے اسلام کے مستند اور معتبر مؤرخین و محدثین کے اقوال و مختار سے اجمالی طور پر اُنکی نسبت عثمان کی بیجا اور ناجائز داد و دہش ذیل مین لکھے دیتے ہین جو عام طور سے تمام اہل اسلام کی سخت ناراضی کا باعث ہوئین اور حضرت عثمان کے ان بیجا اور نازیبا اسراف نے آخر کار اونکے متبعین سے اونکو قتل کرادیا - اور حضرت علیؑ کا یہ قول جو ابھی ابھی حضرت عثمان کے غصہ کی تمثیل مین لکھا گیا ہے کہ گھوڑے کا غصہ اپنی ہی لگام پر اوترتا ہے صادق آگیا - ایک مروان کی مجنونانہ تقلید اور کورانہ تائید نے اونکو سب درجون تک پہونچا دیا مگر یہہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکے تھے کہ اپنی جان تک نثار کردی مگر مروان کا دامن رفاقت آخر وقت تک نہ چھوڑا - اسی کے ساتھ یہہ بھی ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ مروان کے ساتھ یہہ کرم و ایثار کچھہ تو قرابت قریبہ کے باعث سے تھے اور زیادہ تر بنی ہاشم کی قدیم مخالفت کی بناپر مبنی تہی اسلیئے کہ ابھی ابھی جو مکالمہ اور گفتگو حضرت علی اور عثمان کی اوپر لکھی گئی ہے اوس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ہر طریقہ سے مروان کو حضرت علی پر ترجیح دیتے تہے اور یہہ بھی مسلمہ ہے کہ کسی کی حالت درست کرنے مین سب سے پہلے اوسکو مالی قوت پہونچانیکی ضرورت ہوتی ہے اس بنا پر اس واقعہ کے بعد ہی حضرت عثمان نے مروان پر اپنے کرم و ایثار کے دروازے کھولدیے - چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہی اسلامی مورخین و محدثین نے اُنکی مصیبتون کا ذکر اور اونکے اسباب وقوع کے تذکرے نقل کرنے شروع کردے ہین - جنمین سے چند ذیل مین لکھے جاتے ہین -

مروان کے ساتھہ کرم و ایثار نے حضرت عثمان کی جان لے لی

علامہ ابن عبدربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید مین تحریر کرتے ہین -

ومما نقم الناس علے عثمان انہ اوی طرید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الحکم ابن العاص ولم یؤوہ ابوبکر و عمر و سیر ابوذر الی الربذہ (الی ان قال) وتصدق رسول اللہ بمھزون (موضع سوق المدینہ) علے المسلمین فاقطعھا الحارث ابن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان

جن باتون نے مسلمانون کے دل مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کردی اونمین سے بعض یہہ ہین کہ عثمان نے حکم بن عاص کو جو مردود بارگاہ نبوی تھا اپنی ظل عاطفت مین پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و عمر نے بھی اپنے اپنے عہد مین پناہ نہین دی تہی اور ابوذر غفاری کو صحرایے ربذہ کیطرف نکالدیا - نیز موضع مہزون (بازار مدینہ) جسکو رسول اللہ نے تمام مسلمانون پر تصدق کردیا تہا حارث بن حکم برادر مروان کو دیدیا اور خاص مروان کو فدک ہبہ کردیا -

مورخ ابوالفدا لکھتے ہین -

ومما نقم الناس علیہ ردہ الحکم بن العاص طرید رسول اللہ ص وطرید ابوبکر و عمر ایضا واعطا مروان الحکم خمس غنائم افریقیہ وھو خمس مائتہ الف دینارا (الی ان قال)

جن باتون نے لوگون کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہہ ہین کہ انھون نے حکم بن عاص کو بلالیا جو رسول اللہ صلعم اور ابوبکر و عمر کا نکالا ہوا تھا نیز یہہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی امدنی پانچ لاکھ دینار تھی

واقطع مروان بن الحکم فدک — اور اوسی کو فدک بھی عنایت گیا۔

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے۔

فی سنۃ خمس و ثلثین کثر الطعن علے عثمان رض وظہر علیہ النکیر لاشیاء ذکروھا منہا ماکان بینہ و بین عبد اللہ ابن مسعود وانحراف ھذیل عن من اجلہ ومن ذالک ما نال عمار بن یاسر من الفتق والضرب وانحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجلہ ومن ذالک فعل الولید بن عقبہ فی مسجد الکوفہ (الی ان قال) ومن ذالک ما فعل بابی ذر رض

۳۵ھ ہجری مین کثرت سے حضرت عثمان پر طعن کی بوچھارین ہونے لگین او جو ناپسندیدہ معاملات حضرت عثمان کیطرف منسوب کئے جاتے ہین طشت ازبام ہوئے ازانجملہ وہ قضیہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان واقع ہوا اور وہ ناشائستہ عمل جس نے حضرت عثمان کیطرف سے قبیلہ ہذیل اور بنی مخزوم کو منحرف کردیا اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سلوک جو عمار یاسر سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید ابن عقبہ سے مسجد کوفہ کے اندر واقع ہوا اور وہ ناگوار برتاو جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا۔

کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے

ومنہا تزویجہ مروان ابن الحکم ابنتہ وتسلیمہ خمس غنائم افریقہ (الی ان قال) ومنہا ایواوہ عبد اللہ بن ابی سرح بعد ان اھدر النبی صلعم دمہ وتولیتہ ایاہ مصر

منجملہ اونھین واقعات ناپسندیدہ کے یہ بھی ہین کہ عثمان نے مروان کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقہ بھی اوسکو عطا کیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو جسکا قتل آنحضرت صلعم مباح فرماچکے تھے اپنے پاس پناہ دی اور اوسکو مصر کا حاکم کردیا

ان واقعات سے معلوم ہوگیا کہ صرف مروان کی ان بیجا طرفداریون نے اور حضرت عثمان کی ان مسرفانہ فیاضیون نے اسلامی ممالک کا نظمی شیرازہ ابتر کر رکھا تھا اور بقول مسٹر آسبرن ۔ "تمام ملک دربار خلافت مین حاضر ہوکر اصلاح اصلاح پکار رہا تھا۔ مگر یہ تمام شکایتین۔ یہ ستغیثانہ درخواستین مروان کی سخت کلامیون اور گالیون کے نذر ہوجایا کرتی تھین۔

حضرت عثمان پر عام مسلمانون کا حملہ

آخر تا کے۔ ان تمام بدنظمیون کا نتیجہ آخر ایکدن نکلا۔ اور برا نکلا۔ حضرت عثمان کو مسلمانون کے ہاتھون سے اپنے قتل کا خونریز منظر دیکھنا پڑا۔ ابو الفدا لکھتے ہین۔

فی سنۃ خمس وثلثین قدم من مصر جمع قیل الف وقیل سبع مائۃ وکذالک من الکوفۃ جمع وکذلک من البصرۃ (الی ان قال) فدخلوا المدینہ فلما جاءت الجمعۃ التی تلی دخولھم المدینۃ خرج عثمان فصلے بالناس ثم قام علی المنبر وقال للجموع المذکورۃ یا ھولاء اللہ یعلم واھل المدینۃ یعلمون انکم ملعونون علے لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمۃ الانصاری فقال اشھد بذالک فثار القوم باجمعھم فحصبوا الناس حتی اخرجوھم من المسجد وحصب عثمان حتی خر علے المنبر

۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے اور ایسا ہی گروہ کوفہ و بصرہ سے مدینہ مین وارد ہوا جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت عثمان نے مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرہ بالا گروہون سے کہا کہ خدا جانتا ہے اور مدینہ والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللہ صلعم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلمہ انصاری نے کھڑے ہوکر اسکی اسکی گواہی دی حضرت عثمان کی یہ تقریر سنکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے سنگریزون کی بوچھار کرکے لوگون کو مسجد سے نکال دیا۔ نیز ایک پتھر عثمان کو اس زور سے لگا کہ وہ بے ہوش ہوکر منبر سے گر پڑے اور لوگ اونکو اوسی حالت مین مسجد سے اوٹھا کر اون کے گھر اوٹھا لے گیے

اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ تاریخ ابن الوردی کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

وصلی عثمان بعد ما نزلت الجموع فی المسجد ثلاثا یوما ثم منعوہ الصلوٰۃ فصلی بالناس الغافقی امیر جماعۃ المصر ولزم اھل المدینۃ بیوتھم وعثمان محصور فی دارہ اربعین یوما ثم اتفق علی مع عثمان علی ما طلبہ الناس منہ عن عزل مروان من کتابہ وعبد اللہ ابن ابی سرح عن مصر فاجاب وفرق علی الناس

بلوائیون کے وارد ہونیکے بعد تین دن تک نماز پڑہائی پھر لوگون نے منع کر دیا اور غافقی مصری کو جو جماعت مصر کا امیر تھا امام نماز مقرر کیا۔ مدینہ والون نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر مین محصور رہے بعد ازان اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کی حکومت سے معزول کر دو۔ عثمان نے اسکو مان لیا اور حضرت علی نے لوگون کو متفرق کر دیا۔

ان واقعات سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عثمان کی ان تمام مصیبتون اور مسلمانون کی شکایت کا اصلی باعث مروان کی وزارت تھی اور عبد اللہ ابن ابی سرح کی حکومت مصر۔ اور یہ ایسی کھلی باتین تھین کہ حضرت عثمان بھی رعایائے ملکی کی ان شکایتون کا کوئی جواب نہ دیسکے بلکہ حقیقت وضرورت پر نظر کر کے بلا ترمیم منظور کر لیا تھا اور انکی منظوری سے پہر تمام مدینہ مین امن و امان قائم ہوگیا تھا

مروان کی فتنہ پردازی اور حضرت عثمان کی مروان نوازی

حقیقتاً کسی پر اتنا قابو تو پیدا کیا جائے۔ ہمین نہین معلوم کہ اسے ہم مروان کی قابو پرستی کہین یا عثمان کی مروان پرستی یہان تک تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے عام مسلمانون کی درخواست کو منظور کر لیا تھا اور مروان وعبد اللہ ابن ابی سرح دونو معزول کر دیے جانیکا اقرار کر لیا تھا مگر مروان کے اشارے نے چشم زدن مین حضرت عثمان کو ادہر سے ادہر کر دیا اور تمام نظم وتدبیر سیاسی کی کالی لکیر پھیر دی۔ وہی مورخ آگے لکھتا ہے۔

ثم اجتمع مروان لعثمان فردہ عن ذلک لکن عزل ابن ابی سرح عن مصر وولاہ محمد بن ابی بکر

لیکن مروان نے حضرت عثمان کے پاس جا کر ایسی باتین کین کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا تو حکم منسوخ کر دیا البتہ ابن ابی سرح کو معزول کر کے محمد ابن ابو بکر کو مقرر کیا

مطلب سعدی ہمین بود۔ اس سے جہان حضرت عثمان کی سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے وہان مروان کی خود غرضی اور بد نفسی بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ اب مروان کے اس خود غرضانہ حیلہ استردا نے فتنہ وفساد کے دروازے کھولدیے۔ اکی تو کچھ پتہ بگڑی۔ حضرت عثمان کی جان پر آبنی۔ مورخ ابو الفدا لکھتے مین۔

مروان کا جعلی خط

فتوجہ محمد بن ابی بکر مع جماعۃ من المھاجرین والانصار فبینما ھم فی اثناء الطریق فاذا العبد علی ھجین یجھدہ فقالوا لہ الی این قال الی عامل المصر

جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر مقرر کیا تو وہ گروہ مہاجرین وانصار کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ ہنوز یہ لوگ راہ مین تھے کیا دیکھتے ہین کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز بھگاتا ہوا (مدینہ سے) مصر کیطرف جارہا ہے۔ محمد کے قافلہ

لیعون محمد ابن ابی بکر) فقال بل الی العامل الاخر (یعنی عبد اللہ بن ابی سراح) فامسکوہ وفتشوہ فوجدوا معہ کتابا مختوما بخاتم عثمان اذا جاءک محمد بن ابی بکر ومن معہ بانک معزول فلا تقبل واحتل بقتلھم وابطل کتابھم وقر فی عملک

والون نے اوس سے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اوس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس لوگون نے کہا کہ عامل مصر تو یہین ہین - یعنی محمد ابن ابی بکر۔ اوس غلام شتر سوار نے کہا کہ مین سابق عامل - یعنی عبداللہ ابن ابی سرح کے پاس جاتا ہون۔ یہہ سنکر لوگون نے اوسکو پکڑا اور تلاشی لی اوسکے پاس سے ایک چشمہ نکلا جسپر حضرت عثمان کی مہر لگی تھی اور اوسمین لکھا تھا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے وہان پہونچکر تیری معزولی کا حکم دین تو تم قبول نکرنا بلکہ محمد ابن ابی بکر اور اونکے ساتھ والون کو کسی حیلہ سے قتل کرا دینا اونکے پاس جو نامہ ہے اوسکو باطل سمجھنا اور اپنے منصب پر قائم رہنا

مروان کے حکم سے عثمان مسلمانون کے محاکے مین

مروان کی حیلہ سازی اور جعل و دغا بازی کا کوئی ٹھکانا ہی - دو دفعہ مین محمد بن ابی بکر کی جان ہی لیے لی تھی - ناظرین کتاب چلاق بنی ہاشم و بنی امیہ کے فرق امتیازی کو یہین سے سمجھ لین اور یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے - اسکے آگے کیا ہوا؟ اوسی مورخ کی زبانی سن لیجیے -

فرجع محمد بن ابی بکر ومن معہ من المہاجرین والانصار الی المدینۃ وجمعوا الصحابۃ واوقفوھم علی الکتاب وسئلوا عن عثمان ذلک فاعترف بالخاتم وخط کاتبہ وحلف باللہ انہ لم یامر بذلک فطلبوا منہ مروان یسلمہ الیھم بسبب ذلک فامتنع فازداد حنق الناس علی عثمان وجدوا فی قتالہ

یہہ مضمون دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر اور اونکے ہمراہی مہاجر و انصار مدینہ واپس آیے اور اونھون نے صحابہ کو جمع کر کے سارا قصہ بیان کیا اون سبنے عثمان کو پاس جاکر اس بات کو اون سے پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہہ خط میرے کاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اور اوس پر مہر بھی میری لگی ہے لیکن خدا کی قسم ہے - میرے حکم سے نہین لکھا گیا ہی - لوگون نے کہا تو پھر اسکے لئے مروان کو ہمارے حوالہ کر دو - حضرت عثمان نے کہا یہہ تو نہوگا اس بات سے لوگون کا غیظ و غضب عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنیکی کوشش مین معروف ہوے -

حضرت عثمان کے اقرار جرم کے بعد مجرم کے حوالہ کر دینے سے انکار نے موقع کو قابو سے بے قابو کر دیا اور موجودہ مسئلہ کو تصفیہ کن جماعت کے اختیار سے بالکل باہر - تمام مہاجرین و انصار اوسیوقت سے حضرت عثمان کے امور سے بالکل دست بردار ہو گئے - چنانچہ امام المورخین طبری تاریخ مین لکھتے ہین -

حضرت عثمان ان قضیون کے بعد شب کو جناب علی مرتضی کے پاس آیے اور اپنی ساری روئداد بیان کی اور اپنی امداد چاہی مگر آپ نے صاف صاف کہدیا کہ مین نے اب مروان کی شرارت کو سنکر اس امر کا تصفیہ کر لیا ہے کہ اب مین تمہارے کسی امر مین کبھی کسی قسم کی مداخلت نہین کرونگا - اور نہ تمہارے گھر جاونگا اسکی وجہہ یہہ ہے کہ مروان تمہارے مزاج پر پورے طور سے حاوی ہو چکا ہی اور اسکی وجہہ سے تمہارے لئے سوا آپ کے مضرت کے کبھی منفعت نہین ہو سکتی طبری جلد چہارم لکھنو ص ۵۳۸

اس واقعہ کو پڑھکر کیا کوئی غیرتدار شخص کہسکتا ہی کہ یہہ وہی حضرت عثمان ہین جو ابھی ابھی دو چار روز پیشتر حضرت ابوذر کے معاملہ مین مروان کیطرف سے حضرت علی کے ساتھ کیسی سخت کلامی کر چکے ہین اور حسباً و نسباً - عملاً و اخلاقاً آپ کے اوپر مروان کو ترجیح دیے چکے ہین اور پھر آج اونھین علی سے مروان کی لائی ہوئی مشکلون مین مشکلکشائی کے لئے التجا کر رہے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار

اخلاق مرتضوی

حضرت عثمان واپس اگیے۔ اونکی واپسی کے بعد حضرت علی مرتضیٰؑ نے اپنے اخلاق کریمانہ کے تقاضہ سے۔ جب عثمان اور اونکے ہمراہی محصورین کی مصیبت اپسے نہین دیکھی گئی تو بغرض استمداد حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھیجدیا۔ ابوالفدا طبری ج ۱ ص ۲۰

مروان نے حضرت عثمان کی کہان تک مدد کی

ہمکو حضرت عثمان کے قتل کی تفصیل منظور نہین اسلیئے کہ یہہ ہمارے موضوع کتاب سے باہر ہے۔ مگر ہان ہمکو اسکے متعلق اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ قتل عثمان کے وقت مروان کی کیا شان رہی اور اس وزیر و مشیر خاص نے اپنے محسن اور ولی النعم خلیفہ کی حفاظت جان کے کیا سامان کیئے۔ ہم ان واقعات کو تاریخ طبری جلد چہارم (فارسی) اور روضۃ الصفا جلد دوم کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

مخالفین کا غیظ و غضب اب رکنے والا نہین تہا اور اونکی اتش مخاصمت ٹھنڈی پڑنیے والی نہین تھی۔ ایک ہفتہ سے کئی ہفتے ہو گیئے او محاصرہ کی وہی کیفیت رہی۔ اخرکار ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو سات ادمی دیوارین پھاندکر خلیفہ عثمان کے گھر مین گھس ائے اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین محمد بن ابی بکر الصدیق بھی شامل تہے۔ انھون نے خلیفہ وقت سے کچھہ سخت کلامی بھی کی تہی اور یہہ بھی کہا تھا کہ اب اسوقت عبداللہ ابن معیط۔ مروان الحکم اور معویہ ابن ابوسفیان تمہارے کیا کام اسکتے ہین۔ اس کہنے پر عثمان نے انکو ڈانٹا اور یہہ وہان سے واپس آیے روضۃ الصفا جلد دوم طبری جلد چہارم لکھنؤ

انکے واپس آنے پر مصروالون مین سے کنانہ ابن بشر اسیطرح دیوار پھاندکر گھر مین اوترا اور اوسکے بعد۔ عاقفی عبدالرحمن اور قنبرہ وغیرہ یہہ کہتے ہوے آئے کہ انکو نمارو۔ ہمکو انکی جان کی خواہش نہین۔ جب یہہ لوگ خلیفہ کے پاس پہونچے تو عرض کی کہ آپ کار و بار خلافت دست بردار ہوجائیے۔ خلیفہ نے کہا کہ خدا نے مجھکو اس منصب اعلیٰ پر مقرر کیا ہے۔ سوائے اوسکے دوسرا مجھسے اسکو لے نہین سکتا یہہ جواب سنتے ہی ان لوگون نے اون پر حملہ کردیا۔ طبری کنانہ ابن بشر کو اور صاحب روضۃ الصفا عاقفی مصری کو عثمان بن عفان کا قاتل تبلاتے ہین۔ زخم شمشیر کے بعد قنبرہ اور اسود نے انکی بقیہ جان کو بہت جلد ختم کردیا

مروان الحکم اور سعید بن العاص جائے وقوع پر وہین موجود تہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ انلوگون کی دولت و حشمت جو کچھہ بھی وہ حضرت عثمان کی بدولت تھی۔ ورنہ قبل اسکے نہ انکو کوئی خلافت اول مین جانتا تھا اور نہ خلافت دوئم مین۔ لیکن باایںہمہ انکی حمیت انکی حیا اور انکی وفاداری موںہہ دیکھتے ہی رہگئی اور دشمنون نے خلیفہ عثمان کی غریب جان کا خاتمہ کردیا۔ ان صاحبون سے تلوار نکالنا کیسا۔ ان سے للکارا بھی نگیا۔ خصوصاً مروان الحکم کی خاموشی تو قیامت کی خاموشی تہی۔ انھین کی وجہہ خاص سے خلیفہ کو یہہ برے دن نصیب ہوئے تھے۔ اب اسوقت تو انکی حیاداری اور وفاداری اپنے ایسے شفیق اور سرپرست اقا کی استمداد کرتی۔ عزت اور حسن خدمت کا مقتضی تو یہی تہا کہ مظلوم خلیفہ کی جان پر اپنی جان نثار کردیتے۔ مدار المہام خلافت سے اچھے تو گھر کے غلام نکلے جو دو دو ہاتھہ دشمنون سے لڑے اور زخمی بہی ہوے اور تھوڑا بہت اپنے اقا کے حق نمک سے ادا تو ہو گئے۔ مروان سے تو اتنا بھی ہنوا لاحول ولا قوۃ

حضرت علی کی خلافت حضرت عثمان کی وفات کے تیسرے دن مہاجرو انصار نے حضرت علیؑ سے بیعت کرلی۔ باقی رہے بنی امیہ۔

وفد مروان کی سفارت حضرت عثمان کے واقعہ نے انکی تمناؤن کا خاتمہ کردیا۔ اب یہ کہان اور مدینہ کہان۔ ان حضرات مین کوئی صاحب ایسے خوش قسمت نہ نکلے جو حضرت علیؑ کی بیعت سے مشرف ہوتے۔ تمام بنی امیہ ایک ایک کرکے شام چلے گئے۔ مگر مروان الحکم ولید بن عقبہ مغیرہ ابن شعبہ اور سعید بن العاص صرف یہی چار شخص مدینہ مین چند روز تک ٹہرے رہے۔ مدینہ مین انکا موجودہ قیام سوائے خبر رسانی اور جاسوسی کے کوئی دوسرا نہین تھا۔ یہ لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے کوئی تعرض نفرمایا۔ محض دریافت حال کی غرض سے انکو طلب فرمایا۔ تفصیلی کیفیت تاریخ اعثم کوفی کی عبارت ذیل مین ملاحظہ ہو۔

مروان وغیرہم آمدند امیر المومنین گفت شما نزدیک من می ائید و از بیعت من تخلف می کنید۔ ولید ابن عقبہ سخن اغاز کرد و گفت یا اباالحسنؑ برچہ ائید باتو بیعت کنیم وباکدام چشم باتو بنگریم کہ پدر وبال راکنندی و سینہ مارا از کینہ پر کردی۔ پدر مرا بروز بدر کشتی و عثمان را در غوغا گذاشتی و یاری ندادی تا او را کشتند و سعد ابن عاص را کہ پدر و مہتر امیہ بود در روز بدر کشتی و مروان و پدر او حکم را چون عثمان بمدینہ خواند در حق او گفتی انچہ گفتی ورای عثمان راضعیف شمردی و بخطا منسوبش کردی حال ما چہار این است کہ شرح دادیم و بچہ نوع باتو بیعت کنیم و بکدام دل مارا تو دوست داریم واگر از ما سہوی و خطائی رفتہ بعفو و لطف فرمائی و مارا اجازت دہی و منع نفرمائی کہ نزدیک پسر عم خود معویہ بشام برویم امیر المومنین گفت کہ کینہ شما بر من بحق نیست کہ از من در دل گرفتید از حضرت باری تعالی در دل باید داشت و حدیث مرحمی داشتن مروان و پدر مروان کہ در باب اوگفتم ناحق نگفتم اما ترسیدن شما کہ پیش معویہ روید من شمارا از انچہ کہ می ترسید امین بگردانم

مروان وغیرہ ائے امیر المومنینؑ نے اون سے کہا کہ تم لوگ (بلائے سے تو) میرے پاس چلے اتے ہو مگر میری بیعت سے انکار کرتے ہو۔ یہ سنکر ولید ابن عقبہ نے کہا کہ ائے ابو الحسنؑ ہم کس امید پر اپسے بیعت کرین اور کس انکھہ سے تمکو دیکھین۔ ہمارے دست وبازو اپنے توڑ ڈالے میرے باپ کو بدر کی لڑائی مین اپ ہی نے مار ڈالا۔ اور عثمان کو بلوے مین چھوڑ دیا اور اونکی کوئی مدد نہ کی یہان تک کہ لوگون نے اونھین مار ڈالا اور آپ ہی نے سعد ابن عاص کو جو اکابر بنی امیہ مین تھے بدر کی جنگ مین مار ڈالا اور جب عثمان نے مروان اور مروان کے باپ حکم کو مدینہ مین بلالیا تو اپنے عثمان کے حق مین جو کچھ کہنا تھا کہا اور اونکی رائے کو ضعیف قرار دیا اور او کو خطا پر مبنی بتلایا۔ ہم چارون کی تو یہ حقیقت حال ہے جو عرض کی اب ہم حالت موجودہ مین کیسے اپکی بیعت کرین۔ اور کس دل سے اپ کو دوست رکھین اگر ہم سے غلطی ہوئی ہو تو معاف فرماین اور ہمین اجازت دین کہ ہم اپنے برادر عم معاویہ کے پاس چلے جاوین

امیر المومنین علیہ السلام نے جوابدیا کہ میرے ساتھ تمہارا کینہ صحیح اور سچ نہین ہے اور جو امر تم نے میری طرف سے اپنے دلمین قرار دے لیا وہی تمکو باری تعالی کیطرف سے قائم کرنا چاہیئے۔ اور مروان اور مروان کے باپ کی نسبت جو تم کہتے ہو تو یقین رکھو کہ مین نے کوئی بات ناحق نہین کہی۔ اب رہی یہ بات کہ تم خوف کھاتے ہو اور معویہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو جس امر سے تمہین خوف ہے اوس سے مین تمہین

خاموش کردن

مروان اور حضرت علیؑ سے گفتگو

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ سنجیدہ اور اطمینان دہ تقریر سنکر ولید ابن عقبہ کو کچھ جواب بن آیا اور وہ معقول ہو کر خاموش ہو رہا لیکن مروان کے پیٹ میں چوہے کود رہے تہے۔ حضرت علیؑ سے پوچھنے لگے۔ اوسی تاریخ کا سلسلہ ملاحظہ ہو۔

مروان گفت اگر بیعت نکنیم و از ان ابا نمائیم چہ خواہی کرد فرمود کہ شما را محبوس خواہیم کرد تا آنوقت کہ با کافۂ المومنین موافقت نمائید و اگر بپیرامون طغیان و عصیان گرائید شما را عقوبت کنم چون سخن شاہ مردان بر این جملہ شنودند بیعت کردند و بازگشتند

مروان بولا اگر ہم بیعت نکریں اور انکار کریں تو آپ کیا کریں گے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اوسوقت تک زیر حراست رکھینگے جبتک تم لوگ تمام مسلمانوں کے امر متفقہ پر متفق ہو جاو اور اگر فساد و بغاوت پر اقدام کروگے تو تمہاری سخت سزا کرینگے۔ یہ کلام سنکر سب نے بیعت کی اور اپنے مقام کو واپس گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ ان مشاہیر بنی امیہ نے ضرورت وقتی کے اوسی نقطہ نظر سے امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کرلی۔ جس غرض و مجبوری سے اسلام قبول کیا تہا۔ مگر جس طرح آنحضرت صلعم نے کوئی تعرض نفرمایا اوسی طرح امیر المومنینؑ نے بھی کوئی عذر نکیا

مروان کی غداری اور رفتاری حضرت علیؑ کی

مروان اپنی شرارت طبعی کے بندے تہے۔ نفسانیت کے غلام اپنی کج فطرتی سے کب ہٹنے والے۔ آزاد ہوتے ہی اور کتوں کی طرح گھر اتے ہی شیر ہو گئے۔ تفصیل اوسی تاریخ کے باقی سلسلہ بیان میں ملاحظہ ہو۔

بعد از ان مروان در این معنی قطعہ شعری گفتہ یک دو بیت از ان بحضرت شاہ مردان بخواندند

اسوا نکے بعد مروان نے اسکے متعلق چند شعر نظم کیے اونمیں سے مفصلہ ذیل اشعار کو لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو بھی پڑھ کر سنایا

اقدمت لما لم اجد لی مقدما — امامی ولا خلفی سوی الموت محلا

میں نے ایسی حالت میں قدم آگے بڑہایا ہے جب کوئی آگے چلنے والا اپنے لئے نہیں پایا — اور نہ اپنی موت کے لئے اپنے آگے پیچہے میں کوئی جاے پناہ و جاے گریز رکہتا ہوں

فوا اخی وابن امی والحوادث جمۃ — ووافی المنایا والکتاب مؤجلا

ہاے میرا بہائی میرا ماں جایا اور اوس کی سخت و شدید تکلیفیں — اور ہاے ان تکلیفوں میں اوسکی مقررشدہ موت

اتیت علیا غیر من یامرہ — ولا ناظرا فیہ محققا متبطلا

میں علیؑ کی خدمت میں نہایت کراہت کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور — ایسی حالت میں میں اونکے پاس گیا کہ جب میں حق و باطل کی تحقیق و تمیز نہیں کر سکتا تہا

چون این اشعار را امیر المومنین شنود کس را فرستاد و مروان وغیرہ را بازطلبید و فرمود کہ اگر در مدینہ قرار نمیگیرد و می ترسید و میخواہید کہ بشام روید شما را اجازت است و اگر غیر از شام جائے دیگر باشد نیز اجازت است و مضائقہ نیست مروان الحکم گفت امیر المومنینؑ

جب امیر المومنینؑ نے ان اشعار کو سنا تو پہر مروان وغیرہ کو بلا بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر مدینہ میں تمہارا ضمیر مطمئن نہیں اور تمہیں خوف بنا رہتا ہو اور اسی لئے تم شام چلا جانا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت کی اور اگر شام کے سوا کسی دوسری جگہہ جانا چاہتے ہو تو وہاں کے لئے بھی

دربہر وقت ابر الطفہا فرمودہ اینوقت ہم بجانب ما مرحمی میدارد اجازت ہی اور کوئی مضائقہ نہین ہی۔ مروان بن الحکم نے کہاکہ ۔

امیر المومنینؑ نے ہر وقت ہم پر الطاف و مہربانی فرمائی ہی اور اسوقت بھی وہی لطف و کرم دکھلاتے مین ۔ تاریخ اعثم کوفی ۱۷۴

تہوڑے ہی دنون کے بعد یہہ اظہار تشکر۔ یہہ اعلان امتنان ۔ یہہ شکر گذاری یہہ منت داری کیا رنگ بدلتی ہے تفصیل

اگے اتی ہے ۔ ملاحظہ کیجایے ۔

مروان علیؑ کے مخالف بنکر جمل کے میدان مین

جب حضرت علیؑ کے خلاف خون عثمان کی سازش کا پروپگنڈا طیار ہوا اور طلحہ و زبیر بمعیت حضرت عائشہ اسکے ہتمم ہوے تو مروان الحکم بخلاف اسکے کہ بعیت علی کا (اگرچہ زبانی ہی سہی) اقرار اور اپ کی عنایت و شفقت کا اعتراف بھی کر چکے تہی ۔ لیکن جب مخالفت علیؑ کا مسئلہ پیش اگیا تو سب بھول گیے اور حضرت علیؑ کے مخالفین کے شریک ہو گیے اور ابتداے جنگ جمل سے لیکر خاتمہ تک برابر ساتھ رہے ۔

مروان اصلا بنی امیہ تہے ۔ اکی نفسانیت ۔ عداوت اور کینہ جزو فطرت تہا اور ایسا لازمی اور دائمی کہ زندگی اور موت کیا قبر اور حشر کے وقت و زمانہ تک بھی نہ بھولین ۔ واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ بخلاف دیگر بنی امیہ کے جو معویہ کے پاس مقیم ہو گے ۔ مروان کو کونسی ضرورت جنگ جمل کے میدان مین کھنچ لائی تھی ایک تو وہی حضرت علی سے قدیم اور موروثی مخالفت دوسری طلحہ سے مخالفت عثمان کے معاونہ لیسی کی خصوصیت ۔ طلحہ بن عبد اللہ یون تو خلافت وہمی ہی کی وقت سے دعویداران و منتظران خلافت مین تہے کیونکہ وہ وصیت نامہ جو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کی خلافت کے بارے مین لکھوایا تہا اوسکے کاتب یہی تہی ۔ اور اوسیوقت سے اس تجویز و تدبیر کے سخت مخالف تہی (طبری ج ۴ ص ۵۴۰ لکھنو) لیکن حضرت عثمان کے دوران خلافت سے اکی امیدداری مین پاداری اگئی ۔ اور کوفہ والون کی شکایت مین انھون نے پورا ساتھ دیا اور جب وہ لوگ اپنی طیاریون کے ساتھ مدینہ پہونچگیے تو ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکی مشورت اور استمداد و اعانت مین مستعد رہے تھوڑے دنون تک یہہ امر صیغہ راز مین رہا ۔ مگر کیتک ۔ اخر حضرت عثمان کو اسکی خبر لگ گئی اور ایکدن تو اونکے یہہ مخالفانہ مظاہرے خود اپنی انکھون سے مشاہدہ فرمالیے ۔ روضۃ الصفا جلد دوم مین مرقوم ہے

عبد اللہ بن ربیعہ گوید کہ پیش ازین مبالغہ در قضیہ محاصرہ در خدمت عثمان رفتم و با عثمان بر بام قصر بر آمدم و بالسلام و دران حین طلحہ آمدہ با عبد الرحمن بن عدیس السلوی کہ یکی از روساے اہل خلاف بود و دیر سخن با و بسیار گفت و بعد ازان عبد الرحمن با تابعان خود خطاب کرد کہ دیگر ہیچکس را مگذارید کہ پیش عثمان بیاید و ہر کہ از اندرون بخواہد کہ بیرون بیاید او را منع کنید ۔ انگاہ عثمان با من گفت کہ قضیہ را طلحہ برانگیختہ

عبد اللہ ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ محاصرہ مین سختی ہونے سے پہلے مین حضرت عثمان کے ساتھ اونکے مکان کی چھت پر گیا اس اثنا مین طلحہ ایے اور عبد الرحمن ابن عدیس السلوی کے ساتھ جو مخالفین عثمان کا سردار تھا دیر تک کچھ راز کی باتین کرتے رہے اسکے بعد عبد الرحمن نے اپنے ادمیون کو خطاب کر کے کہا کہ اب اسوقت سے دیکھو کوئی شخص حضرت عثمان کے پاس اندر نہ جانے پایے

است و آبروے خلافت ریختہ و مردم را بر من دلیر ساختہ و شمشیر عدوان بر من آختہ و رایت مخالفت پرداختہ بعد ازان دست نیاز بدرگاہ بی نیاز برداشتہ گفت بارخدایا شر طلحہ را از من دور دار و امیدوارم کہ از تمنی خویش محروم گشتہ خون او ریختہ گردد۔

اور کوئی شخص اندر سے باہر آنے پاے۔ یہہ سنکر حضرت عثمان یہہ کہنے لگے کہ یہہ تمام فساد طلحہ کا بھڑکایا ہی۔ اوسی نے خلافت کی آبرو مٹائی ہے اور لوگون کو مجھپر دلیر کر دیا ہے اور شمشیر عداوت مجھپر کھنچوائی ہے۔ اور علم مخالفت بلند کروایا ہی اسکے بعد حضرت عثمان نے اپنے دونو ہاتھ خداے بے نیاز کی درگاہ مین بلند کیئے اور یون دعا کی کہ خدایا تو طلحہ کی شرارت سی مجھکو بچالی اور مجھے امید ہی کہ وہ اپنے مقصد سے محروم رہے گا اور اوسکا خون گرایا جاے گا۔

طلحہ کے یہی معاملات اجتک مروان کے پیش نظر تہے۔ مخالفت علی کی ضرورت تو میدان جنگ مین کھینچ سی لائی تھی یہان طلحہ کی صورت دیکھتے ہی وہ خصوصیت بھی یاد اگئی۔ مروان پہلے اسی کو مدنظر رکھے ہوے اور طلحہ سے معاوضہ کو اپنا نصب العین بنا رہے۔ موقع کا منتظر تہا۔ جوئندہ یابندہ۔ وہ بالآخر مل ہی گیا۔ تفصیل یہہ ہے :

مروان نے تیر مار کر طلحہ کو مار ڈالا

زبیر کی میدان جنگ سے واپسی نے حضرت عائشہ کی جمعیت مین بہت سے لوگون کو بیدل کر دیا تہا اونھین مین طلحہ بھی تہے یہہ بھی زبیر کے معاملات دیکھکر فوج کی صف بندی سی ہٹ کر ایک گوشہ مین اپنے مآل کار پر مجوبانہ خموشی کے ساتھ انتظار کر رہے تہے۔ مروان نے اسی حالت مین انکو دیکھ لیا۔ بھلا یہہ ایسا موقع پاکر بھی چوک جائین تو بنی امیہ نہین۔ اب چاہے علی کی فتح ہو اور عائشہ کی شکست یا انکو غم نہین۔ مگر طلحہ کسیطرح زندہ نہ جانے پائین۔ یہہ سوچکر اپنے غلام سے کہا کہ تو میرے اگے کھڑا ہو جا تا کہ طلحہ مجھکو دیکھنے اور پہچاننے نپائین اور مین اونکو تیر مارون جب تیر نشانہ پر پہونچ جاے گا تو کوئی کیا جانے گا کہ تیر کس نے مارا اور یہہ کسکے تیر سے مارے گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اپنے غلام کی اڑ پکڑ کر مروان نے ایسا زہر آلود تیر مارا کہ طلحہ سے اوسکا تحمل نہوا۔ ران مین تیر بیٹھا تہا۔ بہزار خرابی بصرہ گھوڑے سے اوترے۔ پاون کا موزہ خون سے تر ہو گیا تہا خون اس کثرت سے نکلا تہا کہ دم کے دم مین ضعیف ہو کر بیدم ہو گئے تاہم خون بند نہوا آخر اسی صدمہ سے تڑپ تڑپ کر مر گئے (ابو الفداء ص ۳۰ ترجمہ تاریخ مسعودی دہلی ص ۶۱)

مورخ ابو الفداء مروان کے ہاتھ سے قتل طلحہ کا واقعہ لکھکر بتلاتے ہین۔

وکلاهما کان مع عائشه

(عجیب ترین یہہ ہی کہ) دونو (مروان وطلحہ) عائشہ کے ہمراہ تھے۔

مروان کی گرفتاری اور حضرت حسنین علیہما السلام کی سفارش سے معافی

مروان نے ابھی ابھی تیسری خلافت کے دوران مین حضرت علی کے ساتھ کیا کچھ ظالمانہ سلوک نہین کیئے تہے۔ آپ کی خاص خلافت کے زمانہ مین ابتدا ہی سے مخالفانہ کارروائیان شروع کر دین تھین یہان تک کہ جنگ جمل مین شریک ہو کر اپ کی قتل کا ارادہ کر لیا تہا مگر سوء اتفاق سے کامیاب نہوے اب گرفتار ہو کر امیر المومنین کے سامنے آئے امیر المومنین کو اب ان پر پورا قابو حاصل تہا مروان ہر طرح سے قابل سزا ہو چکے تہے۔ لیکن سامنے اتے ہی اور حضرات حسنین علیہما السلام کی

سفارش فرماتے ہی یہہ معلوم ہوا کہ مروان نے جیسی امیر المومنینؑ کی حضرت مین کوئی گستاخی ہی نہین کی تہی - سابق شکایتون
کی نسبت ان سی ایک حرف بہی پوچہا نہ گیا اور فوراً رہائی کا حکم دیدیا گیا - مگر افسوس کہ مروان پورے بارہ برس تک بہی -
امیر المومنینؑ اور اونکی صاحبزادون کے ان محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کو یاد نہ رکہ سکا اور اونہین پاک لبون تک جن سی
انکی سفارش فرمائی گئی تہی اوس نے اپنی حکمت عملی اور قساوت قلبی کیوجہ سی زہر ہلاہل کا جام یا موت کا پیغام پہونچایا - ہم
اسکی نسبت صرف یہی خیال کر کے خاموش ہیجاتے ہین کہ یہہ مروان کا یہ ظرف تہا اور وہ جناب امام حسن علیہ السلام کی کریم النفسی
تہی اور عالی ظرفی -

مروان کے ذریعہ سی حضرت امام حسن علیہ السلام کی زہر خورانی

جنگ جمل کی شکست سی جہان بہت سو دنیا طلبون کی آسرے ٹوٹ گئے وہان مروان کے مقاصد
واغراض پر بھی محرومی کا پانی پھر گیا اب انکے لئے سوائے شام کے اور کوئی مامن نہین رہا تہا
اور نہ نشیمن - جنگ صفین مین اگر معویہ کی دست یمین نہین تو دست یسار ضرور تہی - مگر کسی دن نہ آپ میدان مین آیے
اور نہ معویہ کو آنے دیا - حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت مین مروان کے جو طرز عمل
قائم رہے وہ اس کتاب کے اول جزو مین تفصیل سے قلمبند ہو چکے ہین اسلیئے ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان مین مروان کے صرف
اون معاندانہ طرز عمل کو بیان کرینگے جو اسے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے کے واقعہ خاص مین وقوع پذیر ہوے
حضرت امام حسن علیہ السلام کے زہر دینے کے معاملہ طبری مین اور حبیب السیر مین لکہا ہے

معویہ مروان الحکم را کہ طرید رسول اللہ صلعم بود بمدینہ فرستاد (حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کرانے کی قصد خاص سے) ومندیل زہر آلود مصحوب او گردانیدہ گفت کہ بہر تدبیر کہ توانی جعدہ بنت اشعث بن قیس را کہ زوجہ حسنؑ است فریب دہی

معویہ نے مروان الحکم کو جو جناب رسولخداؐ کا نکالا ہوا تہا امارت مدینہ پر مقرر کر کے بھیجا اور مندیل زہر آلود اسکے ہمراہ بھیجی اور کہدیا کہ جس تدبیر سے ممکن ہو سکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ ہے فریب دو -

یہی عبارت قریب قریب طبری جلد چہارم مطبوعہ ص ۲۰۲ مین بہی مرقوم ہے - اس سی ثابت ہو کہ امام حسنؑ کے انتظام
شہادت کے منتظم اور میر سامان مروان ہی تہے اور خاصکر اس خدمت کے لیئے ولایت مدینہ پر مامور کر کے بہیجے گئے تہے - زمانہ
انکا تہا دنیا انکی ہو رہی تہی - مروان نے آتے ہی اس واقعہ عظیم کا سامان کیا اور باطمینان تمام انکو اپنی تدبیر و ترکیب مین
کامیابی ہوئی - جعدہ نے انکی ہدایت کے مطابق امام حسنؑ کو زہر دیا اور آپ شہید ہو گئے

مروان بنی امیہ کے چشم و چراغ خاندان تہے جو اپنے مقابل و مخالف کے مرنیکے بعد بہی انتقام لین اور مردے پر بھی
مصائب و آلام ڈہاتے ہین - چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام وفات کے بعد بھی انکے مظالم سے محفوظ نہ رہ سکے -

مروان اور دیگر بنی امیہ نے امام حسنؑ کو روضہ رسول مین دفن نہ ہونے دیا

علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۂ خواص الامۃ مین - بذیل ذکر واقعہ
دفن حضرت امام حسن علیہ السلام تحریر فرماتے ہین

قال ابن سعد عن
ابن سعد (اپنی کتاب طبقات مین) واقدی کی اسناد سے

واقدی لما احتضر الحسن علیه السلام قال ادفنونی عند ابی یعنی رسول الله صلعم فاراد الحسین ان یدفنه فی حجرة رسول الله ص فقامت معوبنی امیه و مروان الحکم وسعید بن العاص وکان والیه علی المدینه فمنعوه وقامت بنی ھاشم لمقاتلھم فقال ابوھریرہ اراھم لوکان ابن لموسی اما کان یدفع مع ابیه وقال ابن سعد ومنھم عائشه لا یدفن مع رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

سے لکھتے ہیں کہ جب وقت وفات امام حسن علیہ السلام قریب ہوا تو اپنے فرمایا کہ مجھو میرے بابا یعنی رسولخدا صلعم کے پاس دفن کرنا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے روضہ رسول مین دفن کرنیکا قصد فرمایا تو بنی امیہ بمعیت مروان الحکم و سعید بن العاص جو اسوقت والی مدینہ تھا مانع ہوے اور بنی ہاشم نے اونکے اس ارادے پر جنگ کرنیکا قصد کیا اوسوقت ابوہریرہ کہنے لگے کہ اگر حضرت موسیٰ کے کوئی بیٹا ہوتا تو کیا وہ اپنے باپ کے پاس دفن کیا جاتا۔ ابن سعد کہتے ہین کہ منع کرنے والون مین حضرت عائشہ بھی تھین۔ کہتی تھین کہ انحضرت صلعم کے پاس دفن نکرو۔

ابوالفدا مین ہے۔

فقالت عائشه البیت بیتی ولا اذن ان یدفن بطبعہ قسطنطنیه ص ۱۹۳

عائشہ نے کہا یہ میرا گھر ہے اور مین اپنے گھر مین دفن کرنے کی اجازت نہین دیتی۔

روضۃ الصفا جلد سوم مین ہے

جنازے پر تیر بار آنی

جہت امام حسن قبرے کنند نزد قبر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کنند و جنازہ را بر سر قبر نہادند وقبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استرے سوار گشت وبان موضع رفت وبمنع مشغول گشت و شیعہ حضرت امیر بنیاد غوغا کردند وگفتند یکروز بر شتر نشستہ با حضرت امیر محاربہ میکنی وامروز بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرہ رسولخدا صلعم منازعہ آغاز میکنی ومنع میکنی کہ اورا دفن کنند۔ چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد وچہ مردم بدو فرقہ شدند وبجانب یکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید

امام حسن کے لئے جناب رسالتمآب صلعم کے قبر کے پاس قبر کھودی گئی اور آپکا جنازہ قبر کے سرہانے رکھدیا گیا دفن کرنے سے پہلے عائشہ کو اسکی خبر مل گئی تھی وہ خچر پر سوار ہوکر اوسمقام پر آئین اور منع کرنے لگین جناب امیرؑ کے شیعون نے شور و غل مچایا اور کہا کہ ایکدن تو تم اونٹ پر بیٹھکر جناب امیر سے لڑنے آئین تھین اور آج خچر پر سوار ہوکر جناب رسولخدا صلعم کے نواسے کے جنازے سے منازعت کرنے آئی ہو اور انکو دفن ہونے نہین دیتی ہو۔ غرضکہ ہر چند یہ لوگ کوشش کرتے رہے کچھ کارگر نہوئی۔ دو طرف لوگ منقسم ہوگئے اور ایک دوسرے پر تیر مارنے لگے چنانچہ چند تیر امام حسنؑ کے جنازے مین بھی لگے

مروان اور ولید عامل مدینہ کو

حضرت امام حسن علیہ السلام تو یون شہید ہوے۔ اب مظالم بنی امیہ اور مفاسد مروان

ذیل امام حسین کی ہدایت مین اور امام حسین کی ایک جان - بعیت یزید کے متعلق جو معویہ اور بنی امیہ کے طرز عمل امام حسین ع کے ساتھ دہ معویہ کے تذکرہ مین اوپر بیان ہو چکے ہین - اب ہم خاص یزید کے زمانہ حکومت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد امامت مین مروان کے جو سلوک اور طرز عمل امام علیہ السلام کے ساتھ قائم رکھے گیے اپنے سلسلۂ بیان مین لکھتے ہین

طبری لکھتے ہین - امام حسین علیہ السلام (ولید کی طلبی پر) حسب الوعدہ ولید سے جا کر ملے تو ولید نے خبر موت معویہ اور مضمون نامہ یزید (اگر حسینؑ انکار بعیت کرین تو اونکا سر کاٹ کر بھیجدیا جاوے) سے آپ کو آگاہ کر دیا - جناب امام حسین علیہ السلام نے الفاظ تعزیت کے بعد فرمایا کہ شاید تم اسکو اچھا نہ سمجھو گے کہ شب کے وقت مجھ سے بعیت لی جاے - کل دربار مین جب سب لوگ جمع ہو جائین تو مجھ بلا لینا ولید نے اسے منظور کر لیا - لیکن مروان نے کہا نہین - پھر ایسا موقع ہاتھ نہین لگے گا - یا تو حسین اسی وقت بعیت کرین یا ابھی قتل کر دیے جائین - امام حسین عؑ نے فرمایا او کاذب - اثم او مفتری تیری یا ولید کی کیا مجال جو مجھے قتل کر سکے - روضۃ الاحباب مین مرقوم ہے -

روز دیگر امیر المومنین حسین جہت استفسار و تفتیش اخبار از خانہ بیرون آمد مروان حکم در راہ باو ملاقات کردہ گفت یا ابا عبد اللہ صلاح حال در آنست کہ با یزید بعیت کنی تا ضررے بتو نرسد و آتش این فتنہ و فساد فرو نشیند چون یزید ازین خبر یابد در باب تو انعام و احسان مبذول دارد و اگر تو بہ سخن من عمل نہ نمائی آثار آن بر صفحات احوال تو ظاہر و لائح گردد امیر المومنین حسین گفت ویحک یا مروان مرا بہ بعیت کسے دعوت می کنی کہ فسق و فساد و ظلم و بیداد او را می دانی و از تو چہ توقع توان داشت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیش از تو متولد شدی بر تو لعنت کردہ است و بہ نسبت یزید و معویہ نیز سخنان خشونت آمیز گفت مروان گفت تا بخواری با یزید بعیت نکنی دست از تو باز ندارم امیر المومنین حسین گفت دور شو از نزدیک من کہ تو پلیدی و من از اہل بیت طہارت ہستم مروان ہیچ جواب نداد و باز حسین رضی اللہ عنہ گفت اے پسر زن کبود چشم فردا خدا ے تعالے ترا و یزید را مواخذہ خواہد کرد

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام تلاش احوال کی غرض سے گھر سے باہر نکلے - راہ مین مروان الحکم سے ملاقات ہوئی - مروان بولا اے ابا عبد اللہ مصلحت اسی مین ہے کہ آپ یزید کی بعیت کر لین تا کہ آپ کو کوئی ضرر نہ پہونچے اور آتش فتنہ و فساد فرو ہو جاے یزید کو اسکی اطلاع ہوگی تو تمہارے ساتھ انعام و اکرام کرے گا اور اگر میری بات پر عمل نہ کروگے تو اسکا نتیجہ اوٹھاو گے امام حسینؑ نے کہا کہ وا ے ہو تجھپر اے مروان - تو جانتا ہو جبکہ مجھے فاسق ظالم اور مفسد کی بعیت کا مشورہ دیتا ہے اور بھلا تجھسے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تجھپر تیری ولادت سے پہلے لعنت کی ہے نیز امام حسین نے اسی طرح کے سخت و سست کلمات معویہ اور یزید کی نسبت بھی کہے - مروان نے کہا کہ جبتک ذلت کے ساتھ بعیت نکروگے چھوڑے نجاونگے امام حسینؑ نے کہا دور ہو میرے پاس سے کہ تو نجس ترین مردم ہے اور ہم اہلبیت طہارت ہین - مروان چپ ہو گیا کچھ جواب نہ دے سکا پھر امام حسین علیہ السلام نے

چڑہایا۔ان حسینؑ و حق او حائل شدید

فرمایا اے کنجی عورت کے بیٹے۔ خدا تعالی تجہسے پوچہیگا کہ تو اور یزید حسینؑ کے حقوق کے درمیان کیون حائل ہوئے۔

الغرض یزید نے کربلا کے میدان مین حضرت امام حسین علیہ السلام کو بہتر رفقا کے ساتھ قتل کروادیا۔ اور مکہ و مدینہ کو غارت کرکے خود مرگیا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا معویہ ابن یزید حکمران ہوا مگر اوس نے امارت سے یہ کہکر استعفا دیدیا کہ یہ امارت ہماری نہین ہے بلکہ بنی ہاشم کی ہے۔ وہی اسکے حقدار ہین ہم نہین۔ یہہ کہکر وہ گہر مین چلا گیا۔ گوشہ نشین ہوگیا اور تین مہینون کے بعد مرگیا۔ معویہ ابن یزید کے بعد ملک مین طائف الملوکی قائم ہوگئی اور تمام فساد و بدامنی پہیل گئی۔ حرمین کیا پورے علاقہ حجاز مین عبداللہ ابن زبیر کی حکومت ہوگئی۔ اور عراق پر مختار کا قبضہ ہوگیا۔ ابن زیاد آخر وقت مین یزید سے کشیدہ خاطر ہوگیا تہا اور ملک شام کی متابعت کیا وہان کی امد و رفت تک ترک کردی تہی۔ یزید کی نہ تعزیت مین گیا اور نہ معویہ ابن یزید کی تقریب تخت نشینی مین شریک ہوا۔ وہ کوفہ مین قصر ابیض کی تعمیر مین دن رات مشغول تہا۔ اور ادہر ادہر کہین کی بہی خبر نہین رکہتا تہا۔ مگر حجاز مین ابن زبیر اور عراق مین مختار اور شام مین ضحاک ابن قیس الفہری کے اقتدار و اختیار نے ابن زیاد کا اثر ملک سے بالکل اوٹھا دیا تہا اور اسکی ذاتی اور کس مپرسی اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ آخر کار اسکو قصر ابیض کے مجوزہ اضافات مزید کو چہوڑکر شام کی طرف بہاگنا پڑا۔ اس سفر مین اسکے مخالفین نے موقع پاکر اسکو تمام ہی کردیا تہا مگر اتفاق سے یہہ بچگیا۔ شام مین پہونچا تو یہان اور ہی رنگ تہا ضحاک ابن قیس فہری۔ زفر ابن حارث اور نعمان ابن بشیر الانصاری۔ جو حکومت شام کے رکن اعظم تہے۔ عبداللہ ابن زبیر کیطرف رجوع ہونے لگے تہے اور یہی لوگ اہل شام کو ابن زبیر کی متابعت کی ترغیب دینے لگے تہے اور قریب قریب تمام اہل شام اسکیطرف متوجہ ہو چلے تہے۔

ابن زیاد کی بد دیانت

مروان کی ششش امارت

ابن زیاد اوسوقت شام مین پہونچا جب وہان دو جدا فرقے قائم تھے۔ ایک فرقہ ابن زبیر کیطرف تہا دوسرا خالد ابن یزید کیطرف۔ ابن زیاد نے جاتے ہی دونو گروہون مین جوڑ توڑ لگایا۔ اور دونون گروہون کا بین خواہ مخواہ کا حکم بنکر دونون کے مدعائے دلی کو سننے اور سمجہنے لگا۔ خالد ابن یزید کے طرفدار کہتے تہے کہ سلطنت بنی امیہ کا حق ہے اسلئے اوسکو سلسلہ امویہ سے باہر نہین جانا چاہیے۔ عبداللہ ابن زبیر کے جانبدار کہتے تہے کہ ابن زبیر اسوقت اکابر قریش مین داخل ہے اور چند ممالک اسلامی پر اوسکا تسلط بہی ہوچکا ہے۔ ان دلیلون سے امر امارت کی لئے اوسکے استحقاق خالد کے مقابلہ مین زیادہ مضبوط اور پرزور ہین۔ ابن زیاد نے ابہی اس متنازع فیہ مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہین کیا تہا کہ حصین ابن نمیر بہی اپنے علاقہ سے اگیا۔ اوس نے یہہ کہکر اہل شام کو ابن زبیر کیطرف سے یہہ کہکر بالکل پہیر دیا کہ مین تو ابہی مکہ سے ارہا ہون اور عبداللہ ابن زبیر سے ملتا ارہا ہون وہ حکومت و امارت کی مطلق صلاحیت نہین رکہتا۔ اب اور سنیئے۔ حسان ابن مالک نے خالد ابن یزید کو شام کی بدامنی سے ڈرکر اپنے علاقہ شرق اردن مین بلالیا

مروان کی نئی چال

ابن زیاد سے گفتگو

دار السلطنۃ دمشق بالکل خالی تہا۔ مروان جو بنی امیہ کے شیخ الشیوخ تہے اس موقع پر موجود تہے خالد کی کمسنی کا عذر دکہلاکر اہل شام کو ابن زبیر کی طرف دعوت دینے لگے۔ یہہ رنگ دیکہکر ابن زیاد نے

ایکدن مروان کو خلوت مین بلوا بھیجا۔ جب آیے تو کہنے لگے کہ یہ تمکو کیا ہو گیا ہے کہ تم ابن زبیر کی متابعت کا دم بھرتے ہو۔ تم نہین جانتے ہو کہ ابن زبیر وہی شخص ہے جس نے اہل کوفہ کو عثمان کے خلاف اوبھارا اور اونکے قتل کا باعث ہوا اور ہم اونکی محافظت وہ آفت مین زخمی ہوے جس زخم کا نشان تمہاری گردن مین ابھی تک باقی ہے ایسی حالت مین تمکو اوسکے ساتھ رہکر کسی فایدہ کی امید رکھنا محض فضول ہے۔ مروان نے کہا اچھا تو مین کیا کرون۔ خالد ابن یزید ابھی بالکل کمسن ہے اگر کاروبار ملکی اسکے سپرد ہوے تو لہو و لعب مین مشغول ہو کر سلطنت کے نظام خراب کر دیگا۔ ابن زیاد بولا یہ سچ کہتے ہو۔ علاوہ اسکے تم جو سوچتے ہو اسی امر پر بھی غور کرو کہ خالد بھی جوان ہو کر وہی باپ کا رنگ پکڑیگا اور یزید کی طرح جھوٹا بیوفا اور بدعہد ہو جائیگا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کے متعلق مجھکو پچاس خط لکھے تھے جب مین نے اوسکی حکم کی تعمیل کر دی تو وہ اولٹا مجھی کو الزام دینے لگا۔ اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے بغیر میری اجازت کے حضرت امام حسینؑ کو قتل کیا۔ یزید کی مثال بالکل شیطان کی ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے قران مجید مین فرمایا ہے۔

وقال الشیطان للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک	شیطان کی خاصیت مین داخل ہے کہ انسان سے معصیت کرنیکو کہتا ہے۔ جب
قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین	انسان معصیت کر چکتا ہے تو شیطان کہنے لگتا ہے کہ جو کچھ تو نے کیا ہے مین اوس سے بری ہون
	اس لیے کہ مین تو اپنے خدا سے ڈرتا ہون۔

مروان بولا۔ اب یہ سب طومار جانیدو۔ اب بتلاو تمہاری تجویز مین کسکو امیر ہونا چاہیئے۔ ابن زیاد نے چھوٹتے ہی مونھہ کہا۔ تمکو۔ کیونکہ تم سے اسوقت بڑہکر کوئی شخص بزرگ نہ قبیلہ قریش مین ہے نہ قوم بنی امیہ مین۔ مروان بولا تم مجھسے ٹھٹھا و تمسخر کرتے ہو۔ ابن زیاد نے کہا حاشا و کلا۔ اپ میرے باپ کے برابر ہین۔ مین آپسے ہنسون گا۔ اپ اپنا ہاتھ بڑہائین۔ مین ابھی ابھی اپسے بیعت کا شرف حاصل کرتا ہون۔ مروان بولا اگر یہی ہر کو خاطر ہے۔ تو پہلے اہل شام کو اپنی تجویز پر متفق کر لو۔

مروان کی حکومت

ابن زیاد معویہ کے وقت سے شام اور دربار شام پر پورا قابو رکھتا تھا۔ اوس نے اپنے پورے اختیار و اقتدار سے پورا کام لیکر تھوڑے ہی دنون مین تمام اہل شام کو اپنی رای مین لے لیا اور اون کی رضا و رغبت سے مروان کی بیعت لے لی۔ اس طائف الملوکی کے زمانہ مین کتنون کی تمنائین پوری ہو گئین۔ عبد اللہ ابن زبیر جنگ جمل کے وقت سے خلافت کی ہوا و ہوس مین گرفتار تھے۔ اسوقت انکی بھی کچھہ سامان ہو گیا۔ مروان تو ان سے بھی قدیم امیدوارون مین تھے۔ یہہ تو حضرت عثمان ہی کے وقت سے اونکی جانشینی کے منتظر تھے۔ برسون کے انتظار کے بعد انکی تمناوں کے دن بھی پورے ہو گئے اور انکی کہنہ شاخ مراد بھی عالم کہولت مین بار آور ہو گئی۔ شام والون نے مروان کی بیعت کر لی۔ اور اوسی دن یہ تخت خلافت پر بیٹھلا کر خلیفہ وقت تسلیم کر لیے گئے۔ اور انھون نے اوسیوقت ابن زیاد کو اپنا مدار المہام بنا دیا۔ سب سے پہلے ضحاک ابن قیس اور نعمان ابن بشیر انصاری سے مقابلہ اور مقاتلہ ہوا۔ جو ابن زبیر کے ہوا خواہون مین تھے۔ مگر جس کی بننے والی ہوتی ہے

استبداد ابن زبیر کا خاتمہ

تو پھر بنتی ہی چلی جاتی ہی۔ اس معرکہ مین ضحاک ابن قیس مارا گیا اور اوسکی جمعیت منتشر ہو گئی۔ نعمان کی بھی یہی حالت گذری شام کے چند اوباشون نے ملکر انکا بھی خاتمہ کر دیا۔ بعض تاریخون سی مستفاد ہوتا ہی کہ اہل شام نے نہین بلکہ اہل حمص نے انکو مار ڈالا جسکے یہہ امیر تھے۔ ان دونون کے تمام ہوتے ہی شام مین ابن زبیر کی امارت کا مسئلہ بھی تمام ہو گیا۔

مروان اور بستر مرگ پر عروسی

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ خالد بن یزید کو زفر ابن حارث اپنے ساتھ اپنے علاقہ شرق اردن مین لے گیا تھا جب مروان کی تخت نشینی کی خبر اوسکو ہوئی تو وہ بامید سلطنت خالد کو لیکر شام مین واپس آیا۔ مروان کی یہہ رائے قرار ہوئی تھی کہ خالد کو علاقہ حمص کا عامل مقرر کر کے اوسکی مایوسی کے آنسو پونچھ دیے جائین۔ مگر ابن زیاد اوسکے ساتھ اتنی رعایت کا بھی روادار نہوا۔ اور کہنے لگا خالد بچہ ہے۔ اوسکی حکومت سے بہت فتنہ و فساد کا احتمال ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ تم خالد کی مان سے نکاح کر لو تو تمکو پھر خالد کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائیگا اور وہ بھی تمکو اپنا بدخواہ سمجھکر ادب کرنے لگے گا۔ حقیقت مین مروان کی پیرانہ سالی کے زمانہ مین عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہو چکے تھے۔ صرف ایک پہلو خالی رہا وہ بھی آباد ہو گیا ابن زیاد نے ام خالد کو مروان کے ساتھ عقد کرنے پر راضی کر لیا۔ اور مرتے مرتے مروان ایکبار دولہا میان بن گئے۔ زفر ابن الحارث کی کچھہ نہ چلی۔ ہر طرف سے عاجز آکر اونھون نے مروان کی ہجوین لکھ لکھ کر علانیہ پڑھنی شروع کر دین اسکی سزا مین مروان نے زفر کو قتل کر دیئے جانیکا حکم دیدیا۔

مروان کی موت

مروان نے کل نو مہینہ یا بقولے چھ مہینہ امارت کی تھی کہ دیوان قضا و قدر کیطرف سے انکی معزولی کا حکم آگیا اور اوائل سنہ ۶۵ ہجری مین یہہ مر گئے۔ بوڑہوتی کا بیاہ انکو نہین سہا۔ اور تخت عروسی انکے لئے تختۂ مرگ ثابت ہو گیا۔ تفصیل یہہ ہے انکی موت کا سبب بعض مورخین نے یہہ لکھا ہے کہ ام خالد نے انھین زہر دیدیا۔ اور بعض یہہ سبب بتلاتے ہین کہ مروان نے ابن زیاد سے اس شرط پر سلطنت حاصل کی تھی کہ تاوقتیکہ خالد بالغ نہین ہوتا۔ یہہ اوسکے ولی بنکر امور سلطنت کو باختیار خود انجام دیتے رہین۔ جب خالد مین امور سلطانی اور جہانبانی کی صلاحیت آجائے تو کاروبار سلطنت حسب القاعدہ وراثت خالد ابن یزید کو واپس دیدی جائیگی۔ اسکی خبر پاتے ہی عبد الملک مدینہ سے جھپٹا اور شام مین پہونچا۔ بوڑھے باپ کی خوب لے دے کی اور بڈھے کو ایسا تنگ پکڑا کہ آخر کار وہ اپنے اس عہد کے توڑنے پر راضی ہو گیا۔ شدہ شدہ یہہ خبر ام خالد کو پہونچی تو اوس نے ایکدن جب مروان سونے آیا تو اوسکے مونہہ پر تکیہ رکھکر اوسکا مونہہ دابدیا اور اسطرح سلسلۂ تنفس بند ہو جانیسے وہ مر گیا۔ اور بعضون نے انکے مارنیکی یہہ ترکیب بتلائی ہے کہ مروان جب سو گیا تو ام خالد نے ایک چادر سے اوسکو چھپا کر محل کی خواصون کو حکم دیا کہ چادر کو چارون طرف سے دبا کر اوس پر بیٹھہ جائین۔ خواصون نے اسکی پوری تعمیل کی۔ کوئی بھی ترکیب ہو۔ نتیجہ یہی ہوا جو اوپر لکھا گیا۔ اوپر کا دم اوپر۔ نیچے کا نیچے رہگیا اور مروان مر گیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اسکے مرنے کے اسباب مین یہہ تینون سبب داخل کر دیے ہین

عمر عاص کے حالات

عمر عاص وزیر معاویہ کے حالات

مروان الحکم کے حالات ابتدا سے لیکر انتہا تک مفصل معلوم ہو چکے ۔ اب عمر عاص وزیر معاویہ کی ابتدا بھی ملاحظہ ہو ۔ مستطرف مین ہے ۔

ای عمرو بن عاص کان بغیا عند عبد اللہ بن جدعان — عمر عاص کی ماں آوارہ عورت تھی اور عبد اللہ بن جدعان کے قبضہ مین
فوطیھا فی طھر واحد ابولھب وامیہ بن خلف وابوسفیان — تھی اوس سے ایک ہی وقت مین ۔ ابولھب بن عبد المطلب ۔ امیہ بن خلف
بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلھم فحکمت — ابوسفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے زنا کی ۔ میعاد معینہ کے
فیہ امہ فقالت ھو العاص ھو الذی ینفق علیھا — بعد عمر پیدا ہوئے ۔ تو سب نے ابوت کا دعوی کیا اور اس امر مین اوسکی ماں
کو حاکم قرار دیا ۔ اوس نے کہا کہ یہہ عاص ابن وائل کا ہے ۔ کیونکہ وہ اوسکو نفقہ دیتا ہے ۔

اصلیت تو ہو گئی ۔ کیفیت یون شروع ہوتی ہے کہ محقق ابو الفدا کے نزدیک جس زمانہ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کہنے کا رواج مکہ مین بڑے زوروں پر تھا آپکے بہت بڑے ہجو کرنے والے یہی تین آدمی تھے ۔ عمر عاص ۔ ابوسفیان ابن حرب اور عبد اللہ ابن الزبعری (ابو الفداص ۶۶) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بھی تین آدمی ان ہجوون کے جواب دینے پر مقرر تھے عبد اللہ ابن رواحہ ۔ کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت ۔ حسان کے یہہ دو شعر بہت مشہور ہین ۔ جن سے عمر عاص کی اصلیت پر کافی روشنی پڑتی ہے ۔ ہم انکو تہذیب المتین سے ذیل مین نقل کرتے ہین ۔

ابوک ابو سفیان لا شک قد بدت لنا — تیرا باپ ابوسفیان ہے
فیک منہ بینات الدلائل — یہہ ہم پر دلائل روشن ہے
وافخر بہ مما فخرت فلا تکن — اے عمر اگر تجھے فخر کرنا ہے تو ابوسفیان پر فخر کر
تفاخر بالعاص الھجین ابن وائل — عاص کہ ایسے نامرد اور فرومایہ پر

انکے باپ عاص جبتک زندہ رہے ۔ جناب رسولخدا صلعم کی ہجو کرتے رہے ۔ آیہ شریفہ

انا کفیناک المستھزئین

ہم نے استہزا کرنیوالوں سے تیری حمایت کی

علامہ ابن الحدید معتزلی امام واقدی کی اسناد سے لکھتے ہین کہ ایکروز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تھے نضر بن الحارث عقبہ ابن معیط اور عمر ابن عاص اونٹ کا ایک شکنبہ (اوجھ) اوٹھا لائے اور جناب رسولخدا صلعم کے اوپر عین اوسی حالت ادعی حالت مین اوسکی ساری آلائش ڈالدی اور وہ تمام غلاظت اپنی عفونت کے ساتھ سراپاے مبارک پر بہہ گئی ۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اوسوقت کمسن تھین ۔ دوڑی آئین ۔ پیاری بیٹی نے مظلوم باپ کے کپڑے دہلائے جسم کی طہارت کی ۔ آنحضرت صلعم نے نہایت حسرت سے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا ۔

اللھم الیک بقریش رب انی مظلوم فانتصر

پروردگار تو قریش سے سمجھ ۔ مین مظلوم ہون ۔ میری مدد کر

مسلمانون کے خلاف عمر عاص نجاشی کے دربار مین

جسطرح اور مشرکین اسلام کے پیچھے پڑے تھے اوسیطرح عمر عاص بھی۔ جب غریب مسلمانون نے خدا و رسول کے حکم سے مشرکین مکہ کے ہاتون تنگ اکر جلاوطنی اور غربت کی صعوبت اختیار کی اور مکہ سے لیکر حبشہ مین پناہ لی۔ تو مشرکین کیطرف سے جو وفد نجاشی امیر حبشہ کے دربار مین بھیجا گیا تہا اوسکے سرگروہ یہی تہے تفصیلی کیفیت ابن ہشام کی عبارت مین حسب ذیل ہے

عن ام سلمه زوج النبی صلعم قال قالت لما نزلنا ارض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی امنا علی دیننا وعبدنا الله تعالی لانوذی ولا نسمع شیئا نکرهه فلما بلغ ذلك قریشا ائتمروا بینهم ان یبعثوا الی النجاشی فینا رجلین منهم جلیدین وان یهدوا للنجاشی هدایا مما یستطرف من متاع مکة وکان من اعجب ما یاتیه منها الادم فجمعوا له ادما کثیرا ولم یترکوا من بطارقته بطریقا الا اهدوا له هدیة ثم بعثوا بذلك عبد الله بن ربیعه وعمرو بن عاص فامروهما بامرهم وقالوا لهما ادفعا الی کل بطریق هدیته قبل ان تکلما النجاشی فیهم ثم قدما الی النجاشی هدایاه ثم سلاه ان یسلمهم الیکما قبل ان یکلمهم قالت فخرجا حتی قدما علی النجاشی ونحن عنده بخیر دار عند خیر جار فلم یبق من بطارقته بطریق الا دفعا الیه هدیته قبل ان یکلما النجاشی وقالا لکل بطریق منهم انه قد ضوی الی بلد الملك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینکم وجاءوا بدین مبتدع لا نعرفه نحن ولا انتم وقد بعثنا الی الملك فیهم اشراف قومهم لیردهم الیهم فاذا کلمنا الملك فیهم فاشیروا علیه بان یسلمهم الینا ولا یکلمهم فان قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فقالوا لهما نعم ثم انهما قدما هدایاهما الی النجاشی فقبلهما منهما ثم کلماه فقالا له ایها الملك انه قد ضوی الی بلدك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینك وجاءوا بدین ابتدعوه لا نعرفه نحن ولا انت وقد بعثنا الیك فیهم اشراف قومهم اعلی بهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فاسلمهم الیهما

حضرت ام سلمہ رضی زوجہ نبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب ہم لوگ ملک حبشہ مین پہونچے تو نجاشی نے ہماری بہترین خاطر داری کی ہملوگ باطمینان تمام اپنے دین پر قائم رہکر خدا تعالی کی عبادت کرتے تہے۔ نہ ہملوگون کو کوئی تکلیف پہونچی اور نہ ہملوگون کو کوئی مکروہات پیش آئے جب ہماری اطمینانی حالت کی خبر قریش کو ہوئی تو اونھون نے ہملوگون کے بارے مین نجاشی کے پاس سفیر بھیجے جانیکا مشورہ کیا۔ یہ دونون سفیر مکہ سے جائین اور نجاشی کے لئے اشیاء مکہ مین عمدہ چیزین تحفہ مین اونکے ہمراہ کردی جائین۔ ان اشیاء مین کوئی چیز رنگے ہوئے چمڑے کی بہتر نہ معلوم ہوئی اس بنا پر بہت سا رنگا ہوا چمڑا اونکے ہمراہ کردیا گیا اور اوسکے درباری پادریون کو بھی عمدہ تحفے بھیجے گئے اونمین سے ایک بھی ایسا نہین چھوٹا جسے یہ تحفہ نہ بھیجا گیا ہو چنانچہ اس سفارت کے لئے عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمر ابن العاص منتخب کئے گئے قریش نے انھین دونون کو اپنے امور کا مختار بنایا اور اون سے کہا کہ تم نجاشی سے ملنے اور گفتگو کرنے سے پہلے اوسکے درباری پادریون کیخدمت مین یہ تحایف پہونچانا پھر اسکے بعد نجاشی سے عرض کرنا کہ وہ مسلمانون کو ہمارے حوالہ کردے۔ حضرت ام سلمہ رضی کا بیان ہے کہ یہ ہدایا لیکر عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمر بن العاص ملک حبشہ کیطرف چلے اور پہونچے تو وہ زمانہ تہا کہ ہملوگ نجاشی کے سایہ عاطفت مین ارام و آسائش کے ساتھ اپنے بہترین گھرون مین رہتے تہے حسب ہدایات قریش یہ دونو نجاشی سے ملنے سے پہلے اوسکے تمام درباری پادریون سے ملے۔ اور اونمین سے ہر ایک کو علحدہ علحدہ تحفے دئے اور تمام پادریون سے کہا کہ ہمارے چند غلام جو کم عقل اور کج فہم ہین بھاگ کر بادشاہ کے ملک مین چلے آئے ہین اونہون نے اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ نہ عیسائی دین مین داخل ہین اور نہ ہمارے دین مین بلکہ اونہون نے اپنے لئے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جس سے نہ ہملوگ واقف مین نہ آپ لوگ اسلئے اونکی قوم کے معزز اور ممتاز لوگون نے ہمکو بادشاہ کیخدمت مین اس غرض سے بھیجا ہے کہ اون لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جائے کہ ہم اونکے قوم مین اونکو پہونچادین۔ اپ

فيردّهم الى بلادهم وقومهم قالت ولم يكن شيء ابغض الى
عبد الله بن ربيعه وعمرو بن العاص من ان يسمع كلامهم النجاشي
ثم قال لا والله اذا لا اسلمهم اليهما ولا يكاد قوم نجاوروني
ونزلوا بلادي واختاروني على من سواي حتى ادعوهم فاسئلهم
عما يقول هذان في امرهم فان كانوا على غير ذلك منعتهم
منهم واحسنت جوارهم ما جاوروني قالت ثم ارسل الى اصحاب
رسول صلى الله عليه وآله وسلم فدعاهم فلما جاءهم رسوله ـ
اجتمعوا ثم قال بعضهم لبعض ما تقولون للرجل اذا جئتموه
قالوا نقول والله ما علمنا وما امرنا به نبينا كائنا في ذلك ما هو
كائن فلما جاؤوقد دعا النجاشي اساقفته فنشروا مصاحفهم
حوله سألهم ما هذا الدين الذي قد فارقتم فيه قومكم ولم
تدخلوا في ديني ولا في دين احد من هذه الملل قالت فكان
الذي كلمه جعفر ابن ابي طالب

لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جاوے کہ ہم اونکو اونکی قوم مین پہونچا دین آپ لوگون سے
سے استدعا ہے کہ جسوقت ہم بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوکر اظہار مدعا کرین تو آپ لوگ
مسلمانون سے دریافت کرنیکے پہلے بادشاہ کو یہ مشورہ دین کہ ان لوگون کو جلد پہونچا دیا جاوے
اور یہ لوگ ہمارے حوالہ کردیے جائین۔ اسلئے کہ اونکے تمام ممتاز لوگ سر برآوردگان
قوم انکے حالات کے بہترین مبصرین اور اونکے عیوب کو کامل جاننیوالے۔ یہ سنکر
تمام پادریون نے کہا اچھا ایسا ہی ہوگا اسکے بعد یہ لوگ نجاشی کے دربار مین حاضر
ہوئے اور اپنے تحائف پیش کئے اور وہ قبول کرلیے گئے بعد ازان انلوگون نے عرض
کی کہ اے بادشاہ ہمارے چند نادان لوکم عقل غلام اپنا اور اپنی قوم کا دین چھوڑکر
تیرے ملک مین چلے آئے ہین۔ اور تیرے دین مین بھی داخل نہین ہوئے ہین۔ انلوگون
نے اپنا ایک نیا دین بنایا ہے جسکو نہ ہم واقف ہین نہ حضور۔ اسلئے انکے ممتاز لوگون نے
جو قرابت مین انکے باپ۔ چچا اور بزرگان قبیلہ ہوتے ہین ہمکو آپ کیخدمت مین بھیجا ہے
کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ اونکے پاس واپس کردیے جائین کیونکہ وہ لوگ انکے حالات
کے مبصر اور انکے عیوب کے بدرجہ اعلی ماہر ہین اسلئے وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہین۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ کوئی شے نجاشی کو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو عاص کی تقریر سے زیادہ رنجدہ اور ملال انگیز نہین معلوم ہوئی لیکن وہ چپ ہو رہا جب انکی تقریر ختم ہوگئی تو حسب قرارداد
تمام درباری پادریون نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ بالکل سچ کہتے ہین اور صلاح دی کہ بیشک انکی قوم کے لوگ۔ انکے حالات کے مبصر ہین اور انکے عیوب سے پورے واقف ہین اسلئے
مناسب ہے کہ یہ لوگ (مسلمان) انکے حوالہ کردیے جائین اور اونکے بزرگان قوم کو دیدیے جائین یہ سنکر نجاشی کو طیش آگیا اور اوس نے ٹھل کر کہدیا کہ مین خدا کی قسم
انلوگون کو کبھی انکے حوالہ نکرونگا اور کبھی انلوگون کے ساتھ دغا نکرونگا۔ جو آپ سے میری محافظت مین آئے اور میرے ملک مین پناہ گزین ہوئے اور سوائے اسکے مین اپنا
اس امر مین کوئی اونچا اختیار نکرونگا سوائے اسکے کہ ان لوگون کو بلا بھیجون اور اون سے دونون سفیرون کے بیان کو کہدون اور پھر اون سے اونکے واپس دیے جانے
کے متعلق پوچھونگا اگر وہ مجھسے کہینگے کہ ہان وہ لوگ ان دونون آدمیون کے ہمراہ ملک وقوم کے لوگون کے پاس بھیجدیے جائین تو مین البتہ بھیجدونگا اور اگر انلوگون نے
انکار کیا تو پھر مین ان لوگون کو نہ جانے دونگا اور ان کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ سلوک کرونگا۔ یہ کہکر نجاشی نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا بھیجا
جب بادشاہ کا قاصد انکے پاس پہونچا تو یہ لوگ ایک جا اکٹھا ہوگئے اور باہم یہ مشورے کرنے لگے کہ جس نے بلا بھیجا ہے اوسکے پاس جاکر کیا کہا جاوے گا بالاتفاق سب نے کہا
کہ خدا کی قسم۔ ہم تو وہی کہینگے جو ہمکو خدا اور رسول نے بتلایا ہے چاہے جو ہونیوالا ہو۔ ہو۔ یہ مشورہ کرکے وہ اوٹھے اور نجاشی کے دربار مین حاضر ہوئے۔ نجاشی نے اپنے درباری پادریون
کو بھی بلا بھیجا مسلمان اپنے صحیفے کھول کر زمین پر بیٹھ گئے۔ نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم نے کون دین اختیار کیا ہے بیان کرو۔ حضرت جعفر ابن ابیطالب نے تقریر کی۔

جناب جعفر الطیار کی مفصل تقریر کے بیان کرنیکی مجھے ضرورت نہین۔ ہان اسکے حسن تاثیر کا بقدر ضرورت لکھدینا نہایت ضروری ہے۔
اوسی تاریخ مین مرقوم ہے۔

فقالت (ام سلمه) فقرأ (جعفر) عليه صدرا من كهيعص
قالت فبكى والله النجاشي حتى اخضلت لحيته وبكت اساقفته
حتى اخضلوا مصاحفهم حين ما تلا عليهم ثم قال النجاشي ان هذا

جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ حضرت جعفر نے سورہ کہیعص مین سے چند آیاتین پڑھین
اونکو سنکر۔ خدا کی قسم نجاشی اسقدر رویا کہ اوسکی ڈاڑھی آنسوون سے تر ہوگئی
اور اسکے پادری بھی سب کے سب اتنا روے کہ اون کے صحیفے تر ہوگئے اسکے بعد نجاشی

عمرعاص

والذي جاء به عيسى ليخرج من مشكاة واحدة انطلقا فلا والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون

دیکہا کہ یہ کلام اور وہ جو عیسیٰ پر نازل ہوا ہے ایک ہی شمع کے نور ہین خدا کی قسم۔ تملوگ جاؤ۔ ہم کبھی تملوگون کو ان کو نہ دینگے اور کبھی ان سے دغا نکرینگے

عمرعاص اور مسلمانون کے قتل و استیصال کی ترکیب

نجاشی کا یہ اعلان و فرمان تو عمرعاص کی اغراض و مقصد کے بالکل مخالف نکلا اور حضرت جعفر کی تقریر اور کلام الہی کی تاثیر نے نجاشی اور تمام عیسائی علما کے قلوب کو تسخیر کر لیا۔ انکین اتنی صلاحیت کہان سے آئی کہ کلام الہی کی تنقید مین ایک حرف بھی زبان سے نکالتے۔ یہ خود بت بنے بیٹھے رہے اور مخالفت اسلام کی نسبت ایک نیا حیلہ اور نئی مکاری کی تدبیر سوچتے رہے۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

فلما خرجا من عنده قال عمرو بن العاص والله لآتينه غدا عنهم بما استأصل به خضراءهم قالت فقال له عبد الله ابن ربيعة وكان اتقى الرجلين فينا لا تفعل فان لهم ارحاما وان كانوا قد خالفونا قال والله لاخبرنه انهم يزعمون ان عيسى بن مريم عبد قالت ثم غدا عليه الغد فقال يا ايها الملك انهم يقولون في عيسى ابن مريم قولا عظيما

جب سفرائے قریش نجاشی کے پاس سے آئے تو عمرعاص نے کہا کہ کل ہم وہ ترکیب کرینگے کہ یہ مسلمان جڑ پیڑ سے اوکھڑ جاینگے۔ عبد اللہ ابن ربیعہ جو عرب مین ایک نرم دل شخص تہا کہنے لگا ایسا مکرو آخر وہ لوگ بھی ہمارے قبیلہ مین اونکے تمام قبایل قریبی ہین اسیے مخالف ہو بیٹھے ہین۔ عمرعاص بولا ہم تو کل نجاشی سے کہدینگے کہ یہ لوگ عیسے ابن مریم کو (خدا کا) بندہ کہتے ہین چنانچہ صبح ہوئی تو عمرعاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ عیسی بن مریم کی نسبت قول عظیم کہتے ہین

اسلام کی صداقت اور قرآن کی روحانی حقیقت کے آگے عمرعاص کی کیا چل سکتی تہی۔ حضرت جعفر کے استقلال ایمانی اور کلام پاک کی اعجاز بیانی کے آگے یہ مشکل بھی سہل ہو گئی تہی اور یہ دشواری بھی آسانی سے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ ابن ہشام لکھتے ہین۔

فارسل اليهم يسالهم عنه فلما دخلوا عليه فقال لهم ماذا تقولون في عيسى ابن مريم قالت فقال جعفر بن ابي طالب نقول فيه الذي جاءنا به نبينا صلى الله عليه واله وسلم هو عبد الله ورسوله وروحه وكلمته القاها الى مريم العذراء البتول قالت فضرب النجاشي بيده الى الارض فاخذ منها عودا ثم قال والله ما عدا عيسى ابن مريم مما قلت هذا العود قالت فتناخرت بطارقته حوله حين قال ما قال وان نخرتم والله اذهبوا فانتم شيوم بارضي

نجاشی نے مسلمانون کے پاس طلبی کا آدمی بھیجا (ام سلمہ کا بیان ہے کہ) جب مسلمان آئے تو نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسی بن مریم کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت جعفر نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو کچھ وحی الہی کے ذریعہ سے ہمکو بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے تہے اور اوسکے رسول برحق تہے اور اوسکی روح تہے۔ اور اوسکے کلمہ تہے۔ حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت جعفر سے یہ بیان سنکر نجاشی زمین کی طرف جہکا اور ایک تنکا اوٹھایا۔ اور کہا خدا کی قسم جو کچھ کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت آپ لوگون نے بیان کیا ہے اس تنکے کے برابر بھی حضرت عیسے اوس سے زیادہ نہین ہین۔ نجاشی کی تقریر کو سنکر اوسکے درباری پادری بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ مین اپنے نتھنے پھلانے لگے۔ نجاشی اور اونمین گفتگو ہوئی تو نجاشی نے اون سے ڈانٹ کر کہا کہ ہمارے پاس سے اوٹھ جاؤ۔ تم لوگ ہمارے ملک مین بدترین قوم ہو۔

عمرعاص فطرتی چالباز تہا اور جعل ساز۔ اسی کے ساتھ ابن الوقت ہونیکے اعتبار سے اپنے مطلب کے وقت اور اپنے ڈھب کے موقع کو خوب پہچانتے تہے۔ اس زمانہ مین حضرت عیسے کا ابن اللہ ہونیکا مسئلہ عیسائیت کا اصول اول قرار پا چکا تہا۔ اور اسلام کی توحید خالص کی

تعلیم اسکے مخالف تھی اس بنا پر عمر عاص نے بادشاہ کو مسلمانون سے روگردان کرنیکے لیے یہ ترکیب نکالی اور اس مسئلہ اختلافی کو پیش کرکے بادشاہ کو گویا مسلمانون کے اخراج پر امادہ کرنا چاہا۔ اور حقیقت مین یہ ایسی ظاہری مخالفت مذہبی تھی جو طرفین سے ناقابل اصلاح تھی اسلئے کہ نہ مسلمان ہی اپنی خالص توحید کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ عیسائی اپنی تثلیث کو۔ نتیجہ کیا ہوتا۔ وہی مسلمانون کیطرف سے بادشاہ کی رنجیدگی اور کبیدگی۔ اور عمر عاص کا یہی مدعائے اصلی تھا۔ بہرحال عمر عاص کی یہ چال بھی نہ چلی۔ ہمکو اس واقعہ کی تفصیل ضروری نہین اسوۃ الرسول جلد دوم اور ذکر الطیار ملاحظہ ہو۔ صرف یہ دکھلا دینا ضروری ہے کہ عمر عاص کی ان معاندانہ اور مخالفانہ جعلسازیون اور افترا پردازیون کا نتیجہ کیا نکلا۔ ابن ہشام مین ہے۔

فخرجا من عنده مقبوحين مردودا عليهما ما جاء به و اقمنا عنده بخير دار مع خير جار

(حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ) یہ دونو (عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمر عاص) اوسکے (نجاشی) پاس سے ذلیل ہوکر چلے آئے اور اون کے تحفے بھی واپس کر دیئے اور ہم لوگ بعافیت تمام مقیم تھے

نجاشی کیے اظہار تشکر مین حضرت ابیطالب کا اشعار

عمر عاص کی محرومی اور ناکامیابی کی خبر جب قریش کو ملی تو اونکے رنج و غصہ کی انتہا نہ تھی اور عمر عاص تو کسیکو مونھ دکھانیکے قابل ہی نہ رہے بخلاف مشرکین قریش گروہ مسلمین کو اطمینان اور نجاشی کے احسانات و التفات خاص سے کمال اظہار امتنان و تشکر کا خاص موقع ملا۔ چنانچہ ابن ہشام نے اس موقع پر حضرت ابیطالبؑ کے یہ اشعار خاص نقل کئے ہین جو نجاشی کے مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق مین نظم کیے گئے ہین۔

الا ليت شعري كيف في النأي جعفر
وعمرو واعداء العدو الاقارب
وهل نال افعال النجاشي جعفرا
واصحابه او عاق ذلك شاغب
تعلم ابيت اللعن انك ماجد
كريم فلا يشقى لديك المجانب
تعلم بان الله زادك بسطة
واسباب خير كلها بك لازب
وانك فيض ذو سجال غزيرة
ينال الاعادي نفعها والاقارب

میرے یہ اشعار۔ جعفر اور عمر عاص اور اون دشمنون کی مقدار عداوت کو بتلاتے ہین جو اپنون کے بھی دشمن ثابت ہوتے اور بیگانون سے کبھی اگر اونکے (سفر آئے قریش ہے) کہ نجاشی جعفر اور اونکے ہمراہیون کے ساتھ الطاف فتنہ و فساد کرتا یا اپنی ملک سے نکال دیتا تو ہم کیسے اوسکو قابل الزام لگاتے اے نجاشی ہم تمہاری ملامت کرنے سے انکار کرینگے اس لئے کہ تم بزرگ مرتبہ اہل کرم ہو۔ اور کسی طرح شقاوت کرنے والے نہین ہو

سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمکو حکم و نظم و بسط عنایت فرمایا ہے اور نیکیون کے تمام اسباب تمہارے پاس جمع کر دیے ہین اور تمہارا فیض ایسا عام اور زبردست ہے کہ اوس سے دوست اور دشمن دونون یکسان مساوی فائدہ اوٹھاتے ہین

اوپر کہا جا چکا ہے کہ ایسی بدنامی اور ناکامی کے بعد عمر عاص کو مونھ دکھلانا مشکل ہوگیا اسی سبب سے۔ یہ اسوقت سے لیکے غزوۂ خندق تک اسلامی تاریخ مین بالکل بے نشان ہین مگر اس خاموشی اور مجہولیت و لامعلومیت کی حالت مین بھی مخالفت اسلام کو نہ بھولے مجبوری اور بےبسی اور وبال کیوجہ سے اسکو اپنے جگر کا پکا پھوڑا بناکر اپنے سینہ مین چھپائے رہے۔ عزت اور احتیاج نے پھر محتاج بناکر نجاشی بادشاہ حبشہ کے اوسی دربار مین پہونچایا جہان سے ایکبار پہلے بہزار رسوائی نکلوا چکے گئے تھے۔ چنانچہ علامہ زرقانی خاص انہین کی۔

خاص زبانی لکھتے ہین

عمر عاص بیان کرتے ہین کہ غزوہ خندق کی شکست کے ابعد مجہو پورا یقین ہوگیا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امور فیروزمند ہوجاہین گے اور اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت سے مغلوب نہون گے۔ یہہ سوچکر مین نے اپنے احباب سے مشورہ کی اور اون سے پوچہا کہ میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین اور طرفین کے امور کا انتظار کرین اگر ہماری قوم غالب آجاے تو ہم باطمینان تمام کہ واپس آجائین اور اگر مسلمان غالب آئے تو پہر ہم وہین پناہ گزین ہوجائین۔ میرے احباب نے میری اس تجویز کو پسند کیا۔ اور پہر مین بادشاہ حبشہ کے لئے بہت سے نفیس اور بیش قیمت تحفے اور ہدیئے لیکر اوسکے پاس پہونچا۔ میرے پہونچنے سے پہلے عمرو بن امیۃ الضمری نامہ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تہے اور بادشاہ نے اعزاز واکرام سے نامہ مقدس لیکر اونکو اپنا مہمان کیا تہا۔ مین نے ایکدن خلوت مین نجاشی سے ملاقات مین کہا کہ عمرو بن امیۃ الضمری کو مجہے حوالہ کر دیجئے کہ مین انہین قتل کر ڈالون کیونکہ اونکے قتل کر ڈالنے سے قریش مین میری آبرو بڑہ جائیگی۔ یہہ سنکر نجاشی نے اپنے مونہہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ یہہ مجہسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتہ مین قتل ہونیکو دیدون اور اپنے لئے ابد الآباد تک یہہ ننگ وعار قائم کرلون۔ اور پہر کیسے مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ۔ جس پر ناموس اکبر (جبرئیل ع) کا نزول ہوتا ہے

نجاشی کے ہاتہ پر عمر عاص اسلام لاتے ہے

مین نے کہا اے بادشاہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ کیا اس پر اعتقاد رکہتے ہین۔ نجاشی بولا حیف ہے عمر عاص تم اتنا قریب رہکر اتنا بہی نہین جانتے۔ مین تمہین آگاہ کئے دیتا ہون کہ وہ فرد نبی برحق ہے۔ اوسکی اطاعت اختیار کرو۔ اوسکی باتون کو سنو۔ اور مانو۔ اور جان لو کہ اوسپر کوئی بہی غالب نہین آسکتا جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اوسکے تمام قوم پر غالب ہے۔ یہہ سنکر مین نجاشی کے ہاتہ پر مسلمان ہوگیا اور ملک حبش سے واپس آیا یہان تک لکہکر علامہ زرقانی بطور معترضہ لکہتے ہین۔

وفی اسلام عمر عاص علی ید النجاشی لطیفۃ هو صحابی اسلم علی ید التابعی ولا یعرف مثلہ

نجاشی کے ہاتہ پر عمر عاص کے اسلام لانے مین ایک لطیفہ خاص ہے وہ یہہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتہ پر اسلام لاتا ہے اور اس واقعہ کی کوئی دوسری مثال معلوم نہین ہوتی۔

بہرحال جیون تیون کرکے یہہ سنہ ہجری مین مشرف باسلام ہوئے۔ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکہتے ہین

ثم دخلت سنۃ ثمان فیہا خالد بن ولید وعمرو عاص وعثمان بن طلحہ فاسلموا

پہر سنہ ہجری شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید۔ عمر عاص اور عثمان بن طلحہ حضور نبوی مین آکر اسلام لائے۔

اس حساب سے کچہہ کم تین برس انکو سلطان رسالت کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کوئی اسلامی خدمت ان کے متعلق کسی اسلامی تاریخ وسیر مین نہین پائی جاتی۔ سریہ وادی الرمل مین انکا ناکامیاب ذکر پایا جاتا ہے۔ اس سریہ کے خلاصہ حالات یہ ہین

سریہ وادی الرمل مین عمر عاص کی ناکامیابی

سریہ وادی الرمل مین پہلے حضرت ابوبکر بہیجے گئے۔ انکے ناکامیاب واپس آنے پر عمر عاص روانہ کئے گئے یہہ بہی ناکام واپس ہوئے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ ع

گردوانہ فرمایا۔ عمر عاص کو اسکا بڑا رشک وحسد پیدا ہوا۔ رستہ مین عمر عاص نے لشکر اسلامی مین مخالفت پیدا کرنیکی کوشش کی اور ہر شخص سے یہہ کہنا شروع کردیا کہ جس راستہ سے تمکو علی مرتضی لیجایا چاہتے ہین وہ مخدوش ہے۔ تم اوس راہ سے بچاؤ۔ ہم جو رستہ بتلاتے ہین وہ اختیار کرو۔ خیریت تہی کہ اہل اسلام نے اوسوقت انکی نہین سنی اور جو راہ اونہون نے اختیار کی تہی وہی راہ چلے اور خدا نے اوسی راہ سے اونکو کامیاب فرمایا۔ روضۃ الصفا ص ۲۱۶ حبیب السیر قلمی ورق ۱۶۲

خلافت کے زمانہ مین عمر عاص کے حالات

رسالت کے ایام نظام تمام ہوکر خلافت کے عہد جدید کا دور شروع ہوگیا تو یہہ جنگی خدمات پر بہیجے جانے لگے اگرچہ یہہ امیر لشکر بناکر بہیجے جاتے تہے مگر اکثر اوقات فوج مخالف کی کثرت کو دیکھکر ایسا گھبرا جاتے تہے کہ دو دن کا بہرتی سپاہی بہی ایسا مختل الحواس ہوتا ہوگا۔ اس کا سبب کیا تہا۔ زمانہ نے انہین انکو جری مشہور کر رکھا تہا ورنہ انہین جرأت کہان اور دلاوری کیسی۔ آئندہ صفین کے معرکون مین فاتح مصر کی جرأت وہمت کی پوری قلعی ہوگئی عنقریب تفصیل سے معلوم ہوگا محاصرہ روم مین رومیون کی کثرت دیکھکر امام واقدی نے اپنی تاریخ مین نہایت تفصیل سے لکہا ہے فتوح الشام واقدی

حضرت عمر اور عمر عاص

جنگی خدمات کے بعد ملکی مناصب بہی انکو ملتے رہے۔ ملکی خدمات مین حضرت عمر ان سے مشکوک ہوگئے۔ امارت لشکر سے معزول کرتے وقت حضرت عمر نے جو کلمات ان سے بیان کیے تہے وہ یہہ ہین

ویحک یا عمر وانک لاتحب الامارۃ واللہ ماتطلب بھذ الریاسۃ الاشرف الدنیا

افسوس ہے اے عمر تو نے سرداری لشکر اس غرض سے اختیار کی تہی کہ اس سے تجھکو دنیاوی وقار حاصل ہو۔

فوجی خدمات سے ملکی صیغہ مین انکی تبدیلی اس غرض خاص سے ہوئی تہی کہ شاید یہان قناعت و توکل اختیار کرین مگر عادت والی عادت نہین چہٹتی۔ یہان بہی انکی دست درازیون نے اپنے وہی اصول قائم رکہے۔ دربار خلافت مین جب یہہ امر تحقیق تک پہونچگیا تو ان مین اور حضرت عمر مین اسکے متعلق جو خط وکتابت ہوئی اور اسکا جو نتیجہ نکلا اوسکو ہم شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا کے ترجمہ سے ذیل مین لکہتے ہین۔

خلیفہ دوم کا خط عمر عاص کے نام

عمر ابن الخطاب نے عمر ابن العاص کو لکہا کہ مجہکو مال کثیر ہاتھ لگا ہے اور تیرے پاس اونٹ بکریے۔ بہیڑ اور حشم خدم فراہم ہوگیا حالانکہ یہہ چیزین تجہکو اس سے پہلے میسر نہین تہین۔ تو نیز اوظیفہ مملکت اسلام مین اسقدر مقرر ہے کہ اوس سے یہہ سامان فراہم کئے جاسکین۔ پہر یہہ سامان کہان سے آگیا۔ ہمارے پاس صحابہ اولین ومہاجرین سابقین سے بہت سے لوگ ایسے موجود تہے کہ ہم اونکو اس کام پر بہیجتے مگر ہم تجہکو غنی اور مالدار سمجہتے تہے اسوجہہ سے ہم نے تجہکو اپنا عامل مقرر فرمایا پس اگر تو نے اپنا نفع کیا اور ہمارا نقصان تو پہر ہم تمکو کب بحال رکہینگے۔ اسکا جواب جلد دے کہ یہہ مال تو کہان سے لایا

عمر عاص کا جواب

آپ کی تحریر بہت صحیح ہے جو کچہہ ہم اون شہرون مین رہتے ہین جہان چیزین بہت ارزان ملتی ہین اور ہم دافر ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے وظیفہ مقررہ مین سے انتظام کرکے کچہہ پس انداز کر رکہا تہا اوسی سے یہہ حشم وخدم فراہم کیا ہے۔ خدا کی قسم

اے عمر اگر تمہارے مال مین ہمکو تصرف جائز بھی ہوتا تاہم تمہارے مال مین ہم خیانت نکرتے کیونکہ تم نے ہم پر اعتبار کیا تہا - اب تم اپنی رنجش کم کرو - باقی صحابہ اولین و مہاجرین سابقین کے متعلق جو لکہا ہے کہ کیون اونکو عامل مقرر نہین کیا تو ہم نے اسکے لئے درخواست بہی نہین کی تہی

عمر عاص نے اگرچہ اس مصنوعی تحریری حیلون سے اپنی بہت کچہہ صفائی دکہلائی اور حتی المقدور اپنی برآءت ظاہر کی اور ایکطرح سے معافی بہی مانگی مگر وہ امر ایسا کچہہ تحقیق پا چکا تہا کہ خلیفہ وقت کو انکی فردبیان پر اعتبار نہ آیا اور محمد مسلمہ کو اونکی جگہہ مقرر فرمایا - محمد مسلمہ کی معرفت جو عتاب آمیز خط عمر عاص کو لکہا گیا - وہ بہی ہم ازالۃ الخفا کا اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین

عمر عاص کی معزولی کا پروانہ

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا - ہمکو تمہاری اس چاپلوسی اور طلائم باتون سے کوئی علاقہ نہین ہے - تملوگ جہان کہین عامل بناکر بہیجے جاتے ہو تو بالعموم مال خدا مین تصرف کرتے ہو اور پہر ہمکو معذرت نامے لکہتے ہو - جو کچہہ کہاتے ہو وہ آتش جہنم سے کہاتے ہو اور اپنے وارثون کے لئے ننگ و عار چہوڑ جاتے ہو - اب ہم محمد مسلمہ کو بہیجتے ہین کہ تیرا مال نصف تقسیم کرلے

محمد مسلمہ اور عمر عاص

جب محمد مسلمہ یہہ خط لیکر پہونچے تو عمر عاص نے کہانا پکوا کر اونکے لئے بہیجا محمد مسلمہ نے کہانا لینے سے انکار کیا عمر نے پوچہا تو جواب دیا کہ یہہ رشوت کا مقدمہ ہے - اگر مہمانداری کے طور پر پکواتے تو ہم کہا بہی لیتے - اپنا کہانا لیجاؤ اور مال لیکر آؤ دوسرے دن مال حاضر کیا گیا محمد مسلمہ نے اوسکے دو حصے کیے - ایک حصہ ضبط ہو کر مدینہ بہیجا گیا دوسرا عمر عاص کو واپس دیا گیا عمر عاص کی آنکہون مین یہہ دیکہکر خون اوتر آیا - غصہ مین بیتاب ہو کر کہنے لگے - خدا لعنت کرے اوس دن پر جبدن ہم عمر ابن الخطاب کے نوکر ہوئے تہے

حضرت عثمان اور عمر عاص

خلافت ثانی مین جو اونکی کیفیت ہوئی وہ معلوم ہو چکی - مصر کی معزولی کے بعد یہہ گہر بیٹہے تو خلافت دوم کے خاتمہ تک گہر ہی بیٹہے رہے - پہر اسی بیکاری مین تہے کہ حضرت عثمان کی خلافت کے ایام شروع ہو گئے اور پہر مصر کے قدیم عہدہ نظامت پر مقرر ہو گئے - سات برس تک تو پوری آزادی اور خود مختاری سے بسر کرتے رہے لیکن خلیفہ عصر کی پوالیسی بدل گئی اور اونکی توجہہ اقربا پروری کے اصول پر قائم ہو گئی - اور اسی بنا پر مروان نے حضرت عثمان سے ممالک افریقہ کا خراج اپنے نام ہبہ کرا لیا عمر عاص کو مروان کیطرف سے خلش پیدا ہو گئی -

مصر کی امارت سے عمر معزولی

جب مروان کو انکی مخالفت کی خبر لگی تو انہون نے حضرت عثمان کے کان انکی شکایتون سے بہر دیے نتیجہ یہہ ہوا کہ مصر سے یہہ معزول کر دیے گئے اور انکی جگہہ پر عبد اللہ ابن ابی سرح امیر مصر بناکر بہیجے گئے - عمر عاص نے مجبور ہو کر عبد اللہ ابن ابی سرح کو چارج تو دیدیا مگر چارج دینے اور معزول ہونے کے دوسرے ہی دن - ام کلثوم حضرت عثمان کی چہوٹی بہن کو - جو مدت سے اکے حبالہ نکاح مین تہین - طلاق دیدی اور خلیفہ عصر کی قرابت کو عداوت

تبدیل کر دیا طبری ترجمہ فارسی مطبوعہ لکھنو

محاصرۂ عثمان مین عمر عاص کا طرز عمل

بغاوت کے زمانہ مین جب تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ خلیفہ عصر کی مخالفت پر امادہ ہوکر اونسے توبہ کرانے پر متفق ہوگئے اور اونکی تعمیل و تقدیم کے لئے سب جمع ہوئے تو اونمین مصر کا گروہ مخالف بہی تہا اور اوسکے راس الرئیس عمر عاص تہے ہم اس واقعہ کو ازالتہ الخفا کی عربی عبارت مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔

ای عمرو بن العاص قام الی عثمان وھو یخطب الناس فقال یا عثمان قد رکبت بالناس من النھار وکبوھا منك فتب الی اللہ عزوجل ولیتوبوا فالتفت الیہ عثمان وقال ھھنا یا ابن النابغة ثم رفع یدیہ واستقبل القبلة وقال اتوب الی اللہ اللھم انی اول من تاب الیك

حضرت عثمان مجمع عام مین خطبہ پڑھ رہے تہے عمر عاص نے کھڑے ہوکر کہا کہ تم نے لوگون کو بہت دق کیا اور وہ لوگ بھی تم سے بہت تنگ اگئے۔ اب تم خدا کی درگاہ مین توبہ کرو۔ عثمان نے اونکی طرف متوجہ ہوکر کہا اے زانیہ کے بیٹے تو بھی یہین موجود ہے۔ پھر قبلہ رو ہوکر اپنے دونون ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ مین خدا کی درگاہ مین توبہ کرتا ہون اور پروردگار مین پہلے تیری ہی درگاہ مین توبہ کرتا ہون۔ ازالتہ الخفا۔ طبری جلد چہارم ص ۴۴۴؂

عمر عاص اور قتل عثمان پر مسرت

جب حضرت عثمان کے معاملات سے اونکو پوری مایوسی ہوگئی تو انہون اپنی قدیم عادت کے موافق موقع سے ٹل جانے کو مصلحت سمجہا اور فلسطین چلے گئے۔ یہہ فلسطین مین او معویہ شام مین بیٹھے کے بیٹھے رہگئے اور مدینہ مین حضرت عثمان گھر مین گھسکر مار ڈالے گئے۔ طبری لکھتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ حضرت عثمان سے خلاف ہو رہے تھے مگر کسی شخص نے انکے واقعہ قتل پر اظہار مسرت نہین کیا سوا اے عمر عاص کے۔ اونکی اصلی عبارت یہہ ہے۔

ہیچکس بر قتل عثمان شادی نکرد الا عمر عاص

قتل عثمان پر کسی شخص نے خوشی نہین منائی سوا اے عمر عاص کے۔"

امام عبد البر نے استیعاب مین اسکو زیادہ تشریح سے یون لکہا ہے۔

فلما ولاہ یعنی مصرا وعزل عمرا بن العاص اجعل عمر ابن العاص یطعن علی عثمان وتولت علیہ ویسع فی فساد امرہ فلما بلغ قتل عثمان وکان معتزلا بفلسطین قال انی اذا کان قرحة ادمیھا اونحو ذلك

جب عمر عاص کو مصر کا والی مقرر بھی کیا اور پھر معزول بھی کر دیا تو عمر عاص نے حضرت عثمان پر طعن و تشنیع بھی کی اور اونکو چھوڑ دیا او فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی او جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر اونکو ملی تو یہہ فلسطین مین جاکر عزلت گزین ہو چکے تہے۔ کہنے لگے کہ ہم جسکو ضرب لگاتے ہین تو خون نکالے بغیر نہین رہتے۔ او اسیطرح کی او باتین بھی کہین

تین خلافتون تک تو عمر عاص کی یہہ کیفیت تہی جسکو ہم تفصیل سے لکھ چکے۔ جو کچھہ حسن عقیدت۔ ارادت او خلوص و محبت انکو اپنے واجب الاحترام خلفا کے ساتھ تہی وہ انکے طرز عمل سے ظاہر ہوگئی۔ حضرت عثمان کے ساتھ جو انکے خیالات تہے وہ صاف

صاف بتلارہے ہین کہ انکو اونکے ساتھہ کسی قسم کی مروت اور لحاظ رکھنے کیلئے اونکے دل مین جگہہ نہین تھی۔ مگر زمانہ کا انقلاب طبیعت کا تغیر خیالات کا تبدل اسی کو کہتے ہین کہ سال ڈیڑہ سال ہی کے اندر مصر کی امارت کے شوق نے انکو ایسا مجبور کردیا کہ جنکے خون کرنے پر یہہ خود آمادہ تہے۔ اونہین کے خون کے دعویدار بنکر اور اون بزرگ کے خون بہا لینے پر جنکے قتل پر سوا ے انکی کوئی دوسرا شخص خوش نہین ہوا تھا۔ اتنی تندہی اور جانفروشی سے کام لے رہے ہین کہ امیر المومنین خلیفۃ العصر حضرت علی ابن ابیطالبؑ اپنے امام برحق اور خلیفہ رسولؐ مفترض الطاعت سے جسکی بیعت اور اطاعت اسلام کے تمام عمائد و اشراف کرچکے تہے۔ لڑنے پر آمادہ ہین اور اوسکے بیگناہ قتل پر اپنے ہمراہ ایک لاکھ پچیس ہزار کی جمعیت کو صفین کے میدان مین کھڑا کر رکھا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

حلافت علی مین عمر عاص کی مخالفانہ اور منافقانہ کارنامے

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قتل عثمان کے وقت عمر عاص فلسطین مین تہے۔ اور معویہ شام مین بیعت علی سے لیکر واقعات بصرہ و جنگ جمل تک یہہ دونو اپنے اپنے مقام پر خموش بیٹھے رہے اور اپنی کشود کار کا انتظار کرتے رہے معویہ جب جنگ صفین کا سامان کرنے لگے اور اپنی ہمسایہ ہم آہنگ معین و مددگار کو سمیٹنے لگے۔ تو عتبہ ابن ابوسفیان کے مشورے سے انکو بہی طلبی کا خط لکہا گیا۔ عمر عاص ایسے کیا تہے کہ بغیر اپنا کون گانٹھے کسی کے گانٹھنے مین آسانی سے چلے آتے۔ اسلیئے جس بیرخی اور زبانی صفائی سے انکی خط کا جواب دیا گیا ہے اوسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

واما بعد فانی قرائت کتابک وفهمته فاما مادعوتنی الیه من خلع ربقة الاسلام من عنقی والتهور معک فی الضلالة واعانتی ایاک علی الباطل واختراط السیف فی وجه امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام وهو اخو رسول الله صلعم وولیه ووصیه ووارثه وقاضی دینه ومنجز وعده وهو زوج سیدة نساء العلمین وابو السبطین الحسن والحسینؑ سیدی شباب اهل الجنة واما قولک ان امیر المومنین واشار الصحابة الی قتل العثمان فهو کذب وزور وغوایة ویحک یا معویه اما علمت ان امیر المومنین بذل نفسه الله تعالی وبات علی فرش رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقال فیه من کنت مولاه فعلی مولاه لا یخدع ذا عقل وذا دین والسلام

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ تم مجہو اس امر پر ترغیب دیتی ہو کہ مین دین سے خارج ہوجاون اور تیرے ساتھہ گمراہی و ضلالت مین شریک ہوجاون امیر المومنین کے مقابلہ مین باطل کی مدد پر تلوار کھینچون حالانکہ حضرت علیؑ برادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داماد ہین اور وارث۔ اور اونکے دین کے ادا کرنے والے۔ اونکے وعدون کے پورا کرنے والے سیدۃ نساء العلمین کے شوہر سبطین رسولؐ اللہ۔ حضرات حسنؑ و حسینؑ سرداران جوانان بہشت کے باپ ہین۔ باقی رہا تیرا یہہ قول کہ امیر المومنین علیہ السلام کی اشتعال سے صحابہ قتل عثمان پر راضی ہوے ہین۔ بالکل جہوٹ اور سراسر بہتان ہے اور افترا افسوس ہے تیرا اے معاویہ۔ کیا تجہکو معلوم نہین کہ علی وہ بزرگ ہین جنہون نے اپنی جان خدا کی راہ مین بیچ ڈالی اور فرش رسول پر اونکی جگہہ سو رہے اور انحضرت صلعم نے اونکی شان مین فرمایا ہے کہ مین جسکا مولا ہون اوسکے علی مولا ہین اب تمام امور سے ایک عقل رکھنے والا (ہوشیار) اور دین رکھنے والا (دیندار) شخص کیسے پہر سکتا ہے۔

معویہ اور عمر عاص ایک ہی پاٹ شالے کے پڑے ہے تہے۔ جیسے یہہ قابو پرست ویسے ہی یہہ ابن الوقت۔ عمر عاص کا یہہ خشک جواب پاکر خموش ہوگئے۔ مگر اسکی مقدار حقیقت اور لکہنے والی کی انداز طبیعت پر پورا یقین کرکے موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ممکن تھا

معویہ اپنی خودداری تھوڑے دن اور سنبھالتے مگر اُنکی حاجتمندی اور ضرورت وقتی نے عمر عاص کے آگے انکا سر نیاز جھکوا ہی دیا۔ تفصیل یہہ ہے۔

عمر عاص اور معویہ کی جانبداری کے مسئلہ میں بیٹون سے مشورت

آخر بار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے عبد اللہ ابن جریر البجلی معویہ کے پاس یہہ تصفیہ کن خط لیکر آیے جسمین معاویہ سے یہہ استفسار کیا گیا تہا کہ وہ لکھ بھیجے کہ معاملہ بمصالحت طے کیا جایے یا جنگ ہوگی۔

اس نامئہ مبارک کی تاکیدی مضامین نے معویہ صاحب کو پریشان اور بدحواس کر دیا۔ قاصد کو ٹھہرایا اور عمر عاص کو یہہ خط فوراً لکھوایا

امیر المومنین کا قاصد کوفہ سے آیا ہے۔ ہم نے اوسکو تمہارے انتظار مین ٹھہرایا ہے۔ تم یہان آؤ تو جیسی صلاح ہو ویسا کیا جاوے۔ اپنے آنے مین ذرا بھی توقف نکرو تعمیل مین تعجیل کرو۔ والسلام

(ترجمہ اعثم کوفی باب الصفین مطبوعہ دہلی ص ۲۵)

یہہ خط پاکر عمر عاص نے اپنے بیٹون سے صلاح لی۔ اُنکے دو بیٹے تھے محمد اور عبد اللہ۔ عمر عاص نے دونون کو بلایا اور معویہ کا خط دکھلایا جب وہ خط پڑھ چکے تو اون سے اونکی رایے پوچھی۔ بڑے بیٹے عبد اللہ نے کہا جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ بھی تجھسے ہرطرح راضی وخوشنود تھے۔ اون کے بعد جب دونون خلفانے رحلت کی تو وہ بھی تجھسے خوشنود تھے۔ اونکے بعد عثمان کے قتل کا واقعہ گذرا تو تم اوسوقت مدینہ مین تھے ہی نہین۔ لہذا اس معاملہ مین تم پر کوئی الزام لگا ہی نہین سکتا۔ ان باتون کے علاوہ خدا نے تمہین فراغت اور اطمینان بہت کچھ دیا ہے۔ تم کسی کے محتاج نہین ہو۔ تمکو خلافت کی خواہش بھی نہین ہے۔ اب باعتبار عزت وحرمت کے تمہارے لئے زیبا نہین ہے کہ محض حصول دنیا کے لئے جو ایک گیاہ فانی سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے اس بڑہاپے کو تم رنج ومصیبت مین مبتلا کرو اور علیؓ ابن ابیطالب کے ساتھ جو چچازاد بھائی۔ داماد اور وصی حضرت ختم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین عداوت پیدا کرو اور خدمت وملازمت معویہ ابن ابوسفیان کی قبول کرو۔ تمکو بکمال سعادت اپنے گھر مین خاموش رہنا چاہئیے اور بیٹھے بیٹھے دیکھنا چاہئیے کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔

اسکے بعد عمر عاص کے دوسرے بیٹے محمد نے سر اوٹھاکر کہا کہ مین عبد اللہ کی رایے کو پسند نہین کرتا کیونکہ گھر بیٹھے رہنا بوڑھے اور پست ہمتون کا کام ہے اور آج خلیفہ عصر حضرت عثمان محض بیقصور قتل کئے گئے۔ معویہ اونکے قصاص پر آمادہ ہے۔ اسوقت تمہارا شمار قوم قریش مین افسر اور حاکم کے طبقہ مین ہو رہا ہے اور تمہاری شہرت وناموری کا ہر جا تم چرچا ہے اور تم کسیطرح معویہ سے کم نہین ہو اگر اس کام سے دست بردار ہو جاؤ گے اور گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ کے طے ہو جانیکے بعد کوئی عظمت وحرمت تمکو نہین ملیگی۔ بلکہ تمہاری اس شرافت مین بھی بٹہ لگے گا۔ میری تو یہی صلاح ہے کہ تمکو شام مین جاکر معویہ ابن ابوسفیان سے ملنا اور حضرت عثمان کے خون کا قصاص طلب کرنا چاہئیے۔ تاکہ معویہ کے سردارون مین تمہارا بھی شمار ہو جایے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۱۱

عمر عاص نے عبد اللہ اور محمد کی مختلف صلاحون کو بغور سنکر یہہ فیصلہ سنا دیا کہ عبد اللہ مجھے آخرت کیطرف کھینچتا ہے اور محمد مجھے دنیا کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور حقیقت حال یہہ ہے کہ بیٹون نے بوڑھے باپ کو دوراہے مین ڈال دیا۔

عمرو عاص

عیسائی کاہن گھر کے غلام سے مشورہ

صاحب روضۃ الصفا کی تحقیق مین عمر عاص نے اس مسئلہ مین ایک عیسائی کاہن سے بھی رائے لی تھی اور امام طبری لکھتے مین اپنے غلام وردان سے بھی مشورہ لیا تھا۔ اور وردان نے اسکو محمدؐ سے ملتی ہوئی رایے دی تھی۔ اور کاہن عیسائی نے بھی کہدیا تھا کہ حضرت علیؑ کی خلافت دیرپا ہوگی اور معویہ کی امارت بہت دنون تک مستقل ہیگی اسوجہہ سے عمر عاص نے محمدؐ کی رایے کو اختیار کیا۔ اور فلسطین سے شام مین پہونچگیے۔

عمر عاص اور معویہ خلوت مین خلافت کے خلاف مشورت

سے آمد آن یارے کہ من میخواستم۔ عمر عاص کے اجانے سے معویہ بہت کچہہ مطمئن ہوگیے اور بڑی عزت حرمت سے انکی دعوت وضیافت اور ارام وراحت کے سامان مہیا کیے۔ اپنے پہلو مین جگہہ دی اپنے تمام امور کا وزیر مشیر اور مدار المہام بنایا۔ یہہ سب باتین معویہ کیطرف سے اعلے پیمانہ پر ہوئین مگر ان تمام تکلفات سے عمر عاص کی قلبی تسکین اور دلی اطمینان نہین ہوا اسلئے کہ سے دیدہٴ من در تلاش دیگر است۔ عمر عاص تو اور ہی فکر مین تہے جسکا فوری اظہار وہ کسیطرح پسند نہین کرتے تہے۔ ابھی تو وہ صرف معویہ کی ضرورتون کی مقدار و وزن سمجہہ رہے تہے۔

اخر ضبط اظہار کب تک۔ ایکدن معویہ نے خلوت مین ان سے اپنے دلی راز کو اسطرح بیان کیا کہ مجھکو تین سگلون نے ایکبارگی گہیر لیا ہے۔ سمجہہ مین نہین آتا کیا کرون اور انکو کیسے دفع کرون اوّل تو یہہ کہ محمد ابن حذیفہ مصر کا جیلخانہ توڑ کر نکل بہاگا ہے اور وہ میرون کی بھی سازش مین لا رہا ہے۔ مین اسکی شریر طبیعت سے واقف بھی ہون اور خائف بھی۔ دوسری یہہ کہ قیصر روم اپنے لشکر عظیم کے ساتھہ شام کے قصد سے نکلا ہے۔ تیسری علی ابن ابیطالب کوفہ مین بیٹھکر اور افواج کثیر جمع کر کے ملک شام پر چڑہائی کرنیوالے ہین مین انکے دفع کرنیکی کیا صورت نکالون

تہوڑی دیر تامل کر کے عمر عاص نے جوابدیا کہ اگرچہ یہہ تینون باتین تمہاری پریشانی کا باعث ہین لیکن تمکو مطمئن رہنا چاہیے۔ محمد حذیفہ کا معاملہ آسان ہے۔ اوسکے لیے لشکر بھیجدینا چاہیے اگر وہ بھاگ جایے تو خیر۔ نہین تو یہہ لوگ اوسے گرفتار کر لائین۔ قیصر روم کا معاملہ بھی چندان دشوار نہین۔ طرح طرح کے ہدیے۔ قسم قسم کے چاندی سونے کی چیزین اور اسباب اوسکے پاس بھیجکر اوسے راضی کر لینا چاہیے اور اسکے بعد جانبین سے مصالحت طے ہوجانا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلح کر لے گا اور اوسکا معاملہ بمصالحت طے پا جایے گا۔

اب رہا امیر المومنین کا معاملہ وہ البتہ سخت دشوار ہے۔ اسلیے کہ تمکو کوئی شخص اونکے برابر نہین سمجھتا اور اونکو تم پر ہر طرح ترجیح حاصل ہے۔ معویہ نے کہا کہ علی ابن ابیطالب نے خلیفہ عمر کے ایسے برگزیدہ شخص کے قتل وہلاکت کی فکر و تجویز کی۔ اسوجہہ سے خدا کے گنہگار ہو۔ عمر عاص نے اونگلی دانتون مین دبائی اور کہنے لگے۔ ایے معاویہ تمکو ایسا نہین کہنا چاہیئے۔ علیؑ اج روے زمین پر عالم بے مثل ہے صدہا فضائل و کمالات اونکو ایسے حاصل ہین جو کسی دوسرے کو نصیب نہین

معاویہ عمر عاص کی یہہ تقریر جو۔ من چہ می سرایم و طنبورہٴ من چہ می سراید۔ کا مصداق تھی۔ سنکر سخت گھبرا گیے حقیقت مین عمر عاص اسوقت تک معویہ کی طبیعت کا صرف اندازہ لے رہے تہے اور خالی معویہ کو مرعوب بنانے کے لئے یہہ ظاہری اور نمائشی تقریر کر رہے تہے۔ اس اثنا مین معویہ نے کچہہ سوچکر کہا کہ جو حالات و اوصاف تم نے علیؑ کے بیان کئے۔ بیشک وہ ایسی ہی ہین

مگر میری دلی خواہش یہہ ہے کہ مین قصاص عثمان کے بہانہ سے علیؑ کے ساتھ جنگ کرون اور اون پر خون عثمان کی تہمت لگاؤن معاویہ کی یہہ تقریر سنکر عمر عاص ہنس پڑے اور کہنے لگے پہلی ہمین یہہ بتلادو کہ تمہین اس معاملہ سے کیا مطلب ہے اور تمکو اس قصاص سے کیا واسطہ - کیونکہ جب عثمان کو لوگون نے محصور کر رکھا تھا اور عثمان نے اپنا خاص ادمی بھیجکر تمہین اپنی حمایت مین بلایا تھا اوسوقت تو تم نہ خود گئے اور نہ تم نے کوئی مدد بھیجی اور اخروقت تک تم نے اونکی کوئی مدد نہین کی اور اب اونکے محصو عثمان کی قصاص طلبی کر رہے ہو کیسی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ یہہ تو تمہارا حال تھا اب ہماری کیفیت سنو - جسوقت عثمان محصور ہو چکے تو مین اونکو اسی حالت مین چھوڑکر مدینہ سے فلسطین چلا آیا - ایسی حالت مین تم ہو یا ہم - کس موہنہ سے عثمان کا قصاص طلب کر سکتے ہین

ولایت مصر کا اقرارنامہ

عمر عاص نے نہایت صفائی سے کہدیا کہ مجھے ولایت مصر کی خواہش ہے - وہ مجھے دیدی جایے تو پھر مین سب کچھ کر سکتا ہون - معویہ نے کہا عراق مصر سے کم نہین ہے - عمر عاص نے کہا جب تم نے ملک شام اپنے لئے پسند کر لیا ہے تو ولایت مصر مجھے دیدینے مین کیا عذر ہے - معاویہ کو اسمین تامل ہوا - مگر اخر مین ضرورت سے مجبور ہو کر ممالک مصر کی ولایت دی جایکا اقرارنامہ عمر عاص کے نام لکھ دیا اور تمام اہل شام کی گواہیان لکھوادین اور مہرین کرادین اعثم کوفی - روضۃ الصفا

بھائی بھائی مین لڑائی

عمر عاص نے یہہ اقرارنامہ اپنے چچیرے بھائی کو دکھلایا وہ کہنے لگا کہ تجھکو ہرگز مطمئن نہونا چاہیئے اس امر پر کہ ولایت مصر تجھکو مل گئی کیونکہ مصر والون کا اعتبار ہی کیا ہے ابھی ابھی انھین لوگون نے خلیفہ عثمان کے ساتھ کیا کیا - عمر عاص بولے بھائی یہہ سب تقدیری معاملات مین - اسمین علیؑ اور معویہ کو کیا دخل ہے - ممکن ہے کہ ولایت مصر مجھکو ملجایے اور وہ میرے لئے باعث ثروت و شہرت ہو - بھائی نے جوابدیا تم سخت غلطی کر رہے ہو - تم نے سمجھ لیا ہے کہ معویہ تمہارا غرضمند ہے - حالانکہ وہ تیرا دین تو خراب کر چکا ہے اب دنیا بھی خراب کرنا چاہتا ہے - رفتہ رفتہ ان دونون بھائیون کی گرفتاری کا تذکرہ معویہ کے کانون تک پہونچا عمر عاص کے چچیرے بھائی کی گرفتاری کا حکم ہو گیا - وہ شام سے بھاگ کر کوفہ مین پہونچا امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین پناہ گزین ہوا اور جو کچھ اسکی اور عمر عاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی مفصل عرض کر دی - اعثم کوفی ص ۲۴۳ روضۃ الصفا جلد ثانی - ابوالفدا (ترجمہ اردو) مطبع انصاری دہلی

عمار یاسر

جنگ صفین شروع ہو گئی - جانبین سے چوتھے مقابلہ کا دن ہے - طرفین سے لوگ تیار ہین - حملہ کا انتظار ہے اس اثنا مین عمر عاص نے ابوانوح کو پاس بلاکر کہا کہ عمار یاسرؓ کے پاس جاکر کہو کہ اگر تمکو فرصت ہو اور کوئی شے مانع نہو تو تم ہمارے پاس چلے اؤ تو ہم تم ملکر جانبین میں مصالحت کرادینے کی کوئی فکر کرین اور باہمی اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نکالین چنانچہ ابوانوح حضرت عمار یاسر کی خدمت مین حاضر ہوا اور عمر عاص کا پیغام کہہ سنایا - عمار یاسرؓ نے فرمایا - مین ضرور آونگا میرے لئے کوئی مانع نہین ہے اور کوئی وجہ تامل نہین ہے - مین عمر عاص کی اس تجویز سے احسانمند ہون گا - اسکے بعد معویہ کی لشکرگاہ مین اپنے چند معتقدون کو لیکر حضرت عمار یاسرؓ تشریف لیگئے - عمر عاص اور سرداران شام اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے اونکی خدمت مین حاضر ہوئے

حضرت عمار یاسرؓ نے پہلے تو بطور خود عمر عاص کو بہت کچھہ پند و نصیحت کی۔ پہر اونکو اور تمام حاضرین اہل شام کو مخاطب کر کے یہہ تقریر فرمائی

لشکر شام مین عمار یاسرؓ کا خطبہ

ایہا الناس۔ مجھے یقین ہے کہ تملوگون نے حضرت عثمان کے واقعہ کی نسبت تمامی حالات مفصل طور پر سنین ہونگے اور یہہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے ان کی رسم و راہ ترک کردی تہی اور بہت سے ایسے لوگ بھی تہے جو اہل بلوا کو ان پر مستعد کرتے تہے۔ اس سبب سے کوئی شخص علم اس سے کہ اوسکا شمار صحابہ مین ہو یا عامۃ المسلمین مین۔ دار الخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا اور نہ کسی طرح انکی مدد کی۔ محاصرہ مین انلوگون کی عموما یہہ حالت رہی کہ وہ گھر سے مسجد تک نہ اتے تہے۔ طلحہ و زبیر کے جو حالات تہے وہ بہی تملوگون نے سُنے ہونگے۔ انہون نے جیسا عہد و پیمان توڑا وہ بھی تم نے سُنا ہوگا۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے بلوائیون کو جو کچھہ انکے قتل کی نسبت لوگون کو ترغیب و تحریص دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے اور یہہ امر اونکو اسوجہہ سے لاحق ہوا کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کردیا تہا پہر حضرت عائشہ نے جو کچھہ عثمان کے حق مین فرمایا وہ بھی تم نے سُنا۔ اس پر بہی مادر مومنان نے انہین کا قصاص طلب کیا۔ باوجودیکہ ام المومنین عائشہ کو خدا ے سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین ہے۔ اب ان لوگون کے معاویہ ابن ابو سفیان اسی قصاص کے لئے اوٹھے ہین اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے قصاص عثمان طلب کر رہے ہین اور اون سے قاتلان عثمان کو طلب کر رہے ہین حالانکہ یہہ امر اونکو اور تمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان کے واقعہ مین حضرت علی کی کوئی شرکت نہین تہی۔ اس معاملہ مین مجھسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ اور ان واقعات مین (اے عمر عاص) تمکو حکم بننا چاہیئے اور غور و تامل سے کام لینا چاہیئے کہ معویہ کس حق سے امر قصاص مین اپنے آپ کو حقدار سمجھتا ہے۔ اور اسمین اوسکو کون سا منصب اور کون سا حق حاصل ہے اسلیئے کہ نہ تو وہ عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا وصی اور نہ ولیعہد۔

عمر عاص یہہ تقریر سنکر کہنے لگے کہ اے ابو الیقظان (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہے) جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے واقعات عہد شکنی طلحہ و زبیر بہی صحیح ہین اور قتل عثمان پر اہل بلوہ کی ترغیب و تحریص بھی ٹھیک ہے اور اسمین حضرت عائشہ بھی شریک تھین اور یہہ بھی صحیح ہے کہ ان امور مین سے اکثر کو تم نے خود دیکھا ہے اور بعض کو معتمد اور معتبر اشخاص سے سُنا ہے اب رہا یہہ امر کہ معویہ خون عثمان طلب کرتا ہے تو معویہ اس معاملہ مین حق پر ہے اس لئے کہ عثمان بھی سلسلہ بنی امیہ مین داخل تہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے۔ حضرت عثمان کی خاص شفقت معویہ کے حال پر برابر رہتی تھی وہی شفقت اج اونکو اونکے طلب قصاص پر توجہہ دلا رہی ہے اور یہہ سب باتین ظاہر ہین جنکے بیان کی بھی حاجت نہین۔ ہملوگ یہان حسب و نسب کی تفصیل کرنیکی غرض سے نہین آئے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ اس لڑائی کی کیفیت کو جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے اسمین بیان کرین اور اوسکے نیک و بد نتائج پر سوچین اور غور کرین اسلئے کہ لشکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین تم سب سے بڑھکر ممتاز ہو تمہاری عزت و حرمت بھی بڑھی ہوئی ہے شاید تمہاری ہی وجہہ سے یہہ تمام رنج و تشویش دور ہو جاے اور تمہارے ہی وسیلہ سے کچھہ انتظام ہو جاے اور اس اگ پر پانی پڑجاے اور یہہ غبار عظیم بیٹھہ جاے اور ادمیون کا خون بہنے سے بچ جاے۔ اے ابو یقظان اخر تمکو خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم نماز پڑہتے ہین ہم بھی اوسی قران کی تلاوت کرتے ہین جسکی تم تلاوت کرتے ہو۔ اور ہم بھی اوسکے اوامر و نواہی کی ویسی ہی تعمیل کرتے ہین جیسے کہ تم

ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی۔ مگر با این ہمہ ہمارے تمہارے مخالفت کی یہہ شکل ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اور دوسرا اوتار رہا ہے۔

عمار یاسر رض نے جواب دیا۔ اے عمر عاص۔ تو کب تک باتین بناتا رہیگا اور کہان تک یہہ منافقانہ اور متحیرانہ گفتگو کرتا رہیگا یہہ ظاہر ہے کہ تو نہ گل نرگس کیطرح شوخ رنگ ہے اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہے۔ پہر تجہکو گل سوسن کی طرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہے تو نے جو یہہ کہا کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ بحمد اللہ یہہ کلمات تیرے مونہہ پر جاری تو ہوئے۔ مگر تیرے ہمراہیون کو برے رفیقون سے کیا کام۔ خدا پرستی۔ قران خوانی۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شعار ہو نہ تمہارا نہ تمہارے رفیقون کا۔ ہم خدا و رسول ص کے دوست ہین۔ ہملوگ سازش اور ریاکاری سے دور ہین۔ تو مال و جاہ پر ایسا حریص ہو رہا ہے کہ ہدایت اور ضلالت کو نہین پہچانتا سعادت اور شقاوت کی تمیز نہین کرتا۔ تجکو اس نیلگون اسمان کے نیچے کانٹون کی ڈہیر پر گلاب کے پہولون کا یقین ہوتا ہے۔ مجہکو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار رض تم ایک جماعت سے لڑوگے جو خدا کے اوپر اپنے عہد و میثاق کے توڑ دینے کو جائز سمجہین گے چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور جہسے جہان تک ہوسکا مین نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی بجہسے آنحضرت صلعم نے یہہ بہی فرمایا تہا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے تیغزنی کروگے اور قاسطون اور بیداد گرون سے لڑوگے۔ ظاہر ہے کہ تملوگ اوسی جماعت مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہے جو بیان ہوئی۔ پہر آنحضرت صلعم نے قتال مارقین کے بارے مین بہی جو دین خدا سے اسطرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر۔ ارشاد فرمایا ہے۔ مگر مین نہین جانتا کہ اوس گروہ کو بہی مین اپنے زمانہ حیات مین پاون گا یا نہین۔ کیون۔ اے عمر عاص۔ سچ کہہ۔ تو نے علی ع کی شان مین آنحضرت صلعم کو یہہ کہتے سنا ہے یا نہین کہ مین خدا کا رسول اور دوست ہون اور علی ع میرا دوست ہی۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کس کے دوست ہو۔ عمر عاص نے جہنجہلا کر کہا۔ عمار رض مین تو تم سے بملائمت باتین کرتا ہون اور تم مجہی گالیان دیتے ہو۔ ترجمہ اعثم کوفی ص ۲۴۵ مطبوعہ دہلی

حضرت عمار یاسر کی تاثیر تقریر

عمر عاص کو عمار یاسر رض کی تقریر سے مایوسی ہوگئی وہ لشکر شام مین لوٹ آیا۔ تو اہل شام کے ایک گروہ نے اس سے دریافت کیا کہ ہم نے نہایت معتبر اور مستند لوگون سے عمار رض کی نسبت آنحضرت صلعم کی یہہ حدیث سنی ہے کہ عمار یاسر رض کو حق چارون طرف سے گہیرے ہے۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کی۔ یہہ سنتے ہی حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف لشکر شام سے روانہ ہوکر حمص کیطرف چلے گئے۔ یہہ دیکہکر عمر عاص نے اپنی تصدیق کی یون تاویل کی کہ ہم عمار سے جدا کب ہین۔ تم نے ابہی نہین دیکہا کہ ہم اور وہ کس یکدلی اور اطمینان سے باہم گفتگو کر رہے تہے۔ اونکا شمار ہم مین ہے اور ہمارا شمار اون مین۔ عمر عاص کے پاس اوسوقت ذوالکلاع رض بہی تہا بیساختہ بول اوٹہا کہ اے عمر عاص تو انکو کیون فریب دیتا ہی۔ جو کچہہ تیرے اور عمار یاسر رض کے درمیان گذرا اوسکو مین نے اپنے کانون سے سنا اور اپنی آنکہون سے دیکہا۔ عمار یاسر رض نے اپنی سیف زبان سے تجہکو ایسا گہائل کر دیا جیسے کولہو کا بیل۔ تو اون کی فصاحت و گویائی کا جواب نہ دیسکا۔ اچہا ہوتا کہ وہ نہ آتے اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبید اللہ ابن سوید ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا کہ تجہکو کیا پڑی تہی جو اس صحبت مین شریک ہوا۔ ذوالکلاع بولا صرف اس حدیث

یا عمار ستقتلک الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة اے عمار۔ تمکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تم اوسکو جنت کیطرف بلاتے

عمر عاص

...یا عولت الی النار

ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کی طرف۔

اس جلسہ مین عبد اللہ ابن عمر التمیمی بھی تہا وہ بھی ان دونون کی گفتگو سن رہا تہا اور جانبین کی دلیلون پر غور کر رہا تھا۔ اسکی عقل سلیم نے عمار یاسرؓ کی صدق کلامی کا اعتراف کیا اور وہ رات ہی کو فوج شام سے نکلکر لشکر امیر المومنینؑ سے جاملا اور یہ اشعار جنکا ترجمہ ذیل مین درج ہے نظم کرکے ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجدیئے۔

سوارون کے جلوس مین زبان رقاصہ ان شعار کو
کیونکہ وہ مغرور ہے۔ آج مین اوسسے اوسکی جدا ہوتا ہون
اب میرا دوہی ہے کہ عمار کی نسبت یہ حدیث سنکر اون قیامت
اور اسکو چھوڑ او مین بجانب اللہ اوسکے چھوڑنے پر
اور اوسکو جھوڑ نے صریح کفر کیا اس حدیث سے
جن مین سزا کا مطلق خوف نہین۔ اس لیئے
کرنیکی جگہہ نہین ہے۔ اون جنابؐ کے ارشاد کا

بے شبہہ گایں او تل کرینا جو عمر عاص کے لڑتا ہے ہون
معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون
تک نہ لڑون مین عمر عاص سے موتھ موڑ لیا
مجبور ہون۔ اے ذوالکلاع تو بھی اب اوسکو چھوڑ دے
انکار کیا تیری اون انکھون کے صدقے جایئے
کہ جناب رسولخدا صلعم کی کسی حدیث مین شبہہ
کوئی امتحان نہین اسکتا اعثم کوفی ص ۱۸۶

عمر عاص اور معاویہ

معویہ کو عبد اللہ ابن عمر التمیمی کے نکل جانیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلاکر نہایت برہم ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ اگر تو دو چار حدیثین ایسی ہی بیان کریگا تو میرا لشکر کالشکر ہی خالی ہوجایے گا۔ ہم تجہسے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین مگر ایک مصلحت خاص کی وجہہ سے جسکو تو خوب جانتا ہی نہ اونکا اقرار کرسکتے ہین اور نہ اظہار۔ تو محض بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا لشکر ایک نامی اور دلاور جوان سے خالی ہوگیا۔ دیکھیئے تیری ان حرکتون سے کون کون مصیبت مجھے دیکھنی ہوتی ہے۔ عمر عاص تو جھنجھلایا ہوا تھا ہی معویہ کی ان باتون کو سنکر اوسکے بدن مین اگ لگ گئی نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسرؓ کے حق مین جو باتین انحضرت صلعم سے سنی تھین وہی صرف بیان کی ہین جسوقت جناب رسالتماب صلعم نے یہ حدیث حضرت عمار کی نسبت فرمائی تہی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اوسکو میرے ساتھ۔ لیکن مین کیا جانتا تہا کہ میرے موہنہ سے ایک ایسی بات نکلیگی کہ جسکے بعد لاکھون ادمی صفین کے میدان مین جمع ہوجائینگے اور اونمین سے ایک کا سردار تو بنے گا اور ایک جماعت کا علی۔ عمار یاسرؓ تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا اور جو باتین مین عمار کے حق مین بیان کرونگا اوسسے تجھکو حرج پہونچیگا اور ایک بزدل اور پست ہمت تیرے لشکر سے نکل بھاگے گا۔ اور علی کی خدمت مین جاملے گا۔ اور اسلیئے تو مجھ سے رنجیدہ ہوگا۔ اگر یہ تمام واقعات وحادثات مجھے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کسکو کلام ہوسکتا تہا۔ حالانکہ خدایے سبحانہ تعالی نے اپنی رسولؐ سے ارشاد فرمایا ہے کہ خلائق سے کہدو کہ اگر مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کارہائے نیک کرتا۔ اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ اور اے معاویہ تم نے

بھی تو

بھی تو عمار یاسر نو کے حق مین چند باتین بیان کی ہین - اگر مین نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ وہ ایک معمولی سپاہی تمہاری پچیس ہزار کی جمعیت سے چلا گیا تو تمہارا کیا بگڑا۔ اور یہ جنگ و جدال جو امیر المومنین سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے نکل جانے پر ختم ہو جائے تو بہتر ہے کہ تم ہی اس کام سے دست بردار ہو جاؤ۔

عمر عاص او حضرت علی سو جنگ مین مقابلہ

مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ مین عمر عاص او حضرت علی سے جنگ مین مقابلہ اور اوسکا نتیجہ ذیل کے الفاظ مین لکھتے ہین۔

ثم نادی علی یا معویۃ علام تقتل الناس بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت لہ الامور فقال عمرو انصفک ابن عمک فقال معاویہ ما انصف انک تعلم انہ لم یبرز علیہ احد الا قتلہ فقال عمرو ما یحسن بک ترک مبارزتہ فقال معویۃ طمعت فی الامر بعدی

پھر حضرت علی نے ندا کی اے معاویہ ہمارے تمہارے درمیان آدمی کیون قتل ہون آؤ ہم تم لڑلین تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے امر متنازع فیہ اوسی کے لئے مستقیم ہو جائے یہ سنکر عمر عاص نے معویہ سے کہا کہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ بولا - خاک انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ یقیناً مارا جاتا ہے - عمر عاص نے کہا اگر اسوقت اون سے تمہارا مقابلہ نکرنا بت نازیبا ہے - معویہ بولا بیجا ہے - تو چاہتا ہے مین قتل ہو جاؤن تو تو میرے بعد حکومت کرے۔

امام مسعودی اپنی تاریخ (مروج الذہب) مین اس گفتگو کے نتیجہ کو حسب ذیل الفاظ مین لکھتے ہین۔

ان معویہ اقسم علی عمرو لما اشار علیہ بھذا ان یبرز الی علی فلم یجد عمرو من ذلک بدا فلما التقیا عرفہ علی و شال السیف لیضربہ بہ فکشف عمرو عن عورتہ وقال مکرہ اخوک لا بطل فحول علی وجھہ وقال قبحت و رجع عمرو الی مصافہ

جب معاویہ حضرت علی سے لڑنیکو نہین نکلے تو عمر عاص نے اسپر اونکو ملامت کی تو اونھون نے خود عمر عاص کو اسپر مجبور کیا کہ تم علی سے لڑنے کو جاؤ - یہان تک کہ عمر عاص نے تعمیل حکم کے بغیر چارہ کار نہین دیکھا اور بمقتضائے بندگی بیچارگی لڑنے کے لیے میدان جنگ مین آئے - حضرت علی نے عمر عاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور اورچاہا کہ اون پر ہاتھ اوٹھائین اور وار کرین - عمر عاص جھٹ ننگے ہو گئے اور بولے کہ بھائی مین سپہ گری کے جوش مین نہین آیا بلکہ مجبوراً آیا ہون - حضرت علیؑ نے اپنا مونہہ پھیر لیا - اور فرمایا کہ جا تیرا برا ہو - عمر عاص فوراً اپنے لشکر مین بھاگ گیے۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین۔

چون حضرت امیر ذو الفقار از نیام برآوردہ بر عمر عاص حملہ کرد۔ عمرو از نہیب تیغ ابدار خود را از اسپ انداختہ ویک پائے خویش بالا گرفتہ عورتش مکشوف شد - امیر المومنین علیؑ روبجانب دیگر آوردہ عمرو خلاصی یافت چون عمرو گریختہ نزد معویہ رفت معویہ گفت اے پہلوان پر دل و مرد نبرد آزمائے جوشن گسل بر اسم شکر حق

جب حضرت امیر نے تلوار نکال کر عمر عاص پر حملہ کیا تو عمر نے مارے دہشت کے گھوڑے پر گر کر اپنی ایک ٹانگ اوٹھادی اور ننگے ہو گئے حضرت علی نے مونہہ پھیر لیا اور عمر عاص بچکر معاویہ کے پاس بھاگ گئے معویہ نے کہا اے پہلوان دلاور اور اے نبرد آزمائے جوشن در - خدائے تعالےٰ کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو اور اوسکی

عمرو بلا قیام نماو از عورت خویش ممنون باش و پیوسته رعایت او نماء جمیلہ دار کہ سبب نجات تو گشتہ و از این مقولہ بنیاد ضحک کرد و عمر خجل و شرمسار شد

ہمیشہ اوسکی رعایت کیا کرو کہ وہی تمہاری نجات کا باعث ہوئی ہے معویہ کے اس قول سے سب کو ہنسی آئی اور عمرو عاص سخت شرمندہ اور خجل ہوے۔

خواجہ عبید اللہ امرتسری اپنی کتاب سوانح عمری علی علیہ السلام کے صفحہ ۲۴۴ مین اس واقعہ کو کسیقدر زاید تفصیل سے یون لکھتے ہین

ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ دونو لشکر مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ جناب امیرؑ حسب دستور دونو لشکرون کے درمیان ٹہل رہے تھے عمر عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ آپ تبدیل لباس کئے ہوے تھے اسوجہ سے آپ کو نہ پہچان سکا۔ میدان مین نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

یا قادۃ الکوفۃ یا اھل الفتن	اضرب بکم ولا اری ابو الحسن
اے کوفہ کے سپہ سالارو اے فتنہ کے جگانیوالو	مین تمہین مارونگا اور ابو الحسن کا لحاظ نکرونگا

عمر عاص کا یہ دلیرانہ رجز سنکر جناب امیرؑ سامنے آگئے اور جواباً ارشاد فرمایا

ابو الحسین واعلمنا ابو الحسن	جاءک یقتاد تمہ العنن
آگاہ ہو جا کہ پدر حسین و حسن یہ ہے	باین گھوڑے کی باگ موڑتا ہوا آ پہونچا

جناب امیر علیہ السلام نے اوس پر حملہ کیا اوس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپ نے جھپٹ کر نیزہ کا وار کیا۔ نیزہ اوسکی زرہ کے حلقہ مین اولجھ گیا اوسکے نکالنے مین عمر عاص جھٹکا کھاکر زمین پر گر پڑا اوسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیرؑ اب مجھے زندہ نچھوڑین گے اسلیئے اوس نے اپنی دونون ٹانگین اوٹھاکر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت نے اپنا مونہہ پھیر لیا اور اپنے لشکر کو واپس گیے۔ عمر عاص وہان سے ہانپتا کانپتا معویہ کے پاس پہونچا معویہ اوسے دیکھکر ہنسنے لگا۔ عمر عاص کھسیانا ہوکر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی ایسی ہی ننگی ہو جاتی جسطرح میری ننگی ہو گئی تھی اگر اسوقت جناب امیرؑ واپس نجاتے تو تیرے عیال کو فرو یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا مین نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مذاق کی برداشت نہین کر سکتے تو ہر گز ایسا نکرتا۔ عمر عاص نے کہا مین تمہارے مذاق سے خفا نہین ہوتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہوا گر جاے اور دوسرا اوسکے مارنیسے دستکش ہوکر اوسکو قتل نکرے تو اوپر شرمان خون کے النسور و تا ہے معویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لیے فضیحت و رسوائی بھی دنیا مین یادگار رہجاتی ہے۔ عمر عاص نے کہا کہ مین نے اونکو نہین پہچانا تھا اس لیے مقابلہ کو چلا گیا۔ اگر مین نے اونھین پہچان لیا ہوتا تو کبھی اونکیطرف قدم نہ بڑہاتا۔

یک لشد و شد۔ صاحب سوانح عمری علی علیہ السلام اسکے آگے لکھتے ہین۔ پھر معویہ کے شہسوارون مین سے بسر ابن ارطاۃ نے جو شجاعت مین مشہور تھا جناب امیرؑ کی ندائے مبارزطلبی کو سُنا کہ آپ پھر معاویہ کو مقابلہ

بسر ابن ارطاۃ کی نے حب آئی

کرکے

سے کہ اسکو طلب فرمائے مین اور معویہ مقابلہ سے جان چراتا ہے اسلئے اوس نے اپنے غلام لاحق نامی سے اس امر مین مشورہ کی اور کہا کہ مین تو علی ؑ کے مقابلے مین جانا چاہتا ہون شاید کہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائین اور میری وجہ سے عرب سے انکی شہرت گم ہو جایے۔ لاحق نے کہا کہ اگر تم اپنے مین اونکے مقابلہ کا حوصلہ رکھتے ہو تو اس امر کیطرف مبادرت کرو۔ ورنہ اس قصد سے باز آو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہہ شخص بہادرون کو قتل کرنے والا ہے۔ پہر لاحق نے بسر کو مخاطب کر کے یہہ شعر پڑھے۔

خانت له فانت له یابسر ان کنت مثله	والا فان اللیث للنسبع أکل
اے بسر اگر تو اوسکی ایسا ہی تو اوس سے مقابلہ کر	ورنہ تو جانتا ہے شیر کفتار کا کھا جانیوالا ہے
متی تلقه فالموت فی رمحه	وفی سیفه شغل لنفسک شاغل
تو کیا اوس سے مقابل ہوگا۔ اونکے نیزہ کی نوک مین موت ہے	اور اوسکی تلوار مین تیری جان لٹکی ہوئی ہے

بسر نے کہا تجہپر افسوس ہے۔ لاحق یہ تیرے کلام مین تو سوا ئے موت کی کوئی کلام ہی نہین۔ خیر جو کچھہ بھی ہو اب تو مین اونکے مقابلہ کو جاتا ہون۔ یہہ کہکر بسر میدان جنگ مین پہونچا جناب امیر ؑ نے اسے دیکھکر نیزے سے حملہ کیا۔ وہ نیزے کی انی سے چت ہوکر زمین پر گر پڑا اور اپنی دونو ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیر ؑ کے لشکر والون نے اسی پہچان کر جناب امیر ؑ کو آواز دی اور عرض کی کہ یہہ بسر ابن ارطاۃ ہے۔ اب اسکو زندہ نہ جانیدین۔ آپنے ارشاد فرمایا اگرچہ بسر ابن ارطاۃ ہی ہی۔ مگر اب اوسے بھاگ ہی جانے دو جس بات کا یہہ اوارہ تھا وہ اسکو مل گئی۔ بہر حال بسر گرد جہاڑ کر اوٹھا او معویہ کے پاس چلا گیا معویہ نے ہنسکر کہا کوئی شرم کی بات نہین ہے۔ عمر عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے ایک جوان نے زور سے چلاکر کہا کہ اے اہل شام تمکو شرم نہین آتی۔ تمکو عمر عاص نے اپنا ستر کھولدینا اور جان بچالینا خوب سکھلادیا ہے۔ اوسدن سے بسر عمر عاص کو اور عمر عاص بسر کو دیکھکر خوب ہنسا کرتے تھے۔ سوانح عمری علی علیہ السلام مطبوعہ انارکلی پریس لاہور ص ۲۰۲۔۲۰۵

مالک اشتر رض سے مقابلہ مین عمر عاص کی ایسی ہی رسوائی اور انکی سابقہ ترکیب

صفین کی ساتوین جنگ مین مالک ابن اشتر رض کے سخت حملون سے معویہ بہت گھبرایا تو مروان الحکم سے اہل شام کی مدد کرنیکو کہا مگر عمر عاص پر مروان نے ٹال دیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر مروان نے اپنی جگہہ سے جنبش نہین کی آخر کار پہر عمر عاص کو مجبوری اہل عراق سے مقابلہ کی مصیبت جھیلنی ہوئی۔ عمر عاص کو اسوجہہ سے کہ حضرت علی ؑ سے مقابلہ تو تھا نہین اسوقت اپنی فاتح مصر ہونیکا جوش شجاعت آہی گیا۔ پانچسو سوارون کے ہمراہ لشکر عراق سے مقابل ہوا۔ مالک بھی سامنے آہی گیا۔ عمر عاص کو بدقسمتی سے اج بھی اوسی ذلت کا سامنا ہوا۔ مالک کے نیزے کی ہکان انکو کچھہ ایسی پہونچی کہ یہہ گھوڑے پر کسیطرح سنبھل نہ سکے۔ آخر زمین پر گر پڑے۔ ننگے ہو گئے۔ ناک مونہہ سے خون آنے لگا۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا کر لشکر مین لے گئے جب یہہ کیمپ مین پہونچے تو مروان الحکم جوان پر خار کھائے بیٹھا تھا۔ ان سے پوچھنے لگا کیا ہے۔ عمر عاص بولے کچھہ نہین۔ مروان نے ہنسکر کہا۔ ہان سچ ہے۔ ایسی تکلیفین امیر مصر ہونیکی مقابلہ مین آسان ہین

ترجمہ اعثم کوفی کتاب الصفین مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو

حضرت عمار کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی لکھتے ہیں کہ اٹھارویں ۱۸ دن کی لڑائی میں حضرت عمار یاسرؓ اپنی جان سے ہاتھ دہو کر میدان جنگ میں اہل شام سے مقابل ہوئے اور پے در پے مردانہ وار حملے کرکے اپنی شجاعت و دلیری کے ساتھ ہی اپنے ضعیف اور کہن مشق ہاتھوں کے جوہر دکھلائے۔ اونکی صفوں کو توڑتے ہوئے حضرت عمارؓ اوس غول کیطرف بڑھے جو معویہ کی حفاظت کی غرض سے استادہ تھا۔ اہل شام نے عمارؓ کو اپنے محاصرے میں لے لیا مگر تاہم یہ اپنی شجاعت و قوت کے ہاتھوں اوسے تیغزنی میں معروف ہوئے رنہایت شدت سے خونریزی ہونے لگی اور تلوار پر تلوار گرنے لگی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے اہل شام کے متعدد جوانوں کو قتل کیا اور آخر میں خود بھی مقتول ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے عمار یاسرؓ کو سخت زخم لگایا اور وہیں اونکا کام تمام کردینا چاہا مگر حضرت عمار یاسرؓ کے استقلال۔ انکی ثبات اور انکی شجاعت نے محاصرہ کے ایسے نازک وقت میں بھی ایسے بیش بہا جوہر دکھلائے جنہوں نے اہل شام کے تمام مردانہ اور جوانانہ عزم و استقلال کو خاک میں ملا دیا اور اونکے اس مستحکم محاصرے کو توڑ کر باہر نکل آئے اور اپنے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے اپنی صف میں الکھڑے ہوگئے عمار یاسرؓ نے اہل شام کے محاصرے میں بہت بڑی دلیریوں سے کام لیا مگر باین ہمہ زخم کاری کی شدت اور ضعف و نقاہت نے زیادہ سنبھلنے کی اجازت نہ دی۔ ان کے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودہ اور شہد کا شیرین شربت تیار کیا قبل اسکے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مقدس بزرگ اور صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈہال ہوکر گھوڑے سے نیچے اترے اس باوفا خادم نے یہ جام آخر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کیخدمت کو نہایت حسرت سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک سوچ کر کہا

صدقت یا رسول اللہ صلعم اذا قیل علیہ السلام یا عمار	آپنے سچ فرمایا تھا یا رسول اللہ صلعم کہ اے عمار تمکو ایک فرقہ باغی
تقتلک الفئۃ الباغیہ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونک	قتل کریگا۔ تم اونھیں جنت کیطرف بلاتے ہوگے اور وہ تمہیں دوزخ کیطرف
الی النار واخر زادک اللبن	اور تمہاری آخر غذا دودہ ہوگی

رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہو چکی ہے اور اب اسکی نسبت مجھے کچہہ شبہہ نہیں ہے۔ یہہ کہکر وہ جام شیر خادم سے لیکر پی لیا مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہہ کیفیت دیکھکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے آقا کو میدان جنگ سے اوٹھا لایا۔ اب حضرت عمار یاسرؓ گھوڑے پر ذرا سنبھل نہ سکے۔ رشید نے ہاتھوں کا سہارا دیکر گھوڑے سے زمین پر اوتارا۔ زمین پر نا تھا کہ عنقاے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون طبری جلد چہارم ص ۵۸۰ ابو الفدا (اردو) ص ۴۲۵ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی باب الصفین ص ۵۷ المرتضیٰ باسناد صحیحین

امیر المومنین عمار کی لاش پر

امیر المومنین علیہ السلام کو انکی شہادت کی خبر ہوئی۔ اصحاب و انصار کے ساتھ فوراً لاش عمار پر تشریف لائے اور نہایت حسرت سے اپنے قدیم رفیق کے مردے کو دیکھکر اوسکی افراط محبت اور محاسن حد

کا خیال کر کے تحمل نہ فرما سکے۔ بیساختہ آنکھوں مین آنسو بھر آیے۔ لاش کے قریب بیٹھ گیٗے اور ذیل کے اشعار ارشاد فرمایے:

الا ایہا الموت لیس تارکی	اے موت تو مجھکو چھوڑنے والی نہین ہے۔ مجھکو بھی جلد آجا
ارحنی فقد افنیت کل خلیلی	اور مجھکو بھی راحت دیدے جب تو میرے تمام دوستون کو فنا کر چکی
اراک بصیرا بالذین احبہم	مین دیکھتا ہون تو میرے دوستون کو اسطرح دیکھ لیتی ہے کہ گویا
کانک تنحو انحوھم بدلیل	کوئی انکا رہنما ہے جو تجھکو اونکی جانب راہ دکھلاتا ہے۔ (روضۃ الصفا ج ۲ ص ۲۳۹)

یہ فرما کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسرؓ کی لاش پر افسوس فرماتے رہے امیر المومنینؑ کے تمام اصحاب و انصار کا اوسوقت لاش عمار پر ہجوم تہا امیر المومنینؑ کے علاوہ ہر شخص اس جلیل القدر صحابی رسولؐ کے دیدار آخری کے لیے بیتاب و بیقرار تھا امیر المومنین علیہ السلام نے بکمال حزن و ملال ارشاد فرمایا۔ ایہا المومنین۔ یہ وہ بزرگ و مقدس ہستی تھی جسکی موجودگی اور عالمفری (؟) سے مین نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی نہین پایا جب کبھی آپ کی صحبت مین تین آدمی ہوئے تو چوتھے عمار یاسر تھے۔ اسیطرح جب چار آدمیون کا مجمع آنحضرت صلعم کی خدمت مین موجود ہوتا تو پانچوین یہی بزرگ ہوتے تھے (تہذیب المتین)

حضرت عمار یاسرؓ کی قدر و منزلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلثہ علی وعمار وسلمان — بہشت تین شخصون کی مشتاق ہے۔ علی۔ عمار اور سلمان کی (بخاری شریف)

بہرحال جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمارؓ کی نعش کو فرات کے کنارے غسل دیکر وہین بیس ہزار مومنین کی جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھکر مدفون فرما دیا (روضۃ الصفا جلد دوم ص ۴۴۰ تہذیب المتین ص ۱۷۰)

شہادت عمارؓ سے لشکر شام مین اضطراب

حضرت عمارؓ کے واقعہ شہادت نے اہل عراق کو محزون و مضطر تو بنایا ہی تہا ان سے زیادہ اہل شام کو بیتاب و بیقرار کر دیا۔ ابن جویر سکسکی اور ابو الغادیہ الفزاری دو تو قتل عمارؓ مین شریک ہی تھے۔ ایسے ممتاز اور ذی اثر مخالف مقابل کو مار کر دونو انعام و اکرام کی امید مین خوش خوش عمر عاص کے پاس آیے۔ انمین ہر ایک کا دعوےٰ تھا کہ عمارؓ کو ہم نے مارا ہے۔ عمر عاص انکی بحث کو غور سے سنتا رہا۔ اسکی آنکھون مین واقعہ عمار کے ہیبتناک اثر نے کچھ ولایت مصر ہی نہین بلکہ تمام دنیا کی دنیا تاریک کر دی تھی اور یا عمار ستقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے اسکو سراپا انتشار و اضطراب بنا رکھا تہا۔ آخرکار وہ دیر کے سکوت اون دونون کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم۔ مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوے اپنے کانون سے سنا ہے کہ عمارؓ کو فرقہ باغی قتل کرے گا (سوانح عمری ص ۵۷۷ بابنا خصائص نسائی و روضۃ الصفا ج ۲ ص ۴۴۱)

ان دونون نے اپنے دعوے کی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ معاویہ ایسے کیا تھے جو اپنے دعوے کو بے دلیل کہتے اور قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے۔ مگر دل ہی دل مین جو انکی حالت ہوئی وہ عنقریب معلوم ہو جاے گی

اوسوقت تو اُنھون نے ان جاہلون کو اپنے طور پر سمجھا لیا مگر پھر عمر عاص کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ اگر تم ہر شخص کے سامنے اسی طرح اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی جب امیدین منقطع ہوگئین تو امارت مصر کے موہوم خیال کب قائم رہسکتی ہین۔

ایک ایسے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی نہین کہ کوئی اسپر تھوڑا بہت غور نکرتا۔ عمر عاص سے رو کھا جواب سنکر عمار کے قاتل معاویہ کے پاس آیے معاویہ نے اونھین سمجھا دیا کہ فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہو تو پھر تمھارے سر پر اسکا الزام نہین ہے اسلئے کہ قتل عمار کا باعث وہی ہوگا جو عمار کو اپنے ساتھ لایا ہوگا اور گروہ باغیہ کا خطاب اوسیکو دیا جائیگا جس گروہ مین وہ شریک تھے۔ سوانح عمری ص ۲۸۳

اس حدیث کا ذکر معویہ کی صحبت مین بھی ہوا اوسوقت عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبد اللہ ابن عمر عاص اور محمد بن عمر عاص وغیرہم موجود تھے۔ سب کے سب اس حدیث کی تطبیق اور اوسکی تاویل مین متفکر اور متردد تھا معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمار کی نسبت وہی تاویل پیش کی جو معنویانہ طور پر قاتلان عمار کے سامنے پیش کر چکے تھے عبد اللہ ابن عمر عاص سے نرہا گیا بول اوٹھا کہ اے امیر یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر اپنے رفع الزام کے لئے اسوقت تم نے یہ اصول قائم کرلیے تو غزوات رسول مین اون اہل اسلام کا خون کس کے سر جائیگا جو انحضرت صلعم کی رفاقت مین درجہ شہادت پر فائز ہوے آخر وہ لشکر اسلام مین انحضرت صلعم کے ساتھ آیے تھے۔ پھر اونکے قتل کا باعث کسے ٹہراوٗگے؟ اور یہ خطاب کس کے سر جائیگا؟ اگر میرے باپ کی شرکت اس جنگ مین نہوتی اور باپ کی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض نہوتی تو مین اسیوقت تیری متابعت چھوڑ دیتا اور ازاد ہوکر گھر کی راہ لیتا۔ معویہ کو انکی تقریر نے مضطرب الحال بنادیا اور یہ اوس کے پاس سے اوٹھکر چلے آیے

خلاصتہ الوفاء اور تاریخ خمیس مین ہے۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علے ذلک خلق کثیر فقال معویہ لم لاتقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فدل علے انا نحن بغاۃ فقال معویہ اسکت انحن قتلناہ۔ انما قتلہ علی واصحابہ جاوٗابہ حتے القوہ بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت لنا قتلناہ فالنبی صلعم قتل حمزہ حین ارسلہ الی قتال الکفار

جب عمار یاسر قتل ہوگئے۔ تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس بات مین جماعت کثیر نے عمر عاص کی تقلید کی معویہ نے عمر عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھون نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہملوگ باغی ہین معویہ بولا چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہین ہین بلکہ علی اور اونکے اصحاب ہین جنھون نے عمار کو لاکر ہم مین ڈالدیا۔ حضرت علی کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جو شخص مجھے عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول مقبول مین کیونکہ انحضرت ہی نے تو اونکو (ہمراہ لاکر) کفار سے لڑنیکو بھیجا تھا۔

اسد الغابہ مین ہے

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابو ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفك المشركین مع رسول الله صلعم ثم جئت تقاتل المسلمین قال امرنی رسول الله ص بقتل الناكثین والقاسطین والمارقین وعن ابو سعید الخدری قال رسول الله صلعم بقتال الناكثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول الله ص امرتنا بقتال هؤلاء فمع من فقال مع علی ومعه یقتل عمار بن یاسر رض

مخنف بن سلیم نے ابو ایوب انصاریؓ سے جو حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے کہا کہ تم نے رسول اللہ ص کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کی تھی اور اب مسلمانون کو قتل کرنے آیے ہو۔ ابو ایوبؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھسے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ ص ہم کس کے ساتھ ہوکر ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑین گے انحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکی رفاقت مین عمار بن یاسر بھی شہید ہونگے

ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین۔

الناكثین اهل الجمل والقاسطین اهل الصفین والمارقین الخوارج

ناکثین سے اہل جمل۔ قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مرادہین۔

عمر عاص کی قران فروشی

موّرخ مسعودی مروج الذہب مین لکھتے ہین

فكانت لیلة الجمعة وهی لیلة الهریر فكان جملة من قتل علی بكفه فی یومه ولیلة خمس مایة وثلاثة عشرین رجلا وكان الاشتر فی هذا الیوم علی میمنة علی و قد اشرف علی الفتح و نادت مشیخة اهل الشام الله الله فی الحرمات والنساء والبنات فقال معویة هلم مخباتك یا ابن العاص فقد هلكنا وتذكر ولایت مصر فقال عمرو عاص ایها الناس من كان معه مصحف فلیرفعه علی رمحه فكثر فی الجیش رفع المصاحف ونادوا كتاب الله بیننا وبینكم

جب وہ شب جمعہ ہوئی جسے لیلتہ الہریر کہتے ہین تو اوس رات کو اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسو تیئس ۵۲۳ آدمی قتل کیئے حضرت علی کے میمنۂ لشکر پر مالک اشتر تھے اونھون نے جنگ مین اتنی کوشش کی اور دلاوری دکھلائی قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو۔ یہہ حالت دیکھکر بزرگان شام چلّا اوٹھے کہ خدا ہی ہمارے لڑکون اور بچون پر رحم کرے پس معویہ نے مضطرب ہوکر عمر عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو جلد کوئی حیلہ مقرر سوچو ورنہ ہم لوگ ہلاک ہونا چاہتے ہین۔ عمر عاص نے اپنے لشکر والون سے کہا کہ جسکے پاس قران ہو وہ اوسے نیزے پر بلند کرے پس تمام اہل لشکر نے کثرت سے قران مجید نیزون پر بلند کیئے اور ندا کی ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے

موّرخ ابوالفدا اسکے آگے لکھتے ہین۔

ففعلوا ذالك فلما رای اهل العراق ذالك قالوا لعلی لا نجیب الا كتاب الله فقال علی امضوا علی حقكم وصدقكم فی قتال عدوكم فان عمرو ابن ابی معیط ومعاویه وابن ابی

جب اہل شام نے قران بلند کیئے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر مین تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کیون قبول نہین کرتے۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے مین اپنے حق پر اور اپنے صدق

سرح والضحاك ابن قيس ليسوا باصحب دين ولا قران وانا اعرف بهم منكم ويحكم والله ما رفعوها الاخديعة و مكيدة فقالوا تمنعنا ان ندعى الى كتاب الله فتابى فقال على انما قتلتهم ليدينوا لحكم كتاب الله فانهم قد عصوا الله فيما امرهم ۔

لیکن اونھون نے توحکم خدا کی صریح نافرمانی کی

پر ثابت قدم رہو۔ عمر عاص ۔ ابن معیط معویہ ۔ ابن ابی سرح ۔ ضحاک ابن قیس نہ اہل دین ہین نہ اہل قران ۔ مین اونھیں خوب جانتا ہون ۔ بخدا اونھون نے قران کو محض مکاری سے بلند کیا ہے ۔ اہل عراق بولے کہ تم ہمکو کتاب اللہ کی طرف انے سے کیون روکتے ہو جبکہ ہم اوسکی طرف بلائے جاتے ہین ۔ حضرت علی نے کہا کہ مخالفین کے مقابلہ مین میرا یہہ مقاتلہ محض اسلیئے ہے کہ وہ حکم خدا او کتاب خدا کے مطابق عمل کرین

تاریخ ابن واضح مین ہے ۔

فقال على انها مكيدة وليسوا باصحب القران فاعترض الاشعث بن قيس الكندى وقد كان معويه استماله فقال والله لئن لم تجبهم انصرفت عليك

منظور نکروگے تو مین ابھی تمہارے پاس سے چلاجاؤن گا ۔

حضرت علی نے فرمایا یہہ معویہ والون کا فریب ہے جو اونھون نے قران بلند کیئے ہین حالانکہ وہ قران سے کوئی تعلق نہین رکھتے ۔ یہہ سنکر اشعث بن قیس کندی جو در پردہ معویہ سے ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست

روضۃ الاحباب اور حبیب السیر مین یہہ عبارت تحریر ہے

حضرت علی فرمود کہ من سزاوارترم از ہمہ کس باجابت کتاب خدای تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و مکریست کہ پیش آوردہ اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بکتاب خدا نیست بلکہ چون از حرب دلتنگ اندہ اند و از نصرت مایوس شدہ اند و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند می خواہند کہ باین کید از این مہلکہ جان بیرون برند من بالیشان مقاتلہ خواہیم کرد تا بحکم باری تعالی سبحانہ راضی بگردند و چون اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی رشوتہا از معاویہ گرفتہ بودند گفتند اے امیر المومنین دعوت معاویہ را اجابت کن کہ ترا بکتاب الہی می خوانند ورنہ ترا گرفتہ بخصم سپاریم علی فرمود انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

حضرت علی نے کہا مین تم سے زیادہ کتاب اللہ کے قبول کرنیکا سزاوار ہون لیکن مگر جانتا ہون کہ رفع مصحف سے مخالفین کا مقصود عمل کتاب اللہ نہین ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز اگئے ہین ۔ اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے ہین اور ہماری فتح کا اونہین یقین کامل ہو چکا ہے لہذا اس حیلہ سے اپنی جان بچانے چاہتے ہین مین اون سے قتال کرونگا تا اینکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون حضرت علی کی سپاہ والے بہت سے امرا اور اعیان جو معویہ سے رشوتین لے چکے تھے کہنے لگے اے امیر المومنین تم معویہ کی درخواست قبول کرلو کیونکہ وہ کتاب خدا کی طرف ہمین بلاتا ہے کیونکہ ورنہ ہم تمکو دشمن کے حوالہ کردین گے ۔ حضرت علی نے فرمایا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

مورخ ابو الفدا اسکے آگے یون لکھتے ہین ۔

فقال له مسعود التميمي و زيد ابن حصين الطائی
فی عصابة من الذين صاروا خوارج يا علی اجب الی
كتاب الله اذا دعيت اليه والا دفعناك برمتك الى القوم
ونفعل بك ما فعلنا بابن عفان فقال علیؑ ان تطيعونی
فقاتلوا وان تعصونی فافعلوا ما بدء الكم قالوا فابعث
الی الاشتر فلياتك فبعث اليه يدعوه فقال الاشتر
ليس هذه الساعة التي ينبغی لك ان تزيلنی عن
موقفی فرجع الرسول واخبره بالخبر فارتفعت الاصوات
وكثر الوهج من جهة الاشتر فقالوا العلی ما نراك امرته
بالقتال فقال هل رأيتمونی ساررت رسول اليه
ليس اليك والا اعتزلناك فرجع الرسول الى الاشتر واعلمه
فقال قد علمت والله ان رفع المصاحف يوقع اختلافا
وانها مشورة ابن العاهرة فرجع الاشتر الی علیؑ
فقال خدعتم فانخدعتم وكان غالب تلك العصابة
الذين لغوا عن القتال سألوا معاوية بای شیٔ رفعت
المصاحف فقال تنصبوا حكما منكم و حكما منا و
ناخذ عليهما ان يعملا بما فی كتاب الله ثم نتبع
ما اتفقا عليه فوقعت الاجابة من الفريقين الى ذلك وقال
الاشعث بن قيس وهو اكبر الخوارج انا قد رضينا بابی
موسی الاشعری فقال علی قد عصيتمونی فی اول الامر
فلا تعصونی الآن لا اری ان اولی ابا موسی فقالوا لا
نرضی الا به فقال علی انه ليس بثقة (الی ان قال)

سعود تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو بالآخر خارجی ہو گئے کہنے لگے اے علیؑ
جب تم کتاب خدا کی طرف بلائے جاتے ہو تو قبول کر لو ورنہ ہم تمکو قوم کے حوالہ
کر دینگے اور تمہارے ساتھ بھی وہین کرینگے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہین ۔
حضرت علی نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ جاری رکھو اور اگر نافرمان ہو تو
پھر جو مناسب سمجھو وہ کرو اونہون نے کہا کسی کو بھیجکر اشتر کو بلا بھیجو حضرت
علی نے اونکے کہنے کے مطابق اشتر کو بلایا تو اونھون نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا
نہین ہے کہ مین اپنی جگہہ سے ہٹا آ جاون اس اثنا مین جہان اشتر لڑ رہے تھے
شور و غل بڑھگیا تو لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اونکو
جنگ ہی کا حکم دیا ہے ۔ روکا نہین ہے ۔ حضرت علیؑ نے کہا کیا تمنے مجھکو قاصد
سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے؟ اور کیا تم نے پیامبر سے جو بات ہم نے کہی تھی وہ
نہین سنی تھی؟ اونھون نے کہا اچھا۔ پھر اشترؓ کو بلوا بھیجو ورنہ ہم تم
سے منحرف ہو جائینگے ۔ حضرت علیؑ نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجی کہ چلے آو ۔
یہ حکم سنکر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا کہ پسر زانیہ (عمر عاص) نے قرآن بلند
کرا کے اختلاف ڈال دیا پس اشتر نے میدان جنگ سے واپس آکر اپنے لشکر والون
سے کہا کہ افسوس تم دشمنون کے فریب مین آگئے ورنہ تمہاری فوج جو اسوقت قتال
سے روک دی گئی ہے وہ ہر طرح غالب آگئی تھی اور جب حضرت علی کے لشکر والون نے
قتال سے ہاتھ روک دیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب پوچھا گیا
معویہ نے پوچھا مین چاہتا ہون کہ فریقین کی طرف سے حکم مقرر ہون اور اون سے
عہد کر لیا جائے کہ موافق حکم کتاب خدا عمل کرینگے پھر جس امر پر وہ اتفاق
کرینگے ہم اور تم اوسی کے پابند رہینگے اہل عراق اور اہل شام نے اسے قبول کر لیا
اہل عراق مین سے اشعث ابن قیس نے جو اکابر خوارج سے تھا کہا کہ ہم ابو
موسی الاشعری کو حکم مقرر کرتے ہین حضرت علیؑ نے کہا دیکھو امر اول مین تم

ولکن ابن عباس اولی منه فقالوا ابن عباس ابن عمك ولا
نرید الا رجلا منك ومن معویه سواء فقال علی الاشتر
فابوا فقالوا هل اسعرها الا الاشتر فاضطر علی اجابتهم
واخرج ابوموسی واخرج معویه وعمرابن عاص ابن وائل
واجتمع الحکمان عند علی وکتب بحضره کتاب القضیة
وهو بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما تقاضی امیر المومنین
ص فقال عمرعاص هو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف
لاتمح اسم امیر المومنین فقال الاشعث بن قیس امح
هذا الاسم فاجاب علیؑ ومحاه وقال علی والله اکبر
سنة فی السنة والله انی لکاتب رسول الله یوم الحدیبیه
فکتب محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولکن اکتب
اسمه واسم ابیه فامرنی رسول الله صلعم بمحوه فقلت لا
استطیع فقال فارینی فاریته فمحاه بیده وقال لی انك
ستدعی الی مثلها فتجیب فقال عمرعاص سبحان الله اتشبهنا
بالکفار فقال علی یا ابن الباغیة ومتی لم تکن للفاسقین
ولیا وللمومنین عدوا فقال عمر والله لا یجمع بینی وبینك
مجلس بعد الیوم فقال علیؑ انی لارجو ان یطهر الله مجلسی
منك ومن اشباهك وکتب الکتاب

میں تم نے میری بات نہیں مانی اور میری نافرمانی کرچکے ہو۔ اب تو بکرو۔ میں ابوموسی
کو بہتر نہیں جانتا اونہوں نے کہا ہم سوے ابوموسی اشعری کے اور کسی دوسرے کے حکم ہونے
پر راضی نہیں ہیں حضرت علیؑ نے کہا میں ابوموسی کو ثقہ نہیں جانتا ابن عباس
اون سے بہتر ہیں اصحاب معاویہ نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ابن عباس تو
تمہارے چچیرے بھائی ہیں حکم ایسا ہونا چاہیئے جس کا تعلق تمہارے اور معویہ کے ساتھ
برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک ابن اشتر کو حکم مقرر کرو مخالفین نے
اس تجویز کو بھی نامنظور کیا۔ اور حضرت علی کو مجبور ہونا پڑا چنانچہ حضرت علی کی
طرف سے ابوموسی اور معویہ کی طرف سے عمرعاص حکم قرار پائے۔ اور اونہوں نے حضرت
علی کے پاس جمع ہوکر کتبہ لکھنا شروع کردیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ وہ اقرارنامہ ہے
جسکو امیرالمومنین علیؑ۔ ہنوز اتنا ہی لکھا گیا تھا کہ عمرعاص بولا علی تمہارے امیر ہیں
ہمارے امیر نہیں۔ اس لفظ کو مٹا دو۔ احنف کاتب عہدنامہ نے کہا میں امیرالمومنین
کا لفظ نہیں مٹا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا ضرور مٹانا چاہیئے۔ حضرت علیؑ
نے وہ کاغذ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیرالمومنینؑ مٹا ڈالا۔ اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہہ
معاملہ بھی مطابق سنت نبوی ہے جسکی خبر مخبر صادقؐ نے مجھے دی تھی قسم خدا کی
جب روز حدیبیہ میں نے صلحنامہ میں لفظ محمد رسول اللہ لکھا تھا تو کفار قریش نے
لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسے ہی قیل و قال کیا تھا جیسا کہ تم کرتے ہو اور رسول اللہ
نے خود کاغذ اپنے ہاتھ میں لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کردیا تھا اور مجھے فرمایا تھا کہ اے
علی تکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تکو قبول کرنا ہوگا۔ یہہ سنکر عمرعاص بولنے لگا۔
سبحان اللہ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جوابدیا کہ اے ابن باغیہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا۔ عمرعاص نے کہا کہ اب
آیندہ میں تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہوں گا حضرت علیؑ نے فرمایا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے ایسے لوگوں سے پاک رکھیگا۔

اسکے بعد اقرارنامہ تحریر ہوا۔ جسکا خلاصہ مضمون بقول صاحب حبیب السیر یہہ تھا

علیؑ واتباع او۔ معویہ واشیاع او قبول نمودند کہ بحکم کتاب الہی
قیام نمایند و آیات بینات باوشاہی نگذرند و علی و شیعہ

علیؑ اور لوگ متبعین معویہ اور اونکے موافقین نے قبول کیا کہ
حکم خدا و کتاب اللہ کے موافق عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے

وعلی وشیعہ او راضی شدند کہ عبداللہ ابن قیس یعنی ابوموسی اشعری در اینجا حکم باشد و معویہ و معاونان او رضا دادند کہ از قبل الشان عمر عاص حکم کند

متجاوز نہوں گے۔ او حضرت علیؓ او راونکے شیعہ بھی اس بات پر راضی ہوئے کہ اونکی جانب سے ابوموسی اشعری حکم ہون او معویہ اور اونکی گروہ کیطرف سے عمرعاص حکم مقرر ہوئے

اس کے اگے کے حالات تاریخ ابن الوردی مین یون لکھے ہوئے ہین۔

واجلا القضاء الی رمضان من ہذہ السنۃ وان احبا ان یوخرا ذلک اخراء (الی ان قال) ثم سار علیؑ الی العراق وقدم الی الکوفہ ولم تدخل الخوارج معہ الی الکوفہ واعتزلو عنہ ؎

ابوموسی او عمرعاص نے فیصلہ کا زمانہ ماہ رمضان سنہ رواں مقرر کیا نیز اسکے ساتھ یہہ بھی لگادی کہ اگر وہ دونو حکم چاہین تو میعاد مقررہ مین تاخیر کر سکتے ہین او جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو حضرت علی مع ہمراہیون کے کوفہ چلے گئے البتہ اونمین سے ایک گروہ (جو خارجی ہوگیا) وہ حضرت علی کی رفاقت ترک کر کے اونکے ساتھ واپس نہ گیا۔

عمرعاص کی ایمان فروشی اور ابوموسی کی بے وقوفی

اجماع حکمین کا جب زمانہ قریب ہوا تو جانبین کے حکم (مقام دومۃ الجندل مین) جمع ہوے۔ تاریخ ابن خلدون مین ہے۔

فلما انقضے الاجل وحان وقت الحکمین بعث علیؑ اباموسی الاشعری فی اربعۃ مائۃ رجلا (الی ان قال) و بعث معویہ عمر ابن العاصی فی اربعمائۃ من اہل الشام والتقوا باذرح من دومۃ الجندل

جب میعاد منقضی ہوئی او مجالس کا وقت اگیا تو حضرت علیؑ کیطرف سے ابوموسی اشعری مع چارسو ہمراہیون کے او معویہ کی جانب سے عمرعاص مع چار سو شامیون کے مقام اذرح واقعہ دومۃ الجندل مین وارد ہوئے

اس بے ایمان فیصلے او ایمان فروش حکمین کی بے ایمانیون کی کیفیت تفصیل سے تاریخ ابوالفدا مین یون مرقوم ہے

والتقے الحکمان فدعی عمر اباموسی ان یجعل الامر الی معویۃ فابی ودعی اباموسی عمرو ان یجعل الامر الی عبد اللہ بن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال نری ان نخلع علیا ومعاویہ ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظہر لہ عمر وان ہذا ہو الرای ووفقہ علیہ ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا وقال ابوموسی ان رأینا قد اتفق علی رای ترجوا بہ صلاح ہذہ الامۃ فقال عمر

جب میعاد منقضی ہوئی اور دونو حکم جمع ہوے تو عمرعاص نے ابوموسی اشعری کو بلاکر کہا کہ وہ معویہ کو خلیفہ قبول کرلے مگر ابوموسی نے انکار کیا اسی طرح ابوموسی نے عمرعاص سے استدعا کی کہ وہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کو خلیفہ تجویز کرے لیکن عمرعاص نے اسکو نمانا۔ بعد ازان ابوموسی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے ابوموسے نے کہا ہماری تو یہہ رائے ہے کہ علی او معویہ دونون معزول کردیے جاوین او خلافت کا معاملہ مسلمانون کے شورے پر چھوڑ دیا جاوے۔ عمرعاص نے اس رائے کی تحسین کر

وصداق تقدمه و تكلم يا ابا موسى فلما تقدم لحقه عبد
الله ابن عباس فقال له ويحك والله لقد احسن انه
خدعك ان كنتما فقد اتفقتما على امر فقدمه قبلك
فانی لا امن ان يخالفك فقال ابا موسى انا قد اتفقنا
فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها الناس انا لم نر
اصلح لامر هذه الامة قد اجتمع عليه رائى ورائ
عمرو وهو ان نخلع عليا و معوية ونستقبل هذه الامة
هذا الامر فيولوا منهم من احبوا وانى قد خلعت عليا
ومعوية واستقبلوا امركم وولوا عليكم من رائتموه
هذا الامر اهلا ثم تنحى واقبل عمرو فقام مقامه
وحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا قد قال
ما سمعتم وخلع صاحبه وانا اخلع صاحبه كما
خلعه واثبت صاحبی فانه ولی عثمان والطالب
بدمه واحق الناس بمقامه فقال له ابی موسى
مالك لا وفقك الله غدرت وفجرت فركب ابو موسى
ولحق بمكة حياء من الناس

اور کہا کہ مجھکو تمہاری آپسمی اتفاق ہے یہہ گفتگو کرکے دونون شخص۔
فریقین کے مجمع مین آیے ابوموسی نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ ہم
دونو ادمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاحیت امت پر
مبنی ہین۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کرکے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے
قائم کی ہے بیان کرو۔ ابوموسی اگے بڑھے تو عبداللہ ابن عباس نے ان سے
کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رایے سے اتفاق ہے
تو واللہ مین خیال کرتا ہون اونہی تمکو دہوکا دیا ہے اس سے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے عمر عاص کو تقریر کرلینے دو ورنہ پچھتاؤ گے ابوموسی نے اس بات پر
اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنائے الہی کہا کہ ایہا الناس مین
مسلمانون کے لیے اس سے بہترین صلح کن کوئی بات نہین سمجھتا ہون جسپر
میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہہ ہے کہ علی اور معاویہ دونو
علحدہ کردئیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے
خلیفہ مقرر کرے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو علحدہ کیا اب تم لوگ
غور کرکے جسکو امر خلافت کرنے موزون سمجھو خلیفہ مقرر کرو۔ یہہ کہکر ابوموسی
پیچھے ہٹے اور عمر عاص روبروے حضار کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنائے ایزدی
کہا کہ جو کچھ ابوموسی نے کہا تم لوگون نے سن لیا پس جونکہ ابوموسی نے علی کو خلافت
سے معزول کیا جس سے مجھکو بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہون کیونکہ وہ عثمان کے ولی۔ اونکے خون کے طالب
اور اونکی قائمقامی کے مستحق ہین۔ یہہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھکو توفیق ندے تونے سخت غداری اور برائی کی۔ یہہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار
ہوے اور شرم کے مارے مکے چلے گئے۔

ابوموسی اور عمر عاص مین۔ تو تو۔ مین مین ابو موسی کو صحابہ کی لیے دے

خواجہ سید احمد صاحب امرتسری ارجح المطالب (سوانح عمری علی علیہ السلام) مین لکہتے ہین
عمر عاص کا فیصلہ تحکیم سنکر ابوموسی نے کہا اے عمر عاص یہہ تجھ کیا ہو گیا ہے۔ خدا تجھکو ہماری مدد سے
تو نے بڑی بیوفائی کی ہے۔ اور برا فجور کیا ہے۔ تیری مثال اس کتے کی ہے۔ جسکا ذکر خدائے پاک نے اپنے کلام پاک مین کیا کہ
جو ہانپتا بھی تو دم ہلاتا ہے اور ہاتو تو بھی دم ہلاتا ہے۔ ابن عاص نے کہا میری مثال اوس گدہے کی ہے جسپر بہت سی کتابین
لدی ہون جیسا قرآن مجید مین مرقوم ہے۔
(مکہ مین) سعد ابن ابیوقاص نے ابوموسی سے کہا کہ عمر عاص نے تجھے اپنے مکر سے کسقدر ضعیف کردیا ہے۔ ابوموسی نے کہا۔

مین کیہ اکرون اس نے اول ایک بات پر مجھسے اتفاق کیا پھر مجھسے بدعہدی کی۔ ابن عباس کہنے لگے یہہ تیرا قصور نہین ہے بلکہ اوسکا قصور ہے جس نے تجھے اس مقام پر پیش کیا۔ عبد الرحمن ابن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری اج کے دن سے پہلے دنیا سے ناپید ہو جاتا تو بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر کوڑے لگائے۔ عمر عاص نے شریح پر عصا اوٹھایا۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے مین کسی بات پر اسقدر نہین پچھتاتا ہون اور افسوس کرتا ہون جیسا اس امر پر کہ مین نے اوسدن عمر عاص پر کوڑے کے عوض تلوار کیون نہ چلائی کہ اوسکا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ الخ المطالب طبع لاہور ص ۵۴-۵۳۔

ابو موسی کی ندامت

قصہ تحکیم کے بعد لوگون نے ابو موسی کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ چلدیئے۔ ابو موسی کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے پہلے ہی ڈرا دیا تھا اور آگاہ کر دیا تھا لیکن مین نے ابن عاص کی باتون پر اطمینان کر لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہہ غدار مسلمانون کی مصلحت اور امت کی خیر خواہی مین کسطرح سے اپنے نفس کا اثر ظاہر نہین کریگا مگر افسوس سے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ لَا فِطْرَةَ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا

عمر عاص کی حکومت مصر اور شہادت محمد ابن ابوبکر کی

یہہ سب کچھ ہوتا رہا۔ ذلت بھی حقارت بھی۔ شرم بھی ندامت بھی۔ لیکن عمر عاص حکومت مصر لے ہی مرے۔ مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

ثم دخلت سنة ثمان وثلثین فیها جهز معویه عمر عاص بعسکر الی مصر وکتب محمد بن ابی بکر یستنجد علیا فارسل الیه الاشتر فلما وصل الاشتر الی القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

پھر ۳۸ھ شروع ہوا معاویہ نے عمر عاص کو لشکر دیکر مصر بھیجا جہان کے عامل حضرت علیؑ کی طرف سے محمد ابن ابی بکر تھے۔ جب محمد ابن ابو بکر کو عمر عاص کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے حضرت علی کو خبر دی اور مدد مانگی حضرت علی مالک ابن اشتر کو اونکی مدد کے لیے روانہ فرمایا۔ اشتر قلزم تک پہنچے تھے کہ اونکو ایک شخص نے شہد مین زہر دیکر مار ڈالا اور وہین اونھون نے وفات پائی۔

اسکے آگے امام المورخین طبری لکھتے ہین۔

فاقبل الذی سقاه الی معویه فاخبره بهلاك الاشتر فقام معویه فی الناس خطیبا فحمد الله واثنی علیه و قال اما بعد فانه کانت لعلی ابن ابی طالب یدان یمینان قطعت احدهما فی صفین یعنی عمار بن یاسرؓ وقطعت الاخری الیوم الاشتر

جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا اوس نے معویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا خدا کی حمد وثنا کی اور کہا اما بعد۔ علی ابن ابیطالب کے دو داہنے ہاتھ تھے اون مین سے ایک جنگ صفین مین کٹ گیا یعنی عمار ابن یاسرؓ۔ دوسرا آج قطع ہو گیا۔ یعنی مالک ابن اشترؓ

تاریخ ابن وردی مین محمد ابن ابی بکر کی تفصیلی کیفیت شہادت یون مرقوم ہے۔

ووصل عمرو بن عاص مصر وقاتله اصحیب محمد بن ابی بکر فہزمہم عمرو فتفرق عن محمد اصحابه فمشی محمد ماشیا حتی انتھی الی خربة فقبض علیه واتوابه الی معویة بن خدیج فقتلہ۔

جب عمر عاص نے مصر پہنچکر محمد ابن ابوبکر سے جنگ کی تو محمد ابن ابی بکر کی فوج کو شکست ہوگئی محمد ابن ابی بکر بھاگے اور افتان و خیزان ایک خرابے تک پہونچے تھے کہ لوگ اونھیں پکڑ کر معاویہ ابن خدیج کے پاس لیگئے اور اوس نے اونھیں قتل کردیا۔

تاریخ ابوالفدا میں ہے۔

فلما بلغ عائشة قتل اخیھا محمد جزعت علیه وقنتت فی دبر کل صلوٰة تدعوا علی معاویة وعمرو ابن العاص ولما بلغ علیا مقتله جزع علیه

جب حضرت عائشہ کو محمد بن ابی بکر کی قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئیں اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمر عاص کو قنوت میں بددعا اور نفرین کرتی تھیں اور جب حضرت علی کو خبر ملی تو آپ بھی بہت ملول ہو

تاریخ مروج الذہب میں مرقوم ہے

وبلغ معویة قتل محمد فاظهر الفرح والسرور

معویہ کو محمد کے قتل کی خبر پہونچی تو بہت شاد و مسرور ہوے

ابوالفدا میں ہے۔

عمر عاص کی موت

ثم دخلت سنة ثلثاین واربعین وسنة ثلاث واربعین فیھا توفی عمرو ابن العاص

پھر سنہ ۴۲ و سنہ ۴۳ کا دور شروع ہوا اور سال اخر الذکر میں عمر عاص کی وفات ہوئی ۔

زیاد ابن سمیہ

معاویہ صاحب خود بڑے اصیل تھے اور اونکی نورتن بزم (چھوٹی وال اصیلوں سے بھری پڑی تھی معویہ صاحب کی اصالت معلوم ہوچکی ہے۔ مروان الحکم کی اصلیت مذکور ہوچکی - عمر عاص کی مجہولیت معروف ہوچکی اب زیاد ابن سمیہ کی حقیقت نسبی کا انکشاف حسب ذیل ہے۔

زیاد ابن سمیہ کی ولدیت۔ انکے قائمی باپ تو عبید رومی غلام حارث ابن کلدہ ثقفی تھے۔ اور عارفی والد ماجد ابوسفیان ابن حرب طرفہ تو یہ ہے کہ اپنی تمام عمر تک خود ابوسفیان کو اپنے اس فرزند کی ولدیت نہ معلوم ہوسکی۔ اور نہ اس بیٹے ہی کو کامل پچاس برس تک اپنے آبا جان ابوسفیان کی ابوت کی کوئی خبر ہوسکی۔ غرضکہ پچاس برس کی مدت تک انکی ولدیت اور ونکی ابوت صیغہ راز میں رہی۔ مورخ ابوالفدا اس عجیب الخلقت ترکیب نسبی کی تفصیل حسب ذیل عبارت میں لکھتے ہیں۔

استلحق معاویة زیاد ابن سمیة وکانت سمیة جاریة للحارث بن کلدة الثقفی فزوجھا لعبد له الرومی

معویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب میں داخل کرلیا اور اوسکو اپنا بھائی بنالیا سمیہ مذکورہ حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے

يقال له عبيد فولدت سمية زيادا على فراشه وكان
ابوسفيان قد سار في الجاهلية الى الطائف فنزل على
انسان يبيع الخمر يقال له ابو مريم فقال له ابو سفيان
قد اشتهيت النساء فقال ابو مريم هل لك سمية
فقال ابو سفيان هاتها على ثديها وذفر بطنها فوقع
عليها فيقال انها علقت منه زيادا (الى ان قال) واستلحق
معوية زيادا فاحضر الناس وحضر من يشهد لزياد
بالنسب وكان ممن حضر لذلك ابو مريم الخمار الذي
احضر سمية الى ابي سفيان بالطائف وشهد بنسب زياد
من ابي سفيان وقال رأيت اسكتي سمية يقطران من
مني ابو سفيان فاستلحقه معوية وهذا اول واقعة
خولفت فيها الشريعة علانية

اوسکی شادی اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کردی تھی جس سے زیاد
پیدا ہوا - زمانہ جاہلیت مین ابوسفیان طائف کو گئے تو ابومریم شراب فروش
کے ہان اوترے اور ابومریم سے کہنے لگے کہ مین اسوقت عورت کی خواہش مین
بے چین ہون ابومریم بولا اگر تم سمیہ کو پسند کرو تو مین اوسکو بلا دون -
ابوسفیان نے ہیجان خواہش مین کہا کہ اوسی کو بلادو باوجودیکہ وہ دراز پستان
اور فربہ البطن ہی - ابومریم نے سمیہ کو بلوایا - ابوسفیان اوس سے ہمبستر ہوا
اور سمیہ اوس سے حاملہ ہوگئی چنانچہ کہا جاتا ہی زیاد ابوسفیان ہی کے نطفہ
سے پیدا ہوا تھا جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین داخل کرنا چاہا تو لوگون
کو اس باب مین گواہی دینے کیلئے طلب کیا منجملہ اون لوگون کے ابومریم
شراب فروش نے بھی گواہی دی جو سمیہ کو طائف مین ابوسفیان کے لئے
بلا لایا تھا اس نے بیان کیا کہ مین نے اپنی آنکھون سے سمیہ کے اندام نہانی
سے ابوسفیان کے مادہ حیوانی کو ٹپکتے ہوے دیکھا ہے پس معاویہ نے
زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جسمین علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی -

شریعت ہو یا طریقت - خلوص ہو یا طریقت سب کی سب معویہ کی خودغرضی اور نفسانیت پر نثار تھین اور ان سب
کو وہ اپنے حصول مطلب پر قربان کرنیوالے تھے - پھر اونکو مخالف شرع ہونیکی کیا پروا جس ضرورت و غرض کیلئے زیاد بھی
ثقیف کی خیل غلامان سے نکال کر بنی امیہ کے سلسلہ خاندان مین ملایا گیا تھا وہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے معلوم ہوگی
زیاد کا وجود عالم وجود مین جسطرح قائم ہوا معلوم ہوچکا ہے - خلافت اولیٰ تک اسکا کوئی حال تاریخ اسلام
مین پایا نہین جاتا - خلافت ثانی کے دور مین عمالان ملکی کی طول طویل فہرست مین انکا نام بھی دکھائی دیتا ہے اور علاقہ
فارس کے تازہ فتحشدہ صوبون مین سے بعض صوبون کی ولایت پر انکا تعین بھی پایا جاتا ہے اور پھر عراق کے چند امور کی
درستی کیلئے فارس سے بلائے جاتے ہین اور ام جمیل والے مقدمہ زناکاری مین گو فقرہ سے گواہ مستغاثہ بنکر آئے ہین مگر
حضرت عمر کی اشارت اور تعلقات ملازمت کی وجہ سے انکو حقیقت حال پر نقاب افگنی کرنی ہوئی - دیکھو تاریخ طبری جلد چہارم
خلافت ثالث مین جب تمام ممالک پر مسلمان قابض ہوجاتے ہین تو یہ تمام قلمرو فارس کے عامل بنائے جاتے ہین اور یہ اپنی فطرتی
ذہانت اور خلقی متانت کی وجہ سے ممالک ایران کا ایسا کامل انتظام کرنے مین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ مین

خلیفہ عصر کے خلاف غدر ہوتے ہین۔ بغاوتین عمل مین لائی جاتی ہین مگر ممالک ایران مین کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی اور وہان امن عالمگیر بادشاہی کے زمانے مین بھی تمام امن وامان قائم رہتا ہے خلافت چہارم کے عہد مین بھی انکے کارنامون پر نظر رکھکر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے بھی انکو انکی جگہہ پر بحال رکھا۔ اور اسمین بھی کلام نہین کہ انھون نے پوری دیانتداری سے کام کیا اور انکی شہادت تک اوسی دیانت وامانت پر قائم رہے۔ اس اثنا مین معاویہ کیطرف سے انکے بہکانے اور سازش مین لانے کی بڑی بڑی کوششین عمل مین لائین گئین لیکن ایک بھی کارگر نہوئی معویہ نے اپنی مفسدہ پردازیون سے قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ مین فساد پھیلادیے سوا ئے قلمرو ایران کے کہ وہان زیاد کی وجہہ سے انکی کوئی ترکیب نہ چلی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد سے حضرت امام حسنؑ کے آغاز خلافت تک زیاد کی فرمانبرداری اور وفاداری کی یہی صورت قائم رہی اور تحریر صلحنامہ تک زیاد اپنی راسخ الاعتقادی پر قائم رہا۔ اور معاویہ اوسکی پاداری اور استقلال طبعی سے بہت خائف تھا مگر سوچتے سوچتے اصل مدعا تک پہونچگیا اور زیاد کی اوس حقیقی کمی کو سمجھ گیا جسکی وجہہ سے وہ اپنے تمام اقتدار واختیار کو بالکل ہیچ سمجھتا تھا اور حقیقت مین زیاد کے رام کرنیکی اس سے بڑھکر کوئی دوسری ترکیب بھی نہین تھی۔ چنانچہ سرو چمن حالات حضرت امام حسنؑ مین بیان ہو چکا ہے۔

زیاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ صلح تک راسخ العقیدہ رہا مگر حقیقت مین اوسکو اپنی مجہول النسبی کا عرب کے ایسے ملک مین ضرور خیال تہا اور اوسکا یہ خیال ہردم وہر لحظہ پہلو کا نیش تہا جو اسکے موجودہ اقتدار واختیار کو اوسکی نگاہون مین بالکل خاک کیے ہوئے تہا معاویہ چونکہ اسکی خوش عقیدگی اور راسخ الاعتقادی سے واقف تہا اسلیے اس سے اپنی کسی سازش کی ترکیب پر یلہ جرات بھی نہین کرتا تہا۔ یہان تک کہ جب زمانہ کی بداعمالیون نے بلاد اسلامی کی عنان حکومت معویہ کی گردن مین ڈالدی تو اوسکو اپنی اس تحریک کے پیش کرنیکا پورا موقع ملگیا۔ اس نے اسی ضرورت سے زیاد کو اپنا بھائی بنایا اور اوسکو مذکورہ بالا طریقہ کر علی روس الاشہاد اپنی اخوت کا یقین واعتماد دلوا دیا۔ پھر تو سلامتی سے زیاد اپنے بڑے بھائی صاحب کے ایسے مطیع ومنقاد اور شیدائی وفدائی نکلے کہ اگلے پچھلے تمام تعلقات ومعتقدات کو فراموش کر گئے اور اونہین کے قدم بقدم چلنے لگے شیعون کی بیخ کنی جانفشانی کی وہ بربادی مچائی کہ تمام عراق مین واویلا مچگئی۔ انکے مظالم کی کیفیت اعثم کوفی یون لکھتے ہین

اشیاع ودوستان امیر المومنینؑ بقتل رسانید ودر ہر کجا کہ یکے از جماعت می یافت می کشت ودست وپاے ایشان را می برید وچشمہا را بر می کند ومعویہ ہمیشہ بمصلحت وبرای وتدبیر ادی کار میکرد

معویہ ہمیشہ ادسی کی صلاح ومصلحت ورائے پر چلتا تہا۔

زیاد نے عراق مین امیر المومنینؑ کے شیعون کو قتل کرایا اور اونلوگون مین سے جس شخص کو جہان پاتا تہا قتل کراتا تہا۔ اونکے ہاتھ پاون کاٹ ڈالتا تہا آنکھین نکلوالیتا تہا اور

کتاب احداث مین امام مدینی اسکی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین

١ اشتد البلاء حینئذ اہل الکوفہ لکثرۃ من بہا پھر شیعان علی علیہ السلام پر سخت ترین بلاء ومصیبت ٹوٹ پڑی

من الشیعة فاستعمل علیه زیاد بن سمیة وهو بهم عارف لانه کان منهم فی ایام علی علیه السلام فقتلهم تحت کل حجر ومدر واخافهم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبهم علی جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم یبق بها معروف منها

معویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا عامل کیا وہ شیعان کوفہ کے بچہ بچہ کو جانتا تھا اسلیئے کہ حضرت علیؑ کے وقت مین یہ بھی شیعون مین داخل تھا اس نے شیعون کو تمام خشکی و تری مین چن چنکر قتل کیا۔ اونکو خوب خوب ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے ہاتھ پاؤن کو کٹوایا۔ اونکی آنکھون سلائی پھروا کر اندہا کردیا۔ اونکو درختون کی شاخون مین لٹکا کر سولی دیوائی اونکو حدود عراق سے باہر نکلوایا۔ یہانتک کہ ممتازین شیعہ مین سے ایک متنفس بھی وہان باقی نرہا۔

حجر ابن عدی صحابی اور زیاد ابن سمیہ

مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

وکان معویه وعماله یدعون لعثمان فی الخطبة یوم الجمعة ویسبون علیا ویقعون فیه ولما کان المغیرة متولی الکوفة کان یفعل بذالک طاعة لمعویة فکان یقوم حجر وجماعة معه فیردون علیه سبه لعلی وکان المغیرة یتجاوز عنهم فلما ولی زیاد دعی لعثمان وسب علیا فقام حجر وقال کما کان یقول من الثناء علی علی فغضب زیاد وامسکه واوثقه بالحدید وثلاثة عشر انفرا معه وارسلهم الی معویه فارسل معاویة من قتلهم بعذراء وکان حجر اعظم الناس دینا وصلواة وروی عن الشافعی انه اسر الی الربیع انه لا یقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معویة وعمرو ابن العاصی والمغیرة وزیاد

معویہ اور اونکے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علی کو برا کہتے تھے چنانچہ جب مغیرہ ابن شعبہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو برا کہتا تھا تو حجر ابن عدی مع اپنی جماعت کے کھڑے ہوکر اوسکا رد کیا کرتے تھے اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نکرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہوکر حضرت علی کو برا کہا اور حجر ابن عدی نے حسب المعمول اوسکے مقابلہ مین حضرت علی کی مدح و ثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہوکر حجر ابن عدی کو مع اونکے تیرہ رفیقون کے گرفتار کرلیا اور معویہ کے پاس بھیجدیا معویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کراڈالا۔ حالانکہ حجر ابن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نماز گذار شخص تھے اور امام شافعی نے بطور وصیت ربیع سے کہا کہ صحابہ مین چار صحابیون کی گواہی قابل اعتبار نہین۔ وہ معاویہ۔ عمرو عاص ابن وائل۔ مغیرہ ابن شعبہ اور زیاد ابن سمیہ ہین۔

زیاد کی موت عذاب

معویہ کی عزت افزائی کچھ کام نہ آئی بھائی بھی بنایا اور بقول صاحب نسخ کافیہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ کا حاجب شرعی بھی ٹہرایا مگر حدود عرب مین کسی نے بھی انکو زیاد بن سمیہ چھوڑ زیاد ابن ابوسفیان نہ خود کہا نہ کہلوایا۔ بقول صاحب روضة الصفا اس شقی ترین کے مظالم ایسے ہی ناقابل عفو تھے کہ منتقم حقیقی نے بہت جلد اسکو اسکے کیفر دار کی سزا تک پہونچایا۔ ظاہرا پاؤن پر ایک دانہ نکلا اور اوسمین خارش پیدا ہوئی اور وہ اتنی جلد جلد بڑھی کہ کمر تک آماس آگیا۔ رات بھر اوسی کرب و اضطراب مین کٹی۔ صبح

ہوتے ہی اوسکی صحبت سے زیادہ ابن تیمیہ ٹھنڈے ہو گئے - انکی موت بلا اختلاف ۵۳ھ مین واقع ہوئی ابو الفدا

ولید ابن عقبہ

حضرت عثمان کے اخیافی بھائی تھے - سن ولادت معلوم نہو سکا - مگر اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ معویہ ابن ابوسفیان کے ہمعمر تھے - بنی امیہ ہونیکے تمام اوصاف خصوصی سے موصوف اور اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ مین مشہور و معروف تفصیل یہہ ہی کہ انکے ابتدائی حالات تو بردے مین ہین جس سے صحیح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اون ایام مین انکی کوئی حالت قابل ذکر نہین تھی سبقت اسلام کے شرف خاص سے بالکل محروم - جب بنی امیہ کا تمام قبیلہ اس شرف سی محروم نظر آتا ہی تو پھر انکی محرومی کیون حیرت انگیز ہونے لگی - فتح مکہ کے بعد ۸ھ مین جبکہ اور بنی امیہ مجبور اور ہر طرف سے مایوس ہوکر مسلمان ہوئے وہان یہہ بھی اوراپنے تمام قبیلہ کیطرح یہہ بھی گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہوئے - دربار رسالت سے انکو کوئی ملکی - مالی اور فوجی خدمت یا عہدہ نہین دیا گیا - ہان اور بنی امیہ کیطرح اگر انکا نام بھی صدقات و زکوۃ کی تحصیلی مذکوروں مین لکھا گیا ہو تو کوئی تعجب نہین - مگر سیرۃ النبی مین شبلی صاحب کی داخل کردہ فہرست محصلین زکواۃ و صدقات انکے نام سے خالی دکھلائی دیتی ہے -

ولید اور حضرت عمر رسالت کے بعد ایام خلافت مین بھی - خلافت اولی تک انکا نام کہین نہین پایا جاتا - ہان - خلافت ثانیہ کے بنی امیہ نواز زمانے مین جہان اس تمام خاندان کی ایک ضرورت خاص سے پرورش و سرپرستی فرمائی گئی - وہان انکی بھی - حضرت عمر کے یہہ مربیانہ اخلاق و اشفاق انکے وقت وفات تک قائم رہے - جسکی وجہہ سے وہ حضرت عمر کی خدمت مین بہت بیباکی سے باتین کرتے تھے - چنانچہ ہم کنز العمال سے ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہین - جس سے ہمارے بیان پر کافی روشنی پڑتی ہے

عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا تستخلفونہ شحیحا غلقا یعنی سئی الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحہ بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجل کان اول شی نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا نحلہا ایاہ فجعلہا فی رہن یہودیۃ فقال رجل من القوم نستخلف علیا فقال انکم لعمری لا تستخلفونہ والذی نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم علی الحق وان کرہتم فقال الولید ابن عقبہ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک فقال من قال عثمان بن عفان

ابو المجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (اپنی وفات کے قریب) لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ بناؤگے ایک شخص نے کہا زبیر ابن العوام کو حضرت عمر بولے کہ ایسے آدمی کو کیونکر خلیفہ کردیگے جو بخیل اور بد خلق شخص ہے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤگے جس نے رسول اللہ صلعم کی عطا کی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے پاس رہن کرڈالا - یہہ سنکر ایک تیسرے شخص نے کہا کہ ہم تو علی کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا مجھکو قسم ہے اپنی جان کی تم علی کو خلیفہ نکرنا بخدا اگر علی کو تم خلیفہ کروگے تو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش - وہ تمکو امر حق پر قائم کیے بغیر نہ رہینگے - یہہ سنکر ولید ابن عقبہ بول اوٹھے - ہم سمجھہ گئے آپ جسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہین - حضرت عمر نے کہا کسکو؟ ولید نے کہا عثمان ابن عفان کو -

حضرت عثمان کی خلافت تو گھر کی دولت تھی - حضرت عثمان کے اس کلیہ نے کہ

واللہ لوان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتھا بنی امیّۃ

خدا کی قسم اگر بہشت کی کنجیان میرے پاس ہوتین تو مین او کو بنی امیہ کو دیدیتا

تمام بنی امیہ کو خوشحال - فارغ البال اور ضرورت سے زاید مالامال کردیا - غنائم افریقیہ مین سے پانچ لاکھ درہم نقد کی رقم ولید ابن عقبہ کو بھی ہاتھ لگی اور اوسکے ساتھ کوفہ کی امارت نفع مین -

کوفہ مین ولید کی آمد

دربار خلافت سے پروانہ ولایت لیکر ولید ابن عقبہ کوفہ پہونچے - اور دار الامارۃ کی شاہی عمارت مین بیٹھکر داد عیش و عشرت دینے لگے کیسا نظم ملکی اور کہان کا انتظام مالی - امام علی بن برہان الدّین شافعی - لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مین انکے روزانہ مشاغل اور طور و اطوار کا پورا نقشہ ذیل کے الفاظ مین کھینچتے مین -

وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب الخمر کل لیلۃ من اوّل اللیل الی الفجر فلمّا اذّن المؤذن الصّلوٰۃ الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفہ الصّبح اربعۃ رکعات وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلم وقال ھل ازیدکم فی الصّلوات فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ خیرا ولا من بعثک علینا

ولید مرد شاعر تھا - ظریف تھا - حلیم تھا اور شجاع و کریم تھا - شرابی تھا - ہر شب کو ابتداے شام سے طلوع فجر تک شراب پیا کرتا تھا - ایکبار موذن نے نماز صبح کی اذان دی تو مسجد مین آیا مگر اسقدر نشہ سے بدحواس تھا کہ دو رکعتون کی جگہہ چار رکعتین پڑھ گیا اور رکوع و سجود مین ذکر تسبیح کے عوض "اشرب" "واسقنی" "پیو اور مجھی پلاؤ" کہتا جاتا تھا - یہان تک کہ وہین محراب مین قے کردی - جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچھا کیا مین نے تملوگون کو زیادہ نماز پڑھا دی - عبد اللہ ابن مسعود سا جلیل القدر صحابی جو خصوصًا علم القران مین مسلّم سے اپنا نظیر رکھتا تھا ایسے ناپاک امام کا مقتدی بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ خدا کبھی تیرے لئے کبھی نیکی زیادہ نکرے - اور نہ اوسکے لئے جسنے تجھہ ہم پر امیر بناکر بھیجا ہے - ہم نے تو ہمیشہ تیرے پیچھے زیادہ نماز پڑھا ہی کی ہے -

یہی واقعہ ایک دوسرے مورخ کی زبانی

مورخ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب مین اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے حسب ذیل عبارت مین لکھتے مین -

وکان من عمالہ جماعۃ منھم الولید ابن عقبہ بن ابی معیط (اخو عثمان لامّہ) علی الکوفہ وھو ممن اخبر النبی صلعم انہ من اھل النّار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبہ کان یشرب مع ندمائہ ومغنّیہ من اوّل اللّیل الی الصّباح فلما اذّنہ المؤذّن بالصّلوات خرج منفصلا فی غلائلہ فتقدم الی المحراب فی صلوٰۃ الصّبح فصلّی بھم اربعا قال اتریدون ان ازیدکم وقیل انہ قال فی سجودہ وقد اطال

جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کیے تھے اونہین کی جماعت مین ولید ابن عقبہ بھی تھے جو حضرت عثمان کے اخیافی (مانجایے) بھائی تھے جسکے جہنمی ہونیکی خبر جناب رسولخدا صلعم نے دی تھی - ولید ابن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین اور ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول تھا اور ہر شام سے طلوع صبح تک شراب پیا کرتا تھا اور جب موذن نماز کے لئے اوسکو بیدار کیا کرتے تھے تو وہ اوسی طرح (مخمور) مسجد مین جاکر لوگون کو نماز صبح پڑھایا کرتا تھا اور بجاے دو رکعت کے چار رکعت پڑھا کر کے کہا کرتا تھا کہ اگر کہو تو دو رکعتون کو اور زیادہ کردون

اشرب واسقنی وقال بعض من کان خلفه فی الصف الاول والله لا اعجب الا ممن بعثك الینا والیا وعلینا امیرا (الی ان قال) فظهر فسقه ومداومته شرب الخمر فهجم علیه جماعة من المسجد منهم ابو زینب بن عوف و ابو جندب بن زهیر وغیرهما فوجدوه سکران مضطجعا علی سریره لا یعقل فایقظوه من رقدته فلم یستیقظ فانتزعوا خاتمه من یده وخرجوا من فورهم الی المدینة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عنده علی الولید انه شرب الخمر التی کنا نشربها فی الجاهلیه و اخرجا خاتمه فدفعاه الیه فرآهما ودفع فی صدرهما وقال تنحیا عنی فخرجا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید مذکو جب سجدے مین جاتا تھا تو دیر تک پڑا رہتا تھا اور کہتا تھا "پی اور مجھو پلا" چنانچہ ایکبار جو لوگ اوسکے پیچھے صف اول مین تھے اونمین سے کسی نے کہا کہ (رایت ما الانق) ہم مجھیہ تعجب نہین کرتے لیکن اوسپر تعجب ہے جسنے تجھو ہمارا والی اور امیر کرکے یہان بھیجا ہے جب ولید ابن عقبہ کے فسق اور دوام الخمری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانون کے ایک گروہ نے جسمین ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد مین اکر ولید پر ہجوم کیا دیکھا کہ ولید مسند حکومت پر نشۂ شراب مین بیہوش پڑا ہے۔ لوگون نے اوسے ہشیار کرنا چاہا۔ جب وہ کسی طرح سے ہوشین نہ آیا تو اوسکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار لی اور فوراً مدینہ مین اکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا کہ ولید نے شراب پی۔ انھون نے ولید کی مخموری کے ثبوت مین اوسکی انگشتری پیش کرکے کہا کہ اوسنے شراب پی جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور سینہ پر دھکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہہ سنکر وہ دونون اوسی پاؤن وہان سے باہر نکل پڑے۔

حضرت عثمان کی برادر نوازیان انکو کوفہ مین اپنی زمانہ خلافت تک سنبھالے رہین لیکن حضرت علیؑ کیے وقت مین یہہ خود علحدہ ہوکر معویہ کے پاس شام مین چلے گئے۔ اور اخر وقت تک وہین رہے۔ صفین کیے معرکون مین انکی کسی جنگی خدمت کا کوئی ذکر نہین پایا جاتا نہین معلوم صاحب لسان العیون نے انکو "کان شجاعا" کس اعتبار پر لکھدیا۔ اسی طرح نظام ملکی مین بھی کوئی خدمت انکے متعلق نہین لکھی ہے۔ صاحب سر الشہادتین کو امام حسین علیہ السلام اور بیعت یزید کے ابتدائی معاملہ مین ان پر والی مدینہ ہونیکا شبہہ ہوا ہے اس لئے اوھون نے اپنی عبارت مین ولید ابن عقبہ کو عامل مدینہ لکھدیا ہے لیکن صاحب روضۃ الاحباب محدث شیرازی نے صاف صاف اس واقعہ کی تفصیل مین لکھدیا ہے۔ کہ ولید ابن عتبہ ابن ابوسفیان عامل مدینہ عامل مدینہ۔ عبداللہ ابن عمر ابن عثمان ابن المطلب امیر المومنین حسین و عبداللہ ابن زبیر فرستاد۔ " یہہ صحیح ہے کہ معویہ نے اپنی وفات کے قریب مروان کو ولایت مدینہ سے معزول کر کے ولید کو والی مدینہ مقرر کیا تھا مگر وہ ولید ابن عقبہ نہین تھا بلکہ وہ ولید ابن عتبہ تھا جو معاویہ کا بھتیجا تھا جیساکہ محدث شیرازی نے تشریح کردی ہے۔ خیابات صاحب کو عقبہ اور عتبہ کی تجنیس خطی نے دھوکہ مین ڈال دیا ہے۔

بہرحال ولید ابن عقبہ کے مذکورۂ بالا حالات سے زاید کوئی حال قابل ذکر نہین ہے۔ نہ ان سے کوئی اسلامی خدمت متعلق معلوم ہوتی ہے نکوئی ملکی اور نہ مالی نہ فوجی۔ اسی سے اندازہ کر لیا جاسکتا ہے کہ معاویہ کی دربارداری اور جاقہ باشی کے سوا انکے کوئی اور مشاغل نہین تھے بشرب النبار ہونیکی وجہہ سے تمام مسلمان ان سے متنفر تھے اسلئے اسلامی کتب سیر و تاریخ مین انکا اس سے زاید ذکر نہین پایا جاتا۔ یہان تک

کہ انکے مرنیکا سال بھی کسی نے لکھکر نہ بتلایا۔

مغیرہ ابن شعبہ

عرب کے مشہور شاطر عیاری اور مکاری مین عمر عاص کے ردیف اور ہموزن۔ ابن الوقتی اور زودحسی مین مشہور۔ قبل اسلام قریش مین انکی کوئی حیثیت معلوم نہین ہوتی۔ اسلئے تاریخ وسیر کی کتابین انکے ابتدائی حالات سے خالی ہین۔ اسی وجہ خاص سے کوئی انکا سال ولادت بھی لکھکر نہ بتلا سکا

فتح مکہ کے بعد یہ اسلام لاے۔ معرکہ حنین مین شریک تھے۔ مگر خالد ابن ولید والے رسالے مین۔ جو سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ رسالت کے باقیماندہ ڈہائی برس کی مدت مین کوئی اسلامی خدمت ان سے متعلق نہین پائی جاتی خلافت اول کے ڈہائی برس مین بھی انکو کوئی ملکی مالی اور فوجی عہدہ نہین دیا گیا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین خلافت کی پالیسی بدلی۔ اور حضرت عمر کو خلافت کی نئی اسکیم کی مجوزہ کی مشین چلانیکے لئے۔ عمر عاص مغیرہ ابن شعبہ معویہ ابن ابوسفیان اور زیاد ابن سمیہ کے ایسے لوگون کی ضرورت ہوئی جو بقول شبلی صاحب کے اونکی نظام ملکی کے کل پرزے تھے۔ الفاروق

مصلحت وقتی اور حصول مطلب کی غرض خاص سے دربار خلافت کی یہ نورتن تیار کی گئی۔ اور خلیفہ عصر نے انمین سے ہر ایک فرد واحد کی وہ جا و بیجا قدر و منزلت کی جو کبھی انکے خواب و خیال مین بھی نہ آئی تھی۔ ہر قسم کی مراعات۔ ہر طرح کی خاطر داری۔ ہر طریقہ سے انکی تائید اور جانبداری خلافت اور خلیفہ کا نصب العین قرار پا چکا تھا۔ یہان تک کہ مغیرہ ابن شعبہ کی کھلی بدکاری پر بھی اپنی رواداری کا دامن ڈالا اور اونکے صحیح و صریح جرم کو چھپا ڈالا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔ تاریخ کامل مین ہے۔

ام جمیل امرأة من بنی هلال بن عامر وکان لها زوج من ثقیف هلك قبل ذلك یقال له الحجاج بن عبید وکان المغیرة و هو امیر البصرة یختلط الیها سرا فبلغ ذلك اهل البصرة

ام جمیل اصل مین قبیلہ بنی ہلال بن عامر کی ایک عورت تھی اوسکی شادی قبیلہ ثقیف مین حجاج ابن عبید کے ساتھ ہوئی تھی جو اس واقعہ سے قبل مر چکا تھا۔ مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ تھے اور وہ خفیہ طور سے ام جمیل کے ساتھ آلودہ تھے۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر تمام اہل بصرہ کو ہو گئی تھی۔

انھین تاریخون مین آئندہ سلسلہ بیان حسب ذیل ہے۔

ایک دن ابوبکرہ۔ شبل بن معبد۔ نافع اور زیاد بن سمیہ ایک مکان مین بیٹھے تھے اور وہ مکان ام جمیل کے مکان کے مقابل واقع تھا۔ اتفاق وقت سے ہوا چلی تو ام جمیل کے گھر کی کھڑکی کا دروازہ کھل گیا اور ابوبکرہ اور اوسکے ہمراہیون نے دیکھا کہ مغیرہ ام الجمیل کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ انھون نے دونو کو خوب تامل سے دیکھا تو دونو کو پورے یقین کے ساتھ پہچان لیا اور اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھکر دربار خلافت مین اطلاع بھیجدی۔ حضرت عمر نے بظاہر ضابطہ کے مطابق مستغیث کو اوسکے استغاثہ

کے گواہون کے ساتھ طلب فرمایا۔ مدعی اپنے گواہان ثبوت کی ہمراہ دربار خلافت مین حاضر ہوا۔ عدالت کھلا۔ شہادتین گذرین۔ گواہون مین سے ابوبکرہ۔ سہل بن معبد اور نافع نے حسب المشاہدہ حضرت عمر کے دار المحکمہ مین اپنی اپنی شہادتین قلمبند کرائین۔ ان تینون گواہون نے بلا اختلاف اپنے بیانات اور چشم دید واقعات بیان کیے اور مجرم کا جرم ثابت کر دیا۔ مگر اونکی بدقسمتی سے خود خلیفہ عصر کو اونکی یہہ راست گوئی اور انصاف جوئی مغیرہ ابن شعبہ کے خلاف ناگوار گذری۔ اسلئے وہ جادۂ انصاف سے ہٹکر۔ اپنے معتمد علیہ خاص مغیرہ ابن شعبہ کی پوری پوری جانبداری کرنے لگے۔ چوتھی گواہی زیاد بن سمیہ کی تھی جو انکا دوسرا معتمد علیہ افسر تھا اور ہر طرح سے انکے اختیار اور قابو مین۔ چنانچہ شہادت کے لئے جب زیاد ابن سمیہ انکے سامنے لایا گیا تو اوسکے اظہار لینے سے پہلے اوس سے اپنی یہہ تمہیدی تقریر بیان کی۔

می بینم مردیرا کہ رسوا نخواہد کرد زبان او مردے را از مسلمین — میرے سامنے اب وہ شخص ہے جسکے متعلق مجھے یہہ یقین ہے کہ وہ اپنی زبان سے کسی مرد مسلمان کو رسوا نکرے گا۔ طبری فارسی جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکھنو۔

زیاد کو اتنی چشمک کافی ہو گئی۔ انھون نے ذرا پردہ ڈالکر یون بیان کیا۔

رائیت مجلسا ونفسا حثیثا وانتہازا ورائیتہ مستبطنہا — مین نے دونون کو اکٹھا دیکھا۔ دونون کی تمالنسین چڑھی تھین اور

ورجلین کاہنما حمار — مغیرہ ابن شعبہ کو میٔن ام جمیل کو پیٹ کے بل لٹایے اور خود اوسکی ٹانگون کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا۔

یہہ سنکر حضرت عمر دوڑے کہ یہہ بھی مغیرہ کو کھانا ہی چاہتا ہے۔ فوراً قلم انصاف کو روک کر اور گواہ کو ٹوک کر کہنے لگے

ھل رائیتہ کالمیل فی المکحلۃ — ارے کیا تو نے مغیرہ کو سلائی اور سرمہ دانی والے عالم مین (عورت کے ساتھ) دیکھا ہے

یہہ سوال خلیفہ صاحب کا ہر گواہ سے ہوا تہا مگر یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ تینون خلیفہ اور خلافت سے آزاد تھے اور قطعی بے سروکار۔ اسلئے خلیفہ کے اس صلاح پر تینون گواہون نے صاف کہدیا تھا۔

نعم اشہد علی ذالک — ہان۔ ہم نے ایسا ہی دیکھا

زیاد اتنا آزاد کہان۔ وہ خلیفہ صاحب کا مدعا پہلے سے سمجھا تہا اور اب تو اور خاطر خواہ سمجھہ گیا۔ ڈرکر کہنے لگا۔ لا۔ "نہین" سے عاقلان را اشارہ کافیست۔ صرف ایک گواہ کے ذرا سے اختلاف پر اون تینون گواہون کے متفقہ بیانات ناکافی اور غلط سمجھے گئے۔ استغاثہ مسترد اور مدعا علیہ رہا کر دیا گیا۔

لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے وہ کبھی بھی نہ مٹائے مٹتی ہے اور نہ چھپائے چھپتی ہے۔ جب فریقین اور حاضرین سے حضرت عمر کا دار القضا خالی ہو گیا اور صحبت مین صرف خاص خاص لوگ رہگئے تو حضرت عمر نے مغیرہ کو خطاب کر کے حقیقت کا خود ان الفاظ مین اقرار فرمایا۔

قسم بخدا گمان نمی کنم کہ ابوبکرہ بر تو دروغ بستہ باشد دگاہے — خدا کی قسم مجھے گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ نے تجھپر جھوٹ باندھا ہو

وگاے بینم ترا اگر اینکہ خوف دارم کہ از اسمان سنگباران شوم ۔ اور اب جب تو میرے سامنے آتا ہی تو مجھی یہہ خوف ہوتا ہے کہ کہین یتری جنبہ داری کے لئی مجھپر آسمان سے پتھر نہ گرایا جاوے ۔

سبحان اللہ کیا فیصلۂ خلافت ہی اور کیا خلیفہ صاحب کی معاملہ فہمی اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ

مغیرہ ابن شعبہ طبری مین ہے

حضرت علی کو مشورت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے قبول خلافت فرماتے ہی حضرت عثمان کے مقرر کردہ عمالون کی تبدیلی اور اونکی جگہہ پر صحابہ السابقین رسول صلعم کی تقرری کی تجویز کا اعلان فرمایا تو مغیرہ ابن شعبہ نے جو مدینہ مین معویہ کی طرف سے محض جاسوسی کے لئی ٹہرایا گیا تھا تو اوسکو سب سے پہلے معویہ کے انجام کار کا خیال آیا اور اپنے دلمین یہہ سونچا کہ امیر المومنین کا امتزاج لینا چاہیے اور معویہ کیطرف سے اونکے خیالات دریافت کرنے چاہئین ۔ یہہ سونچکر امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور تھوڑی ۔ گفتگو کے بعد عرض کرنے لگا کہ چند امور بنظر اصلاح پیش کرتا ہون وہ یہہ ہے چونکہ بناے سلطنت ابھی استوار نہین مناسب ہے کہ عاملان عثمان کی معزولی یا تبدیلی مین جلدی نفرمائی جاے خصوصاً معاویہ کی نسبت جو مدت سی ملک شام مین حکومت کر رہا ہے اسکی حکومت اسی پر مستقل رکھی جاے اور عمرو عاص کو چونکہ مرد تیز فہم ۔ چالاک ۔ صاحب حیلہ و تدبیر ہے ۔ بہتر ہے کہ حکومت مصر کے وعدے پر رضامند کر کے اپنی اطاعت مین لایا جاوے کہ استحکام سلطنت کے واسطے بغیر اسکے چارہ نہین ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے غور سے مغیرہ کی باتون کو سُنا ۔ معویہ کیطرف سی جو شکایتین اہل اسلام اور باقیماندہ اصحاب رسول اللہ کو خلافت گذشتہ کے زمانے مین پیدا ہوی تھین وہ اسوقت تک سینون مین محفوظ تھین ۔ جاریہ و المعاملہ ۔ غنیمت جزیرہ قبرس ۔ سرقہ یاقوت سرخ ۔ حضرت ابوذر رضی کی جلاوطنی کا حکم وغیرہ وغیرہ ۔ ایسی ایسی باتین تھین جنھون نے اہل اسلام کو ۔ معویہ ابن ابوسفیان کیطرف سے پورا مشکوک کر دیا تھا ۔ مگر مروان کا ایسا گہرا اثر تھا کہ انلوگون کی کچھہ نہ چلی اور انکی تمام شکایتین ایسی ہی رہگئین ۔ اس خلافت کے زمانہ مین تو معویہ خلافت سے باغی اور اجماع امت سی منکر ہو گیے اور اس خلافت کو کسی طرح تسلیم نکر سکے اور شام کے علاقہ مین خود مختارانہ مسلط ہو بیٹھے ۔ اب بغیر کسی چشم نمائی کے وہ ملک کا ملک یونہین چھوڑ دینا یا اون کے خوف و دہشت سی مرعوب ہو کر خاموش ہو جانا ۔ مروان اور شاہ مردان کے فیصلہ تدبیر مین بہت کم فرق باقی چھوڑتا ۔ ان تدبیرون سے تو سواے اسکے کہ اسلام سے دیانت و اصابت رآیے اوٹھ جاے ۔ سچی صداقت اور راستبازی کا خاتمہ ہو جاے ۔ حسد ۔ کینہ ۔ مخالفت ۔ حرص دولت ۔ طمع دنیاوی کی بنیادین مضبوط کیجاوین اور کچھہ حاصل نہین ۔ اسلام جسکی غرض خاص و عام کی ہدایت تھی اور دینداری ۔ اخلاق کی شائستگی ۔ اخلاص و اتحاد کی تعلیم و تربیت اور ان تعلیمات کا مدعا تہا کہ سابق شریعتون کے اون ناکمل اور غیر مرتب ضروریات کی پوری تکمیل ہو جاے ۔ جو ابھی تک ناقص اور ادھورے

تھے۔ اسلام کا پہلا فرض تہا کہ وہ دنیا کو صداقت کی تعلیم دیے اور راستبازی سے کام لیکر ایک کو دوسرے کا شریک و ہمدرد بنائے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام انھین اصول سے خلافت کا کام کرنیوالے تھے مغیرہ ابن شعبہ کی تجویز کو امیرالمومنین کے اس حسن تدبیر سے کیا علاقہ۔ اس اصول مین اسلام کی سچائی تھی اور دینداری۔ اور اسمین چالاکی اور عیاری۔ اگرچہ یہہ امور سیاست ملکی کے جزو خاص بھی قرار دیے جائین مگر تاہم اوس ملک اور تخت کے شایان نہین ہو سکتے جہان اسلام کے نام سکہ جاری اور مخبر صادق کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ اس بنا پر امیرالمومنین علیہ السلام مغیرہ کی اس تجویز کو ایک ساعت کے لئے بھی سن نہ سکے اور نہایت متانت و استقامت کے ساتھ اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا۔

مَاكُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا — مین گمراہون کو اپنا مددگار بنانا نہین چاہتا

اب ایسی صریح و صحیح انکار کے بعد مغیرہ کو کسی اور امر کی کہان گنجائش باقی رہی یہہ سنکر اوٹھے اور اپنے گھر واپس گیے۔ اب مغیرہ ابن شعبہ کی آیندہ چال غور کے قابل ہے۔ اوسکی مشورت تو محض بیکار گئی۔ نتیجہ بالکل خلاف امید نکلا تو دوسرے دن مغیرہ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اس غرض سے کہ جبکہ کل کی تقریر کا اثر آپکے دل سے نکال دین نہین تو آپ کو ضرور شک ہوگا کہ مغیرہ معویہ کی سازش مین ہے۔ اور اوسکی جانبداری کرتا ہے۔ امیرالمومنین اوسوقت تنہا تھے اور اپکی صحبت بالکل خالی تھی۔ مغیرہ نے موقع پاکر نہایت آہستگی سے عرض کی کہ مین نے سب کو اپنی تجویز اور اپکی تدبیر سیاسی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا مجوزہ نظم عمل نہایت مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس عزل و نصب سے یہہ فائدہ ہوگا کہ مخالف سے موافق کی اور سرکش سے مطیع کی تمیز کامل ہو جایے گی۔ امیرالمومنین مغیرہ کی ذوجہتی کو خوب سمجھتے تھے۔ اور اوسکی مغویانہ ترکیبون کو خوب جانتے تھے اسلئے سوائے سکوت کے کچھہ نہ بولے۔ مغیرہ بھی انتظار جواب کر کے واپس گئے۔ عبداللہ ابن عباس بھی اتفاقاً اوسیدن مکہ سے واپس آیے امیرالمومنین کے پاس آے تو آپنے اون سے مغیرہ کی دونون مشورت کی تفصیلی کیفیت بیان کردی۔ تو عبداللہ ابن عباس نے کہا

لقد صدق بالاول وکذب بالاٰخر — اوسکی پہلی تجویز صحیح تھی اور اخر غلط

یہہ سنکر امیرالمومنین نے اونکو سمجھایا کہ مین اسکی مصلحت کو خوب سمجھتا ہون مگر اسمین سوائے دنیاوی فائدے کے اسلام کا کوئی نفع نہین ہے مین دنیا کے فائدے پر اہل اسلام کو حریص بنانا نہین چاہتا۔ مین اسلام کا امیر بھی ہون اور امین بھی۔ مجھکو سب سے پہلے وہی طریقے اختیار کرنے ہون گے جو ابتدا سے اسکے اصول قرار پا چکے ہین۔ مین اون اصول کو غیر مستقل اور ناکامل نہین چھوڑ سکتا اور نہ امت اسلام پر ایسے لوگون کو مسلط کرنا چاہتا ہون جو ان اصول کی پابندی نہین کرتے اور نہ اونکو حکومت اور رعایا کے ساتھ بجز اپنی خودغرضی کے اگے کوئی ہمدردی ہے۔ ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اہل اسلام کو جو بیشک خدا کی امانتین ہین ایسے ظالم۔ حیلہ جو اور خودغرض کی متابعت مین سپرد نکرین۔ جو نہ اونکے ہمدرد ہین اور نہ اونکو اصول اسلامی کی تعلیم دیے سکتے ہین

مغیرہ اور حضرت عائشہ — شکست بصرہ کی ہزار خرابیون کے بعد جب حضرت عائشہ باغراز تمام و با کامل احترام مدینہ منورہ مین

تشریف لائین تو مغیرہ ابن شعبہ اونکی مزاج پرسی کو گئے۔ آپس مین حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

حضرت عائشہ - جنگ جمل مین تم نے تو دیکھا تھا میرے ہودج مین کسطرح تیر لگے تھے۔ اونمین سے چند تیر تو میرے جلد بدن مین چبھ گئے تھے۔

مغیرہ ابن شعبہ - میری تو تمنا تھی کہ تم انھین تیرون سے قتل ہو جاتین۔

حضرت عائشہ - یہہ تم کیون کہتے ہو۔

مغیرہ ابن شعبہ - اسلئے کہ قتل عثمان مین جو تم نے سعی و کوشش کی تھی شاید اونکا کفارہ ہو جاتا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۶۷

لطف تو یہ ہے کہ خود بدولت حضرت عائشہ ہی کے جانبدارون مین تھے۔ اب ان سے کون پونچھے کہ جب آپ انکے قتل ہی کے خواہان تھے تو انکی جانبداری کیا کرنے گئے تھے۔ نہین۔ آپ تو اپنی فطرت کے موافق اپنی خودغرضی کے خیال و تمنا مین اس ارادے کیساتھ شریک ہو گئے تھے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد شاید انکے اور انکے ولی نعمت معویہ کے لئے کامیابی کا کوئی رستہ کھل جائے ہم کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایسے مدبر کا یہ خیال انکی سیاسی حماقت تھی اسلئے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد عبد اللہ ابن زبیر سد راہ تھے اور اونکے مقابلے مین حضرت عائشہ نہ معاویہ کا کوئی وجود سمجھتی تھین اور نہ مغیرہ کی کوئی ہستی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کوآتھ ضلع آرہ

شریف العمارت

۹ ربیع الثانی

سنہ ۱۳۵۰ھ

المولف

عبدہ الاحقر

(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

عفی عنہ

—— منقول عنہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۵۱ ہجری ——

